وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

الانبیاء: ۱۰۷

"اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو تمام جہان کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے"

آغوشِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ کے رسول ﷺ بچوں کے درمیان

تحقیق و ترتیب

مولانا محمد اسلم زاہد

الهادی
للنشر والتوزیع

Marfat.com

Marfat.com

وما أرسلنك إلا رحمة للعلمين

الانبیاء: ۱۰۷

"اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو تمام جہان کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے"

آغوشِ پیغمبر ﷺ

اللہ کے رسول ﷺ بچوں کے درمیان

تحقیق و ترتیب

مولانا محمد اسلم زاہد

الھادی للنشر والتوزیع

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— آغوش پیغمبر ﷺ
اللہ کے رسول ﷺ بچوں کے درمیان

تحقیق و ترتیب ———— مولانا محمد اسلم زاہد مدرس بیت العلوم لاہور

طباعت ———— جولائی ۲۰۱۵ء

297-9921
آ 2 ز
125295

استدعا: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشر ہونے کے ناطے اگر سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو تو مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ جزاك الله خيرا كثيرا

منجانب احباب الهادی للنشر والتوزیع لاهور

الھادی للنشر والتوزیع
۳۸۔ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور۔
Ph:0423-7361473
Mob:0345-7492333-0300-6609226

Marfat.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
ابتدائیہ	27
باب نمبر ۱ **اللہ تعالیٰ سے بچوں کا تعلق**	
اللہ اور حضرت محمد ﷺ کے کلام میں بچوں کا تذکرہ	37
۱۔اے بچے اپنے رب کو پہچان	40
۲۔بیماری بھی اللہ دور کرتا ہے	41
۳۔اللہ ماں سے ستر گنا زیادہ مہربان ہے	42
۴۔وہ تمہیں عذاب کیوں دے گا؟	43
۵۔بچہ اعمال کا مکلف نہیں	44
۶۔سب سے پہلا نمازی و حاجی لڑکا	44
۷۔کم سن امام، قاری قرآن اور عاشقِ رسول ﷺ	45
۸۔اعمال و اخلاق کے لیے عملی راہنمائی	48
۹۔بچے والدہ کے ساتھ مسجد میں	48
۱۰۔بچوں میں اللہ کا تعارف	49
۱۱۔مدینہ میں پہلا اسلامی وقف	50
۱۲۔بچوں میں نبی اکرم ﷺ کی محبت	51

Marfat.com

باب نمبر ۲

سید دو عالم ﷺ کا بچپن

معصومانہ ادائیں، ہم عمر بچوں سے ملاقاتیں

۱۳۔ محمد کریم ﷺ کے بچپن کی چند باتیں	55
۱۴۔ حضرت عبداللہ و آمنہ کے لختِ جگر	57
۱۵۔ حضرت ابوالقاسم محمد ﷺ	58
۱۶۔ اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں	58
۱۷۔ آپ ﷺ سے ملنے والے اولین بچے	59
۱۸۔ ایامِ رضاعت میں چند بچوں سے ملاقاتیں	60
۱۹۔ حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کی گود میں ایک معجزہ	61
۲۰۔ اُمّی! مجھے بھائیوں کے ساتھ بھیجا کریں	61
۲۱۔ محمد ﷺ بھائی کو کوئی لے گیا	62
۲۲۔ برف کے ساتھ قلب و جگر دھو دیے گئے	63
۲۳۔ شیطان کا حصہ نکال دیا گیا اور نور کی مہر لگا دی گئی	64
۲۴۔ یہ بچہ سب سے وزنی ہے	64
۲۵۔ حضرت شیما رضی اللہ عنہا عظیم بھائی کے سامنے	65
۲۶۔ حضرت شیما رضی اللہ عنہا کی دعائیہ لوری جو قبول ہوئی	66
۲۷۔ جناب عبدالمطلب کی گود میں	67
۲۸۔ مدینہ آمد اور امّی کی وفات	68
۲۹۔ مدینہ، بچپن کی یادیں اور مدنی بچے	68
۳۰۔ مکہ واپسی، حمزہ و عباس رضی اللہ عنہما سے دوستی	69

Marfat.com

جناب عبدالمطلب کی مجلس میں	70
۳۱۔جناب عبدالمطلب کے گھر میں	71
۳۲۔جب مخلوق پانی کو ترس گئی	72
میں دیوانہ نہیں ہوں	73
۳۳۔سفر کا شوق	74
۳۴۔یہ بچہ معمولی نہیں	74
۳۵۔یہ بت شکن ہے	75
خلاصۃُ الباب	76

باب نمبر ③

محمد نام کے خوش قسمت بچے رضی اللہ عنہم، عہد نبوی ﷺ میں مبارک نام کا رواج

عرب میں مقدس نام کی پہچان	82
۳۶۔محمد نام تم نے رکھ لیا، کنیت بھی لے جاؤ۔۔۔۔۔!	83
۳۷۔حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن انس بن فضالہ الانصاری الظفری	85
۳۸۔حضرت محمد الانصاری رضی اللہ عنہ	86
۴۰۔حضرت محمد بن ثابت رضی اللہ عنہما	86
۴۰۔حضرت محمد بن جعفر (رضی اللہ عنہما) بن ابی طالب	87
۴۱۔حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ ابنِ الحارث و محمد بن حطاب رضی اللہ عنہ	88
۴۲۔حضرت محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما	89
۴۳۔حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما	90
۴۴۔حضرت محمد بن عمرو بن حزم الانصاری رضی اللہ عنہما	90

Marfat.com

۴۵۔حضرت محمد بن نبیط رضی اللہ عنہما الانصاری	91
خلاصۃُ الباب	92
صحابہ رضی اللہ عنہم میں محمدون کا ادب	92

باب نمبر ④
شبیہ الرسول ﷺ بچے (رضی اللہ عنہم)
جنہیں حسنِ محمد ﷺ کی جھلک مل گئی

۴۶۔آقائے نامدار ﷺ کے مشابہ سولہ (۱۶) خوش نصیب بچے	96
۴۷۔حضرت عبداللہ وعون ابنا جعفر طیّار رضی اللہ عنہما	98
بچے حضور ﷺ کی سواری پر	99
۴۸۔حضرت سیدنا حسن اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم	101
۴۹۔حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما	102
۵۰۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن نوفل	103
۵۱۔حضرت مسلم بن معتب رضی اللہ عنہما بن ابی لہب	103
۵۲۔حضرت ابوسفیان مغیرہ رضی اللہ عنہ بن حارث	104
۵۳۔حضرت عبداللہ ابی طلحہ رضی اللہ عنہما الخولانی	105
۵۴۔حضرت السائب بن عبید رضی اللہ عنہما	106
۵۵۔حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما	106
۵۶۔حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا وسیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ	107
۵۷۔محمد کریم ﷺ کے ساتھ اخلاقی شباہت	107
۵۸۔حضرت سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ	108
۵۹۔حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	109

Marfat.com

۶۰۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن العاص بن وعبدالرحمان رضی اللہ عنہ بن الحارث	109
۶۱۔ حضرت کابس رحمۃ اللہ علیہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ	110
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مشبہین رسول ﷺ	111
خلاصۃ الباب	111

باب نمبر ⑤
حبِ رسول ﷺ ہر بچے کی فطرت
کھلتے پھولوں میں کلمۂ اسلام کی خوشبو

۶۲۔ سب سے چھوٹے نے اللہ کے حبیب ﷺ کو پہچان لیا	115
لڑکے کا طبعی میلان اور بری صحبت کا اثر	116
۶۳۔ ایک نونہال کی ایمان افروز خواہش	117
حصولِ علم کی تمنّا	118
۶۴۔ آپ ﷺ سے لڑکے کی پہلی ملاقات	119
۶۵۔ یہ لڑکا زندہ رہا تو آخری نبی ﷺ کو دیکھے گا	120
نبی ﷺ کا نام اور بچّے کی محبت	121
۶۶۔ معجزہ کے لیے کم سن کا انتخاب	121
۶۷۔ وہ نوعمر لڑکا جس کے آنے کی اطلاع وحی کے ذریعہ کی گئی	122
۶۸۔ میں صرف بخشش اور دل کا غنا چاہتا ہوں	124

باب نمبر ⑥
معجزاتِ رسالت ﷺ کے حامل بچے رضی اللہ عنہم
جن کے جسم وجان دلائل نبوت (ﷺ) بن گئے

۶۹۔ حضرت سیدنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے روشنی کا غیبی نظام	129

Marfat.com

۷۰۔بکری کے دودھ میں برکت کی گواہ بچی	130
۷۱۔اے اللہ کے دشمن! بچے کو پریشان نہ کر!	131
۷۲۔یہ بچہ لوگوں کو سیراب کرے گا	131
دُعائے نبوی ﷺ کے طفیل لاکھوں کی سیرابی	132
۷۳۔لعابِ مبارک کی برکت	133
۷۴۔چند عظیم معجزات جو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے دیکھے	134
بکری کے پایوں میں برکت	135
کھجوروں کے درخت حضور ﷺ کے قدموں میں	136
۷۵۔حضور اکرم ﷺ کی نماز، خوشبو اور مہر نبوت کے گواہ	137
حضور اکرم ﷺ کی نماز اور حلیہ کی باتیں	138
ایک بچے کی پیشانی پر معجزہ	139
۷۶۔آپ ﷺ کی دعا سے صحت، جوانی، جہاد اور جنت	140
۷۷۔ایک نومولود نے رسالت کی گواہی دی	141
نہ بولنے والے کو زبان مل گئی	142
۷۸۔سر پہ ہاتھ پھیرنے کے ثمرات	142
سر پر ہاتھ پھیرنے کی علت	142
۷۹۔بچوں کے لیے دعائیں اللہ کے حکم سے	144
۸۰۔ان کے ہاتھ پھیرنے کا اثر زندگی بھر رہا	144
۸۱۔ایک سو بیس سال تک سر سفید نہ ہوا	145
۸۲۔ایک نوعمر لڑکے نے اپنے وفد کے ساتھ معجزہ دیکھا	146
۸۳۔ابن بسر رضی اللہ عنہما نے گھر میں خوشحالی کا معجزہ دیکھا	147

Marfat.com

۸۴۔ایک اور معجزہ جو تقریباً سو سال تک دیکھا گیا	148
خُلاصۃُ الباب	149

باب نمبر ۷
پہلی اُمتوں کے چند بچے
جن کا ذکر محفلِ نبوی ﷺ میں ہوتا تھا

۸۵۔قومِ نوح علیہ السلام کا ایک بچہ	153
۸۶۔گیارہ بچے، جنہوں نے ایامِ رضاعت میں گفتگو کی	154
۸۷۔حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کا گواہ بچہ	154
۸۸۔حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ بچہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام	155
۸۹۔بنتِ فرعون کی خادمہ کی بیٹی	156
۹۰۔چھ بچے جنہوں نے ایامِ رضاعت میں بات کی	157
۹۱۔سیدنا داوٗد علیہ السلام کا فیصلہ اور حقیقی ماں کا تعین	159
خُلاصۃُ الباب	159

باب نمبر ۸
عشقِ رسالت مآب ﷺ کے پیکر بچے (رضی اللہ عنہم)
حُبِّ نبوی ﷺ کے ایمان افروز مناظر

۹۲۔بچے کو حضور ﷺ کی دعا مل جائے	163
۹۳۔بچہ کی پیدائش پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعرہ تکبیر	165
ننھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیعت جس سے حضور ﷺ خوش ہو گئے	166
۹۴۔ایک بچہ جو حضور ﷺ کو دم کرنے لگا	168
۹۵۔تم نے عطاءِ نبی ﷺ کی قدر کی ہے	168

Marfat.com

۹۶۔سر پر علامتِ معجزہ کی قدر	169
۹۷۔میرے دادا کے سر پر حضور ﷺ نے ہاتھ رکھا	170
۹۸۔حضور اکرم ﷺ کی نسبتوں پر فخر	171
۹۹۔بچی نے حضور ﷺ کا دامن تھاما	172
۱۰۰۔تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا صحابی رضی اللہ عنہ سے سوال	174
۱۰۱۔جس رخسار پر نبی ﷺ کا ہاتھ لگا	175
۱۰۲۔حضور ﷺ کے عطیہ پر ترجیح کیوں؟	175
۱۰۳۔بچے رات گئے تک حضور ﷺ کے پاس رہتے	176
خُلاصۃُ الباب	178

باب نمبر ۹

حبیبانِ حبیب ﷺ بچے (رضی اللہ عنہم)

محبوبِ خدا ﷺ نے جن سے محبت کی

۱۰۴۔مدینہ کے بچوں کا کھلونا	181
۱۰۵۔یہ آنسو بچوں کیلئے رحمت ہیں	182
۱۰۶۔بچوں کی مائیں جنت میں	183
۱۰۷۔بچوں کا بوسہ لینا بھی رحمت کا تقاضا ہے	185
۱۰۸۔بچوں کے سر پہ دستِ شفقت	185
۱۰۹۔بچے نبی ﷺ کی دُعاؤں میں	186
۱۱۰۔بچی حضور ﷺ کی گود میں	187
۱۱۱۔آپ کو جوتا پہنا دوں؟	188
۱۱۲۔ارے ابو عمیر رضی اللہ عنہ! تمہاری چڑیا کیا ہوئی؟	189

Marfat.com

۱۱۳۔ ننھے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دعائیں	189
۱۱۴۔ بچے کی وجہ سے نماز مختصر	190
۱۱۵۔ صحابی رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لیے خصوصی شفقت	191
۱۱۶۔ بچوں سے دل لگی کا ایک اور خوبصورت منظر	192
۱۱۷۔ بچوں سے دل لگی غفلت کی علامت نہیں	193
۱۱۸۔ حضور ﷺ بچوں کے ساتھ خود کھیلنے لگے	194
۱۱۹۔ محمود رضی اللہ عنہ کے منہ پر آپ ﷺ نے کلی فرمائی	194
۱۲۰۔ رسولِ خدا ﷺ کے اعزّہ کے بچے	195
۱۲۱۔ میں بچے کو گرتا نہ دیکھ سکا	196
۱۲۲۔ بچوں میں چند قابلِ رشک مناظر	197
خُلاصۃُ الباب	197

باب نمبر ⑩

دربارِ رسالت ﷺ میں بچیوں کی آمد

صنفِ نازک کی عزت و وقار کا ذکر

۱۲۳۔ بچیاں حضور ﷺ کو اشعار سنا رہی تھیں	201
۱۲۴۔ حبشی بچوں کے کرتب میں حضور ﷺ کی دلچسپی	202
۱۲۵۔ دلہن کے ساتھ اشعار پڑھنے والی کیوں نہ بھیجی؟	203
۱۲۶۔ بچیوں سے محبت رکھو، وہ غمخوار ہوتی ہیں	204
۱۲۷۔ یتیم بچیوں کیلئے ایک عظیم معجزۂ نبوی کا ظہور	205
دو رکعت نماز اور دعا کی کھلی برکت	206
حضور ﷺ کے قدموں سے ایک پیغام	206

Marfat.com

۱۲۸۔بہنوں کیلئے یہ قربانی کی ہے	207
۱۲۹۔اسلام کی سربلندی میں بچیوں کی دلچسپی	208
۱۳۰۔مدینۃ النبی ﷺ کے بچّوں کے جذبات	208
۱۳۱۔یہ اللہ کے رسول ﷺ آ گئے	209
۱۳۲۔مدنی بچیوں رضی اللہ عنہ کا ترانہ	209
۱۳۳۔آپ ﷺ کے ننھیال کی بچیاں	210
بچیو! محمد (ﷺ) بھی تم سے پیار کرتے ہیں	211
۱۳۴۔بچی کی پیدائش پر دعائے رحمت	211
۱۳۵۔ایک مظلوم بچی کی کہانی سنی اور حضور ﷺ آبدیدہ ہو گئے	211
۱۳۶۔نماز میں ایک بچی حضور ﷺ کے ساتھ	212
۱۳۷۔نبی کریم ﷺ کی محبوب ترین بچی	213
۱۳۸۔ایک بچی اور گھی میں برکت کا معجزہ دیکھا	213
۱۳۹۔اللہ کی عنایت سے فائدہ اٹھاؤ!	214
۱۴۰۔بچی کی نعت اور اصلاح	215
۱۴۱۔بالغ بچیاں اور سر پہ دوپٹہ	216
۱۴۲۔بچوں سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا	217
۱۴۳۔حضور اکرم ﷺ ننھی بچیوں کا لباس اور زیور	217
۱۴۴۔حضرت اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کو اچھی چادر اوڑھائی	218
۱۴۵۔جب ایک بچی مہر نبوت سے کھیلنے لگی	219
۱۴۶۔دور نبوی ﷺ میں بچیوں کی تعلیم	219
۱۴۷۔دربارِ رسالت ﷺ میں ایک مقدمہ	220

Marfat.com

۱۴۸۔حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بچپن کی یادیں	222
حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا اور اس کے پر	222
خلاصۃ الباب	223

باب نمبر ⑪

مُعلّمِ انسانیت ﷺ کے شاگرد بچے (رضی اللہ عنہم)

تربیت نبوی ﷺ کے تابناک نقوش۔راہنما واقعات

۱۴۹۔حفاظتِ حدیث کے لیے ایک معصوم کا انتخاب	227
حدیثِ طیبہ کی اوّلین کتاب	228
۱۵۰۔کم سن طلبہ رضی اللہ عنہم اور حفاظتِ حدیث	229
۱۵۱۔حفاظتِ حدیث کے لیے نوعمر کو لکھنے کی اجازت	230
۱۵۲۔اے بیٹے! اہلِ خانہ کو سلام کیا کر، برکت ہوگی	231
۱۵۳۔آپ ﷺ بچوں کو خود سلام کرتے	232
۱۵۴۔حضرات حسن، حسین اور محسن رضی اللہ عنہم	232
۱۵۵۔اس بچے کا نام منذر رکھ دو	233
۱۵۶۔حزن سے سہل رضی اللہ عنہ تک	234
غزوات میں شرکت کا شوق	235
۱۵۷۔حضرت اُنیس، اُسیم رضی اللہ عنہما	236
۱۵۸۔حضور اکرم ﷺ کا اندازِ امتحان	237
تم امتحان میں پاس ہوتے تو۔۔۔۔۔۔	238
۱۵۹۔عقلِ سلیم وعلمِ جلیل کے حامل بچے	239
ہجرت وجہاد کی سعادت	240

Marfat.com

۱۶۰۔اپنے بچوں سے جھوٹا وعدہ نہ کرو	240
والدین بچوں کو اچھی تعلیم دیں	241
۱۶۱۔اے بیٹے درختوں پہ ڈھیلے کیوں پھینکتا ہے؟	241
۱۶۲۔صدقہ ہمارے لیے جائز نہیں	242
۱۶۳۔ایک خوش قسمت جسے آپ ﷺ نے تعلیم دی	242
۱۶۴۔قرآنی آیت کا مصداق بچہ اور ستر پوشی کی تعلیم	243
۱۶۵۔ بیٹے! چادر درست کرو	244
۱۶۶۔بچوں کے لیے زیور کی ضرورت نہیں	245
۱۶۷۔بچے کو سادگی کا درس	246
۱۶۸۔بچے قبولِ اسلام کے فوراً بعد تعلیم قرآنِ کریم	247
یہ لڑکا بہت اچھا ہے	248
۱۶۹۔ننھا قاری قرآن صاحبِ قرآن کی خدمت میں	248
سفارتی خط و کتابت اور کتابتِ قرآن	249
قرّاء کی جماعت اور قلم و قرطاس	250
۱۷۰۔نسل در نسل تعلیم کا انتظام	250
۱۷۱۔طالبِ علم کا امتحان	252
اے لڑکے تیرے کان نے صحیح سنا ہے	253
۱۷۲۔مدینہ کے اولین طالب علم بچے	253
۱۷۳۔معلم مدینہ ﷺ کی شاگردی	254
۱۷۴۔حضور ﷺ کے ہاں طالب علموں کی قدر	255
۱۷۵۔نبی ﷺ کی دعاؤں کے طفیل علم مل گیا	257

Marfat.com

۱۷۶۔ بچوں کی نمازیں، حج اور جہاد کیوں؟	258
۱۷۷۔ ایک نوعمر مؤذّن	259
خلاصۃُ الباب	260

باب نمبر ⑫

محمد کریم ﷺ کے خاندانی بچے (رضی اللہ عنہم)

بچپن میں جنہیں آپ ﷺ کا قرب مل گیا

۱۷۸۔ سیدنا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ	265
۱۷۹۔ سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ کی باتیں	266
عقیدے کی درستگی	267
ایک غریب کے گھر میں برکت	267
۱۸۰۔ حضور اکرم ﷺ کی بیٹیاں	268
۱۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بچے	269
۲۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد	270
۳۔ حضرت سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا	271
۴۔ حضرت سیدہ فاطمۃُ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد	272
حضرات حسنین، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور محسن رضی اللہ عنہم	273
تعلیم وحُبِّ نبی ﷺ	273
۱۸۱۔ نواسے کے لیے سجدے میں طوالت	274
حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور نبی اکرم ﷺ	275
کبھی ممبر اور کبھی دوشِ رسول ﷺ پر	277
۱۸۲۔ بچوں سے حُبِّ نبوی ﷺ کے مختلف انداز	277

Marfat.com

۱۸۳۔حضرت علی رضی اللہ عنہ محمد کریم ﷺ کی سر پرستی میں	278
سب سے پہلا نمازی بچہ	278
سب سے پہلا ناصرُ الاسلام بچہ	279
ایک بچے کے نقش قدم پر پورا خاندان مسلمان	280
خُلاصۃُ الباب	281

باب نمبر ⑬

رسول اکرم ﷺ کے زیر کفالت بچے (رضی اللہ عنہم)

حجراتِ نبوی ﷺ کی دل نشیں کہانیاں

۱۸۴۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	285
۱۸۵۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	287
حضور ﷺ کے پاس دومرتبہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا	287
جاؤ کاتبِ وحی معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ!	288
علمِ فقہ وتاویل کی دعاء	288
شعب ابی طالب میں	289
قرآنی آیت کے مصداق بچے	289
نماز میں حضور ﷺ نے دائیں کھڑا کرلیا	290
حضورِ مکرم ﷺ کی یاد	291
اِمامُ الانبیاء علیہ السلام کا ادب واحترام	291
۱۸۶۔حضرات ربائبُ رسولِ اللہ ﷺ	292
۱۸۷۔ ربیبُ النبی ﷺ اور وصّافِ رسول ﷺ	293
۱۸۸۔حضرت سلمہ بن ابی سلمہ قرشی رضی اللہ عنہما	294

Marfat.com

۱۸۹۔ حضرت محمد بن ابی سلمہ القرشی رضی اللہ عنہما اور ان کے بھائی	294
۱۹۰۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما	294
۱۹۱۔ محبوب ابنِ محبوب رضی اللہ عنہما	295
حضور ﷺ کی نگاہوں میں	296
۱۹۲۔ محبوبِ خدا ﷺ کے دو محبوب	296
بیٹا، باپ کے نقشِ قدم پر	297
۱۹۳۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	297
حارثہ کی آمد اور زید رضی اللہ عنہ سے ملاقات	299
۱۹۴۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	299
۱۹۵۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما	301
۱۹۶۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی نسل کے ہر بچے سے محبت	301
۱۹۷۔ حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ اور خدمت حبیب ﷺ کا شوق	302
۱۹۸۔ حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت عبید	302
۱۹۹۔ حضرت سیدہ اُمّ کلثوم بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما	303
۲۰۰۔ حضرت درہ و زینب بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ عنہما	303
۲۰۱۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما	303
خلاصۃُ الباب	304

باب نمبر ۱۴

رسولِ رحمت ﷺ اور یتیم بچے (رضی اللہ عنہم)

آپ ﷺ کے سائبانِ شفقت میں پناہ گزینوں کے واقعات

۲۰۲۔ دل کی سختی کا علاج یتیموں سے پیار	310

Marfat.com

۲۰۳۔یتیم بچے کی دادرسی اور آیت کا نزول	311
۲۰۴۔ایک معجزے کا ظہور یتیم کے لیے	313
۲۰۵۔یتیم بچے سے سچی محبت اور انصاف کی زریں مثال	314
۲۰۶۔یتیم بچیوں کی کفالت اور شادیاں	315
۲۰۷۔اس یتیم بچی کا کیا حال ہے؟	316
۲۰۸۔ایک یتیم بچہ جوامت کا مقتدا اور امام بن گیا	317
یتیمی، ایمانی امتحان اور کامیابی	318
عمر میں چھوٹے اور علم میں سب سے بڑے	319
۲۰۹۔یتیم بچے پر شفقتِ نبوی ﷺ کا ایمان افروز واقعہ	321
۲۱۰۔آج کے بعد تم میرے اہلِ بیت میں سے ہو!	322
یتیم بچوں کے کھانے کا خیال	323
ایک یتیمہ کے لیے آنسو	324
۲۱۱۔جس کا کوئی نہ ہو محمد کریم ﷺ اس کے ولی	324
۲۱۲۔ایک یتیم بچہ جس نے اپنی ماں کا نکاح کیا	325
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یتیم پروری کے اثرات	327
خُلاصۃُ الباب	328

باب نمبر ⑮

اللہ کے محبوب ﷺ اور بچوں کے حقوق

زریں فیصلے اور قانون ساز واقعات

۲۱۳۔پیدائش سے پہلے کے حقوق	333
۲۱۴۔خوبصورت سا نام رکھنا	334

Marfat.com

۲۱۵۔ گھٹی، اذان، اور عقیقہ	335
۲۱۶۔ دودھ پلائی، نماز اور سونے کے آداب	336
۲۱۷۔ بچے کی تربیت، روزی میں برکت کا ذریعہ	336
۲۱۸۔ بچوں کے جذبات کی رعایت	337
۲۱۹۔ بچے آپ ﷺ سے بے تکلف ہو جاتے تھے	338
۲۲۰۔ ماں کے پیار سے محروم نہ کرو!	339
۲۲۱۔ فیصلہ بچے کے ہاتھ میں	339
۲۲۲۔ بچی اور بچے کو برابر کا پیار دو!	340
۲۲۳۔ غلام اور رشتہ دار بچوں میں مساوات	340
۲۲۴۔ میں ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا	340
حُبِّ رسول ﷺ اور نماز و دُعا کا حق	341
۲۲۵۔ بچوں کو ہر ممکنہ شر اور تکلیف سے بچانے کا فکر	342
۲۲۶۔ علاج میں بچوں کو تکلیف نہ دو!	342
۲۲۷۔ بچوں کے حقوق کا خیال گناہوں کی معافی کا ذریعہ	343
۲۲۸۔ بچوں کے حقِ نشوونما اور پرورش کا ثواب	343
۲۲۹۔ ایک یتیم بچے کا مالی معاملہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں	345
۲۳۰۔ دائیں طرف سے تقسیم اور بچے سے ابتداء	345
۲۳۱۔ بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری رئیسِ مملکت پر	346
۲۳۲۔ حُدودُ اللہ میں بھی بچوں کی تربیت کا فکر	348
خلاصۃُ الباب	349

Marfat.com

باب نمبر ⑯
محفلِ نبوی ﷺ میں غیر مسلم بچوں کی آمد
اخلاقِ نبویہ ﷺ اور جذبِ اسلام کی باتیں

۲۳۳۔آنحضرت ﷺ کا خادم ایک یہودی لڑکا	353
۲۳۴۔کافر بچوں اور بچیوں کی وجہ سے دشمنِ اسلام کو معافی	356
۲۳۵۔اے لڑکے! تم پڑھے لکھے ہو۔۔۔!	357
۲۳۶۔یہودی عالم کا بیٹا اسلام سے آشنا	359
۲۳۷۔حضرت ابومغویہ عبدالّلات سے۔۔۔۔۔ابوراشد عبدالرحمٰن تک	360
۲۳۸۔آئے تو کافر تھے، گئے تو مؤذّنِ بیت اللہ تھے	361
خلاصۃُ الباب	364

باب نمبر ⑰
رسولِ انور ﷺ کے خدام بچے (رضی اللہ عنہم)
خدمتِ حبیب ﷺ پر فائز خوش نصیب نونہال رضی اللہ عنہم

۲۳۹۔یہ ننھا انس آپ ﷺ کی خدمت کے لیے ہے	369
فوز وسعادت کے دس سال	370
حضور ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا!	371
یَاذَاالْاُذُنَیْنِ! (اے دو کانوں والے!)	372
۲۴۰۔آپ ﷺ کی ناز برداریاں کرنے والے	372
۲۴۱۔حضور ﷺ اور اہلِ صُفّہ رضی اللہ عنہم کے خادم بچے	374
۲۴۲۔آٹھ خدامِ رسول ﷺ اور صُفّہ کے طالب علم بچے	374
اہلِ صُفّہ خدام حبیب ﷺ کے لیے ایک معجزہ	375

Marfat.com

۲۴۳۔سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	377
۲۴۴۔حضرت اسلع بن شریک تمیمی رضی اللہ عنہ	378
حضور ﷺ کے جنازہ میں شامل کون تھے؟	379
۲۴۵۔حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بن الاسقع بن کعب	379
۲۴۶۔حضرت جندرۃ بن خیشنۃ الکنانی رضی اللہ عنہ	380
خلاصۃُ الباب	381

باب نمبر ⑱

مجالس نبویہ ﷺ اور جنت مکانی بچے

جنتِ ارضی پر آسمانی جنت کے مہمان بچوں کا تذکرہ

۲۴۷۔مرحوم بچے جنت میں	385
۲۴۸۔جنت کے مکین بچے جہنم سے بچانے کا ذریعہ	387
جنتی بچے والدین کو ساتھ لے جائیں گے	387
۲۴۹۔جنت کے باسی بچے کے والد سے چند باتیں	388
۲۵۰۔ایک کم سن کی تمنائے شہادت اور جنت میں جانے کا شوق	389
۲۵۱۔عمر کم پائی اور جنت بڑی پائی	390
خلاصۃُ الباب	391

باب نمبر ⑲

جہاد اور ہجرت میں بچوں (رضی اللہ عنہم) کا کردار

عہد نبوی ﷺ کے کم جانثاروں رضی اللہ عنہم کے واقعات

۲۵۱۔بچے دارُ الامتحان میں (قربانیوں کا پہلا مرحلہ) حبسِ بے جا	395
۲۵۲۔حبشہ اور مدینہ طیبہ کی ہجرت (قربانیوں کا دوسرا مرحلہ)	396

Marfat.com

۲۵۳۔ایک ننھا مہاجر راہِ خدا میں جس کا ہاتھ ٹوٹ گیا	397
۲۵۴۔صحابی بچے جہاد کے میدانوں میں (قربانی کا تیسرا مرحلہ)	398
۲۵۵۔مجاہد بچوں کے شوق شہادت سے شرعی مسئلہ کا حل	399
۲۵۶۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بن الخطاب	400
۲۵۷۔میدان اُحد سے بچوں کی واپسی اور مدینہ کی حفاظت کا شرف	401
۲۵۸۔حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ	402
۲۵۹۔حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہما	402
۲۶۰۔حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما	403
۲۶۱۔حضرت سیدنا زید بن جاریۃ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ	404
۲۶۲۔حضرت سیدنا سعد بن ربیع (ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ)	405
۲۶۳۔حضرت سیدنا سہل بن عقیب رضی اللہ عنہ	405
۲۶۴۔حضرت ابوسعید سعد بن مالک الخذری رضی اللہ عنہ	405
۲۶۵۔حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما	405
۲۶۶۔حضرت سیدنا سعد بن الحبتۃ البجلی رضی اللہ عنہما	406
۲۶۷۔حضرت عرابۃ رضی اللہ عنہ بن اوس	407
۲۶۸۔حضرت سیدنا اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بن رافع بن عدی	408
۲۶۹۔مجاہد بچوں کے نگران دو بزرگ صحابی رضی اللہ عنہما	408
۲۷۰۔حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ	409
۲۷۱۔جنگِ اُحد کے کم سن سپاہی	410
۲۷۲۔ایک اور بچے کی جنت جانے کی تڑپ	412
۲۷۳۔عہدِ نبوی ﷺ کا نونہال مجاہد اور آسمانی تصدیق	413

۱۲۵۲۹۵

Marfat.com

۲۷۴۔صحابی بچوں میں اللہ کے لیے سر کٹانے کا جذبہ	415
۲۷۵۔عہدِ نبوی ﷺ کا ایک اور جاں نثار نوعمر لڑکا	416
۲۷۶۔حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما	417
۲۷۷۔اللہ کے رسول ﷺ کے سپاہی	418
۲۷۸۔تبوک کے دو کم سن شرکاء	419
۲۷۹۔نوعمر مجاہد جس کے رونے کا ذکر قرآن کریم میں آیا	420
۲۸۰۔بچے کی بہادری اور آپ ﷺ کی خوشی	422
۲۸۱۔دوستوں کے ساتھ دوڑ اور حضور ﷺ کا شوق	425
خُلاصۃُ الباب	427

باب نمبر ۲۰

المُتفرّقات

آپ ﷺ کے عہد مبارک میں آنکھیں کھولنے والے

* اعزازی اہل بیت بچے (رضی اللہ عنہم)۔
* جن کا کان حضور ﷺ نے پکڑا۔
* سید دو عالم ﷺ پر پیشاب کرنے والے بچے رضی اللہ عنہم

عہدِ نبوی ﷺ میں پیدا ہونے والے بچے	431
۲۸۲۔حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہما	431
۲۸۳۔حضرت بشیر بن ابی مسعود رضی اللہ عنہما	432
حضرت تمیم رضی اللہ عنہ بن نیاان بن سلمۃ الثقفی	432
۲۸۴۔حضرت السائب بن ابی لبابۃ رضی اللہ عنہما	433
۲۸۵۔حضرت سعد بن زید الانصاری رضی اللہ عنہما	433

Marfat.com

۲۸۶۔ حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما بن عمر القرشی	434
۲۸۷۔ حضرت عبداللہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما	434
۲۸۸۔ حضرت سنان بن سلمۃ رضی اللہ عنہما	435
۲۸۹۔ حضرت مریم بنتِ ابی مریم الغسانی رضی اللہ عنہما	435
۲۹۰۔ حضرت سہلہ بنتِ عاصم رضی اللہ عنہما	436
۲۹۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما	436
۲۹۲۔ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہما	437
۲۹۳۔ حضرت ابوامامہ سعد رضی اللہ عنہ بن حنیف	437
۲۹۴۔ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہما	437
۲۹۵۔ حضرت محمد بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما	438
۲۹۶۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	438
۲۹۷۔ حضرت ضُمَیہ اللّیثِیۃُ الدّاریۃ رضی اللہ عنہا	439
۲۹۸۔ حضرت علی بن زینب رضی اللہ عنہما بنتِ رسول اللہ ﷺ	439
۲۹۹۔ حضرت کثیر ابن الصّلت رضی اللہ عنہ بن معدی کرب الکندی	440
۳۰۰۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما	440
۳۰۱۔ حضرت عبیداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما	441
۳۰۲۔ حضرت عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہما	441
۳۰۳۔ حضرت مدلوک ابوسفیان رضی اللہ عنہ	442
۳۰۴۔ حضرت وھب بن عبداللہ بن مسلم رضی اللہ عنہما	442
۳۰۵۔ حضرت اسماء الشامی، الازدی رضی اللہ عنہ	442
۳۰۶۔ حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہما	443

Marfat.com

۳۰۷۔ حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہما	443
تین خوش (اعزاز اہل بیت) نصیب بچے رضی اللہ عنہم	444
۳۰۸۔ حضرت بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہما	445
۳۰۹۔ حضرت ابن بشر بن غزیہ رضی اللہ عنہما	446
۳۱۰۔ حضرت بشیر بن عفراء رضی اللہ عنہما	446
سات خوش قسمت بچے رضی اللہ عنہم (جن کا کان حضور ﷺ نے پکڑا)	447
۳۱۱۔ حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما	447
۳۱۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ	448
۳۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	449
۳۱۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما	449
۳۱۵۔ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہما	450
۳۱۶۔ حضرت عبدالمطلب اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما	451
چھ ننھے بچے رضی اللہ عنہم (جن کی وجہ سے حضور ﷺ نے لباس دھلوایا)	452
۳۱۷۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اپنے نانا جی ﷺ کی گود میں	453
۳۱۸۔ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی گود میں	454
۳۱۹۔ حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوتی ہیں	454
حضرت سیدنا ابن الزبیر رضی اللہ عنہما	454
۳۲۰۔ حضرت سیدہ اُم قیس رضی اللہ عنہا اپنے بچے کو لے کر حاضر ہوتی ہیں	454
۳۲۱۔ حضرت اُم حبیبہ بنت عباس رضی اللہ عنہما اپنی والدہ کے ساتھ	455
کتابیات	457

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اِبتدائیہ

جب سے قلم و قرطاس کے ساتھ وابستگی ہے اس وقت سے ہی ارادہ ہے کہ سید الاولین والآخرین ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر کچھ لکھوں، تاخیر یہ سوچ کر ہوتی رہی کہ جس موضوع پر چودہ صدیوں سے کام ہو رہا ہو اور لاکھوں سیرت نگار اپنے ہدیے لیے بارگاہِ اقدس میں موجود ہوں، وہاں ایک معمولی طالب علم آخر کیا پیش کرے؟ میں اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی سیرت لکھنا چاہتا تھا، بالآخر مجھے آپ ﷺ ہی کے ایک ارشاد نے حوصلہ دیا فرمایا:

لَوۡ اُھۡدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلۡتُ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۱۰۲۴۸)

"مجھے ہدیہ میں کوئی بکری کا بازو بھی پیش کرے تو میں قبول کرلوں گا۔"

یہ حدیث پڑھ کر مجھے لگا، بس میرا کام آسان ہوگیا، میرا واسطہ کریم نبی ﷺ سے ہے۔ میرا پالا شفیق و مہربان ہادی ﷺ کے ساتھ ہے۔ اللہ کے فضل سے جو لکھوں گا، منظور ہوگا۔

یا رب تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر ما ایم میانِ دو کریم

خاتم النبیین ﷺ کے شمائل و اخلاق پر لکھنا اور پھر اس میں کسی نئے موضوع کو اپنانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ایک رات عادتاً کسی خاص موضوع پر لکھنے کا سوچ رہا تھا، معاً خیال آیا کہ محبوب کریم ﷺ کی محفل میں بچے بھی آتے تھے، ان میں مسلمان اور غیر مسلم

Marfat.com

سب ہی حاضر ہوتے تھے، صُفّہ پر بھی بچے تعلیم حاصل کرتے تھے، ان بچوں اور محمد کریم ﷺ کی ملاقاتیں کتنی ایمان افروز ہوں گی آپ ﷺ انہیں کتنی اہمیت دیتے تھے، آخری نبی ﷺ کے مبارک اوقات میں بچوں اور بچیوں کا کتنا حصہ تھا؟ جواب میں چند احادیث و واقعات دل کی تختی پر نمودار ہوئے اور ایک عربی کتاب کا نام یاد آیا:

''رِجَالٌ حَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ'' اور پھر دوسری کتاب ذہن میں آئی۔ نِسَآءٌ حَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

اول الذکر الشیخ خالد کی کتاب ہے یہ ان مردوں کا تذکرہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے قریب رہتے تھے، دوسری کتاب الشیخ محمد برہان کا شاہکار ہے، جو خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہونے والی مقدس خواتین کے ذکر پر مشتمل ہے، ان دونوں عربی کتابوں کا نام دل میں آتے ہی خیال ہوا کہ بچے بھی دربار رسالت میں آتے تھے، آپ ﷺ کی توجہ حاصل کرتے، دعائیں لیتے اور آپ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے تو کیوں نہ ایک تیسری کتاب:

''اَطْفَالٌ حَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ''

کے موضوع پر اُردو میں ہو، تاکہ سیرتِ نبوی ﷺ کا ایک اور خوبصورت باب تحریر ہوجائے، جب کام شروع کیا تو سیرت کی کتابیں، فہرستیں، اور ان کے موضوعات کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ سید الکونین ﷺ اور عہد نبوی ﷺ کے بچوں کا تذکرہ بہت وسیع ہے، یعنی وہ بچے نبی محترم ﷺ سے جن کی ملاقات ہوئی، آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، آپ ﷺ ان سے کھیلے، انہیں آداب کی تعلیم دی، دعائیں دیں، ان سے پیار بھری باتیں کیں، ان سے کچھ ارشاد فرمایا اور چھوٹی بچیاں، ان سے پیار کی باتیں، آداب کی تعلیم اور ان کے ساتھ زیور ولباس تک کے تذکرے موجود ہیں۔

الغرض! میرے لیے سیرت کے ایک بہت بڑے باغ کا دروازہ کھل گیا، جس کی ہر شاخ اور پھول تک رسائی میری دلچسپی کا محور بنی۔ اساتذہ کی دعاؤں کی برکت سے مالک الملک کا کرم ہے کہ اس نے مجھے سیرتِ نبوی ﷺ کے صدا بہار گلشن سے سیرابی کی

Marfat.com

توفیق سے نوازا، اور آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ مستند مجموعہ تیار ہوگیا۔ تادمِ تحریر کسی زبان میں اس موضوع پر اتنا مواد نہیں ہے کہ اس میں پونے تین سو کے قریب ایسے بچوں یا نوعمروں کا باحوالہ ذکر ہو جن کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں رہنے کا موقعہ ملا ہو۔ (فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ)

چند امور جن کا دورانِ تحریر خیال رکھا گیا، یہ ہیں:

(۱) صرف ان صحابہ رضی اللہ عنہم یا غیر صحابہ (غیر مسلم بچوں) کے واقعات کو لکھا جائے، جو بچپن میں پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یا لائے گئے۔

(۲) واقعہ کا مضمون واضح کر دیتا ہو کہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش ہونے والا واقعی نوعمر ہے، مثلاً بچے کو آپ ﷺ نے گھٹی دی، گود میں لے لیا، رخسار پر ہاتھ پھیرا یا آپ ﷺ نے اس کا نام رکھا۔

(۳) جس صحابی کو غُلَیِّمٌ لکھا گیا: یہ لفظ بچے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور ظاہر ہے غُلَیِّمٌ غُلَامٌ کی تصغیر ہے، اس کا معنی بچہ ہے۔

(۴) سیر کی کتابوں میں کسی صحابی کو صَغِیْرُ السِّنِّ لکھا گیا یا ان کو غُلَامٌ صَغِیْرٌ سے تعبیر کیا گیا تو انہیں بھی کم عمر شمار کیا گیا ہے۔

(۵) جنگِ بدر میں یا جنگِ احد وغیرہ میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو چھوٹا یعنی پندرہ سال سے کم عمر بچہ قرار دے کر واپس کر دیا گیا۔

(۶) صحابی خود بیان کریں کہ جب خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو میں صغیر السن تھا۔

(۷) ایسے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ہے جن کی عمر پہلی ملاقات میں بلوغت کے قریب تھی۔

اور بعض ایسے قریب البلوغ لڑکوں کا ذکر بھی کتاب میں ہے جو کسی قافلہ میں حاضر ہوئے اور وہ ''اَصْغَرُ الْقَوْمِ'' یعنی اہلِ وفد کے نزدیک سب سے چھوٹے شمار کیے جاتے تھے اور ان سے آپ ﷺ نے خصوصی گفتگو فرمائی۔

(۸) تمام مضامین کو بیس ابواب میں سمو دیا گیا ہے اور ہر باب ایک نئی طرز کا انتخاب

Marfat.com

ہے، شاید باب نمبر ۲ کے متعلق آپ کہہ سکیں کہ نبی اکرم ﷺ کے بچپن پر کتابیں موجود ہیں اس لیے اس باب میں خاص جدت نہیں ہے، اس کے متعلق عرض ہے کہ اس باب میں اس قسم کے واقعات ترجیحاً شامل کیے گئے ہیں، جن میں ننھے محمد ﷺ بچوں کے ساتھ رہتے، کھیلتے، بکریاں چراتے تھے۔ انیسہ رضی اللہ عنہا، ضمرہ رضی اللہ عنہا، درہ رضی اللہ عنہا، مسروح رضی اللہ عنہا، حمزہ رضی اللہ عنہ وعباس رضی اللہ عنہ، فاختہ رضی اللہ عنہا وحمامہ رضی اللہ عنہا اور ربطہ رضی اللہ عنہا کی باتیں اور ان معصوموں کی بے لوث، حقیقی محبت کے تذکرے پڑھنے کے بعد آپ محسوس کریں گے کہ یہ باب جدید ترتیب اور موضوعِ کتاب کے مطابق ہے۔

(۹) قارئین وقاریات اور بچوں کے ذوقِ مطالعہ کو سامنے رکھتے ہوئے، کتاب کا انداز واقعاتی رکھا گیا ہے، تمام واقعات پر نمبر لگا دیے گئے ہیں، اس لیے کسی بھی واقعہ کا حوالہ "خلاصۃ الباب" میں "واقعہ نمبر" کی اصطلاح کے ساتھ آئے گا۔ کتاب میں اختصار اور جامعیت پیدا کرنے، طوالت اور تکرار سے بچنے کیلیے یہ طرز اختیار کیا گیا ہے۔

(۱۰) ہر باب کو قرآنی آیات سے شروع کیا گیا اور ابواب کے آخر میں خلاصۃُ الباب بھی ہے:

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

سب روایات کو جن بیس (۲۰) ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے، ان کی تفصیل یہ ہے۔

باب نمبر ۱:۔ اللہ تعالیٰ سے بچوں کا تعلق

ایمانیات ☆ عبادات

باب نمبر ۲:۔ سیدِ دوعالم ﷺ کا بچپن

معصومانہ ادائیں ☆ ہم عمر بچوں سے ملاقاتیں

باب نمبر ۳:۔ "محمد" نام کے خوش قسمت بچے (رضی اللہ عنہم)

عہدِ نبوی ﷺ میں مبارک نام کا رواج

Marfat.com

باب نمبر ۴:۔ شبیہ الرسول بچے (رضی اللہ عنہم)
جنہیں حسنِ محمد ﷺ کی جھلک مل گئی۔

باب نمبر ۵:۔ حبِ رسول ﷺ ہر بچے کی فطرت
کھلتے پھولوں میں کلمۂ اسلام کی خوشبو۔

باب نمبر ۶:۔ معجزاتِ رسالت ﷺ کے حامل بچے (رضی اللہ عنہم)
جن کے جسم و جان دلائلِ نبوت بن گئے

باب نمبر ۷:۔ پہلی اُمتوں کے چند بچے
جن کا ذکر محفلِ نبوی ﷺ میں ہوتا تھا

باب نمبر ۸:۔ عشقِ رسالت ﷺ کے پیکر بچے (رضی اللہ عنہم)
حُبِ نبوی ﷺ کے ایمان افروز مناظر

باب نمبر ۹:۔ حبیبانِ حبیب ﷺ بچے (رضی اللہ عنہم)
محبوبِ خدا ﷺ نے جن سے محبت کی

باب نمبر ۱۰:۔ دربارِ رسالت ﷺ میں بچیوں رضی اللہ عنہن کی آمد
صنفِ نازک کی عزت و وقار کا ذکر

باب نمبر ۱۱:۔ مُعلّم انسانیت ﷺ کے شاگرد بچے (رضی اللہ عنہم)
تربیتِ نبوی ﷺ کے تابناک نقوش ☆ راہنما واقعات

باب نمبر ۱۲:۔ محمد کریم ﷺ کے خاندانی بچے رضی اللہ عنہم
بچپن میں جنہیں آپ ﷺ کا قُرب مل گیا

باب نمبر ۱۳:۔ رسولِ اکرم ﷺ کے زیرِ کفالت بچے
حجراتِ نبوی ﷺ کی دلنشیں کہانیاں۔

باب نمبر ۱۴:۔ رسولِ رحمت ﷺ اور یتیم بچے رضی اللہ عنہم
آپ ﷺ کے سائبانِ شفقت میں پناہ گزینوں کے واقعات

Marfat.com

باب نمبر ۱۵:۔ اللہ کے محبوب ﷺ اور بچوں کے حقوق

زرّیں فیصلے اور قانون ساز واقعات۔

باب نمبر ۱۶:۔ محفلِ نبوی ﷺ میں غیر مسلم بچوں کی آمد

اخلاقِ نبویہ ﷺ اور جذبِ اسلام کی باتیں۔

باب نمبر ۱۷:۔ رسولِ انور ﷺ کے خدام بچے (رضی اللہ عنہم)

خدمتِ حبیب ﷺ پر فائز خوش نصیب نونہال (رضی اللہ عنہم)

باب نمبر ۱۸:۔ مجالس نبویہ ﷺ اور جنت مکانی بچے (رضی اللہ عنہم)

جنتِ ارضی پر آسمانی جنت کے مہمان بچوں کا تذکرہ۔

باب نمبر ۱۹:۔ جہاد اور ہجرت میں بچوں کا کردار

عہدِ نبوی ﷺ کے کم عمر جانثاروں رضی اللہ عنہم کے واقعات۔

باب نمبر ۲۰:۔ مُتفرّقات

☆ آپ ﷺ کے عہدِ مبارک میں آنکھیں کھولنے والے بچے (رضی اللہ عنہم)۔

☆ اعزازی اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

☆ جن کا کان حضور ﷺ نے پکڑا

☆ آپ ﷺ پر پیشاب کرنے والے بچے (رضی اللہ عنہم)

ماخذ و مراجع کے متعلق گذارش ہے کہ تقریباً تمام حوالہ جات اصل عربی کتابوں کے ہیں، صرف دو یا تین حوالے مجبوراً "سیرُ الصَّحابہ رضی اللہ عنہم" کے دیے گئے ہیں، اس ساری کتاب کو "المَكْتَبَةُ الشَّامِلَة" کی منشور کتب سے مدلل رکھنے کی پوری کوشش رہی ہے۔ دورانِ تالیف یہ احساس غالب رہا کہ جو بھی لکھا جا رہا ہے، وہ لکھوایا جا رہا ہے۔ بقولِ مرشد رحمۃ اللہ علیہ:

میرا ہنر ہے ان ﷺ کا صدقہ، میرے قلم پہ ہے ان ﷺ کا سایہ

حضور ﷺ خواجہ! میرے ہنر کا، میرے قلم کا سلام پہنچے

(سید نفیس رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

قارئین مکرم! کمپوزنگ و حروف خوانی کے سلسلہ میں پروفیسر حافظ مسعود الحسن صاحب کاوشیں لائق تحسین ہیں، انہوں نے اسے خوب پڑھا اور لکھا ہے کہ اس کتاب میں ۴۱۶۵ مرتبہ درود شریف، ۲۵۲۳ بار رضی اللہ عنہ آیا ہے، اس طرح مکمل کتاب پڑھنے والا قربِ رسول ﷺ میں بڑھتا جائے گا۔ اور طباعت کے سلسلے میں جناب حافظ شفیق الرحمان صاحب منتظم اعلیٰ ''الھادی'' پبلشرز اردو بازار لاہور اور کمپیوٹر فنی معاونت کے لیے ابو عبد الرحمان نعمان زاہد کے علاوہ وہ حضرات بھی میرے مشکور ہیں جنہوں نے کتابوں کی فراہمی سمیت کسی بھی قسم کی اعانت کر کے کتاب آپ کے ہاتھوں تک پہنچانے میں میری معاونت فرمائی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کے لیے یہ کتاب صدقہ جاریہ بنائے (آمین)۔

رمضان، ۱۴۳۶ھ یکے از محبانِ حبیب ﷺ

جون، ۲۰۱۵ء محمد اسلم زاہد، مُدَرِّس، بیتُ العلوم

مین بازار، کھاڑک، ملتان روڈ، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱ اللہ تعالیٰ سے بچوں کا تعلق

ایمانیات ☆ عبادات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ڌ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا

النساء : ۷۵

’’(اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں) اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا۔ اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا۔ اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما!‘‘

Marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے کلام میں بچوں کا تذکرہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں جنت کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت کے طور پر بچوں کا ذکر فرمایا ہے ......ارشاد ہے:

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ۔ (الدھر:۱۸)

"اور پھرتے ہیں ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے۔"

مفسرین رحمۃ اللہ علیہم لکھتے ہیں کہ جنت کے یہ بچے ہمیشہ بچے ہی رہیں گے، ان بچوں کی دلربا ادائیں انہیں سدا خوش رکھیں گی، اور یہ بچے اہل جنت سے کبھی واپس نہ لیے جائیں گے، اس آیت کے بعد خالق و مالک اللہ اپنے بنائے ہوئے ان شاہکار و خوبصورت بچوں کی شان یوں بیان کرتے ہیں:

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا (اَلدَّھر:۱۹)

"اور جب تو ان (بچوں) کو دیکھے، خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے ہوئے۔"

جس طرح اللہ تعالیٰ نے جنتِ سماوی کو بچوں سے رونق دی ہے، تو اسی طرح اس نے جنت ارضی یعنی محافل نبوی ﷺ کو بھی اس جنتی زینت (بچوں) سے سجایا تھا، اس لیے جنگ ہو یا امن، نماز ہو یا حج، تعلیمی مجالس ہوں یا وعظ و نصیحت، ہر وہ جگہ جہاں آپ ﷺ ہیں، وہاں بچے بھی نظر آتے ہیں تاکہ یہ دنیاوی جنت مزید خوبصورت لگے۔

حضور سرورِ کائنات عَلَيْهِ الصَّلَوٰات وَالتَّسْلِيمَات بچوں اور بچیوں سے محبت فرماتے تھے حتیٰ کہ کافر بچے بھی آپ ﷺ کے جود و کرم سے محروم نہ رہتے تھے، بچوں سے متعلق

Marfat.com

آپ ﷺ کے کچھ ارشاداتِ عالیہ یہ ہیں:

سیدِ دوعالم ﷺ نے فرمایا:

☆ اَلْوَلَدُ ثَمَرَةُ الْقَلْبِ

بچہ دل کا پھل ہے۔ (مجمعُ الزّوائِدِ حدیث نمبر ۱۳۴۷۸ باب ماجاء فی اولاد)

☆ اَلْوَلَدُ مِنْ رَيْحَانِ الْجَنَّةِ

بچے جنت کی خوشبو ہیں۔ (کنز العمال ۴۴۴۲۲)

☆ چھوٹی بچیوں کیلیے یہ فرمانِ محمدی ﷺ بہت فرحت انگیز ہے۔

اَلْبَنَاتُ هُنَّ الْمُشْفِقَاتُ الْمُجَهِّزَاتُ الْمُبَارَكَاتُ

(جمعُ الجَوامِعِ اَوُ الجامع الْكَبِير. بَابُ الْباءُ الْمُوَحَّدَةِ، ج ا ص ۱۰۶۵۳)

"بیٹیاں مہربان، خوبصورت اور بابرکت ہوتی ہیں۔"

☆ حضور مکرم ﷺ کی بچوں سے باتیں بھی بڑی پیاری اور حقیقت پر مبنی ہوتی تھیں، ایک دفعہ اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بچوں کو فرمایا۔

اِنَّكُمْ لَتُجَبِّنُوْنَ وَاِنَّكُمْ لَتُبَخِّلُوْنَ وَاِنَّكُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللهِ

(غَايَةُ الْمَقْصَدِ فِي زَوَائِدِ الْمُسْنَد بَابُ مَا جَاءَ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ)

"اے بچو! تم بزدل اور کنجوس بنا دیتے ہو (تمہاری فکر میں بندہ نہ جہاد میں جاتا ہے، نہ راہِ خدا میں خرچ کرتا ہے اور ادھر) تم قدرتِ الٰہی کی خوشبو (بھی تو ہو)۔"

☆ ایک دفعہ ارشاد فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ يُشْبِهَ اَبَاهُ (الجامعُ الصغیر حرف المیم ۲/۲۹۹)

"انسان کی خوش بختی کی علامت ہے کہ وہ (اچھے اعمال و اخلاق اور تخلیق میں) اپنے والد کے مشابہ ہو۔"

☆ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

Marfat.com

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ

(ترمذی، کتابُ البِرّ والصلہ باب مَاجَاءَ فی اَدَبِ الْوَلَدِ)

"کوئی باپ اپنے بیٹے کو اچھی تربیت سے بڑھ کر عطیہ نہیں دے سکتا۔"

☆ بچوں کو آپ ﷺ نے جو درجہ دیا ہے شاید ہی کسی مذہب والوں نے یہ مقام دیا ہو۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے بھانجے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرمایا:

یا ابنَ عبّاسٍ بَیْتٌ لَّا صِبْیَانَ فِیْهِ لَا بَرَکَةَ فِیْهِ

(جامع الاحادیث نمبر ۲۵۵۷۷)

"اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! جس گھر میں بچے نہ ہوں، وہاں برکت بھی نہیں ہوتی۔"

☆ مشرکین کے بچوں کے لیے بھی آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے ایک خوش خبری ارشاد ہوتی ہے، فرمایا:

هُمْ خَدَمُ اَهْلِ الْجَنَّةِ (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیْرِ للطبرانی. ج.۶.ص ۲۹۲)

"وہ تو جنت والوں کے خادم ہوں گے۔"

اور عام بچوں کے متعلق ارشاد ہوا

اَلْأَطْفَالُ خَدَمُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔(مُسْنَدِ اَبِی یَعْلَی الْمُوْصِلی. حدیث نمبر ۴۰۹۰)

"بچے اہلِ جنت کے خُدام ہوں گے۔"

سورہ نساء ۹۸ کے نزول کے پس منظر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما جیسے ان بچوں کے نام آتے ہیں، جو مکہ سے اس وجہ سے ہجرت نہ کر سکے کہ ان کے والدین کمزور تھے اور کفار کے ظلم وستم سہتے تھے۔ خالق کائنات نے ان بچوں کی دلی دُعاؤں کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی۔

اب چند واقعات جن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بچوں کا ذکر ہے۔

سب سے پہلے حضور ﷺ کی ایک نصیحت جو آپ ﷺ نے ایک نو عمر کو اپنی سواری پر اس

Marfat.com

وقت فرمائی جب وہ آپ ﷺ کے ہمرکاب تھے۔

ا۔اے بچے اپنے رب کو پہچان:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) کے گھر میں اپنی کم سنی کا وقت گزارا، اس لیے اپنے خالو جان سیدنا محمد ﷺ سے بہت کچھ سیکھا اور آپ ﷺ سے دعائیں لیں۔ ایک دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خالو (سیدنا محمد ﷺ) کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے سفر کے ان لمحات کو قیمتی بنانے کے لیے اپنے شاگرد، بھانجے اور خادمِ خاص ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو توحید کی تعلیم دینا شروع کر دی اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کان لگا کر سننے لگے، پہلے تو آپ ﷺ نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو بیدار اور حاضر باش رکھنے کیلیے ایک سوال کیا، فرمایا: یاغُلیمُ! اے چھوٹے لڑکے! کیا میں تمہیں ایسی چند باتیں نہ سکھاؤں کہ ان کے ذریعے اللہ تمہیں فائدہ دے؟ ۔۔۔۔۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی ''بلی'' کیوں نہیں!

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لڑکے میں کیا تمہیں چند کلمات نہ سکھاؤں جن پر عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع بخشے؟ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:)

(۱) اِحۡفَظِ اللهَ يَحۡفَظۡكَ

اللہ تعالیٰ کے (حکم کی) حفاظت کر، وہ تیری حفاظت کرے گا۔

(۲) اِحۡفَظِ اللهَ تَجِدۡهُ اَمَامَكَ

اللہ تعالیٰ (کے حکم) کی حفاظت کر (تو مدد کے لیے) اسے اپنے سامنے پائے گا۔

(۳) تَعَرَّفۡ اِلَيۡهِ فِي الرَّخَاءِ يَعۡرِفۡكَ فِي الشِّدَّةِ

اچھے حالات میں اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھ وہ تجھے سختی میں پہچانے گا۔ (یعنی تیری مدد کرے گا)

(۴) اِذَا سَأَلۡتَ فَاسۡئَلِ اللهَ

Marfat.com

اور جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے ہی سے سوال کر،

(۵) وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ

جب تو مدد مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ۔

(۶) جس چیز نے ہونا ہے اس کے بارے میں قلم خشک ہو چکے ہیں۔ اگر لوگ تجھے فائدہ پہنچانا چاہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لیے نہیں لکھا تو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے اور اگر وہ تجھے ایسا نقصان پہنچانا چاہیں جسے اللہ تعالیٰ نے تیرے خلاف نہیں لکھا، تو انہیں اس کی قدرت نہ ہوگی، ناپسندیدہ کاموں سے بچے رہنا بہت بڑی بھلائی ہے، صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے، مصیبت کے بعد راحت اور تنگی کے بعد آسانی ہے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۸۰۴)

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن عباس رضی اللہ عنہما معبد بن عباس رضی اللہ عنہما عہدِ رسالت ﷺ میں پیدا ہوئے۔ (ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ، الفصل الخامس والسادس)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ اس کتاب کے تقریباً ہر باب میں ہے، اس لیے کہ شعبِ ابی طالب میں حضور ﷺ نے ان کو اپنے لعابِ مبارک کی گھٹی دی تھی۔

(اسد الغابہ ذکرِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۲۔ بیماری بھی اللہ دور کرتا ہے:

بچوں کی تربیت کے لیے سیدِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات کبھی قولی ہوتی تھیں اور کبھی فعلی، مثلاً: اوپر والے واقعہ میں آپ نے پڑھا ہے، نبی کریم علیہ السلام تعلیم دے رہے ہیں کہ ہر نفع ونقصان اللہ کے حکم کے تابع ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے فعلی تعلیم بھی دی مثلاً: نبی اکرم ﷺ اپنے پیاروں (سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) کو دم کرتے وقت یہ کلمات پڑھتے تھے۔

اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ

Marfat.com

كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ۔حدیث نمبر: ۲۱۱۲)

''میں تمہیں شیطان کی وسوسہ اندازی اور ہر بری نگاہ سے اللہ کے کلماتِ تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

۳۔اللہ ماں سے ستّر گنا زیادہ مہربان ہے:

ایک دفعہ رسول اِکرم ﷺ کسی غزوے سے واپس تشریف لارہے تھے، اثنائے راہ میں ایک جگہ حضور ﷺ نے چند صحرا نشین مسلمانوں کو بیٹھے دیکھا، ان کی خاتون ایک طرف بیٹھی چولھے میں آگ جلا رہی تھی، پاس ہی چھوٹا سا بچہ کھیل رہا تھا۔بچہ کھیلتا کھیلتا جب آگ کے قریب آتا وہ اٹھا کر دور چھوڑ آتی۔جب آگ خوب بھڑک اُٹھی تو وہ خاتون بچے کو گود میں اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی:

اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ؟

کیا آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟

حضور ﷺ نے فرمایا:''ہاں بے شک'' خاتون بولی:

بَابِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ اَلَیْسَ اللهُ بِاَرْحَمِ الرَّاحِمِین؟

(یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر میرے والدین قربان ہو جائیں، ایک ماں جس طرح اپنے بچے پر مہربان ہے)۔

''کیا اللہ اپنے بندوں پر (اس ماں سے) زیادہ رحیم و شفیق نہیں ہے؟''

حضور ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے کہیں بڑھ کر (بروایت دیگر سب سے بڑھ کر یا ستر گنا زیادہ) رحم کرنے والا ہے۔''

خاتون نے عرض کی:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ماں تو اپنے بچے کو (ہرگز) آگ میں

Marfat.com

نہیں ڈالتی، پھر اللہ جو اپنے بندوں کا خالق ہے ان کو کیسے آگ میں ڈالے گا؟"

(راوی کہتا ہے)

فَاَکَبَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَبْکِی

یہ سن کر حضور ﷺ رونے لگے، پھر سر اٹھا کر فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِہٖ اِلَّا الْمَارِدَ

اللہ تعالیٰ اسی بندے کو آگ میں ڈالے گا جو اس کا نافرمان اور سرکش ہے اور اس کو ایک (وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ) نہیں کہتا۔ (سنن ابن ماجہ باب مارجی من رحمۃ اللہ)

۴۔ وہ تمہیں عذاب کیوں دے گا؟

حضرت محمد ﷺ کے خادم خاص سیدنا انس رضی اللہ عنہ بھی بعض اوقات سفری خدمات کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ ایک دفعہ وہ سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک اور ایمان افروز واقعہ ہوا، اسے وہ یوں بیان کرتے ہیں:

"حضور ﷺ مدینے کے راستوں میں سے ایک راستے پر تھے اس راستہ پر ایک چھوٹا بچہ بھی موجود تھا' اس کی ماں کو ڈر ہوا کہ کہیں بچہ گر نہ جائے اور (گھبرا کر) بولی:

"اِبْنِیْ اِبْنِیْ "میرا بچہ، میرا بچہ!"

اور بھاگ کر بچے کو اٹھا لیا، لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی' آپ ﷺ نے فرمایا:

وَاللّٰہِ لَا یلقی حَبِیْبَہٗ فِی النَّارِ

اللہ بھی اپنے محبوب اور پیارے کو آگ میں نہیں پھینکے گا۔

(شعب الایمان حدیث نمبر ۷۱۳۳)

Marfat.com

۵۔ بچہ اعمال کا مکلف نہیں:

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ۴ ہجری (زمانہ نبوی ﷺ) میں پیدا ہوئے وہ خود بیان کرتے ہیں کہ انہیں ان کی والدہ (زینب رضی اللہ عنہا بنت حمید) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کی "یارسول اللہ! اسے بیعت کر لیجیے"، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "هُوَ صَغِيْرٌ" "ابھی یہ بچہ ہے، بیعت نہیں ہوسکتا ہے۔"

فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَالَهُ

پھر نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور انہیں دعائیں دیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۱۸۰۷۵ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ذکر عبداللہ بن ہشام)

چھوٹے بچوں کے سر پہ نبی اکرم ﷺ ہاتھ پھیرتے تھے، حضرت قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت ابوایاس معاویہ بن قرۃ رضی اللہ عنہ بطور فخر بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب بہت چھوٹے تھے جب وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے:

فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَاسْتَغْفَرَلَهُ

"تو نبی اکرم ﷺ نے میرے والد کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے استغفار کیا۔ (اسد الغابہ ذکر قرۃ بن ایاس رضی اللہ عنہ)

بیعت دراصل گناہوں سے بچنے اور نیک اعمال پر پختگی کا ایک وعدہ ہے جو کسی نبی یا ولی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر، اللہ سے کیا جاتا ہے، پہلے واقعہ میں بچہ سے بیعت نہ لینے کا مفہوم یہی ہے، کہ یہ بچہ ہے ابھی معصوم ہے، اعمال یعنی نماز، روزہ وغیرہ کا مکلف نہیں ہے، گناہ وثواب جانتا ہی نہیں، اسے بیعت کرنا ضروری نہیں ہے۔

۶۔ سب سے پہلا نمازی وحاجی لڑکا:

حضرت عفیف کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک تاجر آدمی تھا، ایک مرتبہ میں حج کے لیے آیا، میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس (جو خود بھی تاجر تھے) کچھ مال تجارت خریدنے

Marfat.com

کے لیے آیا، میں ان کے پاس منیٰ میں تھا، کہ اچانک قریب کے خیمے سے ایک آدمی نکلا، ا نے سورج کو جب ڈھلتے ہوئے دیکھا تو نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، پھر ایک عورت سی خیمے سے نکلی، جس سے وہ مرد نکلا تھا، اس عورت نے اس مرد کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی پھر ایک لڑکا ”جو قریب البلوغ تھا“ وہ بھی اس خیمے سے نکلا اور اس مرد کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا، میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عباس! یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: ”یہ میرے بھتیجے محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں، میں نے پوچھا: یہ عورت کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ان کی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد ہیں۔ میں نے پوچھا: مَنْ هٰذَا الْفَتٰى یہ نوجوان کون ہے؟ جواب ملا:

هٰذَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ابْنُ عَمِّهٖ

”یہ ان کے چچا کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہیں“ میں نے پوچھا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ نماز پڑھ رہے ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ یہ اللہ کے نبی ہیں، لیکن ابھی تک ان کی پیروی صرف ان کی بیوی اور اس نوجوان نے ہی شروع کی ہے، اور ان کا خیال یہ بھی ہے کہ عنقریب قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو ان کے لیے کھول دیا جائے گا۔ حضرت عفیف رضی اللہ عنہ (جنہوں نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا) کہتے ہیں کہ اگر اللہ مجھے اسی دن اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دیتا تو میں تیسرا مسلمان ہوتا۔

(مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل، حدیث نمبر ۱۷۸۷)

اس حدیث مبارکہ میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بچوں میں سب سے پہلا نمازی اور حاجی قرار دیا گیا ہے، حضرت عفیف کندی رضی اللہ عنہ کو بھی ان اولین مسلمانوں کے اسلام اور اس اولین نماز پر رشک ہے جو سب سے پہلے مسلم لڑکے (سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کو حاصل ہوئی۔

۷۔ کم سن امام، قاری قرآن اور عاشقِ رسول ﷺ:

ابھی مکہ فتح نہیں ہوا اور مکہ کے قرب و جوار میں اسلام اور محمد کریم ﷺ کی شہرت

Marfat.com

پھیل گئی، ایک دریا کے کنارے ایک ننھی سی جان آنے جانے والے قافلوں سے حضور ﷺ کے بارے میں سوالات بھی کرتی تھی اور آپ ﷺ پر نازل شدہ کلام الٰہی کو بھی یاد کرتی تھی، اس بچے کا سارا ماحول اسلام کے مخالف ہے یا دنیاوی مصلحتوں پر نظر رکھے ہوئے ہے، اس سب کے باوجود بچہ منتظر ہے کہ کب حضور ﷺ سے ملوں اور کب قرآن کریم کا یہ حصہ انہیں سناؤں، جو میں نے لوگوں سے پوچھ پوچھ کر یاد کر رکھا ہے، اس بچے کا نام ”عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما“ ہے ان کی عمر ابھی چھ سال کچھ ماہ تھی (اسد الغابہ، ذکر عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ) وہ اپنی داستانِ محبت خود سناتے ہیں۔ اس واقعے کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں جگہ دی ہے۔

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم پانی کے کنارے رہتے تھے جو لوگوں کی گزرگاہ تھا، جو قافلے ہمارے پاس سے گزرتے، ہم ان سے پوچھتے تھے کہ لوگوں کے لیے ایک شخص (یعنی آنحضرت ﷺ) نے جو دین نکالا ہے، وہ کیا ہے؟ اور اس شخص کی صفات کیا ہیں؟ وہ لوگ ہم سے بیان کرتے کہ وہ (رسول ﷺ) دعوی کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں (اپنا نبی برحق بنا کر) بھیجا ہے، اور (قافلہ کے لوگ قرآن کی آیتیں سنا کر کہا کرتے تھے کہ ان کے پاس یہ وحی آتی ہے، چنانچہ میں (اگرچہ بہت چھوٹا تھا، اس کے باوجود آخری نبی ﷺ کے اوصاف کو جو قافلے والے بیان کرتے تھے اور) قافلے والے جو آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے، ان کو اسی طرح یاد کر لیتا تھا گویا وہ میرے سینے میں جم جاتی تھیں ، (قرآن کی آیتیں مجھے خوب یاد ہو جایا کرتی تھیں) (آنحضرت ﷺ کی خاص جماعت کے علاوہ) اہلِ عرب اسلام لانے کے سلسلے میں مکہ کے فتح ہونے کا انتظار کر رہے تھے (یعنی یہ کہتے تھے کہ اگر مکہ فتح ہو گیا تو ہم اسلام لائیں گے اور یہ) کہا کرتے تھے کہ (رسول اللہ ﷺ) کو ان کی قوم پر چھوڑ دو، اگر وہ اپنے لوگوں پر غالب آ گئے (اور مکہ کو فتح کر لیا تو سمجھو کہ وہ سچے نبی ہیں) کیونکہ ان کا اس ظاہری بے سروسامانی اور مادی کمزوری کے باوجود اہل عرب پر غالب آ جانا اور مکہ فتح کر لینا ان کا معجزہ ہوگا، اور معجزہ صرف سچے نبی سے ہی صادر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جب خدا نے اپنے دین کا بول بولا کیا اور مکہ فتح ہو گیا تو

Marfat.com

لوگ اسلام قبول کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے، میرے والد (حضرت سلمہ حرمی رضی اللہ عنہ) اپنی قوم میں (سب سے پہلے) اسلام لے آئے، جب میرے والد اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر بستی میں آئے تو اپنی قوم سے کہنے لگے: خدا کی قسم! میں سچے نبی ﷺ کے پاس سے آیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ فلاں وقت میں ایسی (اور اتنی) نماز پڑھو اور فلاں وقت میں ایسی اور اتنی نماز پڑھو (یعنی آپ ﷺ نے نماز کی کیفیات اور اوقات بیان کیے) اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو:

فَلْيُؤَذِّنْ اَحَدُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قُرْاٰناً

"تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو شخص قرآن سب سے زیادہ جاننے والا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔ چنانچہ جب نماز کا وقت آیا اور جماعت کی تیاری ہوئی تو لوگوں نے دیکھا (کہ امام کسے بنایا جائے ۔۔۔؟) مجھ سے زیادہ کوئی قرآن کو جاننے والا نہیں تھا کیونکہ (میں تو پہلے ہی) قافلہ والے (مسلمانوں) سے قرآن سیکھ چکا تھا، چنانچہ لوگوں نے مجھے آگے کر دیا (اور نماز میں میری اقتداء کی)۔

وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ

"حالانکہ اس وقت میری عمر چھ یا سات سال تھی" اور میرے بدن پر فقط ایک چادر تھی، چنانچہ جب میں سجدہ کرتا تو وہ چادر میرے بدن سے سرک جاتی تھی، ایک عورت نے (یہ دیکھ کر) کہا:

اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا اِسْتَ قَارِئِكُمْ

"تم اپنے قاری صاحب کا لباس تو مکمل بنا دو کہ ستر چھپ جائے" اس خاتون کی اس طرح بات کرنے کا اثر یہ ہوا کہ جلد ہی) لوگوں نے کپڑا خریدا اور میرے لیے کرتہ بنوا دیا، اس کرتہ کی وجہ سے مجھے جو خوشی ہوئی ہے، ایسی خوشی کبھی نہیں ہوئی تھی۔

(مسند احمد حدیث نمبر ۲۰۳۴۸)

Marfat.com

۸۔اعمال و اخلاق کے لیے عملی راہنمائی:

عہدِ نبوی ﷺ میں کتابی علوم کم اور عملی نمونے زیادہ تھے، جن سے بچوں میں توحید ورسالت ﷺ اور اعمال و اخلاق کا عقیدہ پختہ ہوتا تھا۔ مثلاً اخلاقی تعلیم کا یہ واقعہ آج بھی قابلِ تقلید ہے، علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سہل بن سعد رضی اللہ عنہما بھی ان نیک بخت بچوں میں سے ہیں جن کے والد سفرِ جہاد میں شہید ہوئے اور سہل رضی اللہ عنہ کے داغِ یتیمی نے انہیں حضور ﷺ کے قریب تر کر دیا۔ جب نبیٔ اکرم ﷺ کی وفات ہوئی سہل رضی اللہ عنہ سن بلوغ کو پہنچے ہوئے تھے۔ (اسد الغابہ ذکرِ سہل بن سعد رضی اللہ عنہما)

لڑکپن کا زمانہ قربِ نبوی ﷺ میں گزرا، سہل رضی اللہ عنہ ایک دن حسبِ عادت آپ ﷺ کے گھر میں تھے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں کنگھی تھی اور اس سے آپ ﷺ سر کھجا رہے تھے، کہ ایک شخص نے دروازے کے سوراخ سے حرم نبوی ﷺ میں جھانکا، حضور ﷺ (اس حرکت پر ناراض ہوئے اور فرمایا) مجھے معلوم ہوجاتا کہ یہ شخص دیکھ رہا ہے تو میں اس کنگھی سے اس کی آنکھ پھوڑ دیتا، اجازت مانگ کر کسی کے گھر میں آنا چاہیے) اجازت لینا نظر کے لیے ہی تو ہے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۸۸)

۹۔ بچے والدہ کے ساتھ مسجد میں:

اب دوسرا نمونہ کہ عہدِ نبوت میں بچوں کو کس طرح دینی جذبات سے مزین کیا جاتا تھا خواتین کے ساتھ ان کے بچے بھی باجماعت نمازوں میں حاضر ہو کر اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، سہل بن سعد رضی اللہ عنہما اپنی کم سنی کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بعض لوگ حضور ﷺ کے پیچھے نماز کی ادائیگی کو حاضر ہوئے، ان کے تہہ بند (کھلنے کے خدشے سے گردن پر بندھے ہوئے تھے، نماز کے بعد) ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نمازی عورتوں میں اعلان کیا:

يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ! لَا تَرْفَعْنَ رُؤُسَكُنَّ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ

(مسند احمد، حدیث نمبر ۱۵۶۰۰)

Marfat.com

"اے عورتو! سجدے میں مردوں کے اٹھنے سے پہلے اپنے سر نہ اٹھاؤ!" اس واقعہ کے راوی حضرت سہل رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں آٹھ سال کے تھے، انہیں نماز، جہاد اور حصولِ علم سے خصوصی لگاؤ تھا۔

سیر کی کتابوں میں ہے: سہل رضی اللہ عنہ نے نبی مکرم ﷺ سے بہت کچھ سیکھا اور اسے یاد بھی کیا، صُفّہ کی درسگاہ میں انہوں نے جو آسمانی، قرآنی اور روحانی علم سیکھا، اسے تادمِ حیات دوسروں تک پہنچاتے رہے، وہ آخری صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، ان کی زندگی میں تقریباً سب صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا سے جا چکے تھے، ایک دن مدینہ والوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

لَوْ مُتُّ لَمْ تَسْمَعُوْا اَحَدًا یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ.

"اگر میں بھی مر گیا تو تم کسی کو یہ کہتے ہوئے نہ سنو گے، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ فرمایا" (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ باب اولھم اسلاماً واخرھم موتاً)

۱۰۔ بچوں میں اللہ کا تعارف:

حضورِ اکرم ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے اس شہرِ مقدس کے مسلم مکینوں کا بچہ بچہ توحید پر ایمان رکھتا، آپ ﷺ سے پیار کرتا تھا، ہجرت سے پہلے یہاں کے چند قافلے مکہ میں جا کر حضور ﷺ سے ملے اور شرک سے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے تھے، جب اہلِ قافلہ مکہ سے مدینہ کے لیے واپس ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان کے ساتھ اپنے دو شاگرد حضرت عبداللہ ابن امِ مکتوم رضی اللہ عنہ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو تعلیمِ قرآن اور تبلیغِ اسلام کے لیے بھیج دیا تھا، اس اقدام سے مدینہ ونواحِ مدینہ میں حضور ﷺ کا خوب تعارف ہو گیا تھا اور ہر آنکھ آپ ﷺ کو ایک جھلک دیکھنے کے لیے ترس رہی تھی، بعض تو جان اور مال بھی نثار کرنا چاہ رہے تھے، اور بعض بچوں نے قرآن کا ایک بڑا حصہ بھی یاد کر لیا تھا۔

(مسند احمد. ۲۱۶۵۸)

Marfat.com

۱۱۔ مدینہ میں پہلا اسلامی وقف:

اہل مدینہ میں اللہ کے لیے مال خرچ کرنے کا جذبہ بھی بلندی پر تھا جس سے بچے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، مثلاً: جب حضور ﷺ نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے مسجد بنانے کا ارادہ کیا، تو اس زمین کے مالک نو نجار کے دو یتیم بچے سہیل اور سہل رضی اللہ عنہ تھے، سرورِ عالم ﷺ نے ان سے پہلے انصار کو بلا کر فرمایا:

يَا بَنِيْ النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِهِ (اسد الغابہ، ذکر سہیل رضی اللہ عنہ بن عمرو)

"اے بنو نجار! میں یہ زمین قیمت دے کر لینا چاہتا ہوں" (تا کہ اس میں خانۂ خدا کی تعمیر کر سکوں)، انصار رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس زمین کے مالکوں کو ہم قیمت ادا کر دیں گے اور اسے اپنی طرف سے آپ ﷺ کے لیے ہبہ کرتے ہیں، اس کا صلہ ہم اللہ سے لیں گے۔ حضور ﷺ نے انصار کے جذبۂ ایثار کی تعریف فرمائی لیکن زمین کی قیمت خود ہی دینے پر اصرار فرمایا اور مالکانِ زمین سہل اور سہیل رضی اللہ عنہما کو طلب فرمایا، دیگر بچوں کی طرح یہ دونوں بچے بھی آپ ﷺ کی آمد سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو معبود برحق تسلیم کر چکے تھے اور آپ ﷺ کو اپنا محبوب بنا چکے تھے، جب حضور ﷺ نے انہیں مسجد کے لیے اس جگہ کی قیمت دینا چاہی، تو دونوں سعادت مند بچوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم یہ زمین حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے آپ ﷺ کی نذر کرتے ہیں، ان بچوں کی والدہ نے ان کی تائید کی، حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تمہیں جزائے خیر دے، میں یہ زمین بلا قیمت نہیں لوں گا، اور پھر آپ ﷺ نے ان بچوں کو زمین کی قیمت دلوائی۔ (اسد الغابہ. ذکر سہل رضی اللہ عنہ بن عمرو الانصاری)

دو اہم اسباق اس واقعہ سے ملتے ہیں۔ (۱) نبی کریم ﷺ کی آمد کے بعد سر زمین مدینہ میں یہ پہلا وقف تھا، جو اسلام کی آمد کے بعد ہوا، اور یہ شرف دو یتیم بچوں کو ملا۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کے بھیجے ہوئے دو شاگردوں کی تعلیمات کا اثر اہلِ مدینہ میں پھیل رہا تھا اور آپ ﷺ کی آمد سے پہلے رضائے الٰہی کے لیے یتیموں کو اپنی تعلیم و تربیت میں رکھنا کارِ ثواب

Marfat.com

سمجھا جارہا تھا،ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: سیدنا سہل اور سُہیل رضی اللہ عنہما دونوں خوش قسمت بچے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے، یہ دونوں صحابی رضی اللہ عنہ ان یتیموں کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھتے تھے۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہ، ذکر سہل بن عمرو الانصاری)

۱۲۔ بچوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت:

ان بچوں (سہل رضی اللہ عنہ اور سہیل رضی اللہ عنہ) کے مربی حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے پہلے مدینہ طیبہ حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا تھا اور وہ مدینہ منورہ کے پُر جوش مُبلّغ تھے، وہ گھر میں بچوں کے پاس ہوتے یا باہر عام لوگوں میں، شب وروز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہی کرتے رہتے تھے، اس وجہ سے ان کے گھر میں پلنے والے چھ بچے، سہل اور سہیل رضی اللہ عنہم اور ان کی چار بچیاں، زینب رضی اللہ عنہا، حبیبہ رضی اللہ عنہا، کبشہ رضی اللہ عنہا اور رفارعہ رضی اللہ عنہا اسلامی تہذیب وثقافت کے خوگر، توحید باری کے امین اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت رکھتے تھے، جس دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں نزولِ اجلال فرمایا اس دن یہ چھ بچے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کر رہے تھے، جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو باغ باغ ہو گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچو! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ (السیرۃ الحلبیۃ: بابُ الھجرۃ الی المَدِینَۃِ)

Marfat.com

Marfat.com

باب ۲ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن

معصومانہ ادائیں ☆ ہم عمر بچوں سے ملاقاتیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم

التوبۃ : ۱۲۸

(لوگو!) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں

Marfat.com

Marfat.com

رسول رحمت ﷺ جب پیدا ہوئے تو اسی دن سے آپ ﷺ کی برکات انسانوں کے لیے ظاہر ہونا شروع ہوگئیں تھیں، اماں آمنہ رضی اللہ عنہا، حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھروں میں اور پھر مکہ مکرمہ میں برکاتِ نبوت کا ظہور ہوا، آپ ﷺ کی جوانی سے تاقیامت بلکہ قیام حشر سے ابد تک آنے والی انسانیت آپ ﷺ کی شفقتوں اور مہربانیوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ حضور ﷺ کے بچپن کی چند یادوں کو ہم نے اس باب میں سمیٹا ہے اس میں ان بچوں کا ذکر بھی ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ بچپن میں رہے تھے۔

آپ ﷺ کی بچپن کی یادوں کے لیے ایک کتاب چاہیے، ایک باب ناکافی ہے، کتاب عہد نبوی ﷺ کے بچوں سے متعلق ہے اور آپ ﷺ کا عہد آپ ﷺ کے بچپن سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے اپنی کتاب کے اوراق کو حسین کرنے کے لیے آپ ﷺ کی کم سنی کے چند واقعات بھی لکھ دیے ہیں اور یہ عشاقِ محبوبِ کبریا ﷺ (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی سنت بھی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ان تمام ادوار کو روشن اور منور سمجھتے تھے۔ جن کے کسی لمحے کے ساتھ بھی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی نسبت ہے.....

جو کچھ ساعتیں یادِ دلبر ﷺ میں گزریں
وہی ہے وہی میری کل زندگانی

اب آئیے! پڑھتے ہیں آپ ﷺ کے بچپن کی یادیں۔

۱۴۳۔ محمد کریم ﷺ کے بچپن کی چند باتیں:

حضور ﷺ نے جس بے سرو سامانی میں آنکھ کھولی اور جس ماحول میں تربیت

Marfat.com

پائی قرآن کریم کی یہ آیت اس پر شاہد ہے:

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی (الضحیٰ:٦)

"بھلا نہیں پایا تجھے یتیم پھر جگہ دی۔"

پیدائش سے پہلے ہی شفقتِ پدری سے محروم ہوئے تو دادا اور چچا کی پرورش میں آئے۔ (عیون الاثر، ذکر وفاۃ عبد اللہ، ج:۱،ص:۲۲)

چھ سال کی صغر سنی میں بہ حالتِ مسافرت، والدہ محترمہ فوت ہوگئیں، اور پھر آٹھ سال کی کم عمری میں شفیق دادا بھی انتقال کر گئے، دنیاوی آسروں کی مسلسل جدائی نے ایک نو زائیدہ قلب پر کیا اثرات چھوڑے، اور یہ روح فرسا واقعات افتادِ طبع کو کس رخ پر ڈھال گئے؟ ان کا مطالعہ بصیرت افروز اور سبق آموز ہے۔ (سیرت ابن کثیر، ج۱،ص ۲۰۵)

سینکڑوں یتیم بچے ماں باپ کے سائے سے محرومی کی بنا پر نامکمل تربیت پاتے ہیں اور ہزاروں ماں باپ کے بے جا لاڈ پیار ہی سے خراب ہوجاتے ہیں۔ احسن تربیت کے لیے جہاں ماں باپ کا وجود اہم ہے وہاں بچے کی فطری ذکاوت وسعادت کو بھی بڑا دخل ہے اور یہ معلوم ہے کہ خارجی ماحول اپنے اثرات ڈالے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہ کہ نیکی کا دارومدار بڑی حد تک بچے کی جبلی فطرت پر ہے، یا اہل اللہ کی زبان میں اس ایزدی رہبری پر جو انسانی فطرت کو لحہ بہ لحہ قدرت سے حاصل ہوتی رہتی ہے۔ "اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی" میں، ارشاد ہے کہ جب سہارے ٹوٹ چکے تو اب صرف اللہ کا سہارا ہے یعنی اللہ کی توفیق ہی آپ کی سمت متعین کرے گی، اس وعدہ الٰہی کا اثر تھا، حضور ﷺ آٹھ سال کے ہیں، کھاتے اور پیتے ہیں تو "بِسْمِ اللّٰہِ الْاَحَدِ" کہتے ہیں، اختتام پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" لسان مبارک پر جاری ہوتا ہے، نہ بچپن والی سستی ولاپروائی ہے نہ فضول کھیل کود ہے، یہ دراصل "فَاٰوٰی" کی عملی تفسیر وتشریح نظر آرہی ہے۔

(دیکھیے آیت ہذا کے تحت تفسیر روح المعانی)

Marfat.com

۱۴۔ عبد اللہ و آمنہ کے لختِ جگر:

عبد اللہ! کتنا خوبصورت نام ہے! شرافت و بندگی کا یہ نشان آپ ﷺ کے والدِ گرامی کو ملا اور ''آمنہ'' نام ہی امن و آتشی کا پیغام ہے، یہ دونوں سلیم الفطرت زمانہ کی برائیوں سے پاک دین ابراہیمی کے پیرو تھے اللہ ان سے ضرور راضی ہوگا۔ ان دونوں ناموں کے بعد اسی گھر میں ایک تیسرا نام وجود میں آنے والا تھا، یہ نام ایسے بچے کا ہوگا کہ پیدا ہوں تو اس کے ختنے ہو چکے ہوں، اس کے جسم پر کسی قسم کی بدبو اور گندگی نام کو نہ ہو پاک و صاف ہو، اسے جس لفظ سے پکارا جائے وہ بھی خوبصورت ہو چنانچہ بچے کے دادا نے ایک فیصلہ کر لیا، ولادت کے ساتویں روز عبد المطلب نے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا اور تقریب میں تمام قریش کو دعوت دی اور ''محمد'' آپ ﷺ کا نام تجویز کیا۔ قریش نے کہا:

''اے ابو الحارث عبد المطلب! آپ نے ایسا نام کیوں تجویز کیا جو آپ کے آباؤ اجداد اور آپ کی قوم میں اب تک کسی نے نہیں رکھا؟ عبد المطلب نے کہا:

''اَرَدْتُّ اَنْ یحمَدُہٗ اللہ فِیْ السَّمَاءِ وَ یَحْمَدُہٗ اھلُ الارضِ فِی الْاَرضِ''

''میں نے یہ نام اس لیے رکھا ہے کہ اللہ آسمان میں اور اللہ کی مخلوق زمین میں اس مولود کی تعریف کرتی رہے''۔ (زرقانی شرح موطا امام مالک و فتح الباری، باب مبعث النبی ﷺ)

نیک دل دادا کی تمنا پوری ہوئی، سید دو عالم ﷺ جب بڑے ہوئے، نبی بنے، آپ ﷺ کو ماننے والے جانثار آپ ﷺ کا کلمہ پڑھنے لگے اور آپ ﷺ کی باتیں بہت غور سے سننے لگے تو ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے اللہ نے میرے اوپر ایک آیت نازل کی ہے۔

اِنَّ اللہ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:۵۶)

Marfat.com

''بلا شبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی درود وسلام بھیجا کرو! آیت نازل ہوئی، دادا جی کی بات پوری ہوگئی، اب تا قیامت بلکہ قیامت کے بعد بھی آسمانوں اور زمین میں آپکی تعریف و توصیف ہوتی رہے گی۔''

۱۵۔ حضرت ابو القاسم محمد ﷺ:

آپ ﷺ کی شادی ہوئی، اللہ نے چاند سا بیٹا دیا آپ ﷺ نے اس کا نام ''قاسم'' رکھا، اور آپ ﷺ نے اپنے پیارے بیٹے کے نام پر اپنی کنیت ''ابو القاسم'' رکھی، کنیت بیٹے کے نام پر بھی رکھی جاتی ہے اور صفات کے بیان کے لیے بھی رکھی جاتی ہے، جیسے ابو الفضل فضیلت والا، ابو تراب، مٹی والا، اسی طرح آپ ﷺ کی یہ کنیت صفاتی بھی ہے کہ آپ ﷺ ''ابو القاسم'' ہیں یعنی قاسم العلوم والخیرات ہیں، ضرورت مندوں کو اللہ کی معرفت کا درس دیتے ہیں، جس سے لوگ دارین کی دولت پا جاتے ہیں، آپ ﷺ مالِ غنیمت بھی تقسیم کرتے ہیں اور اپنی مسکراہٹوں سے بجھے دلوں کو جلا بخشتے ہیں۔

۱۶۔ اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں:

حضور ﷺ جب پیدا ہوئے تو تین دن تک والدہ محترمہ نے دودھ پلایا۔ (تاریخ الخمیس ذکر الآضار وعددھا) پھر نوجوان چچا ابولہب نے اپنی لونڈی ثوبیہ دودھ پلانے کیلیے بھیج دی۔ ثوبیہ کئی مہینے دودھ پلاتی رہی، دو سال قبل اسی ثوبیہ نے حضور اکرم ﷺ کے ننھے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔ (زاد المعاد، فصل فی امھاتہ ﷺ)

عرب میں عام رواج یہ تھا کہ جنگل کی کھلی فضا میں پرورش پانے کے لیے کم سن بچوں کو لوگ دیہات میں بھیج دیا کرتے تھے۔ دیہات کی عورتیں سال میں دو چار مرتبہ آتیں، اور شیر خوار بچوں کو لے جاتیں۔ اس کے صلے میں دولت مند گھرانوں سے انعامات ملا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی پیدائش کے چند ماہ بعد بنو ہوازن قبیلے کی چند عورتیں مکہ آئیں اور کئی بچے لے کر خوش خوش واپس ہوئیں۔ (عیون الاثر. ذکر الخبر عن رضاعتہ ﷺ)

Marfat.com

انہی میں ایک حلیمہ سعدیہ بھی تھیں جنہیں کوئی بچہ نہیں ملا تھا۔عبدالمطلب کے گھر میں کئی عورتیں آئیں تھیں لیکن بچے کو یتیم دیکھا اور واپس چلی گئیں، حلیمہ سعدیہ کو جب معلوم ہوا کہ بچہ یتیم ہے تو سوچ میں پڑ گئی، یتیم بچے کی سوگوار ماں سے کس صلے کی توقع کی جا سکتی تھی؟ یتیم کو کون پوچھتا تھا؟ پھر خیال آیا خالی ہاتھ جانے سے تو یہ چکر ضائع ہی جائے گا۔ نہ معلوم پھر کتنے مہینوں بعد آنا ہو، اس لیے کچھ سوچا اور کہا:

"واللہ لَاھبَنَّ الیٰ ذٰلِكَ الْیَتِیْمَ عَسَیٰ اللہ اَنْ یَجْعَلَ لَنَا فیہ بَرَکَۃ" (عیون الاثر۔ذکر الخبر عن رضاعہ)

"یتیم ہی سہی، کچھ نہ ہونے سے یتیم ہی بہتر ہے) اللہ کی قسم! میں اس یتیم بچے کو ضرور لے کر جاؤں گی، امید ہے اللہ برکت دے" اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا دُرِ یتیم ﷺ کو لے کر روانہ ہو گئیں۔ان کی چھاتی میں دودھ خشک ہو گیا تھا آپ ﷺ کی برکت سے دودھ پیدا ہو گیا اور دوسرا بچہ بھی سیر ہونے لگا۔اونٹنی کمزور تھی تیز چلنے اور سب گھر والوں کے لیے اونٹنی کا دودھ کافی ہونے لگا۔(سیرت ابن ہشام حدیث حلیمہ رضی اللہ عنہا عمّا رأتہ من الخیر)

حضور ﷺ نے ابتدائی عمر کے چار سال حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی گود میں کبھی ان کے خاوند حارث کے کاندھوں پر اور کبھی ان کی بیٹی شیما کے ساتھ کھیل کود میں گزارے، آپ ﷺ حلیمہ کی بکریوں کے بچوں کے ساتھ کھیلتے اور بڑے ہو کر شیما کے ساتھ انہیں جنگل سے واپس لے آتے، اہلِ عرب میں بنو ہوازن اور خصوصاً بنو سعد کی زبان فصاحت میں مشہور تھی، آمنہ کے لال نے اسی فضا میں باتیں کرنا سیکھا۔

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تسلیماً کثیرًا

۱۷۔آپ ﷺ سے ملنے والے اولین بچے:

والدہ کے بعد سب سے پہلے ثوبیہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ ﷺ نے دودھ پیا تو آپ ﷺ کا ساتھی (رضاعی بھائی) مسروح رضی اللہ عنہ تھا، رضاعی بھائیوں میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بنت

Marfat.com

عبدالمطلب، ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب، ابوسلمہ المخزومی، عبداللہ بن الحارث السعدی (ابن حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا) کے نام بھی آتے ہیں۔

(سیرۃ ابن کثیر، الشجرۃ النبویہ للمقدسی (ابن المبرد) جوامع السیرۃ لابن حزم رحمۃ اللہ علیہ، شرح الشفاء)

یہ وہ بچے ہیں جن سے آپ ﷺ کی اولین جان پہچان ہوئی۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حلیمہ بنت ابو ذؤیب جس نے رسول ﷺ کو دودھ پلایا تھا، وہ بیان کرتی تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ کا دودھ چھڑایا گیا تو اس وقت میں نے سنا کہ وہ عجیب کلام کر رہے تھے، وہ کہہ رہے تھے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

(دلائل النبوۃ، باب ذکر رضاع النبی ﷺ ج ۱، ص ۵۸، سبل الھدی والرشاد، باب قصۃ الرضاع)

۱۸۔ایامِ رضاعت میں چند بچوں سے ملاقاتیں:

جب محمد ﷺ کو دودھ پلائی کے لیے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا گیا تو وہاں پہلے سے موجود بچے عبداللہ ابن الحارث، انیسہ بنت الحارث اور حذافہ بنت الحارث، (شیماء) سے ملاقاتیں رہیں۔ (سیرت ابن کثیر، رضاعہ من حلیمۃ رضی اللہ عنہا)

شیماء رضی اللہ عنہا سب سے بڑی، باقی سب بچے چھوٹے تھے، آپ ﷺ کے ساتھ دودھ پینے والا بچہ بہت کمزور اور دبلا پتلا تھا، اسے حلیمہ کی چھاتی سے دودھ نہ ملتا تھا، باقی سب بڑی مشکل سے زندگی گزار رہے تھے، جیسے ہی کریم نبی ﷺ نے اس گھر میں قدم رکھا، بس سب بچوں کی عیش ہوگئی، اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کی صحت اچھی ہوگئی، دوسرے بھائی کو خوب دودھ ملنے لگا، گھر میں کھجوریں اناج، دودھ، بکریاں سب کچھ وافر مقدار میں ملنے لگا، سب بچے، بڑے او ربستی والے لوگ جان گئے تھے کہ یہ سب کچھ محمد ﷺ کے صدقے سے مل رہا ہے۔

(سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۶۰)

Marfat.com

۱۹۔ حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کی گود میں ایک معجزہ:

آپ ﷺ کی رضاعی بہن سیدہ شیما رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ پر واری واری جاتی تھیں، لوریاں دیتیں، دعائیں دیتیں، دل ہی دل میں ننھے محمد ﷺ کے جوان ہونے کے تصورات دل میں جماتیں، ایک دفعہ گھر سے باہر لے گئیں کہ میری سہیلیوں کو پتا چلے کہ "میرا محمد بھائی کتنا پیارا ہے؟" واپس آئیں حلیمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

فِيْ هٰذَا الْحَرِّ ؟ اس گرمی میں کہاں لے گئی، محمد کو؟ وہ بولیں: "نہیں! میرے بھائی کو ذرا بھی گرمی نہیں لگی۔" رَأَيْتُ غَمَامَةً تَظِلُّ عَلَيْهِ

"میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا، جو ان پر مسلسل سایہ کیے رہا، جب ہم رکتے، وہ بھی رک جاتا (اور جب پیارے محمد ﷺ اور میں) چل پڑتے تو وہ بادل کا ٹکڑا بھی سایہ کرنے کیلیے ہمارے ساتھ چل پڑتا۔

(عیون الاثر، باب ذکر الخبر عن رضاعہ، الخصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۰۳، باب ذکر المعجزات والخصائص فی خلقہ)

۲۰۔ امی! مجھے بھائیوں کے ساتھ بھیجا کریں:

اماں جی حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کچھ بڑے ہو گئے تو جب لڑکوں کو کھیلتے دیکھتے تو ان سے علیحدہ ہو جاتے، ایک دن محمد ﷺ مجھ سے کہنے لگے: "اے امی! کیا ہوا میرے بھائی دن بھر گھر میں نظر نہیں آتے؟" میں نے ان کو بتایا کہ میری روح آپ پر قربان جائے، وہ تو جو ہماری بکریاں ہیں نا، ان کو چرانے چلے جاتے ہیں۔ وہ صبح سے رات تک باہر رہتے ہیں، رات کو واپس آتے ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو اُمنڈ آئے، پھر کہنے لگے:

"يَا أُمَّاهُ! فَمَا أَصْنَعُ هٰهُنَا وَحْدِيْ؟ اِبْعَثِيْنِيْ مَعَهُمْ!"

"امی! میں پھر اکیلا یہاں پر کیا کروں گا؟ مجھے بھی آپ ان کے ساتھ بھیج دیا کریں۔" میں نے کہا: کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں؟ (وہ تو بکریاں چراتے ہیں تو انہیں دھوپ میں پھرنا پڑتا ہے، کبھی بارش ہو جاتی تو سر چھپانے کی جگہ نہیں ہوتی) لیکن پھر

Marfat.com

آپ ﷺ بولے: "جی امی، میں جاؤں گا" کہتی ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے ان کو تیل لگایا، سرمہ لگایا، اچھی قمیض پہنائی اور نظر بد سے بچاؤ کیلیے تعویذ وغیرہ ان کے گلے میں لٹکا دیے، انہوں نے ایک لاٹھی اٹھائی اور اپنے بھائیوں کے ساتھ گھر سے باہر نکل گئے۔

(دلائل النبوۃ، باب ذکر رضاع النبی ﷺ ج ا ص ۵۸ سبل الھدیٰ والرشاد باب فی سیاق قصۃ الرَّضَاعَةِ)

۲۱۔ محمد ﷺ بھائی کو کوئی لے گیا:

چنانچہ آپ ﷺ روزانہ خوشی خوشی بھائیوں کے ساتھ جانے لگے، اسی دوران وہ ایک دن بکری کے بچوں کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے چلے گئے، جب دوپہر کا وقت ہوا تو یکا یک میں دیکھتی ہوں کہ میرا بیٹا ضمرہ گھبرایا ہوا، دوڑتا ہوا آرہا ہے، اس کی پیشانی سے پسینہ گر رہا ہے، اس پر حیرانی و پریشانی سوار ہے اور وہ چیخ رہا ہے: "اے ابا، اے اماں! میرے بھائی محمد ﷺ کے پاس جاؤ! تم نہیں مل سکو گے اس سے، مگر شاید تمہارے وہاں پہنچنے تک وہ مر چکا ہوگا" میں نے پوچھا: "بات کیا ہے؟" بولا کہ ہم لوگ کھڑے ہوئے تھے، پتھر پھینک رہے تھے اور کھیل رہے تھے، اچانک اس کے پاس ایک آدمی آیا، اس نے محمد ﷺ کو اچک لیا، ہمارے بیچ میں سے، اور اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا، ہم اس کی طرف دیکھتے رہ گئے، اس شخص نے پہاڑ پر لے جا کر محمد ﷺ کا سینے سے لے کر ناف کے نیچے تک پیٹ چیر دیا۔۔۔ باقی مجھے نہیں پتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا؟ میں نہیں سمجھتا کہ آپ لوگ اس کو مل سکو گے مگر شاید تمہارے وہاں پہنچنے تک وہ مر چکا ہوگا۔

وَلَا اَظُنُّکُمَا تَلْحَقَاهُ اَبَدًا اِلَّا مَیِّتًا

"میرا دل نہیں مانتا کہ تم اسے زندہ پاؤ گے"

(دلائل النبوۃ للبیھقی باب ذکر رضاع النبی ﷺ)

قارئین! معجزات کی مستند کتاب دلائل النبوۃ میں یہ باتیں جس انداز سے لکھی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ راوی نے سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ کو ہو بہو نقل کیا ہے اور سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے

Marfat.com

اپنے بیٹے "ضمرہ" کی باتیں اس انداز سے نقل کی ہیں کہ ان الفاظ سے ضمرہ کے دل کی کیفیت بھی کھل جاتی ہے کہ وہ کس قدر گھبرائے ہوئے تھے، اندازہ کریں، سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کا کیا حال ہوا ہوگا؟ یہ سب واقعات بیٹے سے سنے اور حلیمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر دونوں دوڑے ان کے پاس گئے حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم ان کے پاس پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے تو وہ بیٹھے ہوئے تھے، ان کی نگاہ اوپر کو اٹھی ہوئی تھی، مگر وہ مسکرا رہے تھے، میں جا کر محمد ﷺ سے لپٹ گئی، ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور میں نے کہا:

"فَدَتْكَ نَفْسِيْ مَا الَّذِيْ دَهَاكَ؟"

"میری روح آپ پر قربان جائے کس نے آپ کو ڈرایا ہے؟" وہ کہنے لگے:

خبرًا یا اُمّاہُ!

خبر بھی ہے آپ کو اے امّی! میں ابھی ابھی کھڑا ہوا تھا اپنے بھائیوں کے ساتھ۔

۲۲۔ برف کے ساتھ قلب و جگر دھو دیے گئے:

میرے پاس اچانک تین آدمی آئے۔۔۔ایک کے ہاتھ میں چاندی کا کوزہ تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا ایک تھال تھا۔۔۔۔وہ برف سے بھرا ہوا تھا۔۔۔انہوں نے مجھے پکڑ لیا۔۔۔۔اور پہاڑ کی چوٹی پر لے آئے، انہوں نے نہایت ہی نرمی کے ساتھ مجھے پہاڑ پر لٹا دیا، پھر انہوں نے میرے سینے سے ناف کے نیچے تک چاک کر دیا۔۔۔میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا، مجھے نہ تو اس چیرنے کا احساس ہوا اور نہ ہی کوئی درد ہوا۔۔۔پھر اس شخص نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے آنتیں وغیرہ نکال لیں۔۔۔، پھر اس نے ان کو برف کے ساتھ دھو دیا،۔۔۔مگر اس نے بڑی نرمی کے ساتھ دھویا ہے، امی۔۔۔! مجھے ذرہ بھی تکلیف نہیں ہوئی۔۔۔۔پھر اس نے میری آنتوں کو واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا ہے۔

Marfat.com

۲۳۔ شیطان کا حصہ نکال دیا گیا اور نور کی مہر لگا دی گئی:

اب دوسرا شخص اٹھا اس نے پہلے والے سے کہا: آپ اس سے ہٹ جائیے، اللہ نے جو آپ کو اس کے بارے میں حکم دیا تھا، آپ نے وہ کام پورا کر لیا ہے پھر وہ میرے قریب آیا اس نے میرے پیٹ میں ہاتھ داخل کیا اور اس نے میرے دل کو باہر نکال کر چیرا اور اس میں سے ایک سیاہ نکتہ نکالا جو کہ خون سے بھرا ہوا تھا، اسے پھینک دیا اور کہنے لگا۔

هٰذا حظُّ الشَّيْطان منك يَا حَبِيْبَ الله

(دلائل النبوة للبیہقی ذکر رضاع النبی ﷺ)

اے اللہ کے حبیب! یہ شیطان کا حصہ (تھا جو نکال دیا گیا ہے) پھر اس نے دل کو ایک چیز کے ساتھ بھر دیا، جو اس کے پاس تھی، پھر اس نے اس دل کو اپنی جگہ پر رکھ دیا، پھر اس نے میرے دل پر ایک نور کی مہر لگا دی۔ میں ابھی بھی اپنی رگوں میں اس نور کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں ۔۔۔ امی!

۲۴۔ یہ بچہ سب سے وزنی ہے:

پھر تیسرا آدمی اٹھا، اس نے پہلے دونوں سے کہا: تم دونوں نے وہ کام پورا کر لیا، جو اللہ نے تمہیں حکم دیا تھا، پھر وہ میرے قریب آیا، اس نے اپنا ہاتھ میرے سینے سے نیچے تک پھیرا جہاں تک چیرا گیا تھا، چنانچہ وہ درست ہو گیا۔ پھر فرشتے نے کہا:

"اس کو تولو، اس کی امت کے دس افراد کے ساتھ" انہوں نے مجھے تولا تو میں دس افراد سے زیادہ بھاری ہو گیا۔ پھر اس نے کہا "اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو" اگر تم اس کی پوری امت تولو گے تو بھی یہ ان سب سے وزنی ہو گا، پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ پھر انہوں نے مجھے اسی جگہ کھڑا چھوڑا اور اوپر کو اڑنا شروع ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کے پردوں میں داخل ہو گئے ۔۔۔ اور میں ان کی طرف دیکھتا رہا اور دیکھتا رہوں گا اے امی! اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ان کے داخل ہونے کی جگہ بھی دکھا سکتا ہوں ۔۔

Marfat.com

۔۔۔کہ وہ کہاں سے آسمان میں چھپ گئے؟ (دلائل النبوۃ للبیھقی ذکر رضاع النبی ﷺ)

۲۵۔حضرت شیما رضی اللہ عنہا عظیم بھائی کے سامنے:

حلیمہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں شیما آپ کو اکثر گود لیتی تھیں، یہاں انیسہ، حذیفہ اور بنو حارث نامی بچے بھی تھے جو ننھے محمد ﷺ کے ساتھ کھیلتے تھے شیما کا نام شما اور حذافہ بھی ہے۔

(الاصابہ ج ۷ ص ۷۲۳)

ایک دفعہ اسیرانِ جنگ میں رسول کریم ﷺ کی یہ رضاعی بہن حضرت شیماء رضی اللہ عنہا بنت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں ان کو حضور ﷺ کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا:

"اِنِّیْ لَاُخْتُكَ مِنَ الرَّضَاعَةِ"

"یا محمد ﷺ! میں آپ کی رضاعی بہن شیما ہوں، آپ کی دایہ (رضاعی ماں) حلیمہ رضی اللہ عنہا کی دختر"، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم حلیمہ سعدیہ کی بیٹی ہو، اس کا ثبوت"؟

حضرت شیما رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میری والدہ آپ ﷺ کو دودھ پلاتی اور میں آپ ﷺ کو گود لیتی تھی، ایک روز میں نے آپ ﷺ کو اپنی پشت پر اٹھا رکھا تھا کہ:

عَضَّةً عَضَضْتَنِیْهَا فِیْ ظَهْرِیْ۔

آپ ﷺ نے میری پیٹھ میں کاٹ لیا جس کا داغ اب تک موجود ہے، "انہوں نے اپنی قمیض کا دامن اٹھا کر داغ حضور ﷺ کو دکھا دیا"۔

فَبَسَطَ رِدَائَهٗ فَاَجْلَسَهَا عَلَيْهِ وَ رَمَتْ عَيْنَاهُ

آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بہن کے لیے اپنی ردائے مبارک زمین پر بچھا کر فرمایا: اس فرش پر بیٹھ جاؤ، اگر میرے ساتھ رہنا منظور ہو تو میں تمہارا بھائی ہی ہوں، تمہاری توقیر میں فرق نہ آنے دوں گا، اگر اپنے قبیلہ میں جانا پسند ہو تو اس کا بھی تمہیں اختیار ہے، بھائی کی طرف سے بہن کے لیے ایک کنیز اور تین غلام حاضر ہیں اور ساتھ ہی بکریوں کا ایک ریوڑ بھی! شیما رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے حسنِ اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اسی وقت

Marfat.com

مشرف باسلام ہو گئیں، ایک روایت میں ہے کہ دوسری اشیاء کے علاوہ حضور ﷺ نے انہیں کچھ رقم اور کپڑے بھی دے کر رخصت فرمایا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہم، الشیماء بنت الحارث رضی اللہ عنہا)

۲۶۔ حضرت شیما رضی اللہ عنہا کی دعائیہ لوری جو قبول ہوئی:

حضرت شیما رضی اللہ عنہا جب سید دو عالم ﷺ کو گود میں لیتی تو اس کے منہ سے لوری شروع ہو جاتی، اسے کیا معلوم تھا کہ ننھے محمد ﷺ کیلیے جو دعائیں مانگی تھیں وہ التجائیں اسی طرح قبول ہو گئی ہیں جیسے وہ چاہتی تھیں، اپنے پیار بھرے جلو میں جب وہ ننھے عربی ﷺ کو گود میں لیتیں تو یوں دعا کرتیں۔

یَا رَبَّنَا اِبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا

اے رب! محمد ﷺ کو زندہ رکھ۔!

حَتّٰی اَرَاہُ یَافِعًا وَ اَمْرَدًا

یہاں تک کہ میں اس کو جوان دیکھوں۔

ثُمَّ اَرَاہُ سَیِّدًا مُّسَوَّدًا

پھر میں اس کو معزز اور سردار دیکھوں۔

وَاکْبِتْ اَعَادِیْہِ مَعًا وَ الْحُسَّدَا

اس حال میں اس سے حسد رکھنے والے دشمن سرنگوں ہوں۔

وَ اَعْطِہٖ عِزًّا یَّدُوْمُ اَبَدًا

اے رب! اس کو عزت و دوام عطا کر!

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہم حرف الشین المعجمۃ ج ۷، ص ۲۳۳)

اللہ نے سیدہ شیما رضی اللہ عنہا کی دعائیں منظور کیں، ان کی لوری اور اپنے اللہ سے مانگی گئی محبت بھری دعائیں قبول ہوئیں، انہوں نے ننھے محمد ﷺ کو جوان دیکھا۔۔۔آپ ﷺ کی وہ عزت دیکھی جو کہیں نہیں دیکھی گئی اور وہ سرداری بھی دیکھی جو کسی کو نہ ملی، شیما رضی اللہ عنہا کے یہ

Marfat.com

خواب ایسے پورے ہوئے جو شاید ہی کسی کے ہوئے ہوں۔

۲۷۔جناب عبدالمطلب کی گود میں:

سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب دو سال دودھ پلانے کے پورے ہو گئے اور جوں جوں محمد ﷺ کے مجھ سے جدائی کے دن قریب آتے گئے، میرا دل اداس رہنے لگا کہ بس یہ برکتیں اور رحمتیں میرے گھر کے آنگن سے الوادع ہو رہی ہیں، جو محمد عربی ﷺ کے قدومِ میمنت لزوم کی برکت سے ہم سب گھر والوں کو مل رہی تھیں، اس لیے جب محمد ﷺ کو مکہ لے کر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائی تو پھر دوبارہ اپنے گھر لے جانے کی درخواست کر دی۔(سیرت ابن ہشام باب رجوع حلیمۃ بہ الی امہ)

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اس دوران مکہ کے رئیس اعظم ساداتِ عرب کے راہنما عبدالمطلب محمد ﷺ کے جدامجد اپنے پوتے کے آنے کی خبر سن کر آمنہ کے گھر آئے تھے، انہوں نے اپنے پوتے کو دیکھا، گود میں لیا، پیار کیا، نظریں محمد ﷺ کے چہرے پر جمالیں اور کہا۔

نَمَا نُمُوَّ الْهِلَالِ
ارے چاند سا چہرہ
وَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِفَصَاحَةٍ
یہ باتیں بھی کتنی بھلی کرتا ہے
جَمَالُ قُرَيْشٍ
قبیلہ قریش کا سا جمال پایا
وَفَصَاحَةُ سَعْدٍ
قبیلہ سعد کی فصاحت و بلاغت پائی
وَحَلَاوَةُ يَثْرِبَ

Marfat.com

اور یثرب (مدینہ) کی سی شیرینی

(الدراری فی ذکر الذراری. کمال الدین ابن العدیم. ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب ج۱ ص۲۸. ربیع الابرار ونصوص الاخیار ج ۵ ص ۲۰۱)

۲۸۔مدینہ آمد اور امی کی وفات:

رضاعت سے فارغ ہو کر حضور ﷺ گھر لوٹے تو کنیزک "برکہ" لیے لیے پھرتی تھی، اسے حضور ﷺ سے بے حد محبت تھی، والدہ محترمہ خاوند کی جدائی میں مغموم وسوگوار رہتی تھیں۔ حضرت محمد ﷺ ۶ سال کے ہوئے تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ جانے کا ارادہ کیا، اور کم سن محمد ﷺ اور نوخیز برکہ (اُم یمن رضی اللہ عنہا) کو ہمراہ لیے ایک قافلے کے ساتھ مدینہ (یثرب) روانہ ہوگئیں، ایک مہینہ یثرب ہی میں مقیم رہیں اور جب بوجھل دل کے ساتھ واپس لوٹنے لگیں، تو راستے میں ابواء کے مقام پر ان کا انتقال ہوگیا۔

(عیون الاثر، ذکر الخبر عن وفات امہ آمنة)

غریب الدیار کم سن حضرت محمد ﷺ ایک مرتبہ پھر بظاہر بے یار و مددگار ہو گئے۔

۲۹۔مدینہ، بچپن کی یادیں اور مدنی بچے:

اس شہر محبوب سے آنحضور ﷺ کو دلی لگاؤ تھا اس کی گلیاں، پہاڑ اور مکانات حضور ﷺ کو سب یاد تھے، یہ آپ ﷺ کی امی کا شہر تھا، آپ ﷺ اس وقت بمشکل چھ برس کے تھے، جب آپ ﷺ مکہ سے اپنی امی جان اور ام ایمن رضی اللہ عنہا خادمہ کے ساتھ مدینہ آئے تھے، اس شہر میں آپ ﷺ کے ماموں اور نانی جان کا گھر تھا، آپ ﷺ والدہ کی انگلی پکڑ کر یہاں چلتے، مبارک قدموں سے اس شہر کو برکتوں اور رحمتوں کا مستحق بناتے تھے، اس لیے آپ ﷺ مدینہ سے وابستہ اپنی یادیں ہمیشہ بیان کرتے رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا محمد ﷺ کے بچپن کے حالات کو بڑی محبت سے سنتے تھے۔آپ ﷺ کی تربیت میں رہنے والے (سید

Marfat.com

نا ابن عباس رضی اللہ عنہما) کا بیان ہے کہ یہاں کی باتیں رسول اکرم ﷺ کو مدت العمر یاد رہیں، ہجرت کے بعد ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ اپنے ننھیال بنو نجار کے محلے سے گزرے، تو فرمایا: یہی وہ مکان ہے جہاں میری والدہ مرحومہ نے قیام کیا تھا، یہی وہ باؤلی ہے، جہاں میں نے تیرنا سیکھا تھا۔

كُنْتُ الْاَعِبُ اُنَيْسَةَ جَارِيَتًا مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى هٰذَا الْاُطُمِ

یہی وہ میدان ہے جہاں میں ایک لڑکی انیسہ کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔"

وَ كُنْتُ مَعَ غِلْمَانٍ مِّنْ اَخْوَالِىْ تَطِيْرُ طَائِرًا كَانَ يَقَعُ عَلَيْهِ

یہی وہ قلعہ ہے جہاں میں ماموں زاد بھائیوں کے ساتھ آیا کرتا۔ اس کی دیوار کے اوپر پرندے آکر بیٹھتے تھے اور بچے انہیں اڑایا کرتے تھے"

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفات ام رسول اللہ ﷺ)

۳۰۔ مکہ واپسی، حمزہ و عباس رضی اللہ عنہما سے دوستی:

حضور ﷺ جب مدینہ گئے تو امی ساتھ تھیں واپس مکہ آئے تو امی سے محروم تھے، برکہ (ام یمن رضی اللہ عنہا) اور دادا کے ساتھ مکہ آمد ہوئی، برکہ رضی اللہ عنہا بے چاری خود نا تجربہ کار لڑکی تھی اس نے بڑی ہمت کی جو غمزدہ معصوم کو سنبھالے واپس مکہ عبد المطلب کے گھر آ پہنچی، چھ سال کا بچہ کافی سوجھ بوجھ رکھتا ہے، حضور ﷺ جب تک حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی گود میں پرورش پاتے رہے، اپنے گھر کے متعلق کوئی شعور ہی نہ تھا۔ جب واپس ماں کی گود میں لوٹے تو اسے نرم و گرم پایا، لیکن پہلی مرتبہ محسوس کیا کہ دوسرے بچوں کے تو باپ بھی ہوا کرتے ہیں، آپ ﷺ کے باپ فوت ہو چکے ہیں، آپ ﷺ سے دو سال بڑے (چچا) حمزہ رضی اللہ عنہ اسی گھر میں آپ ﷺ کی سوتیلی دادی ہالہ بنت وہب اور عبد المطلب کے منظورِ نظر تھے، اور اسی گھر میں ان سے تین سال بڑے (چچا) تھے یہ دونوں آپ ﷺ کے دوست بھی تھے کھیلنے اور کھلانے والے بھی اس گھر میں یہی تھے۔ (مَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ لابی نعیم، ذکر حمزہ رضی اللہ عنہ بن

Marfat.com

عبد المطلب) عبد المطلب جہاں دیدہ بھی تھے اور رقیق القلب بھی، انہیں عبد اللہ سے محبت تھی اور عبد اللہ کی نشانی ان کے دل میں عبد اللہ سے کم عزیز نہ تھی۔ انہیں اپنے یتیم پوتے کا (جسے ماں بھی کم سنی میں داغِ مفارقت دے گئی تھی) بے حد خیال تھا، وہ موقع بہ موقع معصوم محمد ﷺ کی دل جوئی کیا کرتے تھے، لیکن آخر وہ مصروف مرد تھے وہ اپنی تجارت، خانہ کعبہ کے امور، اہل قریش کے مسائل اور متعدد بیویوں اور کثیر اولاد کی مصروفیات میں پھنسے ہوئے تھے۔

ان کی توجہ ماں کی مامتا اور باپ کے پیار کا بدل تو نہ ہو سکتی تھی، عہد طفلی کی غم خوار، جو حضور ﷺ کے معصوم دل کی رمز شناس تھی، برکہ ہی تھی، وہی خادمہ بھی تھی اور ماں بھی، حضور ﷺ کو برکہ سے محبت تھی اور آپ ان کو "اُمّی بَعدَ اُمّی" فرمایا کرتے تھے۔

(شرح الزّرقانی، ذکر وفاۃ امّہٖ)

اس ماحول میں کم سن محمد ﷺ کو اپنی یتیمی کا احساس ہوا ہی ہوگا، جبھی تو خدا نے چالیس سال بعد یاد دلایا، تمہیں یتیم پا کر ہم نے پناہ دی؟ (وَالضُّحٰی: ۶) نو عمر محمد ﷺ کے لیے دادا کا دم غنیمت تھا۔ لیکن پیرانہ سالی میں یہ ٹمٹماتا ہوا چراغ کسے معلوم تھا کب تک روشن رہے گا، بہر حال دو سال دادا جی نے خوب محبت سے رکھا۔

جناب عبد المطلب کی مجلس میں:

چھ سال کی عمر میں جب والدہ بھی فوت ہو گئیں تو دادا جان آپ ﷺ کو مدینہ سے مکہ لے آئے اور آپ ﷺ کو سب سے زیادہ عزیز رکھا کعبہ کے سائے میں جناب عبد المطلب کے لیے ایک تکیہ لگایا جاتا اور بیٹھنے کے لیے ایک خاص جگہ بنائی جاتی، ان کے فرش پر کسی کو بیٹھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، ان کے سارے لڑکے فرش کے ارد گرد بیٹھتے، جب آپ ﷺ کے دادا جی آتے تو وہی اپنی مسند پر بیٹھتے لیکن جیسے ہی حضور ﷺ اس محفل میں آتے بغیر جھجک بیٹھ جاتے، ان کے چچا اٹھانا چاہتے تو عبد المطلب کہتے:

Marfat.com

دعو ابنی، فَوَ اللّٰہِ اِنَّ لَہٗ لَشَاناً

میرے بیٹے کو بیٹھنے دو، کچھ نہ کہو! واللہ! اس کی شان ہی نرالی ہے اور پھر دادا جی پیار سے آپ ﷺ کی کمر پر ہاتھ پھیرتے اور آپ ﷺ کی میٹھی میٹھی باتوں سے خوش ہوتے۔

(الروض الانف،شرح مافی حدیث الرضاع)

۳۱۔ جناب عبد المطلب کے گھر میں:

دن بہت اچھے گزر رہے تھے، لیکن دو سال بھی نہ ہوئے تھے کہ ننھے محمد ﷺ کے دل کو ایک ٹھیس لگی کہ شفیق و محترم دادا جی بھی محمد ﷺ کو بھری دنیا میں اکیلا چھوڑ گئے، اپنی زندگی میں وصیت کر دی کہ ان کے مرحوم بیٹے کی یہ نشانی ابو طالب کو دی جائے۔ ابو طالب ماں کی طرف سے آپ ﷺ کے مرحوم والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے، اس لیے عبد المطلب نے حضور ﷺ کو ان کی تحویل میں دے دیا:

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْماً فَاٰوٰى

کا بھرپور نظارہ نو خیز محمد ﷺ نے ابو طالب کے گھر میں ہی دیکھا، جس قدرت نے یتیمی و بے کسی کا احساس دلانے کے لیے حضور ﷺ کے نازک دل کو پے بہ پے ٹھیس لگائی تھی، اس نے اب بہترین درماں کا سامان فراہم کر دیا، اب ابو طالب پختہ عمر کے تھے، ان کی شادی عرصہ ہوا فاطمہ اسدیہ سے ہو چکی تھی، لیکن ان کا صرف ایک ہی کم سن بچہ طالب تھا، دونوں میاں بیوی نے بھتیجے کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور حقیقی بیٹے کی طرح پرورش کرنے لگے، حضور ﷺ کو ماں کی لٹی ہوئی مامتا ہی نہیں، باپ کا پیار بھی مل گیا اور کھیلنے کے لیے ایک چھوٹا سا بھائی۔ جناب ابو طالب کے گھر جہاں ایک عظیم خاتون سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے پیار و محبت میں آپ ﷺ نے بہت یادگار دن گزارے، وہاں طالب، عقیل رضی اللہ عنہ، جعفر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، کے ساتھ اُم ہانی رضی اللہ عنہا، (ان کا نام فاختہ، ہند، یا فاطمہ بھی بتایا جاتا ہے) جمامہ اور ریطہ ان سب بچوں کی دلی چاہت بھی آپ ﷺ کو ملی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا بنت اسد نے بھی نہایت خلوص اور دلسوزی کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت کی، جب انہوں نے وفات پائی تو حضور ﷺ نے انہیں اپنی قمیض مبارک کا کفن پہنایا اور ان کی میت کے سرہانے بیٹھے اور فرمایا:

رَحِمَكِ اللهُ يَا أُمِّيْ، كُنْتِ أُمِّيْ بَعْدَ أُمِّيْ، تَجُوْعِيْنَ وَتُشْبِعِيْنَنِيْ وَتَعْرِيْنَ وَتَكْسِيْنِيْ (مجمع الزوائد، حدیث: ۱۵۳۹۹)

"اے میری ماں اللہ آپ پر رحم کرے! آپ میری ماں کے بعد ماں تھیں، آپ خود بھوکی رہتی تھیں، مگر مجھے کھلاتی تھی، آپ کو خود لباس کی ضرورت ہوتی تھی، لیکن آپ مجھے پہناتی تھیں"

۳۲۔ جب مخلوق پانی کو ترس گئی:

جس طرح محترمہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور خواجہ عبد المطلب کے گھروں میں آپ ﷺ کی برکات اور عقل سے ماوراء امور (معجزات) دیکھے گئے۔ اسی طرح جناب ابو طالب نے آپ ﷺ کی ذات والاصفات کے کمالات سے بہت فائدہ اٹھایا، چنانچہ آپ ﷺ کی عمر اس وقت ۸ سال ۲ ماہ دس دن تھی کہ ایک عجیب واقعہ ہوا۔ ابن عساکر نے لکھا ہے: جُلْهُمَه بن عرفطہ کہتے ہیں کہ میں مکہ آیا۔ لوگ قحط سے دوچار تھے، قریش نے کہا: اے ابو طالب! وادی قحط کا شکار ہے، بال بچے کال کی زد میں ہیں، چلیے بارش کی دعا کیجیے، ابو طالب ایک بچہ لے کر برآمد ہوئے، بچہ ابر آلود سورج معلوم ہوتا تھا، جس سے گھنا بادل ابھی چھٹا ہو۔

"وَحَوْلَهُ أُغَيْلِمَة"

اس کے ارد گرد اور بھی بچے تھے (جو اس ذہین و متین، خوبصورت ترین بچے کا نظارہ کرتے تھے، ہر بچہ چاہتا تھا محمد ﷺ مجھ سے بات کریں، میرے ساتھ کھیلا کریں، اس لیے ہم عمر بچوں میں آپ ﷺ کی محبت اور دوستی کے جذبات پائے جاتے تھے)۔

بہر حال! ابو طالب نے اس بچے کا ہاتھ پکڑ کر اس کی پیٹھ کعبہ کی دیوار سے ٹیک

Marfat.com

دی، بچے نے ان کی انگلی پکڑ رکھی تھی، اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ (لیکن دیکھتے ہی دیکھتے) اِدھر اُدھر سے بادل کی آمد شروع ہوگئی اور ایسی دھواں دار بارش ہوئی کہ وادی میں سیلاب آگیا اور شہر و بیاباں شاداب ہو گئے (اور پورے مکہ میں ایک بار پھر اس عظیم بچے کے انوار و برکات کا شہرہ ہوگیا) ہر شخص کی زبان پر آپ ﷺ کی صفات کا تذکرہ ہونے لگا، یہ واقعہ ابو طالب کے خاندان کے لیے باعث فخر تھا، اسی وجہ سے بعد میں ابو طالب نے اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محمد ﷺ کی مدح میں کہا تھا۔

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِلْاَرَامِلِ

''وہ خوبصورت ہیں، ان کے چہرے سے بارش کا فیضان طلب کیا جاتا ہے یتیموں کے ماویٰ اور بیواؤں کے محافظ ہیں'' (سُبلُ الھُدیٰ والرّشاد. البَاب فی استسقاء ابی طالب برسُول اللہ ﷺ)

میں دیوانہ نہیں ہوں:

حضور ﷺ بچپن ہی سے بہت شرمیلے اور حیادار تھے، ایک دن جنگل میں کھیلتے ہوئے بچوں نے کھیل کے لیے پتھر ڈھونا شروع کیے، اس عمر کے بچوں کا طریقہ تھا کہ تہہ بند کی چادر اتار کر کندھے پر ڈال لیتے تھے، تاکہ کندھے پر لدے ہوئے پتھر نہ چبھیں، کم سنی کی وجہ سے ننگے پھرنے میں وہ کوئی عیب نہ سمجھتے تھے، لیکن حضور ﷺ ننگے کندھوں پر ہی پتھر ڈھوتے رہے، اور بچوں کے اصرار کے باوجود تہہ بند اتارنے سے انکار کر دیا فطری حیاء نے کم سنی میں بھی عریانی کی اجازت نہ دی اور فرمایا:

نُهِيْتُ اَنْ اَمْشِيَ عُرْيَانًا فَكُنْتُ اَكْتُمُهَا النَّاسَ مَخَافَةَ اَنْ يَّقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ (الخصائص الکبریٰ. ذکر المعجزات والخصائص)

''مجھے یہ لباس اتارنے سے روکا گیا ہے. ایسا کروں تو لوگ مجھے دیوانہ کہنے لگیں گے''۔

Marfat.com

۳۳۔ سفر کا شوق:

سادہ زندگی اور اس کی ذمہ داریوں نے رسول پاک ﷺ پر کم سنی میں ہی اثر ڈالا، شاید یہی وجہ تھی آپ ﷺ ۱۲ سال کی عمر میں ہی چچا کے ساتھ تجارتی دورے پر جانے کے مشتاق نظر آتے ہیں، اور ساتھ چلنے کے لیے اصرار کرتے ہیں، حلیم چچا محبوب بھتیجے کی فرمائش کیسے ٹالتے؟ کم عمری کے باوجود طویل سفر پر جانے کے لیے تیار ہو گئے، شوقِ سفر اور نئی دنیا دیکھنے کے اشتیاق میں سامانِ تجارت اونٹوں پر لادنے میں کم سن حضور ﷺ نے دلچسپی سے حصہ لیا ہوگا، اور دورانِ سفر ہر چیز کا بغور مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہوگی۔

حضور ﷺ نے نوعمری میں ہی اس مکتبِ تجارت میں شرکت فرمائی جو قریش کی عزت و وقار کا ذریعہ تھا۔ اس لیے تجارت کو ذریعہ معاش بنانے کے لیے چچا کے ساتھ دوروں پر جانے لگے۔

۳۴۔ یہ بچہ معمولی نہیں:

آپ ﷺ کی ذات میں بچپن سے ہی شرافت و نجابت کے اثرات ہر ذی شعور انسان دیکھ سکتا تھا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ ﷺ کی عمر بارہ برس تھی، (اور ایک تفصیلی قول کے مطابق بارہ برس دو مہینے دس دن بیان کی گئی ہے) آپ ﷺ گھر کے کاموں میں چچا ابو طالب کا مکمل ساتھ دینے کی کوشش فرماتے تھے، اس لیے جب چچا کسی سفر پر جانے کا ارادہ ظاہر کرتے تو محمد کریم ﷺ کا دل بھی چاہتا کہ سفر میں شرکت کریں، اس لیے چچا آپ ﷺ کی خواہش کا احترام کرتے تھے، اور اسی وجہ سے ابو طالب آپ ﷺ کو ساتھ لے کر تجارت کے لیے ملک شام کے سفر پر نکلے اور بصریٰ پہنچے۔ اس سفر میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (اسد الغابہ ذکر بحیرا)

بصریٰ شام کا ایک مقام اور حوارن کا ایک مرکزی شہر ہے، اس وقت یہ جزیرۃ العرب کے رومی مقبوضات کا دار الحکومت تھا، اس شہر میں جرجیس نامی ایک راہب رہتا تھا جو

Marfat.com

بحیرا کے لقب سے معروف تھا، جب قافلے نے وہاں پڑاؤ ڈالا تو یہ راہب اپنے گرجا سے نکل کر قافلے کے اندر آیا اور قافلہ والوں کی میزبانی کی، حالانکہ اس سے پہلے وہ کبھی نہیں نکلتا تھا، اس نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کے اوصاف کی بنا پر پہچان لیا اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

هٰذا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ هٰذا یَبْعَثُهُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﷺ

(الخصائص الکبریٰ ذکر المعجزات والخصائص فی خلقه)

یہ سید العالمین ﷺ ہیں، اللہ انہیں رحمۃ للعلمین ﷺ بنا کر بھیجے گا، انہوں نے ابوطالب سے مزید کہا: "تم لوگ جب گھاٹی سے اس جانب نمودار ہوئے تو کوئی بھی درخت یا پتھر ایسا نہیں تھا جو سجدہ کے لیے نہ جھکا ہو اور یہ چیزیں نبی کے علاوہ کسی اور چیز کو سجدہ نہیں کرتیں، پھر میں انہیں مہرِ نبوت سے پہچانتا ہوں جو کندھے کے نیچے (نرم ہڈی) کے پاس سیب کی طرح ہے اور ہم ان کا ذکر اپنی کتابوں میں بھی پاتے ہیں" اس کے بعد بحیراء راہب نے ابوطالب سے کہا: انہیں واپس کر دو ملک شام نہ لے جاؤ کیونکہ یہود سے خطرہ ہے۔ اس پر ابوطالب نے بعض غلاموں کی معیت میں آپ ﷺ کو مکہ واپس بھیج دیا۔

۳۵۔ یہ بت شکن ہے:

ایک دفعہ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا بچپن میں آپ ﷺ کو مکہ لے گئیں وہاں کوئی وبا پھیلی ہوئی تھی، بصد شکر آپ ﷺ کو واپس لا رہی تھی راستہ میں بازار ذی المجاز تھا، وہاں ایک کاہن یہودی تھا اس کی نظر اس ماہتابِ عالم ﷺ بچے پر پڑی، اس نے دیکھا کہ (ان کی کتابوں کے مطابق) آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان سرخی اور دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہے، یہ دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی اور وہ بھرے بازار میں موجود لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر پکار اٹھا:

یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ اقْتُلُوا هٰذَا الصَّبِیَّ فَلَیَقْتُلَنَّ اَهْلَ دِیْنِکُمْ

Marfat.com

وَلَيَكْسِرَنَّ اَصْنَامَكُمْ وَلَيَظْهَرَنَّ اَمْرُهٗ عَلَيْكُمْ

(الوفا بتعریف فضائل المصطفی لابن الجوزی ج ا ص ۷۰)

''اے عرب والو! اس بچے کو مار ڈالو ورنہ تمہارے دین والوں کو مار ڈالے گا، بتوں کو توڑے گا اور اس بچے کا حکم تم پر چلے گا۔''

اس قسم کی متعدد علاماتِ نبوت بچپن میں لوگوں کو دکھا دی گئی تھیں۔

خلاصۃ الباب:

قارئینِ مکرم! عام ضابطہ ہے کہ کوئی شخص مرتبہ و مقام میں عام لوگوں سے بڑھ جائے اس کی جوانی و پیروی کے کارناموں کے بیان کے ساتھ ساتھ لوگوں میں اس کے بچپن کی معلومات کی حرص بڑھتی ہے، اسی طرح جب مسلمان حضور ﷺ کے احوال کو پڑھتا ہے تو اس کے دل میں ایک امنگ پیدا ہوتی ہے۔''میرے نبی کی جوانی اتنی تابناک ہے تو آپ ﷺ کا بچپن کتنا بابرکت وحسین ہوگا'' اس لیے وہ جاننا چاہتا ہے، اس وقت کی چند باتیں، جب آپ ﷺ بچے تھے اور حلیمہ کے گھر والے بچے اور بڑے آپ ﷺ کا صدقہ کھا رہے تھے۔

(واقعہ نمبر ۵)

☆ جب ظہور قدسی سے یہ دنیا روشن کی گئی، محمد نام رکھا گیا، اور قریش کا سر فخر سے بلند ہوگیا۔ (واقعہ نمبر ۱۳ تا ۱۵)

☆ جب حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور اس کے چند بچوں میں آپ ﷺ کی مسکراہٹیں منور ہوتی ہیں۔ (دیکھیے واقعہ نمبر ۱۶)

☆ فرشتے آپ ﷺ کو ملنے آتے تھے، آپ ﷺ پر سایہ کرتے تھے۔

(دیکھیے واقعہ نمبر ۱۹)

☆ کبھی بہن شیما رضی اللہ عنہا کی گود میں، کبھی بکریاں چراتے اور کبھی معجزات دکھاتے نظر آتے تھے۔ (واقعہ ۱۷ سے ۲۰ تک)

Marfat.com

☆ مدینے کے یہودنے شکل اور نشانی آپ ﷺ کی دیکھی۔

(دیکھئے واقعہ نمبر ۳۰)

☆ بچے عمر بھر دوستی نبھاتے ہیں، بچپن کی محبت بھی سچی ہوتی ہے۔

(دیکھئے واقعہ نمبر ۳۰، ۳۱، ۳۲)

☆ مدینے میں آپ ﷺ کی برکت سے بارش کا نزول ہوا۔ (واقعہ نمبر ۳۲)

☆ جنگل کا درخت آپ ﷺ کا عاشق تھا۔ (واقعہ نمبر ۳۳)

☆ بچپن میں آثار عظمت ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ (واقعہ نمبر ۳۵)

☆ سیدِ دو عالم ﷺ کا بچپن آپ ﷺ کی جوانی کی طرح خوبصورت تھا۔ اگرچہ آپ ﷺ کے دورِ طفولیت کے قصے اس کتاب کا موضوع نہیں ہے۔ لیکن عہدِ نبوی ﷺ کے بچوں کا جب ذکر ہو تو آپ ﷺ کے بچپن کا ذکر کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا عہد تو بچپن سے شروع ہو چکا تھا۔

☆ ایامِ رضاعت میں آپ ﷺ سے ملنے والے بچوں نے بڑے ہو کر آپ ﷺ کی عادات، دلربا ادائیں، انمول مسکراہٹیں اور میٹھی میٹھی باتیں بیان کیں تو سیرت النبی ﷺ کا ایک باب بن گیا۔ اس بات سے ہم اہل ایمان کو بڑی خوشی و مسرت ہے کہ دورِ طفولیت میں آپ ﷺ کو دیکھنے والے بچے اور بڑے تقریباً سب ہی آپ ﷺ کے پرچم تلے آئے اور آپ ﷺ کے خادم بن گئے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۳ محمد نام کے خوش قسمت بچے رضی اللہ عنہم

عہدِ نبوی ؐ میں مبارک نام کا رواج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ

أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۖ الفتح : ۲۹

محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل،

Marfat.com

Marfat.com

سیدنا محمد ﷺ :

اللہ کے نام کے بعد یہ نام سب سے پیارا نام ہے، قرآن کریم میں چار مرتبہ یہ نام آیا ہے۔

۱۔	آلِ عمران: ۱۴۴	۲۔	الاحزاب: ۴۰
۳۔	محمد ﷺ: ۲	۴۔	الفتح: ۲۹

قرآن کریم کے علاوہ بھی آسمانی کتابوں میں یہ نام تھا اس لیے ہر مسلمان کا دل چاہتا تھا اور اب بھی چاہتا ہے کہ اس کے بچے کا نام بھی یہی ہو، لیکن ادب مانع ہو جاتا ہے اور جو اپنے بچوں کا یہ نام رکھ لیتے ہیں وہ بہت ادب کرتے ہیں، اس کتاب کے دیگر ابواب میں چند نام یہ ہیں،

(۱) سیدنا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔

(اسد الغابہ: ۱/ ۱۱۳۳)

(۲) محمد بن ابی سلمہ جب حضور ﷺ کے ساتھ کھاتے تھے، وہ منظر بہت اچھا تھا۔

(اسد الغابہ، عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ)

(۳) محمد بن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق لکھا ہے:

سَمَّاهُ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہ. ذکر محمد بن عباس رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

(۴) حضرت محمد بن عطیہ سعدی رضی اللہ عنہما (کنز العمال، حدیث: ۱۷۱۲۹)

(۵) محمد بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما (اسد الغابہ ذکر ابی عتیق)

(۶) حضرت محمد بن عقیل رضی اللہ عنہما (فتح الباری مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما)

یہ وہ نام ہیں جو کتاب کے دوسرے ابواب میں ہیں اب بقایا ناموں کی تفصیل یہ ہے۔ ''ابو القاسم'' محمد ﷺ کی کنیت تھی، اس کنیت اور نام کا جمع کرنا تو بالکل درست نہیں، اس کے باوجود جو نام کے ساتھ ذکر کی جائے گی ابو القاسم محمد نام آپ ﷺ کے مبارک زمانے میں بھی رکھا جاتا تھا وہاں یہ بھی ہے کہ اس کی بھی کوئی خاص وجہ تھی۔ اصحابِ پیغمبر ﷺ میں ان حضرات کو مُحَمَّدُوْنَ اور مُحَمَّدِیِّیْن کہا جاتا تھا۔ (اسد الغابہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ)

عرب میں مقدس نام کی پہچان:

مدینہ طیبہ میں بھی آپ ﷺ کی آمد سے پہلے یہ نام معروف ہو چکا تھا، اور لوگ یہ نام رکھنا شروع ہو گئے تھے، اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً: (۱) جیسا کہ گذشتہ باب میں لکھا گیا کہ محمد کریم ﷺ بچپن میں مدینہ تشریف لائے تھے، آپ ﷺ یہاں کے بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے، یہ آپ ﷺ کا ننھیال تھا، اس وجہ سے بھی کچھ بچوں کے نام رکھ دیے گئے کہ خوبصورت اداؤں والے بچے کا پیارا سا نام دیکھنے اور سننے والوں کے دل میں بس گیا، اس لیے اپنے بچوں کے لیے یہ نام منتخب کر لیا تھا۔ (۲) پہلی آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کا نام تھا، جو مدینہ کے یہودیوں نے معروف کر دیا تھا، جس کی وجہ سے بعض بچوں کے نام ''محمد'' رکھ دیے گئے۔ (۳) علامہ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن عدی بن ربیعہ بن سعد کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ تیرے باپ نے تیرا نام محمد کیسے رکھا؟ اس پر وہ مسکرائے اور کہنے لگے کہ ''مجھے میرے باپ عدی بن ربیعہ نے بتایا کہ وہ اور سفیان بن مجاشع (اپنے چند دوستوں کے ہمراہ) ابن جفنہ سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ہم اس کے گھر کے قریب پہنچے تو چلتے چلتے تھک چکے تھے اس لیے دم لینے کو ایک تالاب کے

Marfat.com

کنارے درختوں کے نیچے ٹھہر گئے۔ وہاں ایک راہب آنکلا اور کہنے لگا کہ ”تمہاری زبان اس علاقے کے لوگوں کی زبان سے مختلف ہے“ ہم نے کہا: تمہارا اندازہ ٹھیک ہے ہمارا تعلق بنی مضر سے ہے۔ پوچھا: کس قبیلے سے؟ ہم نے کہا: ”خندف“ سے اس نے کہا: جلد ہی تم میں ایک نبی کی بعثت ہونے والی ہے تم اس میں شامل ہونے سے تساہل نہ کرنا، اسی میں تمہاری بھلائی ہے، ہم نے پوچھا: ان کا نام کیا ہوگا؟ اس نے کہا ”محمد“۔ اس کے بعد ہم ابن جفنہ کے پاس گئے اور بعد از فراغت اپنے گھروں کو چل دیے۔ اس کے بعد اللہ نے ہمیں اولادِ نرینہ سے سرفراز فرمایا اور ہم سب نے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا۔

(اسد الغابہ، والاصابہ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہ، ذکر محمد بن عدی رضی اللہ عنہ)

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ عرب میں یہ نام آپ ﷺ کی جوانی اور بعثت و ہجرت سے پہلے بھی رکھا جا رہا تھا، اس باب میں صرف ان ”محمد“ نامی بچوں رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے، جو آپ ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے، آپ ﷺ نے خود ان کا یہ نام رکھا یا آپ ﷺ کی سکوتی اجازت سے بچے کا یہ مبارک نام رکھا گیا۔

۳۶۔ محمد نام تم نے رکھ لیا، کنیت بھی لے جاؤ۔۔۔۔!

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر بچہ پیدا ہوا، اس کا نام والدین نے محمد بن طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم رکھا اور کنیت ابوسلیمان رکھی، بچہ بہت پیارا تھا حضور ﷺ کے پاس لایا گیا، دعا اور گھٹی کے لیے اکثر بچے محمد کریم ﷺ کے پاس حاضر کیے جاتے ہیں۔ یہ بھی لائے گئے، ان کے نام اور کنیت کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے جس سے اسم مبارک کے ادب و احترام کی تعلیم بھی ظاہر ہوتی ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”الاصابہ“ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پڑوتے کا نام بھی ”محمد“ تھا۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت زید رضی اللہ عنہما کے پڑوتے کو پکار کر برا بھلا کہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو ان کو بلا کر فرمایا:

Marfat.com

"لَا اَرٰی مُحَمَّدًا یسب بِکَ، وَاللّٰہِ لَا یُدْعٰی مُحَمَّدًا اَبَدًا مَا دُمْتُ حَیًّا
فَسَمَّاہُ عبدُ الرَّحْمٰن"

تمہارے نام کی وجہ سے ''اسم محمد'' کو سب وشتم کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا! آج سے تمہارا نام ''محمد'' کے بجائے عبد الرحمن ہے، پھر انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لڑکوں کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا اور تمہاری اولاد میں سے جس جس کا نام ''محمد'' ہے اسے بدل دیا جائے۔

حضرت محمد رضی اللہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر عرض کی:

(اُذْکُرُ اللّٰہَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَوَاللّٰہِ لَمُحَمَّدٌ سَمَّانِیْ مُحَمَّدًا)

''امیر المومنین اللہ کا نام لو، میرے نام ''محمد'' کو خود محمد رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا تھا'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ سچ ہے تو جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پسند کیے ہوئے نام کو عمر نہیں بدل سکتا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ رضی اللہ عنہم۔ ذکر محمد بن طلحۃ رضی اللہ عنہ)

اس بچہ (محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ) کے والدین اپنے لختِ جگر کو رحمتِ عالم ﷺ کے پاس لائے، محبوبِ کریم ﷺ نے گھٹی دی، دعا فرمائی اور نام پوچھا، جب ابو سلیمان محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ بتایا گیا تو فرمایا: تم نے میرا نام رکھ لیا ہے، اس کے ساتھ ابو القاسم کنیت بھی لگا لو!''۔ بعض روایات میں ہے کہ ان کی کنیت ابو سلیمان ہی رہی۔

(الاصابۃ تذکرہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ، (ذکر من اسمہ محمد ج ۶، ص ۱۸)

بظاہر ان دونوں روایتوں کا آپس میں اختلاف ہے۔ تطبیق یہ ہے کہ ان کا مکمل نام (ابو القاسم محمد نبی اکرم ﷺ نے منظور فرما لیا، لیکن وہ اس وجہ سے ابو سلیمان کہلانا پسند فرماتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے عام لوگوں کو یہ حکم دے رکھا ہے: سَمُّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تُکَنُّوْا بِکُنْیَتِیْ ''میرے نام پر نام تو رکھ لو میری کنیت استعمال نہ کرو۔'' (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۳۷)

حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو اگرچہ خصوصی اجازت تھی کہ ابو القاسم کنیت رکھیں تاہم وہ ارشادِ نبوی ﷺ کا پاس رکھتے تھے، کہ دوسرے لوگ میرے نام کی وجہ سے ارشادِ رسول ﷺ کی مخالفت نہ کریں۔ اس وجہ سے ابو سلیمان کہلوا لیتے تھے۔

Marfat.com

ابوالقاسم کنیت رکھنے والے ایسے حضرات جن کا نام محمد تھا وہ متعدد ہیں ان میں سے ایک ابوالقاسم حضرت محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما ہیں، وہ یتیم ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو پالا انہیں یہ شرف ملا کہ وہ ہجرتِ حبشہ کے دوران پیدا ہوئے، قرآن پاک کے بہترین قاریوں میں شمار ہوتے تھے۔ (اسد الغابہ، سیر اعلام النبلاء ذکر محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما)

زبیر بن بکار نے محمد بن حسن سے روایت کی کہ ایسے لوگ جن کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی، وہ حسبِ ذیل تھے، محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ، محمد بن علی رضی اللہ عنہ، محمد بن اشعث رضی اللہ عنہ، اور محمد بن سعد۔ آخر الذکر کو ابن زبیر نے موصل کا امیر مقرر کیا تھا۔

(اَلْاَصَابہ فِی تمیزِ الصَّحَابہ رضی اللہ عنہ. اسد الغابہ ذکر مُحَمَّد رضی اللہ عنہ بن الاشعث بن قیس الکندی)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد بن اشعث الکندی رضی اللہ عنہ کا نام بھی عہد نبوی کے محمدون میں ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت محمد بن الاشعث زمانہ نبوی میں پیدا ہوئے۔

۳۷۔ حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن انس بن فضالہ الانصاری الظفری:

حضرت محمد بن انس بن فضالہ الانصاری الظفری رضی اللہ عنہم، اور ایک روایت میں ان کا نام محمد بن فضالہ بن انس رضی اللہ عنہم ہے، ان کے والد اور دادا دونوں حضور اکرم ﷺ کے صحابی ہیں۔ ان کے بیٹے یونس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد محمد رضی اللہ عنہ کے سر پر جہاں نبی ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا ان کے وہ بال ہمیشہ سیاہ ہی رہے جن پر حضور ﷺ کا ہاتھ لگا تھا۔

(الاصابہ فی تمییر الصحابۃ رضی اللہ عنہ، اسد الغابہ، تذکرہ محمد بن انس رضی اللہ عنہ)

وہ خود فرماتے ہیں: میں ابھی چند ہفتوں کا تھا کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور مجھے آپ ﷺ کے سامنے لایا گیا، حضور ﷺ نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت فرمائی نیز فرمایا کہ: سَمُّوْہُ بِاسْمِی وَلَا تُکَنُّوْہُ بِکُنْیَتِی۔ اس بچے کا نام میرے نام پر رکھ دو، لیکن کنیت نہ رکھنا۔ مزید فرماتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا۔ (الاستیعاب فی تمیز الاصحاب رضی اللہ عنہ، ذکر محمد بن انس رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

۳۸۔حضرت محمد الانصاری رضی اللہ عنہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ہر مسلمان کے لیے، بلکہ ہر مسلمان کے لیے یہ نام خصوصی توجہ کا مرکز بنتا ہے، خواہ وہ کسی کا ہی ہو، چنانچہ حضرت محمد الانصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھنے والے حضرت سلام بن ابی الصہباء کہتے ہیں کہ میں حج کو گیا اور ایک ایسے علاقے میں جا نکلا جہاں دو بھائی (جن میں ایک کا نام محمد تھا) بیٹھے ہوئے اور وساوس کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔

(اسد الغابہ، تذکرہ محمد الانصاری رضی اللہ عنہ)

ایک دفعہ حضور ﷺ سے کسی نے قیامت کے متعلق سوال کیا اس وقت محمد الانصاری رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے، راوی نے ان کا نام بھی بتایا ہے، لکھا ہے: وَعِنْدَهُ غُلَامٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِسْمُهُ مُحَمَّدٌ "جس وقت یہ سوال ہوا اس وقت انصار کا ایک لڑکا آپ ﷺ کے سامنے تھا اس کا نام محمد رضی اللہ عنہ تھا۔ (اسد الغابہ، تذکرہ محمد الانصاری)

۳۹۔حضرت محمد بن ثابت رضی اللہ عنہما:۔

یہ صحابی حضور اکرم ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے ان کے والد گرامی جب ان کو حضور ﷺ کے سامنے لائے، تو آپ نے ان کا نام محمد رضی اللہ عنہ رکھا اور انہیں آپ ﷺ نے لعاب مبارک اور عجوہ کھجور کی گھٹی دی۔

(الوافی بالوفیات باب محمد، ج ۳۰، ص ۴۸۶، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ذکر محمد بن ثابت رضی اللہ عنہ)

اسماعیل بن محمد بن ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن شماس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے والد ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس نے اس کی ماں جمیلہ بنت ابی سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس وقت محمد رضی اللہ عنہ اس کے پیٹ میں تھے۔ جب وہ پیدا ہوئے تو جمیلہ نے قسم کھائی: حَلَفَتْ اَنْ لَّا تَلْبِنَهُ بِلَبَنِهَا "وہ ہرگز اس بچے کو دودھ نہیں پلائے گی" اس پر ثابت رضی اللہ عنہ بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس بچے کی ماں نے دودھ پلانے سے انکار کر دیا ہے، اور قسم بھی کھالی ہے۔ حضور

Marfat.com

ﷺ نے بچے کی طرف دیکھا اور فرمایا: اُدْنُہٗ مِنِّی ''اسے میرے قریب لاؤ! چنانچہ میں بچے کو حضور ﷺ کے قریب لے گیا، اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے بچے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا، محمد نام رکھا اور کھجور کی گھٹی دی اور فرمایا: اِذْھَبْ بِہٖ فَاِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ رَازِقُہٗ ''اسے لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس کا رازق ہے''۔ (اسد الغابہ، ذکر محمد بن ثابت رضی اللہ عنہ)

حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے والد صاحب حضور ﷺ کی یہ دعا لے کر محمد کو اپنی گود میں خوشی خوشی لے گئے، لیکن انتظار تھا کہ میرے بچے کے حق میں حضور ﷺ کی دعا کیسے پوری ہوگی؟ وہ فرماتے ہیں کہ ایک عرب عورت مجھے ملی، جو میرا نام لے کر لوگوں سے میرا پتہ پوچھ رہی تھی، میں نے کہا: اَنَا ثَابِت رضی اللہ عنہ بِنْ قَیْس

''ثابت قیس تو میں ہوں تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟'' وہ بولی:

''رَأَیْتُ فِیْ لَیْلَتِیْ ھٰذِہٖ اَنِّیْ اُرْضِعُ ابْناً یُقَالُ لَہٗ مُحَمَّدٌ''

میں نے گذشتہ رات خواب دیکھا کہ میں ایک محمد نامی بچے کو دودھ پلا رہی ہوں۔

میں نے کہا: وہ میرا بیٹا محمد یہ ہے۔ چنانچہ اس عرب عورت نے میرے بچے کو دودھ پلایا۔ (اور یوں بڑے محمد عربی ﷺ کی دعا اس چھوٹے محمد رضی اللہ عنہ کے حق میں پوری ہوئی اور اللہ نے غیب سے روزی کا انتظام کر دیا)۔

(الاصابہ فی تمیز الصَّحَابہ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ، محمد بن ثابت رضی اللہ عنہ باب المیم بعدھا الحاء ج۶، ص ۲۴۶)

۴۰۔ حضرت محمد بن جعفر (رضی اللہ عنہما) بن ابی طالب:

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا نام ہے، ان کی پیدائش حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں ہوئی، وہ حبشہ میں پیدا ہوئے اور جب مدینے میں آئے تو بچے تھے، جب حضور کو جنگ موتہ کے نتیجے میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے۔

فرمایا: میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ حضرات عبداللہ رضی اللہ عنہ،

Marfat.com

محمد رضی اللہ عنہ اور عون رضی اللہ عنہ کو لایا گیا اور حضور ﷺ نے انہیں اپنی رانوں پر بٹھا لیا، انہیں سونگھا، پیار کیا اس وقت شفیق و مہربان نبی ﷺ کے آنسو جاری تھے، دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا:

اَنَا وَلِیُّھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

''میں دنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں۔''

(مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۱۳۱)

نیز فرمایا: اَمَّا مُحَمَّدٌ فیشْبِہُ عَمَّنَا اَبَا طَالِبٍ

(اسد الغابہ، ذکر محمد بن جعفر بن ابی طالب)

محمد رضی اللہ عنہ شکل و شباہت میں ہمارے چچا ابو طالب سے ملتے جلتے ہیں۔

(اسد الغابہ، ذکر محمد بن جعفر رضی اللہ عنہما)

۴۱۔ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ ابنِ الحارث و محمد بن حطاب رضی اللہ عنہ

یہ صاحبِ رسول ﷺ حبشہ میں پیدا ہوئے، ان کی والدہ کا نام اُمِ جمیل فاطمہ بنت مجلل یا جویریہ تھا، بیوی نے اپنے شوہر حاطب کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی اور وہاں محمد اور حارث اس کے دو لڑکے پیدا ہوئے، محمد کی کنیت ابو القاسم یا ابو ابرہیم تھی، اور یہ پہلے بچے ہیں، جن کا نام بعد از بعثت ''محمد'' رکھا گیا، اور ایک روایت میں ہے: اِنَّ اَبَاہُ ھَاجَرَ اِلَی الْحَبْشَۃِ وَھُوَ طِفْلٌ (اسد الغابہ، ذکر محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ)

''جب اس کے باپ نے حبشہ کی ہجرت کی تو محمد چھوٹے تھے'' سیدنا محمد بن حاطب رضی اللہ عنہما ان ننھے مہاجرین میں سے ہیں جنہیں حبشہ اور مدینہ دونوں شہروں کی ہجرت نصیب ہوئی اور دس سال عمر سے پہلے ہی ''ذو الہجرتین'' لقب کے مستحق بن گئے، ہجرت مدینہ کی ایمان افروز داستان وہ اپنی امی کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میری امی جان نے مجھے بتایا ''بیٹے محمد! میں تجھے گود لیے حبشہ سے چلی اور مدینہ سے ایک آدھ دن کی مسافت کے فاصلے پر پڑاو کیا، میں نے تیرے لیے کھانے کو کچھ پکانا چاہا لیکن لکڑیاں ختم ہوگئیں اور میں ان کی تلاش میں نکل

Marfat.com

کھڑی ہوئی، جب ہانڈی پک چکی، اور میں نے اٹھائی تو تمہارے بازو پر گر پڑی، مدینے پہنچی، تو تجھے رسول اکرم ﷺ کے پاس لے گئی میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! ھٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاطِب رضی اللہ عنہ، وَھُوَ اَوَّلُ مَنْ سُمِّیَ بِکَ "یارسول اللہ ﷺ! یہ محمد رضی اللہ عنہ بن حاطب ہے اور یہ پہلا بچہ ہے، جو آپ ﷺ کا ہم نام ہے" حضور ﷺ نے تمہارے منہ میں لعابِ دہن ڈالا اور سر پر ہاتھ پھیرا، پھر تمہارے لیے دعا فرمائی پھر حضور اکرم ﷺ نے اپنا لعاب مبارک تمہارے ہاتھوں پر لگایا۔ بیٹے محمد رضی اللہ عنہ! وہ دعا جو حضور ﷺ نے تمہاری لیے اللہ سے مانگی تھی وہ یہ تھی۔ "اَذْھِبِ الباس رَبَّ النّاس اشف انتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ الاّ شِفَاءُكَ شفاءً لَّا یغَادِرُ سَقماً" "بیٹے محمد رضی اللہ عنہ سنو! جب محمد کریم ﷺ نے یہ دعا مانگی تو (میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ) میرے وہاں سے اٹھنے سے پہلے تیرا ہاتھ ٹھیک ہو چکا تھا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم ذکر محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ، دلائل النبوۃ للبیھقی، حدیث نمبر ۲۴۲۵)

حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن حطاب بن الحارث رضی اللہ عنہ اور دوسرے ان کے عم زاد حضرت محمد رضی اللہ عنہ بن خطاب ہیں۔ یہ محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کے چچا زاد ہیں، جن کا ابھی ذکر گزرا ہے علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق یہ بچہ محمد بن حاطب سے بڑا ہے، اس روایت کو صحیح مانا جائے تو یہ وہ پہلا محمد رضی اللہ عنہ نامی بچہ ہے جو ہجرتِ حبشہ میں پیدا ہوا دیکھیے۔

(اسد الغابہ، ذکر مُحمد رضی اللہ عنہ بن حطاب، الاستیعاب فی تمیز الاصحاب رضی اللہ عنہم، ج ۱، ص ۴۲۶)

ہجرت کے اسی مقدس سفر میں حضرت محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت بھی ابوالقاسم تھی۔ (اسد الغابہ ذکر محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ)

۴۲۔ حضرت محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہما:

علامہ ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں انہوں نے اپنے والد اور دو چچاؤں کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی تھی، وہاں سے واپسی پر انہیں حضور ﷺ کی صحبت میسر آئی۔ نیز انہوں نے حضور ﷺ سے روایت بھی کی۔ جب عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اُحد کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کو اپنے بیٹے محمد کا وصی مقرر کیا اور بیٹے کیلیے کچھ مال خریدا اور مدینہ کے بازار دقیق میں اس کے لیے ایک مکان بھی خریدا۔ نبیٔ اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو یہ بھی اپنے والدِ گرامیٔ قدر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے، صُفّہ کے ننھے طلبہ میں شمار ہوتے تھے۔ واقدی نے لکھا ہے کہ محمد رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہجرت سے پانچ سال پہلے ہوئی تھی اور محمد بن طلحہ۔ بن عبید اللہ، محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پھوپی زاد تھے۔ کیونکہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی والدہ جحش کی بیٹی تھیں۔" (اسد الغابہ، ذکر محمد بن عبد اللہ بن جحش)

۴۳۔ حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما:۔

جنہیں کتابوں میں حضرت محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عثمان لکھا گیا ہے یہ محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھا، ان کی ولادت حجۃ الوداع کے موقعہ پر ذو الحلیفہ میں ذوالقعدہ کی ۲۵ تاریخ کو ہوئی۔ (اسد الغابہ، ذکر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بڑے خوش نصیب صحابی ہیں، مقدس سفر، نبیٔ اکرم ﷺ کا ساتھ (مسلمانوں کا وہ آخری بڑا اجتماع جو عہدِ نبوی ﷺ میں حج کے میدانوں میں ہوا) اس میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو ماں کی گود میں شرکت نصیب ہوئی، ان کے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو ہر لمحہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے اور ان کی ماں محرم ہونے کی وجہ سے محمد کریم ﷺ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ تھیں اور ننھے محمد رضی اللہ عنہ بھی گود میں برکتیں لوٹ رہے تھے، ان کا یہ نام بھی ساتویں دن سے پہلے پہلے حضورِ اکرم ﷺ کے سامنے ہی رکھا گیا، ان تاریخی حقائق کے بعد اس میں کیا شک ہے کہ انہیں بارہا حضور ﷺ نے پیار بھی کیا ہوگا۔

۴۴۔ حضرت محمد بن عمرو بن حزم الانصاری رضی اللہ عنہما:

نبی مکرم ﷺ نے ان کے والد گرامی حضرت عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ کو نجران کا حاکم بنا کر بھیجا، وہاں محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے یہ ۱۰ھ کا واقعہ ہے، بچے کا نام "محمد" رکھا گیا اور والد نے حضور ﷺ کو خط لکھا کہ یہ نام رکھا ہے، حضور ﷺ نے جواب لکھوادیا۔ "سَمِّهٖ مُحَمَّدًا

Marfat.com

وَ کَنِّہٖ اَبَا عَبْدُ الْمَالِكُ'' اس بچے کا نام محمد ہی رکھو اور اسکی کنیت ابوعبدالمالک رکھو! مدینہ کے عظیم فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی وفات کے وقت دو سال کے تھے، اس لیے آپ ﷺ سے کچھ نہ سن سکے۔ البتہ اپنے والد اور دادا جی کے حوالے سے بہت سی روایات ان سے منقول ہیں۔ (اسد الغابہ، ذکر محمد رضی اللہ عنہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

ایک شامی نے خواب میں دیکھا کہ وہ لڑائی میں محمد نامی ایک شخص کو قتل کرے گا اور داخل جہنم ہوگا۔ جب یزید نے مدینے پر حملے کے لیے لشکر روانہ کیا تو اس آدمی کو بھی اس سپاہ میں شامل کر دیا۔ یہ شخص بھی لشکر کے ساتھ مدینے پہنچ گیا۔ مگر خواب کے ڈر سے لڑائی میں حصہ نہ لیا۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو مقتولین میں گھومتا پھرتا تھا کہ اس کی نگاہ محمد بن عمرو رضی اللہ عنہما پر پڑی جو زخمی ہو چکے تھے۔ محمد رضی اللہ عنہ نے شامی کو برا بھلا کہا اور اس نے طیش میں حضرت محمد رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ پھر اسے اپنا خواب یاد آیا چنانچہ مدینے کا ایک آدمی ساتھ لے کر مقتولین میں گھومنے لگا۔ جب مدنی نے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کو مقتولین میں دیکھا تو اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور کہا کہ جس نے اس شخص کو قتل کیا ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ شامی نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مدنی نے جواب دیا: یہ محمد بن عمرو رضی اللہ عنہما ہیں، قریب تھا کہ یہ خبر سن کر شامی (ان کا قاتل) وفورِ غم سے مر جاتا۔ (اُسُدُ الْغَابَۃ ذکر مُحَمَّد بن عَمرو رضی اللہ عنہ)

۴۵۔ حضرت محمّد بن نبیط رضی اللہ عنہما الانصاری:

فریعہ رضی اللہ عنہا بنت ابی امامہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اپنی دیگر یتیم بہنوں کے ساتھ نبی مکرم علیہ السلام کی نگرانی و تربیت میں رہیں، آپ ﷺ نے فریعہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت نبیط رضی اللہ عنہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ذکر نبیط بن جابر انصاری)

جب اللہ نے فریعہ رضی اللہ عنہا کو ایک خوبصورت بیٹے کی خوشی عنایت کی تو حضور ﷺ کی خدمت میں بچے کو بطور تبرک حاضر کیا، آپ ﷺ نے اس بچے کا نام ''محمد'' رکھا اور اسے گھٹی دی۔ (اسد الغابہ، ذکر محمد بن نبیط بن جابر رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

خلاصۃُ الباب:

قارئین کرام! عہدِ نبوی ﷺ میں وہ بچے دیگر بچوں سے ممتاز نظر آتے تھے، جن کا نام سید الکونین ﷺ کے نام کے مطابق ہوتا تھا، آج بھی یہ نام ناموں کا جزو اور ایک حصہ بنا کر رکھا جارہا ہے،

صحابہ رضی اللہ عنہم میں محمّدون کا ادب

اسم محمد ﷺ یا ذات نبوی ﷺ سے نسبت ظاہر کرنے والا کوئی نام بھی دنیا اور آخرت میں فائدے سے خالی نہیں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں محمّدون کا ادب کیا جاتا تھا چند سطور کے بعد مذکور ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانے میں "محمد" نامی بچوں کو بلایا گیا اور انہیں دربارِ عمری رضی اللہ عنہ سے خاص ہدایات دی گئیں، اسی طرح کسی خاص ضرورت کے تحت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ منورہ میں اعلان کروایا کہ "محمّدون" کو بلایا جائے، یہ وہ خاص اہلِ اسلام تھے، جن کے نام سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں خود رکھے یا اجازت دے دی۔ یہ وہی اشخاص تھے، جن کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا تھا کہ مُحَمَّدِیِّیْنَ کو بلاؤ، چنانچہ مدینہ سے جن حضرات کو دربارِ علویہ رضی اللہ عنہ میں حاضر کیا گیا وہ یہ تھے۔۔۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما، محمد بن جعفر رضی اللہ عنہما، محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما، محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہما، محمد بن حاطب رضی اللہ عنہما، محمد بن حطاب رضی اللہ عنہما۔ بعض روایتوں میں حطاب کی جگہ خطاب ہے۔

(الاصابہ، محمد رضی اللہ عنہ بن خطاب)

ان سب کے متعلق "اصابہ" میں جو روایت ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ (کُلُّھُمْ سَمَّاہُ النبی ﷺ) ان تمام خوش قسمتوں کے یہ نام خود نبی اکرم ﷺ نے رکھے تھے۔

(الاصابہ، اسد الغابہ ذکر محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما میں دو نام اور ہیں محمد بن علی رضی اللہ عنہما محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما)

Marfat.com

باب ۴ شبیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بچے رضی اللہ عنہم

جنہیں حُسنِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک مل گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

التین :۴

''ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے''

Marfat.com

Marfat.com

ساری مخلوقات میں سے انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار ہے، انسانوں میں نبی اکرم ﷺ سب سے حسین ہیں۔ عہد نبوت ﷺ میں بعض بچے آپ ﷺ کے ہم صورت تھے۔ محبوبِ خدا ﷺ کی سیرت کا یہ پہلو بھی کتنا خوبصورت ہے کہ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے جلوۂ اقدس کی کچھ علامات اس امت کے بچوں کے چہروں میں رکھ دی ہیں کہ بعض بچے ایسے پیدا ہوئے کہ ان کی شکلیں سیدنا محمد کریم ﷺ کے حسنِ لازوال کی ایک کرن معلوم ہوتی تھیں، تاریخ و سیر کی کتابوں میں انہیں "مُشَبِّهِيْنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ" کہا جاتا ہے۔ عہد نبوی ﷺ کے وہ بچے کہ:

☆ معجزات رسول ﷺ جن بچوں کے جسم و جان پر ظاہر ہوئے۔

☆ جو بچے آقائے نامدار ﷺ کی خصوصی شفقتوں کے مظہر بنے۔

☆ جن بچوں کو خود آپ ﷺ نے تعلیم دی، وہی علم جو جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو دیا۔

☆ اور جن بچوں نے جہاد، ہجرت اور دیگر امور میں آپ ﷺ کا مکمل ساتھ دیا۔

یہ سب بچے قابل رشک ہیں، لیکن جنہیں شکمِ مادر میں ہی محمد کریم رحمتِ عالم ﷺ کی شباہت سے نوازا گیا، ان کے نصیب تو بہت بلند ہیں، شباہتِ نبوی ﷺ رکھنے والے بچے سیرت نگاروں نے مختلف تعداد میں لکھے ہیں، سب سے زیادہ تعداد علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری" میں ۱۴ لکھی ہے، جو عیون الاثر، المجر، سبل الھدی اور اسد الغابہ سمیت تراجم کی کئی کتب

Marfat.com

میں بھی موجود ہیں راقم نے ''شباہتِ محمدی ﷺ'' کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) شباہتِ خَلقی (۲) شباہتِ خُلقی ،

اور اس تقسیم کو خود صاحبِ جمال (سیدنا محمد کریم ﷺ) کے ارشاد مبارک سے تخریج کیا ہے۔(مسند احمد، ۷۷۰)

اوّل الذکر: جن بچوں کے خدوخال حبیبِ کبریاء ﷺ سے کچھ مشابہت رکھتے تھے۔

ثانی الذکر: جن بچوں نے پیدائشی لب ولہجہ خلق محمدی ﷺ سے ملتا جلتا پایا، ان خوش قسمت بچوں کا ذکر دوسرے درجہ میں ہوگا، پہلے ان کا ذکر کیا جاتا ہے جو اپنے چہرے پہ آپ ﷺ کے جمالِ جہاں آراء کی کرنیں رکھتے تھے۔

۴۶۔آقائے نامدار ﷺ کے مشابہ سولہ (۱۶) خوش نصیب بچے:۔

احادیث طیبہ میں ان مشبہین رسول ﷺ بچوں کا ذکر آتا ہے تو ان کا یہ لقب ضرور بیان کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے مثلاً کَانَ اَحَدُ الْخَمْسَةِ الْمُشَبِّهِيْنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ

(عیون الاثر ذکر ازواجہ وسَرارنیہ)

گویا تاریخ وسیر کی کتابوں میں ان بچوں کا یہ خصوصی لقب ہے جس کا مفہوم یہ تھا کہ ''یہ وہ صاحب ہیں، جو نبی اکرم ﷺ جیسی صورت والے تھے'' ''عیونُ الاثر'' کے اسی مذکورہ باب میں ہے کہ وہ پانچ بچے یہ ہیں۔

(۱) سیدنا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب

(۲) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

(۳) حضرت عون بن جعفر رضی اللہ عنہما۔

(۴) سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما۔

(۵) سیدنا قثم بن العباس رضی اللہ عنہما۔

Marfat.com

بعض کتابوں میں یہ نام بھی شامل ہیں۔

(۶) سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ ابن الحارث۔

(۷) حضرت سائب رضی اللہ عنہ بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم

(۸) سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما بن کریز

(۹) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب

(۱۰) حضرت مسلم رضی اللہ عنہ بن معتب بن ابی لہب

(۱۱) حضرت کابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ بن مالک

اور فتح الباری باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما میں دو نام اور ہیں

(۱۲) حضرت مسلم رضی اللہ عنہ بن عقیل رضی اللہ عنہ

(۱۳) محمد بن عقیل رضی اللہ عنہما

(۱۴) سیدتنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

(۱۵) فتح الباری، باب مناقب الحسن الحسین رضی اللہ عنہما میں لکھا ہے:

اَنَّ فاطمۃ بنتہ علیہ السلام کانت تشبہٗ

"سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ بھی اپنے والد گرامی قدر سیدنا محمد کریم علیہ السلام کی مشابہ تھیں" (ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید "سبل الھدی والرشاد" ج ۳ ص ۱۱۷ سے بھی ملتی ہے)

(۱۶) حضرت ابراہیم اَنَّ اِبراھیم وَلدہٗ علیہ السلام کَانَ یَشبہٗ "اور آپ ﷺ کے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ بھی شباہت میں آپ ﷺ کے قریب قریب تھے۔

فتح الباری میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید سبل الھدیٰ والرشاد، ج ۲، ص ۱۱۷ سے بھی ہوتی ہے۔ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ بہت چھوٹی عمر میں محمد کریم ﷺ کو الوداع کہہ گئے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خصوصی اعزاز کی بات لکھی ہے کہ سیدنا ابرہیم رضی اللہ عنہ کا

Marfat.com

مشابہہ رسول ﷺ ہونا وحی الٰہی کے ذریعے بھی بتایا گیا۔

فتح الباری کی اس عبادت کی تائید اس عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ اَنّ جبریل علیہ السَّلام بَشَّرَہٗ انہ اشبہُ الخَلقِ بہٖ (سبل الھدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۱۱۷) ''سیدنا جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو بشارت سنائی کہ (آپ کے بیٹے سیدنا) ابراہیم رضی اللہ عنہ شکل و شباہت میں آپ ﷺ کے بہت قریب ہیں۔''

قارئین کرام! یہ سولہ سعادت مند بچے ہیں، جنہیں اللہ نے یہ دولت دی کہ حضور ﷺ کے پاس آئے، اور ان کا شبیہ محمد ﷺ ہونا، ان کے لیے ایک خصوصی پہچان بن گئی، اس دنیا سے جب رحمۃ للعالمین ﷺ رخصت ہوئے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم ان مشبہین کو دیکھ کر دل میں یاد رسول ﷺ کی فرحت پاتے تھے۔

ملاحظہ: اب ان کا ذکر کچھ تفصیل سے کیا جاتا ہے۔

(۱) پہلے وہ مذکور ہوں گے جو اپنی صورت میں حضور ﷺ کے مشابہہ تھے۔

(۲) پھر اُن کا ذکر ہوگا جو عادات میں حضور ﷺ کے مشابہہ تھے۔

۴۔۷ حضرت عبداللہ وعون بنا جعفر طیّار رضی اللہ عنہم

یہ خصوصیت حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبید بن یزید کو ملی ہے کہ یہ خود بھی اور ان کے دو بچے بھی رسول اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو تو سید دو عالم ﷺ نے خود فرمایا ''تم تو اخلاق و عادات میں اور شکل و شباہت میں میرے جیسے ہو!''

(اسد الغابہ، ذکر جعفر رضی اللہ عنہ)

سیدنا جعفر طیار ''ذُو الجنَاحَین'' رضی اللہ عنہ کے دو صاجزادے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اور عون بن جعفر رضی اللہ عنہما بھی نبی کریم ﷺ کی سی صورت رکھتے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (طیار) مہاجرین حبشہ کی صف اول میں ہیں جنہوں نے مشرکین مکہ کے جور و ستم سے تنگ آ کر سب سے پہلے وطن چھوڑا، اور اپنے بال بچوں کے ساتھ حبشہ کی

Marfat.com

غریب الوطنی اختیار کی (شبیہ رسول اکرم ﷺ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اسی غریب الوطنی میں پیدا ہوئے) ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وُلِدَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ وَهُوَ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ بِهَا فِي الْاِسْلَامِ ''اس وقت کسی حبشی مہاجر کے بچہ نہ پیدا ہوا تھا، اس لحاظ سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ حبشی مہاجرین کی جماعت میں پہلے بچے ہیں، جو ارض حبشہ میں پیدا ہوئے''

(اسد الغابہ ذکر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ)

ان کی پیدائش سے مہاجرین کو دو خوشیاں ملیں ایک تو دورانِ ہجرت ان کی پیدائش بڑی نعمت تھی اور دوسرے یہ کہ انہیں ایک بچہ ایسا مل گیا تھا۔ جسے دیکھ کر وہ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیتے تھے کہ اس کی شکل حضور ﷺ سے ملتی تھی۔

(تہذیب الکمال، من اسمہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ج ۱۴ ص ۳۶۷)

جب سن ۷ ہجری جنگِ خیبر کے زمانہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے مدینہ آئے، اس وقت ان کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی عمر سات برس تھی، ان کے ساتھ ان کے بھائی حضرت عون بن جعفر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ یہ بچے مدینہ کی گلیوں میں کھیلتے تھے، کبھی مسجد نبوی ﷺ میں اپنے تایا جان محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھیلنے پہنچ جاتے، کبھی عام نمازوں میں اور کبھی جمعہ کی نماز میں حاضریاں دیتے تھے اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفہ کی علمی مجالس سے استفادہ کرتے تھے۔ حبشہ کی واپسی کے کچھ دنوں بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ موتہ میں شہادت پائی، آنحضرت ﷺ کو سخت قلق ہوا اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی صغرسنی اور یتیمی کی وجہ سے ان پر غیر معمولی شفقت فرمانے لگے اور وہ حضور ﷺ ہی کو اپنے والد جعفر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر چاہنے لگے، ان کے بھائی عون رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا: ''اَمَّا عَوْنٌ فَشَبِيْهُ خَلْقِيْ وَ خُلُقِيْ'' (جعفر شہید کا بیٹا) عون اخلاق اور شکل وصورت میں میرے جیسا ہے۔ (معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم لابی نعیم جلد ۴ ص ۲۲۳۰)

بچے حضور ﷺ کی سواری پر:

عبد اللہ وعون رضی اللہ عنہما تو آپ ﷺ کے بھتیجے بھی تھے اور امتی بھی، ان کے والد کے

Marfat.com

شہید ہو جانے کے بعد ان کے کفیل بھی آپ ﷺ ہی تھے، اور سرپرست اور ولی بھی آپ ﷺ ہی تھے، اس لیے سید کائنات رضی اللہ عنہ کی شفقتوں کو عون رضی اللہ عنہ نے خوب لوٹا۔ ان کے بھائی عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ دیگر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضور ﷺ آ گئے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس منظر کو اپنے شاگردوں کے سامنے اس طرح بیان کرتے تھے کہ ان کے اس بیان کی گہرائی میں تشکر کے جذبات جھلکتے تھے۔ فرمایا:

لَوْ رَأَيْتَنِي وَ قُثَم وَعُبَيْدُاللهِ ابْنَي عَبَّاس رضی اللہ عنہم وَ نَحْنُ صبيان نَلْعَبُ إِذْ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى دَابَّةٍ فَقَالَ اِرْفَعُوا هٰذَا اِلَىَّ

(کاش) تم دیکھتے جب ہم سب بچے کھیل رہے تھے اور حضور ﷺ سواری پر آئے اور سب سے پہلے میرے متعلق (ابو امامہ رضی اللہ عنہ) کو کہا: اسے اٹھا کر میرے پیچھے بٹھا دو! پھر دوسرے بچوں کو باری باری بٹھایا، میرے سر پہ تین دفعہ ہاتھ پھیرا اور میرے لیے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِي وَلَدِهٖ! (تھذیب الکمال، ج ۵، ص ۲۰۹)

''خدایا! اس بچے کو جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کا صحیح جانشین بنا!

ان ارشادات کی روشنی میں پتا چلا کہ یہ دونوں شبیہ رسول ﷺ بچے، آپ ﷺ کے منظورِ نظر تھے، اس شفقت کی کئی وجوہات ہیں، مثلاً: اس لیے کہ یہ آپ ﷺ کے عزیز تھے، دوسرا یہ کہ یہ بچے راہِ خدا میں پیدا ہوئے اور ان کے ساتھ آپ ﷺ کی شفقت کا ایک بہت بڑا سبب یہ تھا کہ ان بچوں کے مہاجرِ اسلام والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اللہ کے راستے میں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور ان کے بچوں کے لیے اپنے نواسوں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت کی طرح آپ ﷺ کا دل تڑپنے لگا۔ یہ دونوں بھائی اسی طرح مسلسل آپ ﷺ کے دامنِ عاطفت میں پرورش پاتے رہے، عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی عمر کا دسواں سال تھا کہ شفیق بابا کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے وقت عبد اللہ بہت کم سن، ان کی عمر دس سال سے زیادہ نہ تھی، تاہم ہر وقت آپ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے آپ ﷺ کی تعلیمات ان کے رگ و پے میں بس گئی تھی۔ (تہذیب الکمال ج ۱۶ ص ۵۵۳)

Marfat.com

۴۸۔حضرت سیدنا حسن اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم :۔

شاید ہی سیرت النبی ﷺ کی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں سبط رسول ﷺ و شبیہ رسول حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا ذکر نہ ہو۔ فتح الباری ، باب مناقب الحسن رضی اللہ عنہ والحسین رضی اللہ عنہ میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳ مشبہین رسول اللہ ﷺ بچوں کا ذکر کرتے ہوئے تین قسم کی احادیث ذکر کی ہیں۔

(۱) وہ احادیث جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے یہ دونوں نواسے آپ ﷺ کے مشابہہ تھے۔

(۲) سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اَشْبَہُ النَّاس ، یعنی سب مشبہین رضی اللہ عنہ رسول ﷺ بچوں میں زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

(۳) سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی اَشْبَہُ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ تھے، ان تینوں قسم کی احادیث سے اتنا تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی شباہت سب سے زیادہ ان دونوں بھائیوں میں سے ایک میں پائی جاتی تھی ، ان مختلف احادیث کو لکھنے کے بعد ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تطبیق بین الاحادیث کے لیے ایک اور روایت لائے: عَنْ عَلِی رضی اللہ عنہ قَالَ اَلْحَسَنُ اَشْبَہُ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّأْسِ۔ (ان بچوں کے والد گرامی) سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سینے سے سر تک حضور ﷺ کے زیادہ مشابہہ تھے: وَالْحُسَیْنُ اَشْبَہُ النَّاسِ بِالنَّبِیِّ ﷺ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سینے سے نیچے والے حصے میں حضور ﷺ کے زیادہ مشابہہ تھے۔

(فتح الباری باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہ ، مسند احمد ، حدیث نمبر ۷۷۴)

اب تیسری حدیث کے مطالعہ سے ان بچوں کی والدہ محترمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دل کی بات پڑھتے ہیں کہ وہ شباہت محمدی ﷺ کو کس نظر سے دیکھتی تھیں۔۔۔؟ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا جب اپنے لختِ جگر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اچھال اچھال کر ہنسایا کرتیں تو (ان کے

Marfat.com

حسین وجمیل چہرے کی طرف دیکھتی جاتیں اور فرماتیں)۔

وَبِأَبِی شِبْهُ أَبِیْ غَیْرَ شَبِیْهٍ بِعَلِی رضی اللہ عنہ ۔میرے والد پر میری جان قربان جائے! اے حسن! تم میرے ابو جیسے ہو، اپنے ابو علی رضی اللہ عنہ جیسے نہیں ہو۔

(المحبر۔ ج۱، ص۴۶، باب المشبھُون بِالنّبی علیہ السلام)

۴۹۔حضرت قُثُم بن عباس رضی اللہ عنہما:۔

سیدنا محمد کریم ﷺ کی نظر مبارک جن بچوں پر اکثر پڑتی تھی ان میں ایک بچے کا نام"قُثُم" ہے، یہ آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں، ان کی شکل میں بھی نورِ محمدی ﷺ کی کرنیں صاف نظر آتی تھیں، ان کے والد صاحب (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) جب ان سے کھیلتے تو (ان کے چہرے پر نظریں مرکوز کر کے) کہتے: یا ابنی! یا قثم! اَیَا شَبِیْهُ ذِی الکَرَم ۔"اے قثم! اے میرے بیٹے! اے اس شخص کی شباہت رکھنے والے، جو بہت عزت والا ہے۔" (المحبر، ج۱، ص۴۶)

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ "ذی الکرم" سے نبی مکرم علیہ السلام کی ذاتِ مطہر مراد لیتے تھے، اس لیے کہ سیدی رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اللہ نے کسی کو عزت نہیں دی، آپ ﷺ ایسی شخصیت ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ جو شخص بھی محبت کرے وہ بھی عزت والا ہو جاتا ہے۔سمط النجوم میں ہے کہ سات آدمی ایسے تھے، جن میں نبی اکرم ﷺ کے خدوخال کے نشانات پائے جاتے تھے، ان میں (حسنین رضی اللہ عنہما کے بعد) سب سے زیادہ شباہت حضرت قثم رضی اللہ عنہ کو ملی تھی کہ ان کو دیکھتے ہی فوراً حضور ﷺ یاد آجاتے تھے۔(سمط النجوم العوالی، ج۱، ص۱۶۶)

حضرت قثم رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ اگرچہ بعد میں مسلمان ہوئے، لیکن ان کے زمانہ قبل از قبولِ اسلام میں بھی ان کا کوئی بچہ نبی اکرم ﷺ سے دور نہیں رہتا تھا، یہ بچے آپ ﷺ کو بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے عزت دیتے تھے، دیگر بچوں کے ساتھ حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما بھی اسی گھر کے چشم وچراغ ہیں، نبی مکرم ﷺ کے دور میں

Marfat.com

بہت کم سن تھے، اس لیے شفقت نبوی ﷺ اور آپ ﷺ کا مہر و محبت ان کا عظیم سرمایہ ہے، حضور ﷺ کو بھی چچا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی ساری اولاد سے محبت تھی، آپ ﷺ سب بچوں کو بہت پیار کرتے تھے۔

۵۰۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن نوفل :۔

''الاستیعاب'' میں ہے: كَانَ عَبْدُ اللهِ بن نوفل يَشْبَهُ بِالنَّبِي ﷺ ''حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن نوفل نبی اکرم ﷺ کی شکل کے مشابہہ تھے۔''

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہم ج ۱، ص ۲۰۶، المحبر ج ۱ ص ۴۶)

''سمط النجوم'' میں ہے۔ عَبْدُ اللهِ بن نَوفَل. فَكَانَ جَمِيلاً يَّشْبَهُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن نوفل بہت خوبصورت اور نبی کریم ﷺ کے مشابہہ تھے۔

(سمط النجوم ج ۱ ص ۱۷۶، ذکر عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن نوفل)

جب یہ پیدا ہوئے تو سید دو عالم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے، آپ ﷺ نے گھٹی دی اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ (الاستیعاب فی تمیز الاصحاب، ج ۱ ص ۱۳۵)

حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان کو بہت پیار کرتے تھے، جب یہ جوان ہوئے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینے کا گورنر بنایا تھا،

(اسد الغابہ، ذکرِ عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن نوفل)

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ (شبیہ الرسول ﷺ) ہیں، خلیفہ مروان کے زمانہ میں مدینہ کے قاضی بنائے گئے۔ (الاعلام للزرکشی، ذکر ابن نوفل رضی اللہ عنہ)

۵۱۔ حضرت مسلم بن معتب رضی اللہ عنہما بن ابی لہب :۔

اللہ تعالیٰ اندھیروں سے اُجالے نکال دیتے ہیں، دیکھیے شبیہ رسول ﷺ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ حضرت معتب رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور معتب رضی اللہ عنہما اس خاتون کے بیٹے ہیں، جو سید دو عالم ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی، اس کی مذمت میں اور اس کے شوہر ابو لہب

Marfat.com

کی برائی میں سورۃ اللھب نازل ہوئی ،اس سورۂ پاک میں ''حَمَّالَۃَ الحَطَبِ'' خاتون یہی ام جمیل ہیں ۔(الاستعیاب فی تمیز الاصحاب رضی اللہ عنہ ذکر مسلم بن معتب)

اور خدا کی قدرت دیکھیں! اس خاتون کا پوتا حضرت مسلم بن معتب رضی اللہ عنہما شبیہ محمد ﷺ بن کر دنیا میں آتا ہے اور اسلام کے پرچم کو تھام کر جنت الفردوس کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی ولادت کا اس گھر میں ہونا اللہ کی شان کا مظہر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یُخْرِجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّتِ وَیُخْرِجُ المیتَ مِنَ الحَیِّ

(سورہ یونس، آیت نمبر ۳۱)

''وہ اللہ مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ نکال دیتا ہے''۔حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا: یُشبَہُ بالنبی ﷺ وکان جَمِیلاً (النساء الاشراف ،ج ۲،ص ۷۵) حضرت مسلم رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت تھے (اور کیوں نہ ہوتے) ان کی شکل سید دو عالم ﷺ کی شکل مبارک سے ملتی تھی ،غزوہ حنین میں جہاں بہت سے مجاہدین اور مکہ کے اشراف شامل ہوئے، وہاں شبیہ رسول ﷺ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے۔

(المحبر ج۱،ص ۴۶ پر بھی ان کا ذکر خیر ملتا ہے)

۵۲۔حضرت ابوسفیان مغیرہ رضی اللہ عنہ بن حارث:

ان کی کنیت ''ابوسفیان'' ہے۔ان کے والد حارث آنحضرت ﷺ کے حقیقی چچا تھے۔ اور ابوسفیان نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا، اس لیے وہ نسبی اور رضاعی دونوں رشتوں سے آنحضرت ﷺ کے بھائی تھے۔سن میں بھی آپ کے برابر تھے۔وُلِدَ فی اللَّیۃِ الَّتِی وُلِدَ فِیھَا رَسُوْلُ اللہِ ﷺ جس رات حضور ﷺ پیدا ہوئے اسی رات ابوسفیان رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔(المحبر ،ج۱،ص ۴۶)

اسی مناسبت سے ان کا ذکر بچوں رضی اللہ عنہم میں کیا گیا ہے کہ بچپن میں حضور ﷺ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ دونوں میں غایت درجہ الفت و محبت تھی، لیکن الفت و محبت کا یہ رشتہ ظہورِ اسلام کے بعد ٹوٹ گیا، دوسرے عمائد قریش کی طرح ابوسفیان بھی رسول اللہ ﷺ کے اتنے خلاف ہو گئے، کہ ان کی مخالفت دشمنی اور عناد کے درجہ تک پہنچ گئی تھی، آنحضرت ﷺ کی مخالفت اور اسلام کے استحصال کو انہوں نے اپنا مقصدِ حیات بنا لیا تھا۔ لیکن حضور ﷺ کے دل سے جدا نہیں ہوئے تھے، آپ ﷺ ان کی ہدایت کے لیے دعائیں کرتے تھے۔ اس لیے بالآخر مسلمان ہو گئے کہ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ ابوسفیان بھی ان خوش قسمت بچوں میں سے تھے، جنہیں مشبھین رضی اللہ عنہ رسولِ اللہ ﷺ یَا اَحَدٌ مِّنْ شَبِّهُوْا بِالنَّبِیِّ ﷺ اور شَبِیْهُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ کہا جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی مبارک صورت کا کچھ پرتو ان کے چہرے پر عیاں ہوتا تھا، اس لیے وہ خوبصورت ترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ (المحبر ج ۱ ص ۴۶)

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرح سیدنا قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کے ہم عمر تھے۔ معمولی مخالفت کے بعد وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ (الوافی بالوفیات ج ۲۱ ص ۳۹)

۵۳۔ حضرت عبداللہ ابی طلحہ رضی اللہ عنہما الخولانی :۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی شرح لکھتے ہوئے (باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما) میں لکھا ہے:

انه شَهِدَ فَتْحَ مِصْرَ وَ اَمَرَ عُمَرُ بِاَنْ لَّا يَمْشِيْ اِلَّا مُقَنَّعًا لِاَنَّهٗ كَانَ يُشْبِهُ النَّبِيَّ ﷺ

"حضرت عبداللہ خولانی رضی اللہ عنہ فتح مصر میں موجود تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ اپنا منہ چھپا کر باہر نکلا کریں۔ اس لیے کہ ان کی صورت ماہتاب دوعالم محمد ﷺ سے ملتی جلتی تھی"۔ ابن حجر کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خولانی رضی اللہ عنہ ہم صورت رسول ﷺ تھے۔ ان کا تذکرہ اس وجہ سے کم ملتا ہے کہ وہ عہد نبوی ﷺ میں بہت کم

Marfat.com

کن تھے۔ (المعجم الکبیر، ج ۴، ص ۲۳۳)

عبداللہ رضی اللہ عنہ ان بچوں میں سے ہیں جن کو نبی اکرم ﷺ نے پہلی خوراک دی اور ان کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ نے رکھا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ذکرِ عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما)

۵۴۔ حضرت السائب بن عبید رضی اللہ عنہما:

یہ بچہ سید دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو (حضور ﷺ کبھی باپ کو دیکھتے، کبھی بیٹے پر نظرِ رحمت کرتے، تھوڑے سے توقف کے بعد جب آپ ﷺ اس نتیجہ تک پہنچے کہ باپ اور بیٹے کی صورتوں میں غیر معمولی مماثلت ہے تو آپ ﷺ نے) فرمایا "مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ اَنْ يُّشْبِهَ اَبَاهُ" (الاصابۃ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہم، ذکر السائب بن عبید رضی اللہ عنہ)

انسان کی نیک بختی کی (ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ) اپنے والد کی شباہت پر ہو، اس کے بعد راوی بیان کرتے ہیں کہ سائب بن عبید رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ کے مشابہہ تھے، انہیں دیکھ کر حضور اکرم ﷺ نے جو جملہ ارشاد فرمایا "اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں باپ بیٹا "مُشَبِّهِيْنَ بِالنَّبِی ﷺ" میں سے ہیں۔" (اکمال الکمال، ج ۵، ص ۸۸)

اسد الغابہ میں ہے اَلسَّائِبُ يُشْبِهُ النَّبِی ﷺ کہ سائب رضی اللہ عنہ وہ خوش قسمت ہیں کہ ان کا چہرہ اَلنَّبِیُّ الْاُمِّی ﷺ کے چہرہ اقدس ﷺ کے مشابہ تھا،

۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما بن کریز:۔

ان کے گھر میں سید لولاک ﷺ تشریف لاتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ چھ سات سال کی عمر میں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے اور یہ بھی ہے کہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما ۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور گھٹی کے لیے نبی کریم ﷺ کی گود میں رکھے گئے، آپ ﷺ نے لعاب مبارک منہ میں ڈالا، بشارت دی کہ یہ بچہ لوگوں کو سیراب کرے گا، اسے بڑے غور سے دیکھا اور فرمایا "هٰذَا شِبْهُنَا" "یہ تو ہم جیسا ہے۔"

(الاستیعاب، ذکر عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

بڑے ہوئے تو شام کے علاقہ میں گورنر بنے اور آب رسانی کے کام کیے جب ان کے ذریعہ لاکھوں پیاسے انسانوں اور ہزاروں مربع میل زرعی زمینوں کو ان کی بنائی ہوئی نہروں سے پانی ملتا تھا تو ان کا نام بھی روشن ہوتا تھا اور بیان کرنے والے یہ بھی کہتے تھے، یہ وہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما ہیں جن کی صورت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے ملتی ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ باب نمبر ۶ میں موجود ہے۔

۵۶۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا و سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ:۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ متشبہین رسول ﷺ بھی ہیں اور ان کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ وہ باپ ﷺ سے ملتے جلتے ہیں۔

(سبل الہدیٰ ج ۳ ص ۱۷۷)

آپ ﷺ نے فرمایا: مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ ان یشبہ اَبَاہُ "انسان کی خوش نصیبی و سعادت ہے کہ وہ اپنے والد جیسا ہو۔ (الاصابہ ذکر الشابہ بن عبید رضی اللہ عنہ)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ مَارأیتُ اَحَدًا مِنَ النّاس کَانَ اَشْبَہُ بالنبی ﷺ من فَاطمۃ کلاماً ولا حدیثاً وَلَا جلسۃً۔

(الادب المفرد، باب قیام الرجل لاخیہ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (میں نے بہت غور سے دیکھا) کہ حضور ﷺ جیسی بات کرنا، حضور ﷺ جیسی چال ڈھال اور نبی اکرم ﷺ کی طرح بیٹھنے کا انداز (ان کی لاڈلی بیٹی) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حاصل تھا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نام ان بچوں میں بھی آتا ہے جن کی شکل، صورت محمدی ﷺ سے ملتی جلتی تھی، ان کی اخلاقی مماثلت کی گواہی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دی ہے۔

۵۷۔ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاقی شباہت:۔

احادیث و سیر کی کتابوں میں جو مضامین ہمیں شباہت نبوی ﷺ سے متعلق ملتے ہیں

Marfat.com

ان کو سامنے رکھا جائے تو سید الکائنات ﷺ کے ساتھ مماثلت کی دو قسمیں ہیں (۱) خلقی شباہت: (صورت و حسن و جمال میں مشابہت) جیسا کہ ۱۶ مُشبہین رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ گزرا (۲) خُلقی شباہت: (عادت و اطوار میں مماثلت) بعض بچوں میں دونوں شباہتیں ہوتی تھیں۔ جیسا کہ سید نا جعفر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا "یا جَعْفَر! فَاَشْبَهتَ خَلْقِی وَ خُلُقِی" "اے جعفر! تم تو میری شکل اور میری عادات میں میرے جیسے ہو۔" (مسند احمد حدیث نمبر ۷۷۰)

ملاحظہ: اب آپ پڑھیں گے شباہت محمدی کی دوسری قسم، اخلاقی مماثلت: یہ پانچ شخصیات ہیں۔ (۱) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ (۲) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ۔ (۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ (۴) حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ۔ (۵) حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن الحارث۔

اخلاق و عادات میں کسی بچے کو محمد کریم ﷺ کا لب و لہجہ مل جانا بڑی نعمت ہے، چنانچہ اب ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے کہ پیدا ہوئے تو انہیں وہ پرنور ادائیں ملیں، جن کا تعلق اللہ کے آخری نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔

۵۸۔ حضرت سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ:۔

جن خوش نصیب بچوں کو رحمۃ للعالمین ﷺ کا لب و لہجہ اور اندازِ گفتگو دیا گیا تھا، ان میں ایک نام سیدنا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا ہے۔ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے صرف دس سال بڑے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور سید دو عالم ﷺ کا باہمی تعلق اور مہر و محبت کی گہرائی دل و جان تک پہنچی ہوئی تھی۔ یہاں ان کے ذکر کا مقصد صرف یہ ہے کہ مشابہت، اندازِ تکلم، لب و لہجہ اور اخلاق میں بھی ہوتی ہے، جو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو بھی ملی ہوئی تھی۔

Marfat.com

۵۹۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ :۔

شباہت خلقی میں ایک نام معروف عالم دین ہستی کا ہے، انہیں امت آج عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔لڑکپن میں ان کے قبول اسلام کا واقعہ باب نمبر ۱۶ میں موجود ہے۔ انہیں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا وہ درجہ حاصل تھا جسے فنافی الرسول کہا جاتا ہے اس لیے ان کا لہجہ گفتگو میں اور قرآن کریم کی تلاوت میں ان کا لہجہ حضور ﷺ جیسا تھا ،آپ ﷺ نے فرمایا:''جو شخص اس طرز پر قرآن سننا چاہے جس پر جبرئیل علیہ السلام نے (پڑھ کر) اتارا ہے،اسے چاہیے کہ وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قرآن سنے۔

(الاستیعاب ج ۷،ص ۳۳)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابتداء اسلام سے ہی آپ ﷺ کی ذات میں ایسے گم ہوئے کہ سیدنا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کے اعمال و اخلاق اور ان کی عادات کے مطالعہ کے بعد کہنا پڑا۔ اَنَّ اشبَہُ النَّاس ھَدیاً وَ دَلًّا و سَمتًا بِرَسُولِ اللہِ ﷺ ''عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سکون،وقار و اخلاق اور راہبری کے اعتبار سے نبی اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔''

(مسند احمد،حدیث نمبر ۲۳۳۹۸)

۶۰۔حضرت سعید بن العاص وعبدالرحمان ابن الحارث (رضی اللہ عنہم) :۔

فتح مکہ کے بعد قریش کا کوئی گھرانہ اسلام سے خالی نہ رہا تھا،اس وقت سعید کی عمر ۸ سال کی ہوگی،اس لیے ہوش سنبھالتے ہی انہوں نے اپنے گرد وپیش اسلام کو پرتو فگن دیکھا، عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیقی رضی اللہ عنہ میں بالکل بچے تھے،دنیا میں آئے اور بولنا شروع کیا تو قدرتی دولت سے مالا مال تھے کہ جب یہ بات کرتے تو ان کے منہ سے پھول جھڑتے تھے کیا اس وجہ سے کہ یہ بچے تھے؟ نہیں!یہ تو کوئی خاص بات نہ ہوئی،ہر بچہ جب بولتا ہے تو دوست ، دشمن سب کو پیار آتا ہے۔بلکہ وجہ یہ ہے کہ ان کا لب ولہجہ اور بات کرتے وقت ہونٹوں کی حرکات محمد ﷺ کی جنبش لب سے ملتی جلتی تھی،حدیث میں ہے سَعِید بن العَاص ابن اُمیّۃ

Marfat.com

القرشی کان اشبہ الناس لھجۃ برسول اللہ ﷺ وعبد الرحمن ابن الحارث

(فضائل القرآن لابن الکثیر بابہ کتابۃ عثمان رضی اللہ عنہ)

''سعید رضی اللہ عنہ بن العاص بن امیہ قرشی اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہ ابن الحارث گفتگو میں سب انسانوں سے زیادہ نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھے'' حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بھی عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ (اسد الغابہ. الاصابہ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہم، ذکر عبد الرحمان ابن الحارث رضی اللہ عنہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کی کتابت کے لیے جو جماعت منتخب کی تھی ان میں ایک سعید رضی اللہ عنہ بھی تھے، اور قرآن مجید کی کتابت میں صرف ونحو اور زبان کی صحت کی نگرانی ان ہی کے متعلق تھی اس لیے کہ انتہائی کم عمری میں انہوں نے لکھنا سیکھ لیا تھا ان سے حدیثیں بھی مروی ہیں، لیکن چونکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بچہ تھے، اس لیے براہ راست مرفوع حدیثیں نہیں ہیں، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایتیں ہیں۔

٦١۔ حضرت کابس رحمۃ اللہ علیہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ:

حضرت کابس رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں آپ ﷺ کے بعد پیدا ہوئے، ان پر آپ ﷺ کی نظر بھی نہیں پڑی تھی، وہ آپ ﷺ کے ساتھ معمولی شباہت رکھتے تھے اس وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہ ان سے بھی محبت رکھتے تھے، ان کے متعلق لکھا ہے: وَمِمَّنْ اشبہ مُسلم بن معتب وکابس رحمتہ اللہ علیہ بن ربیعۃ الشّامی اور لکھا ہے: وکابس بن ربیعۃ بن مالك کان یشبہ بالنبی ﷺ۔ (الوافی بالوفیات باب محمد ﷺ ج ۳۰، ص ۳۹)

اولُ الذِکر عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ شبیہ رسول ﷺ تھے۔ جن کا ذکر اسی باب میں گزرا ہے اور دوسری بات اسی عبارت سے یہ معلوم ہوئی کہ حضرت کابس رحمۃ اللہ علیہ بھی شباہت رسول ﷺ رکھتے تھے۔

(اکمال الکمال، ج ۲، ص ۱۰۲، تاریخ دمشق، ج ۵، ص ۴)

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مشبہین رسول ﷺ:

"المحبر" میں ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ کوئی شخص سیدنا محمد رسول اللہ کی سی صورت رکھتا ہے، انہوں نے گورنر بصرہ کو خط لکھا کہ اس شخص کو میرے پاس بھیج دیا جائے۔ ساتھ جانے والے بھی شبیہہ رسول حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن کریز تھے چنانچہ انہوں نے سیدنا کابس رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، سید نا کابس رحمۃ اللہ علیہ جب جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تخت سے نیچے اترے اور ان کی پیشانی کا بوسہ لیا، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عامر جن کے ساتھ بصرہ سے کابس رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجا گیا تھا وہ بھی نبی کریم ﷺ کے مشابہہ تھے، جب یہ دونوں مشبہین رسول خدا ﷺ حاضر خدمت ہوئے ہوں گے تو منظر کتنا خوبصورت ہوگا۔۔۔۔؟

اس لیے کہ ابن عامر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی اول ملاقات میں سید الکائنات نے فرمایا تھا: ھٰذا اشبھنا "یہ تو ہمارے جیسا ہے"

(الوافی بالوفیات، حرف العین، ج ۳۲ ص ۱۸۷، الاستیعاب ج ۶ ص ۱۶۹)

خلاصۃ الباب:۔

قارئین کرام! یہ "شبیہِ محمد ﷺ" بچے جب سیدنا محمد کریم ﷺ کی خدمت میں آتے ہوں گے تو منظر کتنا بھلا لگتا ہوگا۔(واقعہ نمبر ۴۱، ۴۴، ۴۶)

☆ اور آپ ﷺ کے ہم شکل سواری پر آپ ﷺ کیساتھ بیٹھے ہوں۔ (واقعہ نمبر ۳۹)

☆ اور جب دو باپ بیٹے ہم شبیہہ رسول ﷺ آپ ﷺ کے سامنے ہوں۔

(واقعہ نمبر ۴۷)

☆ جب کئی بچے اس قسم کے جمع ہو جاتے ہوں گے تو محفل نورانی ہوتی ہوگی۔

(واقعہ نمبر ۴۷، ۵۰)

Marfat.com

☆ جب سیدنا محمد کریم ﷺ اپنے ہم شکل بچے کا بوسہ لے رہے ہوں تو ناظرین کیوں نہ محظوظ ہوتے ہوں گے؟ (واقعہ نمبر ۴۸،۵۶)

یہ بچے کیا تھے؟ چلتے پھرتے جلوۂ محمد ﷺ کے روشن مینار! یہ ننھے بچے جن کی شباہت محبوب خدا ﷺ کے ساتھ تھی۔ جب دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے تو ہر بچے کا جی چاہتا تھا کہ وہ شبیہ رسول ﷺ بچے سے باتیں کرے، اس کے قریب رہے، اس کے ساتھ ہنسی مزاح کرے اور اسے اپنا دوست بنالے۔ اس لیے کہ ہر انسانی فطرت میں حُبِ محمد ﷺ منجانب اللہ رکھ دی گئی ہے۔

Marfat.com

باب ۵ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر بچے کی فطرت

کھلتے پھولوں میں کلمہ اسلام کی خوشبو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ

الروم : ۳۰

”خدا کی فطرت کو جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کیے رہو) خدا کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا“

Marfat.com

Marfat.com

اسلام دین فطرت ہے، اس لیے انسانی کامیابی کے سارے تقاضے اسی مذہب کو مانننے سے پورے ہوتے ہیں اس لیے ہر انسان طبعی طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے، اس باب میں ان واقعات کو لکھا جارہا ہے، جن میں قدرت کا یہ شاہکار نظر آتا ہے کہ بچے اپنے اردگرد اسلام مخالف ماحول کے باوجود حضور ﷺ سے سچی محبت کرتے تھے۔ اور بعض اوقات ان کے اس قلبی جذبہ کا اظہار بھی ہوجاتا تھا، ایسا کیوں ہوتا تھا؟ اس کا جواب خود نبیِ رحمت ﷺ نے دیا ہے، فرمایا:

کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ (بخاری، باب ما قیل فی اولاد المشرکین)

ہر بچہ فطرتِ اسلام پہ پیدا ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے فطرت اِسلام میں رسولِ کریم ﷺ کی محبت لازم ہے۔ بچوں میں آپ ﷺ کی محبت اور پہچان کے بہت سے واقعات عہدِ نبوی ﷺ کے بچوں میں بھی رونما ہوئے یہاں ان کا ذکر ہے۔

۶۲۔ سب سے چھوٹے نے اللہ کے حبیب ﷺ کو پہچان لیا:

"چند ایسے واقعات لکھے جارہے ہیں جن میں ہے کہ قافلوں، قبیلوں اور خاندانوں میں موجود اَصْغَرَ الْقَوْم یعنی سب سے چھوٹے لڑکے نے نبی کریم ﷺ کو پہچانا اور آپ ﷺ پر ایمان لے آیا، حضرت ابن رومان اور حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں، (حج کے موقعہ پر) حضور ﷺ بازار عکاظ میں قبیلہ کندہ کے پاس ایسے قبیلہ کی قیام گاہ میں تشریف

Marfat.com

لے گئے کہ آپ ﷺ ان سے زیادہ نرم مزاج قبیلہ کے پاس کبھی نہیں گئے تھے، جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ لوگ نرم ہیں اور بہت محبت کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ان سے دعوت کی بات شروع کر دی؟

قَالَ اَصْغَرُ الْقَوْمِ قوم میں سے ایک چھوٹی عمر والے نے کہا،

یَا قَوْمِ ! اِسْبِقُوا اِلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ قَبْلَ اَنْ تَسْبِقُوْا اِلَیْہِ

''اے میری قوم! دوسرے لوگوں کے ماننے سے پہلے تم ان کی بات مان لو، بلکہ نہیں ان کو اپنے ساتھ اپنے علاقہ میں لے چلو.......!'' فَوَاللّٰہِ ! اِنَّ اَھْلَ الْکِتَابِ لَیُحَدِّثُوْنَ اَنَّ نَبِیًّا یَّخْرُجُ مِنَ الْحَرَمِ۔ ''اللہ کی قسم اہلِ کتاب بیان کیا کرتے ہیں کہ ایک نبی حرم سے ظاہر ہوگا (جس کا زمانہ قریب آچکا ہے)''

(الخصائص الکبریٰ، فوائد فی تعداد الاسراء والنکات، ج۱، ص۲۰۳)

لڑکے کا طبعی میلان اور بری صحبت کا اثر:۔

یہ نو وارد لڑکا نہ جانے کب سے یہودیوں کی ان باتوں کو سنتا ہوگا، جن میں محمد عربی ﷺ کی بشارت تھی اور اس نے دل ہی دل میں آپ ﷺ کی ایک تصویر سجا رکھی ہوگی، جیسے ہی آپ ﷺ نظر آئے، اس نے چھپی ہوئی محبت کو ظاہر کیا، اور اپنی قوم کے سب بڑے اور بوڑھوں کو اسلام کی طرف سبقت لے جانے کی دعوت دی کسی یہودی نے کہا تھا: قَدْ اَظَلَّ زَمَانُہٗ ''اس آخری نبی ﷺ کا زمانہ آ گیا ہے'' (یہ فطرت اِسلام ہے جو اس نوعمر کو محبوب خدا کی پہچان کروا رہی ہے لیکن وائے ناکامی کہ برے آدمی کی صحبت بھی بری ہوتی ہے) اس قافلہ میں ایک کانا آدمی تھا، اس نے کہا: چپ کرو میری بھی سنو! اس نبی ﷺ کو تو اس کے خاندان نے نکال دیا ہے اور تم اس کو پناہ دے کر پورے عرب کی لڑائی مول لینا چاہتے ہو، نہیں، نہیں ایسا ہرگز نہ کرو! یہ سن کر آپ ﷺ وہاں سے غمگین ہو کر واپس تشریف لے آئے اور وہ لوگ اپنی قوم میں واپس گئے اور ان کو اپنے سارے حالات سنائے تو ایک یہودی نے

Marfat.com

ان سے کہا:

نَجِدُ مَخرَجَهٗ بِمَكَّةَ وَدَارَ هِجرَتِهٖ يَثرِبُ ۔ ''ہماری کتاب میں بھی ہے کہ ان کا ظہور مکہ میں ہوگا اور وہ ہجرت کر کے یثرب (مدینہ) جائیں گے''

فَاَجمَعَ القَومُ لِيُوَافُوهُ فِي المَوسِمِ قَابِلٍ ''یہ سن کر سب نے طے کیا کہ اگلے سال موسمِ حج میں جا کر حضور ﷺ سے ضرور ملیں گے'' لیکن ان کے ایک سردار نے ان کو اگلے سال حج پر جانے سے روک دیا، چنانچہ ان میں سے کوئی بھی آپ سے نہ مل سکا اور اس یہودی کا انتقال ہوگیا اور لوگوں نے سنا کہ وہ مرتے وقت حضور ﷺ کی تصدیق کر رہا تھا اور ایمان کا اظہار کر رہا تھا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم حدیث نمبر ۲۱۷، حیاۃ الصّحابۃ رضی اللہ عنہ عرضہ علیہ السّلام الدعوۃ ج۱، ص۱۱۰)

۶۳۔ایک نونہال کی ایمان افروز خواہش:

یہ ایک اور گیارہ سالہ نونہال کی اس فطرتِ اسلامی کا ذکر ہے، جس میں محمد کریم ﷺ کی محبت کا رنگ نمایاں ہوتا ہے اور نوعمر کا دل نیکی کی طرف ایسا راغب ہوتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اسے کامیابی کا ایک ایسا گر دیا کہ دونوں جہانوں کی نعمتوں سے مالامال ہوگا۔ یہ نوعمر (محمد بن عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ ہیں) وہ خود کہتے ہیں کہ میں بنی سعد بن بکر کے کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا: وَكُنتُ اَصغَرَ القَومِ فَكَلَّفُونِي فِي رِحَالِهِم ''میں کیونکہ ان سب سے چھوٹا تھا'' انہوں نے مجھے پیچھے سواریوں اور کجاووں کے پاس چھوڑ دیا، پھر وہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اپنی ضروریات پوری کیں: آپ نے فرمایا: هَل بَقِيَ مِنكُم اَحَدٌ ''کیا تم میں سے کوئی باقی ہے؟'' انہوں نے عرض کی: نَعَم يَا رَسُولَ اللهِ جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ غُلَامًا مِنَّا خَلَّفنَاهُ فِي رِحَالِنَا ''ایک لڑکا پیچھے ہماری سواریوں کے کجاووں کے پاس ہے'' یہ سن کر حضور ﷺ نے مجھے بلایا، میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھتے ہی آپ ﷺ نے فرمایا: مَا اَغنَاكَ اللهُ فَلَا تَسئَل

Marfat.com

النَّاسَ شَيْئًا ''جب اللہ تجھے غنی کر دے تو لوگوں سے ہرگز سوال نہ کر۔۔۔!'' مزید فرمایا: بے شک اوپر والا ہاتھ دینے والے کا ہے اور نیچے والا ہاتھ لینے والے کا ہے اور اللہ کے مال کے بارے میں سوال ہوگا اور حضور ﷺ نے ہماری زبان میں ہم سے بات چیت ارشاد فرمائی۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۱۷۱۲۹، باب بیان الید العلیا والید السفلی)

حصولِ علم کی تمنا:

اسی طرح غالباً یہی قبیلہ دوسری مرتبہ حاضر ہوا یا اس قبیلہ کے کچھ لوگ حاضرِ خدمت ہوئے، انہوں نے اپنے ساتھ والے ایک لڑکے کو اونٹوں کی حفاظت کے لیے حضور ﷺ کی مجلس سے دور چھوڑ دیا تھا، حدیث میں ہے کہ: وَكَانَ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وہ لڑکا (جس کا نام عبد اللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ تھا) وہ ان سب میں چھوٹی عمر کا تھا، جب یہ قافلہ حضور ﷺ کے سامنے بات پوری کر چکا اور سب نے اپنی ضروریات حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیں تو انہوں نے لڑکے کو بلایا کہ وہ بھی اپنی ضرورت حضور ﷺ کے سامنے رکھ سکے، جب وہ (گیارہ سالہ) لڑکا آیا تو سید المرسلین علیہ السلام نے اسے دیکھا اور پوچھا: حَاجَتُكَ؟ ''تمہاری حاجت (اور ضرورت) کیا ہے؟'' عرض کی: میری ضرورت تو بس (ایک علم کی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ) کیا ہجرت کا سلسلہ بند ہوگیا یا جاری ہے؟ سید دو عالم ﷺ نے فرمایا: حَاجَتُكَ مِنْ خَيْرِ حَوَائِجِهِمْ لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى مَا قُوْتِلَ ''بھئی تمہاری یہ ضرورت تو سب سے نرالی ہے (تمہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ) ہجرت اس وقت تک منقطع نہ ہوگی جب تک کفار سے جنگ ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی باب الرخصۃ فی الاقامۃ بدار الشرک، ومسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۳۷۸)

علامہ ابو عمر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قافلے میں حاضر ہونے والے اس لڑکے کی عمر اس ملاقات میں گیارہ سال تھی اس کا نام عبد اللہ بن السعدی رضی اللہ عنہ تھا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہم ذکر عبد اللہ بن السعدی رضی اللہ عنہ)

قابلِ درس بات یہ ہے کہ گیارہ سال کی عمر میں سید دو عالم ﷺ کی خدمت میں آمنے

Marfat.com

والے نونہال کے سوال کا انداز ثابت کرتا ہے کہ ان نوعمر لڑکوں میں جو جذبہ اور جنون ہوتا تھا اس سے فکرِ آخرت نمایاں ہوتی تھی یہی وہ اسلامی فطرت ہے جو اللہ نے ہر انسانی روح میں رکھی ہے۔

۶۴۔ آپ ﷺ سے لڑکے کی پہلی ملاقات:

عہد نبوی ﷺ کے ایک بچے (ابو رمثہ حبیب بن حیان رضی اللہ عنہما) نے سید دو عالم ﷺ کو دیکھا نہیں تھا، گھر میں آپ ﷺ کا ذکرِ خیر صبح و شام سنتا رہتا تھا اور تصور میں ایک نقشہ بنا رکھا تھا کہ نبی شاید ایسے ہوں گے، وہ خود فرماتے ہیں: کہ ایک دن میں والد صاحب کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میری نظر جب ان پر پڑی تو والد صاحب نے پوچھا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟" میں نے کہا: نہیں، والد نے بتایا کہ "یہ ہیں، ہمارے نبی کریم ﷺ!" یہ سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہوگے وَ کُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ شَیٌٔ لَا یُشْبِہُ النَّاسَ میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ کے رسول انسانوں کی طرح نہیں ہیں، بلکہ وہ کوئی اور چیز ہوں گے، لیکن میں والد کے ساتھ آپ ﷺ سے ملا تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ تو کامل انسان ہیں، ان کے بڑے بال تھے اور سر مبارک پر مہندی کا اثر تھا، انہوں نے دو کپڑے زیب تن فرما رکھے تھے، میرے والد نے انہیں سلام کیا اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگے، تھوڑی دیر گزرنے کے بعد میرے والد سے نبی کریم ﷺ نے پوچھا: کیا یہ آپ کا بیٹا ہے؟" انہوں نے کہا: جی ہاں، ربِّ کعبہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واقعی؟ انہوں نے کہا میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ لڑکا میرا ہی ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ مسکرا دیے، کیونکہ میری شکل و صورت اپنے والد سے بہت ملتی جلتی تھی، پھر میرے والد صاحب نے اس بات پر قسم بھی کھالی تھی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو! تمہارے کسی جرم کا یہ ذمہ دار نہیں اور اس کے جرم کے تم ذمہ دار نہیں ہو۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (انعام:۱۴۶)

"کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا" پھر میرے والد نے نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کچھ ابھرا ہوا حصہ دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ ﷺ!

Marfat.com

لوگوں میں ایک بڑا طبیب سمجھا جاتا ہوں، کیا میں آپ کا علاج کر کے اس مہر کو ختم نہ کر دوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "لَا طَبِیبُهَا الَّذِی خَلَقَهَا" "نہیں! اس کا معالج وہی اللہ ہے جس نے اسے بنایا ہے"۔ (مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۷۱۰۹)

۶۵۔ یہ لڑکا زندہ رہا تو آخری نبی ﷺ کو دیکھے گا:۔

ہر روح میں جہاں فطری طور پر اللہ کا تعارف موجود ہوتا ہے، وہاں اس روح کو غذائی تعلیم دینے والی شخصیت کا تعارف بھی ہوتا ہے، واقعہ ذیل اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، عہدِ نبوی ﷺ میں ایک اور نوعمر حضرت سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہما میں فرماتے ہیں۔ (بعثتِ نبوت ﷺ سے پہلے کی بات ہے): وَاَنَا یَوْمَئِذٍ اَحْدَثُ مَنْ فِیهِ سِنًّا "ان دنوں جب میں سن بلوغت کو پہنچنے والا تھا" ایک مرتبہ اپنے قبیلہ بنو عبد الاشہل کے چند آدمیوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں ایک ہمارا پڑوسی یہودی عالم آ گیا، اس نے ہمارے سامنے قیامت، حساب و میزان اور جنت و جہنم کا ذکر چھیڑ دیا اور کہنے لگا کہ "مشرک اور بت پرست جہنم میں پھینکے جائیں گے، وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے"۔ میرے قبیلے کے لوگ اس یہودی عالم سے کہنے لگے: کیا واقعی تم اس پر یقین رکھتے ہو کہ لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے اور اپنے اچھے برے اعمال کا بدلہ پائیں گے۔ یہودی عالم نے کہا: ہاں میرا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ درست ہے، انہوں نے پوچھا: قیامت کی کیا نشانیاں ہیں؟ اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کر کے کہا: نَبِیٌّ یُبْعَثُ مِنْ نَحْوِ هٰذِهِ الْبِلَادِ "ان شہروں کی طرف نبی آخر الزمان ﷺ پیدا ہوں گے" اس سے پوچھا گیا کہ ان کا ظہور کب ہوگا؟ یہودی عالم نے میری طرف اشارہ کیا اور میں اہلِ مجلس میں سب سے کم عمر تھا، اس نے کہا "اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو یہ اس نبی ﷺ کو دیکھے گا"۔ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل، حدیث نمبر ۱۵۸۷۹، وصفوۃ الصفوۃ، ج ۱، ص ۳۲)

Marfat.com

نبی ﷺ کا نام اور بچّے کی محبت:

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر مجھ پر عالم محویت طاری ہوگیا اور اس واقعہ کو ابھی چند ہی سال گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا، جونہی ہم لوگوں نے آپ ﷺ کی بعثت کی خبر سنی ہم فوراً ایمان لے آئے، وہ یہودی عالم ابھی زندہ تھا لیکن حسد اور بغض کی وجہ سے شرفِ اسلام سے محروم رہا، ہم نے اس سے کہا: ویلك یافلان الست الذی قلت لنا ما فیه ما قلت ''ہمیں تم نبی آخرالزمان (ﷺ) کی بعثت کی خبریں سنایا کرتے تھے اور اب تم ہی آپ ﷺ کو ماننے سے انکار کررہے ہو'' وہ بولا: بلی ولیس به! ٹھیک ہے میں نے تمہیں یہ سب خبریں دی ہیں لیکن یہ وہ نبی نہیں جن کا میں ذکر کیا کرتا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر ۱۵۸۷۹)

آخر وہ بد بخت حالتِ کفر ہی میں دنیا سے کوچ کر گیا۔

(سیرت ابن ہشام، حدیث سلمہ عن یہودی، ج ۱ ص ۲۱۲)

سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہما بن وقش انصاری کے متعلق کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے'' حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے فطرتِ سعید عطا کی تھی وہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے نوعمری اور سن شعور کو پہنچتے ہی سعادت اندوزِ اسلام ہوئے، مذکورہ واقعہ تو ان کے بچپن کا ہے۔

۶۶۔ معجزہ کے لیے کم سن کا انتخاب:

غامد یمن کا ایک قبیلہ ہے ۱۰ھ میں ان میں سے دس آدمیوں کا ایک وفد آیا بقیع میں اترا اور اہل قافلہ سامان پر ایک لڑکے کو چھوڑ کر بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سامان پر کس کو چھوڑا؟ وفد نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایک کم عمر لڑکے کو چھوڑ آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سامان میں سے تمہارا ایک تھیلا چوری ہوگیا ہے، ان میں سے ایک شخص بولا: یارسول اللہ! تھیلا تو میرا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فقد اخذت وردت الی موضعها

Marfat.com

''وہ چوری تو ہو گیا تھا لیکن اب گھبراؤ نہیں وہ مل گیا ہے۔''

اور وہ تھیلا اب وہیں ہے جہاں سے اٹھایا گیا تھا۔ قافلہ والوں کو اس بات نے حیرت میں ڈال دیا کہ نبی اکرم ﷺ اسی مجلس میں موجود ہیں، آپ ﷺ کہیں اٹھ کر نہیں گئے اس کے باوجود آپ ﷺ نے تھیلے کی چوری، پھر اس کی واپسی تک کی بات بغیر کسی اطلاع کے خود ہی ارشاد فرما دی؟ یہ سب باتیں سن کر یہ لوگ اپنے سامان کے پاس پہنچے معلوم ہوا کہ سامان کا نگران لڑکا سو گیا تھا، جب بیدار ہوا اور دیکھا کہ تھیلا نہیں تو اس کی تلاش میں نکلا، دور ایک شخص بیٹھا ہوا نظر آیا۔ جب یہ لڑکا اس شخص کی طرف بڑھا تو وہ شخص اس کو دیکھ کر بھاگا لڑکے نے اس مقام پر پہنچ کر دیکھا کہ زمین کھدی ہوئی ہے۔ اس میں سے وہ تھیلا برآمد ہوا، لیکن اس لڑکے کے علاوہ کسی کو بھی اس واقعہ کا علم نہ تھا اس کے باوجود ادھر حضور ﷺ نے قافلہ والوں کو اس واقعہ کی خبر کیسے کر دی، آپ ﷺ نے ان لوگوں کو اللہ کے دیے ہوئے علم کی برکت سے یہ واقعہ ارشاد فرمایا۔ اس قافلے میں موجود صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سب کچھ دیکھ کر ہم نے کہا

نَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

''ہم گواہ ہیں کہ بے شک آپ ﷺ اللہ کے رسولِ برحق ہیں۔''

راوی کہتے ہیں کہ ہمارے مسلمان ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنے صحابی حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ہمیں قرآن سکھلائیں اور چلتے وقت اسلام کے احکامات لکھوا کر ہمیں دے دیں اور قافلے والوں کو انعامات دے کر رخصت فرمایا۔

(زاد المعاد فی ھدی خیر العباد فی قدوم وفد غامد)

۶۷۔ وہ نوعمر لڑکا جس کے آنے کی اطلاع وحی کے ذریعہ کی گئی:۔

یہ ایک عبداللہ الاشج رضی اللہ عنہ نامی نوعمر لڑکا تھا، جس نے وفدِ عبدالقیس میں آنا تھا، جس کا آپ ﷺ کو انتظار تھا، ادھر وہ بھی آپ ﷺ کی زیارت کرنا چاہ رہا تھا، نبی مکرم ﷺ سے

Marfat.com

یہ وہ روحانی تعلق ہے جو ہر سعید روح میں موجود ہوتا ہے۔ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ ابھی تمہارے پاس کچھ لوگ آرہے ہیں۔ "ھُمْ خَیْرُ اَھْلِ الْمَشْرِقِ" "وہ اہلِ مشرق میں سب سے بہترین ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا ارشاد سنا تو فرطِ اشتیاق سے ان لوگوں کو دیکھنے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مجلس نبوی ﷺ سے باہر نکلے تو انہیں تیرہ آدمیوں کا ایک قافلہ ملا۔ انہوں نے اہلِ قافلہ کو رحمت عالم ﷺ کے ارشاد سے آگاہ کیا اور پھر انہیں ساتھ لے کر دربارِ رسالت ﷺ کی طرف روانہ ہوئے۔ ان لوگوں نے دور سے حضور ﷺ کو دیکھا تو اپنا سامان وہیں چھوڑ چھاڑ کر دیوانہ وار حضور ﷺ کی طرف دوڑ پڑے اور آپ ﷺ کے دستِ مبارک چومنے لگے۔ تاہم ابھی آپ ﷺ کو وہ لڑکا نظر نہ آیا۔ جس کو آپ ﷺ کی آنکھیں ڈھونڈ رہی تھیں، ان کے متعلق حضور ﷺ نے پوچھا اَیْنَ عَبْدُ اللّٰہِ الْاَشَجّ؟ "عبداللہ الاشج کہاں ہیں؟" روایت میں ہے: "وَھُوَ اَصْغَرُ الْقَوْمِ" "اور وہ اس قافلے میں سب سے چھوٹے تھے (لیکن بڑے بردبار اور زیرک تھے) انہوں نے اپنے گرد آلود لباس میں ہادی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا مناسب نہ سمجھا لہٰذا پہلے تو اپنے قافلے کے اونٹ باندھے، پھر اپنی گٹھڑی کھول کر سفر کے کپڑے اتارے اور دوسرا صاف ستھرا لباس پہنا۔ پھر نہایت اطمینان کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے دست مبارک ﷺ کو بوسہ دیا۔

روایت ہے کہ یہ نوعمر لڑکے کم صورت تھے، آپ ﷺ کی جیسے ہی ان پر نظر پڑی تو عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! جسم انسانی اپنی جگہ خوبصورت ہو یا بدصورت اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ اس کے اندر جو دل اور زبان ہے اسی سے انسان کے اچھے اور برے ہونے کا اندازہ ہوتا ہے اور انہیں دو انسانی اعضاء پر انسانی شرافت کا مدار ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر الاشج عبد القیس رضی اللہ عنہ)

سرکارِ دو عالم ﷺ نے اس نوعمر (سب سے چھوٹے مہمان) کی باتیں سنیں تو خوش ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے اشج رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو

Marfat.com

اللہ تعالی پسند کرتا ہے۔ "اَلۡاِنَاۃُ وَالتَّوَدُّدُ" دانائی اور بردباری۔ (یا بروایت دیگر "اَلۡحِلۡمُ وَالۡحَیَاءُ" حلم، وقار اور حیا) انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ دونوں خصلتیں پیدائشی اور خلقی ہیں یا مجھ میں اب پیدا ہوگئی ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: "پیدائشی اور خلقی ہیں" اشج رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ جَبَلَنِیۡ عَلٰی مَا یُحِبُّ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ اشج نے عرض کی: اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے مجھے دو ایسی خصلتوں کے ساتھ پیدا کیا، جن کو وہ دوست رکھتا ہے۔

(معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم لابی نعیم، ج ۱۸، ص ۳۳۳، کنز العمال، حدیث نمبر ۵۸۳۳، مسند ابی یعلیٰ الموصلی حدیث جدھود عن النبی ﷺ ج ۱۲، ص ۲۴۵)

۶۸۔ میں صرف بخشش اور دل کا غنا چاہتا ہوں:۔

خدمتِ نبوی ﷺ میں آنے والے نو عمر لڑکوں کے حالات بڑے ایمان افروز ہیں، ان کے ذوقِ قلب اور اظہارِ مدعا سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کا دل پہلے سے مسلمان ہے صرف رسول مکرم علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی دیر ہے اور ان کی روحانی پرواز دوسروں کو حیرت زدہ کردے گی۔ یہ وہ طبعی میلان ہے جو ہر بچے کو رحمت عالم ﷺ سے ہوتا ہے، ۴ ہجری میں وفد تجیب آیا یہ وفد اپنی قوم کے صدقات کو (جو فقراء سے فاضل بچ گئے تھے) لے کر مدینہ آیا، وفد میں تیرہ آدمی تھے، جو قرآن و سنن پوچھتے اور سیکھتے تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ باتیں دریافت کیں، تو آپ ﷺ نے وہ باتیں انہیں لکھ دیں، وہ زیادہ عرصہ نہیں ٹھہرے، جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں تحائف سے نوازا تو حضور ﷺ نے ان سے پوچھا۔ هَلۡ بَقِیَ مِنۡکُمۡ اَحَدٌ؟ کیا تم میں سے کوئی انعامات سے رہ گیا؟ عرض کی: ایک بہت چھوٹی عمر کا لڑکا باقی رہا ہے جو ہم نے اپنی سواریوں وغیرہ کی حفاظت کے لیے (اونٹوں کے پاس) چھوڑ رکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے بلاؤ! چنانچہ اسے بلایا گیا اور اسے اہل قافلہ نے کہا: ہماری ہر ضرورت حضور ﷺ نے پوری کر دی ہے تم بھی جا کر اپنی کہو! اس نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی: حضور ﷺ! خدا کی قسم مجھے میرے علاقے سے اس کے سوا کوئی اور چیز نہیں لائی

Marfat.com

ہے کہ آپ ﷺ اللہ عزّ وجل سے میرے لیے یہ دعا فرما دیں کہ:

اَنْ یَّغْفِرَلِیْ وَیَرْحَمَنِیْ وَاَنْ یَّجْعَلَ غِنَایَ فِیْ قَلْبِیْ ''وہ مجھے اپنی بخشش اور رحمت سے نوازے اور دنیا سے بے رغبتی میرے دل میں رکھ دے'' سید دو عالم ﷺ نے اس لڑکے کے لیے دعا فرمائی اور وہ خوشی خوشی قافلہ کے ساتھ رخصت ہوگیا، جب یہ قافلہ اگلے سال آپ ﷺ کے ساتھ حج میں ملا، تو آپ ﷺ کو وہ لڑکا نہ ملا آپ ﷺ کو اس کا سوال اور اپنا جواب یاد تھا چنانچہ سید دو عالم ﷺ نے قافلہ والوں سے پوچھا: مَا فَعَلَ الْغُلَامُ الَّذِیْ اَتَانِیْ مَعَکُمْ؟ ''تمہارے ساتھ جو لڑکا آیا تھا اس کا کیا حال ہے؟'' انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کی دعاؤں کی برکت سے وہ لڑکا بہت ہی قناعت پسند بن گیا۔ علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بہت سے لوگ اسلام سے پھر گئے تھے وہ لڑکا ان لوگوں میں تھا جن کی نصیحت اور نیکی کی وجہ سے بہت سے مسلمانوں کا ایمان بچ گیا تھا۔ (زاد المعاد ج ۳، ص ۵۶۹، فصل فی قدوم وفد بنی سعد)

یہ سب اس دعائے نبوی ﷺ کا اثر تھا، جس کی اس نوعمر صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے درخواست کی تھی کہ (دنیا کی سب سے بڑی دولت) ''قناعت'' مل جائے (اور آخرت کی سب سے بڑی دولت) ''مغفرت'' مل جائے، اس لڑکے کے متعلق زاد المعاد میں مزید لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد بھی اس کی زندگی زہد و قناعت سے مامور تھی اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر آنے جانے والے سے اس کے حالات معلوم کرتے تھے اور یمن کے علاقہ کے گورنر کو لکھوا دیا تھا کہ اس لڑکے کا خاص خیال رکھنا......!

خلاصۃ الباب:

قارئین کرام! اس باب کے تمام واقعات سے معلوم ہوا کہ پیدا ہونے والا ہر بچہ حُبِّ حبیب ﷺ دل میں لے کر آتا ہے مثلاً

☆ واقعہ نمبر ۶۲، میں ایک بچے کا محبوب خدا ﷺ کو پہچان لینا اور لوگوں کو محبوبِ خدا

Marfat.com

ﷺ پر ایمان لانے کی طرف بلانا۔

واقعہ نمبر ۶۳ میں ایک نوعمر کا ہجرت سے متعلق سوال کرنا۔

☆ واقعہ نمبر ۶۴ میں لڑکے کا [illegible] کر ملنے کے لیے بے تاب ہو جانا۔

☆ واقعہ نمبر ۶۵ میں حضور [illegible] میں ایک لڑکے کے انتظار کی کیفیت سب حُبِ نبوی ﷺ اور اسلام کی سچی فطری کشش نہیں تو اور کیا ہے؟

واقعہ نمبر ۶۶ میں ایک نوعمر کے ہاتھوں کو ایک معجزہ نبوی ﷺ کے لیے [illegible] کروایا جاتا ہے۔

☆ واقعہ نمبر ۶۷ میں ایک ایسا وفد اور اس میں متین اور عاقل لڑکے کی آمد کا حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم انتظار کرتے نظر آتے ہیں۔

☆ واقعہ نمبر ۶۸ میں ایک نوعمر لڑکا در حبیب ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ایسی مبارک التجا کر رہا ہے جس طرح کی دعائیں ایک مسلمان بڑے مجاہدات، معرفتِ الٰہیہ اور اسلامی شعور کے بعد مانگتا ہے، کہ اس نے اپنے اللہ سے دنیا کے سارے کاموں میں عافیت اور خوشیوں کا خزانہ "قناعت" مانگ لی اور آخرت میں خوشیوں کے لیے مغفرت کا سوال کر لیا، سعیدُ الفطرت لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ

Marfat.com

باب ٦ معجزاتِ رسالت ﷺ کے حامل بچے رضی اللہ عنہم

جن کے جسم وجان دلائلِ نبوت (صلی اللہ علیہ وسلم) بن گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ ؕ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ

العنکبوت : ٥٠

"کہہ دو کہ نشانیاں (معجزات) تو خدا ہی کے پاس ہیں اور میں تو کھلم کھلا ہدایت کرنے والا ہوں"

Marfat.com

Marfat.com

سیدنا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات آسمان، زمین، شجر، حجر اور جن وانس بلکہ غور وتدبر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوق کی ہر قسم میں ظاہر فرمائے ہیں، چنانچہ بچوں میں بھی محبوبِ خدا، نبیٔ مکرم علیہ السلام کے بہت سے معجزات ظاہر ہوئے۔

کتاب وسنت اور سیر وتاریخ کی کتابیں ایسے واقعات سے مزین ہیں جن میں اس امت کے بعض بچوں پر نبوت محمدی ﷺ کے دلائل (معجزات) ظاہر ہوئے ہیں۔

اس باب میں ان چند بچوں کا تذکرہ ہے جن کا وجود "مقام معجزہ" کے طور پر مسلمانوں میں دلیل نبوت ﷺ ہوتا تھا، اور وہ بچے خوش قسمت سمجھے جاتے تھے۔

۶۹۔ حضرت سیدنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے روشنی کا غیبی نظام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں (سیدنا محمد) رسول اللہ ﷺ کے پاس (اندھیری رات کو) آیا میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا میں ان دونوں (حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما) کو ان بچوں کی امی کے پاس لے جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں (ابھی اندھیرا ہے)۔ فَبَرَقَتْ فَقَالَ اَلْحِقَا بِاُمِّكُمَا! اتنے میں ایک روشنی چمکی اور حضور ﷺ نے فرمایا" جاؤ تم دونوں اپنی امی کے پاس چلے جاؤ!" چنانچہ وہ دونوں (حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما) اس روشنی میں چلتے چلے گئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔

(دلائل النبوہ للبیہقی باب ماجاء فی البرقۃ)

"دلائل النبوۃ ﷺ" میں اس سے اگلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت

Marfat.com

ﷺ کا یہ معجزہ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی لاٹھی میں بھی ظاہر ہوا، جب وہ رات کی تاریکی میں آنحضرت ﷺ کی محفل سے نکلے تو ان کی لاٹھی میں روشنی ہوگئی جس سے ان کو گھر جانے میں آسانی ہوگئی۔ خوش نصیب ہیں یہ ہستیاں جن کے سامنے یہ کھلی علامات ظاہر ہوتی تھیں، ان میں بہت سے بچے بھی شامل ہیں۔ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما تو آنحضور ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور آپ ﷺ کے دل کی بہار تھے، ان کے لیے کریم رب نے کئی معجزات ظاہر فرمائے۔

۷۰۔ بکری کے دودھ میں برکت کی گواہ بچی:۔

جلیل القدر صحابی سادس الاسلام حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت زینب بن خباب رضی اللہ عنہا بن الارت بیان کرتی ہیں کہ میرے والد (حضرت خباب رضی اللہ عنہ) کو جہاد کے لیے گھر (مدینہ منورہ) سے دور جانا پڑا، سفر پر جاتے وقت وہ ہمارے پاس ایک بکری چھوڑ گئے اور کہہ گئے کہ جب اس کا دودھ دوہنا ہو تو اسے اصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جانا وہ دوہ دیں گے، (بچی چھوٹی تھی اور دودھ دوہنا نہیں جانتی تھیں) چنانچہ بچی کہتی ہے کہ میں اس بکری کو اصحابِ صُفّہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئی، اس وقت وہاں (صفہ والے طلبہ کے استاد محترم) رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اس بکری کو پکڑ کر اس کے پاؤں رسی سے باندھ دیے اور مجھے حکم دیا کہ ایتُونِي بِأَعْظَمِ إِنَاءٍ عِنْدَكُمْ! "تمہارے پاس جو بڑا برتن ہے وہ لے آؤ!" میں وہ برتن (جس میں آٹا گوندھا جاتا تھا اس کو گھر سے خوشی خوشی) لے آئی، حضور ﷺ نے دودھ دوہا اور وہ برتن بھر گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اذهَبُوا فَاشْرَبُوا وَاَسْقُوا جِيْرَانَكُمْ فَإِذَا اَرَدتُّمْ اَنْ تَحْلِبُوْا فَاْتُوْنِي بِهَا" "اس کو لے جاؤ، خود بھی پیو اور پڑوسیوں کو بھی پلاؤ، جب تم اس بکری کا دودھ دوہنا چاہو، اسے میرے پاس لے آؤ" چنانچہ میں صبح و شام اس بکری کو آپ ﷺ کے پاس لے جاتی تھی اور آپ ﷺ اس کا دودھ دوہ دیتے تھے، یہاں تک کچھ عرصہ بعد میرے والد صاحب (جہاد سے) واپس آگئے۔ (پھر یہ ضرورت نہ تھی کہ ہم دودھ دوہنے کے لیے بکری نبی کریم ﷺ کے پاس لے جائیں، چنانچہ میرے) والد

Marfat.com

صاحب نے بکری کے پاؤں باندھے، دودھ دہا تو بہت تھوڑا ملا (دودھ کی کمی کا یہ معاملہ) آپ ﷺ کے پاس گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: قَدْ عَدَلْتِنِیْ بِہٖ ! ھُوَ وَاللّٰہُ اَعْظَمُ بَرَکَۃً یَدًا مِنِّیْ "(ارے بیٹی) تم نے میری برابری شروع کر دی، میرے ہاتھ میں میرے اللہ نے جو برکت رکھی ہے (اس وجہ سے دودھ بڑھا تھا) میرے اللہ اس سے زیادہ برکت بھی دے سکتے ہیں۔" (طبقات الکبری لابن سعد، ج ۸ ص ۲۲۶، بنت خباب رضی اللہ عنہ بن الارت)

ملاحظہ: باب نمبر ۱۶ میں بکری کے دودھ میں برکت کا ایک واقعہ مرقوم ہے، یہ قصہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت پیش آیا، جب وہ کم عمر تھے اور ابھی مومن نہ تھے، چنانچہ یہی معجزۂ نبوی ﷺ ان کے ایمان اور یقین کا ذریعہ بن گیا۔

۷۱۔ اے اللہ کے دشمن! بچے کو پریشان نہ کر!:۔

ایک دفعہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس اپنا ایک بچہ لے کر آئی اور کہنے لگی: "یارسول اللہ ﷺ! اس بچے کو کوئی تکلیف ہے، جس کی وجہ سے ہم پریشان ہوتے رہتے ہیں" نبی کریم ﷺ نے اس کا منہ کھول کر اس میں تین مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا "بِسْمِ اللّٰہِ اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰہِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ" بسم اللہ، میں اللہ کا بندہ ہوں، اے دشمن خدا! دور ہو! وہ بچہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۱۷۵۸۴، دلائل النبوۃ، ذکر المعجزات الثلاث التی شھدھن جابر رضی اللہ عنہ)

ملاحظہ: واقعہ نمبر ۳۹، ۷۳ میں بھی آپ ﷺ کے لعاب کے معجزہ کا بیان ہے۔ چند صفحات کے بعد نمبر ۷۴ پر اوپر والے جنوں کے اس واقعہ سے ملتا جلتا ایک اور قصہ آپ ﷺ کا پڑھنے کو ملے گا، درحقیقت دونوں واقعات الگ الگ ہیں۔ مذکورہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اور آنے والی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۷۲۔ یہ بچہ لوگوں کو سیراب کرے گا:۔

معجزات و دلائل نبوت ﷺ کی کتابوں میں جو احادیث اور واقعات لکھے ہیں ان

Marfat.com

سے معلوم ہوتا ہے کہ معجزات کی طرح آپ ﷺ کی پیش گوئیوں اور ان کا پورا ہونے میں آپ ﷺ کے سچے ہونے کے مکمل دلائل ہیں، چنانچہ ایک اور بچے کا واقعہ بھی نبوت محمدی ﷺ کی ایک علامت ہے، سیدنا عامر رضی اللہ عنہ بن کریز اپنے بیٹے کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آئے، وہ بچہ پانچ یا چھ سال کا تھا، حضور ﷺ نے ان کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا، وہ نبی کریم ﷺ کے منہ کے پانی کو پینے اور مزہ لینے لگا بچے کا نام عبداللہ رکھا گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَبنَكَ هٰذَا مُسْقِيٍ "تیرا یہ بچہ پانی پلانے والا ہے" ایک روایت میں یہ ہے کہ، حضور ﷺ نے فرمایا "اَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ مُسْقِياً"

(دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تفلہ فی فم عبداللہ رضی اللہ عنہ، الاستعیاب فی تمیز الاصحاب رضی اللہ عنہ ذکر عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما)

"مجھے اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ یہ لوگوں کو سیراب کرے گا" آپ ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ وہ پتھر کو کریدتے تو وہاں سے بھی پانی نکل آتا تھا۔ (تاریخ دمشق ج ۱، ص ۱۷۳۱)

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے عزیز، قریش کے معزز خاندان بنو عبد شمس کے چشم و چراغ تھے۔

ان کے والد عامر بن کریز سرور عالم ﷺ کی پھوپی البیضاء بنت عبد المطلب کے بیٹے تھے۔ تاریخ و سیر کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ ہجرت کے ابتدائی برسوں میں پیدا ہو چکے تھے، تمام ارباب تاریخ کا بیان ہے کہ عبداللہ عہد عثمان رضی اللہ عنہ ۲۹ء میں ۲۵ سال کی عمر میں بصرہ کے عامل مقرر ہوئے تھے اس حساب سے ان کی پیدائش ۴ھ یا ۵ھ میں ماننی پڑتی ہے اور یہی روایت زیادہ صحیح ہے۔ (سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم، ج ۷، ص ۱۳۰)

اس لیے یہ لکھنا بجا ہے کہ دعاء و بشارت نبوی ﷺ کا تعلق بچپن سے ہے اور برکات کے ظہور کا تعلق ان کی جوانی سے ہے۔

دُعائے نبوی ﷺ کے طفیل لاکھوں کی سیرابی

اب دیکھتے ہیں کہ کس طرح آپ ﷺ کی فرمائی ہوئی یہ بات اللہ نے پوری فرمائی۔

Marfat.com

خیر الخلائق ﷺ کی یہ پیش گوئی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے حق میں یوں پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں عرب کی خشک سرزمین کے باشندوں کو زیادہ سے زیادہ پانی مہیا کرنے کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا، چنانچہ اس مقصد کے لیے انہوں نے بصرہ میں دو نہریں کھدوائیں، ان کے علاوہ ''نہرِ اُبلہ'' کی تعمیر کرائی، ان کے زمانے میں میدانِ عرفات میں حاجیوں کو پانی کی تکلیف ہوئی تھی۔ انہوں نے وہاں بڑے بڑے تالاب اور حوض بنوا کر نہروں کا پانی ان میں ڈالا۔ (معجم البلدان ج ۳، ص ۴۷)

اور انہوں نے مختلف مقامات پر بڑی کثرت سے کنوئیں کھدوائے اور بے آب و گیاہ زمینوں میں مختلف طریقوں سے پانی کی بہم رسانی کے انتظامات کیے۔ خلق خدا اور خشک زمینوں کو سیراب کرنے کے علاوہ انہوں نے اور بھی بہت سے رفاہِ عام کے کام کیے۔ ''النباج'' اور ''قریتین'' میں شجر کاری کی اور بصرہ میں بہت سے مکانات خرید کر بازار بنوایا۔

(مختصر تاریخ دمشق، ج ا، ص ۱۷۳۱، المفصل ج ۱۴ ص ۳)

حضور ﷺ نے اس کے ''المسقی'' ہونے کی بشارت من جانب اللہ سنائی، گویا عبد اللہ جب بہت چھوٹے تھے اسی وقت محمد کریم ﷺ نے ان کے سَاقِیُ الْقَومِ، حَافِرُ الْاَنْھَارِ، منبت الْاَشْجَار اور سَاقِی الْحَجَاج ہونے کی بشارت دے دی، جو اپنی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

۴۳۔ لعابِ مبارک کی برکت:۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو اللہ نے اپنی عطاء سے بہت کچھ دیا جب ان کے گھر میں عبد اللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے، تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے کچھ چھوہارے چبا کر اس سے لڑکے کو گھٹی دی، جس میں آپ ﷺ کا لعاب بھی شامل تھا، لڑکے نے مزے سے اس ''آبِ حیات'' کی گھٹی لی اور چھوہارے کو مسوڑھے سے دابنے لگا، حضور ﷺ نے فرمایا: حُبُّ الْاَنْصَارِ التَّمْرُ ''دیکھو انصار کو

Marfat.com

چھوہاروں سے فطری محبت ہے"۔ ثُمَّ مَسَحَ نَاصِيَتَه، وَسَمَّاهُ عَبْدَاللهِ" آپ نے اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور اس لڑکے کا نام عبد اللہ رکھا" آپ ﷺ کے اس پیار کی برکت سے یہ بچہ پوری زندگی بہترین مسلمان بن کر رہا۔ (معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ لابی نعیم باب الزاء من باب العین)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو محمد کریم ﷺ کا پیار کیا ملا، انہیں پر لگ گئے اور وہ ایمان و عمل، تعلیم و تدریس اور میدان جہاد کے شہسوار ثابت ہوئے، احادیث میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ بیان بھی ملتا ہے۔ واشتهر عَبْدُاللهِ بِفَارِسٍ" اور مدینہ کے جوانوں میں سیدنا عبد اللہ گھوڑا سوار معروف تھے۔" (الطبقات الکبری ج ۸ ص ۴۳۳، مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۸۸۸)

۴۷۔ چند عظیم معجزات جو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے دیکھے:۔

اسامہ رضی اللہ عنہ کو محبوب رسول ﷺ اس لیے کہا جاتا ہے، کہ ان کے والد حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ سے بھی حضور ﷺ کو بہت محبت تھی، ان کی والدہ ام ایمن ہیں جنہوں نے بچپن میں حضور ﷺ کی خدمت بھی کی، حضور ﷺ اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بھی لیتے تھے۔ بڑے ہو کر اسامہ نے دین کی خدمت کی ننھے اسامہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کو اتنا ہی پیار تھا جتنا زید رضی اللہ عنہ سے تھا کبھی آپ انہیں سفر پر بھی ساتھ لے جاتے۔ مثلاً: وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے موقع پر نکلے جب ہم بطن روحاء میں اتر گئے تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک عورت آئی جس نے اپنا ایک بچہ اٹھایا ہوا تھا اس نے حضور ﷺ سے سلام کیا حضور ﷺ رک گئے تو اس خاتون نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میرا بیٹا ہے اور اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق رسول بنا کر بھیجا ہے میرا یہ بچہ دائمی طور پر سانس گھٹنے کی تکلیف میں مبتلا ہے (یا اس طرح کی کوئی بات اس خاتون نے کہی) یہ تکلیف اس کی ولادت سے اب تک موجود ہے تو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اس بچے کے قریب ہو گئے اور ہاتھ پھیلا کر بچے کو لیا اور اسے اپنے اور کجاوہ کے کنارے کے درمیان ہاتھ میں پکڑا اور اس کے منہ میں لعابِ مبارک ڈال دیا اور فرمایا "اُخْرُجْ عَدُوَّ اللهِ" "نکل جا اللہ کے دشمن! میں اللہ کا رسول

Marfat.com

ہوں اور پھر یہ بچہ اس خاتون کو واپس دیا اور فرمایا: اِذْهَبِیْ بِابْنِكِ لَنْ تَرِیْ بَاْسًا اِنْ شَاءَ اللہ ”اب اس بچے کو لے جاؤ آج کے بعد آپ اس بچے کے متعلق کوئی ایسی چیز نہ دیکھو گے جو آپ کو پریشان کرے۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۳۵۴۳۳)

بکری کے پایوں میں برکت:۔

اسی سفر کا ایک اور واقعہ اسامہ رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں، جب ہم حج سے واپس روحاء کے پاس پہنچ گئے تو وہی خاتون (بچے کی ماں) سامنے آئی اور بکری کا گوشت لائی تو اس خاتون نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اس بچے کی ماں ہوں جو بیمار بچہ میں آپ کے سامنے لائی تھی اس ذات کی قسم جس نے حق پر آپ ﷺ کو بھیجا ہے، اس بچے میں میں نے اب تک کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو مجھے پریشان کرے، (رسول اللہ ﷺ کبھی اسامہ کو پیار سے اسیم کہتے تھے)، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اواُسَیْم یَااُسَیْم! نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ“ ”اے سیم مجھے اس بکری کا آگے والا پایا دو، تو میں نے ایک پایا نکال کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کو تناول فرما کر فرمایا:

نَاوِلْنِی ذِرَاعًا اواُسَیْم! ”اے اُسیم......!“ دوسرا دست بھی دیں، تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے پہلے فرمایا: کہ ایک دست دیں تو میں نے دیا، جو آپ ﷺ نے تناول فرمایا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اور دست دیں، تو میں نے دوسرا بھی آپ کو دے دیا، آپ ﷺ نے تناول فرمایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے ایک آگے والا دست اور دے دو جبکہ ایک بکری میں تو آگے والے پائے دو ہی ہوتے ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر آپ ﷺ ہنڈیا کی طرف جھک جاتے اور پایا اٹھانے کی کوشش کرتے، تو آپ کو اس وقت تک ایک ایک پایا ملتا رہتا جب تک کہ میرا مطالبہ جاری رہتا۔

(کنز العمال، حدیث نمبر ۳۵۴۳۳)

Marfat.com

کھجوروں کے درخت حضور ﷺ کے قدموں میں :۔

پھر فرمایا: اے اسیم رضی اللہ عنہ ! اٹھو اور نکلو اور دیکھو کوئی ایسی جگہ ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کی پردہ پوشی کا کام دے؟ میں نکلا اور چل پڑا حتیٰ کہ میں تھک گیا، میں نے کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جو کسی پردہ پوشی کا کام دے سکے، کیونکہ لوگوں کے ہجوم سے دو پہاڑوں کے درمیان والا پورا علاقہ بھر چکا تھا، مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کوئی درخت یا پتھر تم نے دیکھا؟ میں نے کہا: ''ہاں'' کچھ کھجور کے درخت نظر آئے، جب کہ ان کے کناروں پر پتھر بھی پڑے ہوئے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے اسیم رضی اللہ عنہ ! ان کھجوروں کے پاس جا کر کہو: رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک پردہ دار جگہ بناؤ، اور اس طرح پتھروں کو بھی یہی حکم دو! تو پہلے میں کھجوروں کے پاس آیا اور میں نے انہیں وہ الفاظ سنائے جو مجھے حضور ﷺ نے ارشاد فرمائے تھے، میں دیکھنے لگا، کہ یہ کھجوریں اپنی جڑوں اور پتھروں سمیت اپنی جگہوں سے ہٹنا شروع ہو گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک درخت بن گئے، اور میں نے پتھروں کو جب حضور ﷺ کا حکم سنایا، تو اللہ کی قسم میں دیکھنے لگا کہ تمام پتھر اپنی جگہ سے کھسک کر ایک دوسرے کے اوپر ہوتے گئے اور ایک دیوار کی طرح بن گئے، اس کے بعد میں حضور ﷺ کے سامنے آیا اور انہیں اس ماجرا کی خبر دی، تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''لوٹا اٹھاؤ'' میں نے اٹھایا اور ہم چل پڑے، جب میں ان درختوں کے قریب پہنچا اور لوٹا وہاں رکھا پھر واپس آیا تو، پھر حضور ﷺ چلے گئے اور قضائے حاجت کے بعد لوٹ آئے اور لوٹا بھی ہاتھ میں تھا، میں نے آپ ﷺ سے لوٹا لیا اور ہم دونوں اپنی جگہ پر واپس آگئے، جب ہم خیمہ میں داخل ہوئے، تو مجھے کہا:

يَا أُسَيْمُ ! اِنْطَلِقْ اِلَى النَّخَلَاتِ فَقُلْ لَّهُنَّ يَأْمُرُكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) اَنْ تَرْجِعَ كُلُّ نَخْلٍ مِّنْكُنَّ اِلٰى مَكَانِهَا ......!

اے اسیم رضی اللہ عنہ ! درختوں کے پاس واپس جاؤ اور انہیں بتادو کہ حضور ﷺ کا حکم

Marfat.com

ہے کہ ہر درخت اپنی اپنی جگہ واپس جائے اور پتھروں کو بھی ایسا ہی کہہ دو! چنانچہ میں درختوں کے پاس آیا، انہیں ایسا ہی کہا، تو اللہ کی قسم! میں دیکھنے لگا کہ وہ اپنی جڑوں اور مٹی سمیت یہاں سے الگ ہونے لگے اور ہر درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا، اس طرح میں نے پتھروں کو بھی یہی کہا کہ اپنی جگہ چلے جاؤ تو اللہ کی قسم میں دیکھنے لگا کہ ایک ایک پتھر الگ ہو کر اپنی اپنی جگہ واپس آ گیا میں حضور ﷺ کے پاس پھر واپس آ گیا۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۳۵۴۳۳)

اس حدیث طیبہ میں ان چند معجزات کا ذکر ہے جو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے سامنے سفر حج میں ظاہر ہوئے، سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے گھر کے افراد میں اس طرح شامل ہیں کہ محمد کریم ﷺ نے ان کے والد سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا قرار دیا تھا، اور ان کی شادی بھی کروائی تھی، اس طرح اسامہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پوتوں کی جگہ اور حضور ﷺ اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے دادا کی جگہ پر تھے۔ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ "محبوبُ النبی ﷺ" تھے۔ آج ہم سب اس عظیم بچے اور اس کی اس عظیم گواہی سے اپنا ایمان تازہ کرتے ہیں، جو اس نے اپنے مربی ومحسن نبیٔ کریم ﷺ کے معجزات کے متعلق دی ہے۔

قارئین کرام! بچے اس سرزمین کی روشنی اور جنت کے پھول ہیں، اللہ نے انہیں جہاں بے شمار صفات سے نوازا ہے، وہاں یہ دولت بھی دی ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم و جان کو معجزۂ نبوت اور اپنی دلیلِ قدرت کا شاہکار بنایا، یا یہ شرف دیا کہ یہ ان معصوم آنکھوں سے آخری نبی ﷺ کے معجزات کو دیکھیں۔

۷۵۔ حضور اکرم ﷺ کی نماز، خوشبو اور مُہرِ نبوّت کے گواہ:۔

خدمتِ نبوی ﷺ میں آنے والے یہ بچے آپ ﷺ سے اس قدر محبت رکھتے تھے کہ آپ ﷺ کی ہر ادا محفوظ رکھتے تھے۔ مثلاً: عہد نبوی ﷺ کے ایک عظیم بچے جو تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن سمرہ رضی اللہ عنہما عامری بن جنادہ بن جندب کے نام سے معروف ہیں، جب پیدا ہوئے اور ننھے جابر رضی اللہ عنہ نے ہوش کی آنکھیں کھولیں، تو اپنے گھرانے پر اسلام کے ابرِ رحمت کو

Marfat.com

سایہ فگن پایا، اس لیے وہ پیدائشی مسلمان ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی نماز اور حلیہ کی باتیں

بچپن سے ہی نماز سے شغف تھا، انہوں نے آپ ﷺ کی نمازوں کے اوقات بڑے احسن انداز میں بیان کیے ......ایک حدیث میں اپنے بچپن کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى

"میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی ساتھ ہولیا، ادھر سے چند اور بچے بھی آرہے تھے آپ ﷺ نے سب کو پیار کیا، مجھے بھی پیار کیا اور سب کے گالوں پر ہاتھ پھیرا، (آگے آپ ﷺ کے ہاتھ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں) فَوَجَدْتُّ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهُمَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ۔ (مسلم باب طیب رائحۃ النبی ﷺ)

آپ ﷺ کے ہاتھوں سے آنے والی خوشبو (جو میں نے خود محسوس کی) اس کے متعلق تمہیں کیا بتاؤں، بس یوں کہہ لو گویا کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو عطر فروش کے ڈبہ سے (ابھی ابھی) نکالا ہے۔ ننھے جابر رضی اللہ عنہ کو سرورِ عالم ﷺ سے بہت عقیدت اور محبت تھی، اکثر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے اور فیضانِ نبوی ﷺ سے خوب بہرہ یاب ہوتے، حضور ﷺ کا حلیۂ مبارک بیان کرتے وقت ان کا ذوق و شوق دیکھنے والا ہوتا تھا ایک مرتبہ لوگوں کو بتا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے سرِ اقدس اور ریشِ مبارک کے اگلے حصہ کے کچھ بال سفید ہوگئے۔ اذا دهن رأسه لم يتبين واذا لم يدهن تبين

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۱، ص ۴۳۳)

جب آپ ﷺ بالوں میں تیل لگاتے تو یہ سفیدی ظاہر نہ ہوتی اور جس وقت آپ ﷺ کے مبارک بال بغیر تیل کے ہوتے تو یہ سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی اور حضور ﷺ کی ریش

Marfat.com

مبارک میں زیادہ بال تھے، (یعنی آپ ﷺ کی ریش مبارک گنجان تھی)۔

یہ چند بیانات سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے اس وقت کے ہیں جب وہ بچے تھے اُن کے ان بیانات میں بھی حضور کی نماز مبارک، بچوں سے پیار، اپنے اور غیر سب بچوں کو بلا تفریق محبت کی تقسیم، محبوبِ خدا ﷺ کے ہاتھوں کی خوشبو، سیدنا محمد کریم ﷺ کے مبارک بالوں کی سفیدی جیسے کتنے اہم اسباق ہیں، جو صرف گذشتہ چند سطروں میں ملتے ہیں، جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا یہ حلیہ بیان کر رہے تھے، تو ایک شخص نے بیان کیا کہ (چمک دمک میں) حضور ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا، اس تشبیہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کا منہ لمبا ہو، اس لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: لَا بَلْ مِثْلَ وَجْهِهٖ مَثَلَ الشَّمسِ وَالْقَمَرِ

(تاریخ دمشق باب صفۃ خلقہ ج ۳، ص ۲۹۴)

”نہیں نہیں! بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی طرح (گول) تھا، میں نے آپ ﷺ کی مہرِ نبوت ﷺ کو شانہ کے قریب دیکھا جو کبوتر کے انڈے کے مانند تھی، اور رنگ اس کا آپ ﷺ کے جسم مبارک کے رنگ جیسا تھا۔

ایک بچے کی پیشانی پر معجزہ:

عہدِ نبوت ﷺ میں بے شمار معجزات ایسے ہیں جن کی گواہی بچوں نے دی یا وہ معجزات جو ان کے جسم پر ظاہر ہوئے ایک بچے کے جسم پر معجزہ ظاہر ہوا اور اسے بیان کرنے والے صحابی بھی عہد نبوی میں پیدا ہوئے، یہ ابو الطفیل عامر بن واثلۃ الکانی ہیں، تین ہجری میں پیدا ہوئے، آٹھ سال حیات نبوی ﷺ کی برکات کا مشاہدہ کیا، آخری صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا نام آتا ہے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہم ابو الطفیل عامر بن واثلۃ رضی اللہ عنہ)

وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا، وہ شخص اپنے بچے کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی ﷺ نے اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی: فَنَبَتَتْ شَعْرَةٌ فِیْ جَبْهَتِهٖ كَهَيْئَةِ الْقَوْسِ ”چنانچہ اس بچے کی

Marfat.com

پیشانی پر کمان کی طرح ایک بال اگ آیا، وہ لڑکا جوان ہو گیا، جب خوارج کا زمانہ آیا تو وہ خوارج سے محبت رکھنے لگا، جس کی نحوست یہ ہوئی کہ اس کی پیشانی کا وہ بال جھڑ گیا جو معجزاتی طور پر پیدا ہوا تھا، اس کے باپ نے پکڑ کر اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر بند کر دیا، تاکہ وہ خوارج کے ساتھ نہ ملے، حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ اس کے پاس گئے اور اسے سمجھایا اور بہت ساری باتوں کے علاوہ اس سے یہ بھی کہا کہ تم یہ نہیں دیکھ رہے کہ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے تمہاری پیشانی (پر ایک بال اگا تھا، جو تیرے پاس ایک فخریہ علامت تھی کہ تجھ پر حضور ﷺ کی نظر پڑی ہے، یہ بال اس نعمت کی علامت تھا کہ حضور ﷺ نے تیرے چہرے پر ہاتھ پھیرا ہے اور اب اللہ نے وہ نشانی چھین لی) ہم اسے مسلسل سمجھاتے رہے حتیٰ کہ وہ خارجیوں کی رائے سے باز آگیا اور اپنا عقیدہ درست کر لیا اور کچھ عرصے بعد اللہ نے اسکی پیشانی پر دوبارہ وہ بال اگا دیا اور اس نے توبہ کر لی۔

(الخصائص الکبریٰ، فائدة فی عدم احتراق المندیل، سبل الھدیٰ فی برکة یدہ، مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۲۳۸۵۶)

۷۶۔آپ ﷺ کی دعا سے صحت، جوانی، جہاد اور جنت:۔

ایک عورت اپنے بیٹے کو حضور ﷺ کے پاس لے کر آئی اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اس پر ایسے ایسے آتا ہے اور وہ اس طرح کی حرکتیں کرتا ہے جیسے آپ ابھی اس کو کرتے دیکھ رہے ہیں، آپ دعا کریں کہ اللہ اس (تکلیف دینے والی بلا) کو مار دے! (نبیِ رحمت ﷺ کے دریائے شفقت میں جوش آیا، آپ ﷺ نے دعا کی کہ بچے کی دنیا و آخرت سنور گئی) آپ ﷺ نے فرمایا "اَدْعُو اللهَ اَنْ یَّشْفِیَه وَیَشِبَّ وَیَکُوْنَ رَجُلاً صَالِحاً. فَیُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَیُقْتَلَ فَیَدْخُلَ الْجَنَّةَ" (الخصائص الکبریٰ ذکر معجزاتہ فی ضروب الحیوانات)

"میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفا دے اور جوان بھی ہو جائے اور نیک آدمی بنے، پھر یہ اللہ کی راہ میں جہاد بھی کرے، اور شہید ہو کر جنت میں داخل بھی ہو جائے" چنانچہ حضور ﷺ نے جیسے ہی دعا فرمائی، فوراً قبول ہوئی، اللہ نے اس بچے کو شفا دی، وہ جوان ہو گیا

Marfat.com

اور نیک آدمی بنا، اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور شہید ہو کر جنت میں چلا گیا۔

(الخصائص الکبریٰ، ذکر معجزاتہ فی ضروب الحیوانات)

۷۷۔ایک نومولود نے رسالت کی گواہی دی:۔

حضرت معرض بن عبداللہ بن معیقیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا معیقیب رضی اللہ عنہ صحابی تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع والے سال حج کیا اور میں مکہ کے ایک گھر میں داخل ہوا میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔آپ ﷺ کا چہرہ انور چاند کی گولائی کی طرح تھا:"اَتَاہُ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْیَمَامَۃِ "میں نے وہاں دیکھا کہ یمامہ کا رہنے والا ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس ایک نومولود بچے کو لے آیا:"وَ ھُوَ مَلْفُوْفٌ فِی الْخِرْقَۃِ "وہ ابھی اتنا چھوٹا تھا کہ چھوٹے سے بے سلے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔

(معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، ذکر معارض بن معیقیب رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے اس نومولود بچے سے پوچھا:یَا غُلَامُ !مَنْ اَنَا ؟"اے بچے بتا !میں کون ہوں ؟"اس نے بتایا:أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں" حضور ﷺ نے اس کو دعا دی،بَارَکَ اللّٰہُ فِیْكَ "اللہ تجھے برکت دے" راوی کہتے ہیں:"ثُمَّ اِنَّ الْغُلَامَ لَمْ یَتَکَلَّمْ بَعْدَ ذٰلِكَ حَتّٰی شَبَّ "اس کے بعد جوان ہونے سے پہلے وہ لڑکا کبھی نہ بولا۔

اس حدیث کو"حدیث شَاصُوْنَہ"اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کے مرکزی راوی حضرت شَاصُوْنہ رحمۃ اللہ علیہ بن عبید ہیں۔

اس بچے کو"مبارک الیمامہ"اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ بچہ"یمامہ"شہر کا تھا جیسا کہ پہلے گزرا"رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْیَمَامَۃِ "اس کا باپ یمامہ کا تھا اور حج بیت اللہ کے لے آیا تھا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی شہادۃ الرضیع)

Marfat.com

نہ بولنے والے کو زبان مل گئی

راوی کہتے ہیں کہ ایک عورت دربار رسالت ﷺ میں آئی، اس کا جوان بیٹا بول نہیں سکتا تھا، آپ ﷺ نے اس سے یہی سوال فرمایا، جو اس بچے سے فرمایا تھا، اس لڑکے نے فوراً جواب دیا: اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ (ﷺ) یہ واقعہ دلائل النبوۃ کے اسی باب میں ہے جس میں اوپر والا واقعہ مذکور ہے۔

۸۷۔ سر پہ ہاتھ پھیرنے کے ثمرات:۔

ایک عظیم تابعی جعد بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے میری خالہ حضور اقدس ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے، حضور اقدس ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے دعائے برکت فرمائی، میں (اتفاقاً یا قصداً) حضور اقدس ﷺ کے پس پشت کھڑا ہوا تو میں نے مہر نبوت دیکھی جو مسہری کی گھنڈیوں جیسی تھی۔

(شمائل ترمذی، باب ماجآء فی خاتم النبوۃ، ج۱)

یہ حضرت سائب رضی اللہ عنہ کے بچپن کا واقعہ ہے سیدنا سائب رضی اللہ عنہ نے سات سال کی عمر میں حضور ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا۔ (اسد الغابہ، السائب بن یزید)

سیدنا محمد کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ﷺ تھی، جس کا شہرہ پورے مدینہ اور قرب و جوار میں تھا، یہودیوں نے آپ ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے لوگوں کو آسمانی کتابوں سے جو نبوت کی علامات بتلائی تھیں، ان میں ایک اس مہر کا ذکر بھی تھا۔

سر پر ہاتھ پھیرنے کی علت:۔

حضرت سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رَأْسِیْ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ

Marfat.com

"آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی" یہاں پر بعض حضرات نے یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ درد تو پاؤں میں تھا، پھر سر پر ہاتھ کیوں پھیرا؟ شارحین رحمۃ اللہ علیہم جواب میں کہتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے بچے کے سر پر دست شفقت رکھا، محبت فرمائی اور دعا دی کہ شفا دینا اللہ کا کام ہے، اس سے صحابی رضی اللہ عنہ کو تسلی ہوئی اور آپ ﷺ کی دعا سے مرض ختم ہوا۔

(یہ توجیہ زیادہ قرین قیاس ہے) اس وقت ان کی عمر آٹھ یا سات سال کی تھی، پھر حضور ﷺ کی دعا کی برکات ہوئیں، ان کی آنکھیں اور کان بڑھاپے تک جوانی کی طرح کام کرتے رہے اور نہ صرف یہ کہ ننھے سائب رضی اللہ عنہ کا موجودہ مرض ختم ہوا بلکہ انہیں عافیت حاصل ہوئی، دراصل حضور ﷺ نے انہیں:

بَارَكَ اللهُ فِيكَ

"اللہ تعالیٰ تجھے برکت سے رکھے۔"

فرمایا تھا، جس میں سب کچھ آ گیا ان کا اپنا بیان بھی یہی اشارہ کرتا ہے وہ فرماتے ہیں:

قَدْ عَلِمْتُ اَنِّيْ مَا تَمَتَّعْتُ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ اِلَّا بِبَرَكَةِ الدُّعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ (اتحافات، ص ۵۲)

مجھے یقین ہے کہ میری بصارت و سماعت کی سلامتی حضور اقدس ﷺ کی دعا کی برکت سے رہی، حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے ۸۴ سال عمر پائی اور آخر تک صحت برقرار رہی۔ سیدنا محمد کریم ﷺ نے ننھے سائب رضی اللہ عنہ پر ہاتھ پھیرنے کے عمل سے صحت، جوانی، سمع و بصر کی سلامتی اور روحانی و جسمانی بے شمار فوائد سے نوازا اور اس معجزہ نبوی ﷺ کو دنیا نے ۸۴ یا بروایت ۹۴ سال کی عمر تک لوگوں کے اندر موجود رکھا۔ (دلائل النبوۃ حدیث نمبر ۲۴۶۴)

حضرت یزید بن حمزہ رضی اللہ عنہ بھی بچپن میں اپنے ابو اور بھائی کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ نے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ (الاستیعاب ذکر یزید بن حمزہ رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

۷۹۔ بچوں کے لیے دعائیں اللہ کے حکم سے:۔

جو بچے حضور ﷺ کے پاس آتے یا لائے جاتے تھے اور بارگاہِ نبوت ﷺ میں
کی درخواستیں ان کے لیے کی جاتی تھیں تو یہ بچے درحقیقت اللہ کے ہاں بھی مقبول ہوتے تھے
اس لیے کہ آپ ﷺ کا ہر کام اللہ کی اجازت اور حکم سے ہوتا تھا، تو ان بچوں کے لیے دعا
کی اجازت بھی آسمانوں سے آتی تھی، جس کی وجہ سے یہ آسمانی مخلوق ہیں، چنانچہ حضرت تلب
بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی
رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ اِسْتَغْفِرْ لِیْ!" یارسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعائے مغفرت فرما دیں
حضور ﷺ نے فرمایا: "جب تمہارے لیے دعا کرنے کی اللہ کی طرف سے اجازت ملے
تب کروں گا" حضور ﷺ کچھ دیر ٹھہرے، پھر میرے لیے یہ دعا تین مرتبہ فرمائی! "اَللّٰهُ
اغْفِرْ لِلتَّلَبِ وَارْحَمْهُ اے اللہ"! تلب رضی اللہ عنہ کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما" پھر آپ ﷺ
نے تلب رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

(الطبقات الکبری، ج ۷، ص ۴۲، معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہ، لابی نعیم باب التا

تلب رضی اللہ عنہ نام کے دو صحابی رضی اللہ عنہ ہیں (۱) تلب بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ (۲) تلب بن
رضی اللہ عنہما دونوں کو ہی یہ مقام حاصل ہے کہ محبوبِ خدا ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، یہاں تلب
بن زید رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے۔ دونوں حضرات کا اُحد وغیرہ میں حاضر ہونا مذکور نہیں ہے۔ اس
صغار صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا شمار ہے۔

۸۰۔ ان کے ہاتھ پھیرنے کا اثر زندگی بھر رہا:۔

خدمتِ نبوی ﷺ میں جو بچہ حاضر ہوتا اسے دربارِ نبوت ﷺ سے جو کچھ بھی ملتا
خود اور ان کے اعزہ اس عطیۂ نبوی ﷺ کو اپنے اور پورے خاندان کے لیے فخر کا ذر
سمجھتے تھے، مثلاً: کسی کے سر پر ہاتھ پھیرا، کسی کو دعائیں دیں کسی کو کچھ مال عنایت کیا، کچھ خا

Marfat.com

کلمات سکھائے یا اس کی طرف مسکرا کر دیکھا، الغرض ہر وہ عطیہ جس کا تعلق رسول کریم ﷺ سے ہوتا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم اسے غنیمت جانتے تھے، چنانچہ حضرت یسار رضی اللہ عنہ بن ازیہر الجہنی مدنی تھے، ان کی عمر اس وقت صرف ۱۰ سال تھی جب حضور دنیا سے رخصت ہوئے۔

(الاستعیاب ذکر یسار)

ان کی بیٹی عمرہ (اس واقعہ کی راوی ہیں وہ) کہتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے میرے والد کے سر پر ہاتھ پھیرا اور انہیں دو چادریں اڑھائیں اور ایک تلوار بھی عطا کی،

فَمَا شَابَ رَأْسُ اَبِیْ حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ

مرتے دم تک میرے والد کے سر کے بال سفید نہ ہوئے۔

(اسد الغابہ تذکرہ حضرت یسار رضی اللہ عنہ بن ازیہر)

اس واقعہ میں آپ غور کریں ایک بچی اپنے والد پر ہونے والے انعامِ نبوت ﷺ کو یاد کر رہی ہے اور اس بچی نے اپنے والد کے سر کا تاج (یعنی ان کے سر پہ آپ ﷺ کی علامتِ نبوت ﷺ) دیکھی ہے اور وہ اس پر ناز کر رہی ہے۔

۸۱۔ ایک سو بیس سال تک سر سفید نہ ہوا:۔

ابو زید عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے یہ دعا فرمائی ''اَللّٰھُمَّ جَمِّلْه''

اے اللہ! اس لڑکے کو خوبصورت بنا دے۔ جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ آپ ﷺ نوعمر بچوں کے سر یا چہرے پہ ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ عزرہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے پوتے ہیں ان سے مروی ہے کہ: عَاشَ مِائَةً وَّ عِشْرِیْنَ سَنَةً وَلَیْسَ فِیْ رَأْسِهٖ اِلَّا شَعْرَاتٌ اَبْیَضُ ''ان کے دادا (عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ) نے ایک سو بیس سال عمر پائی اس کے باوجود ابھی ان کے سر اور داڑھی میں صرف چند بال سفید تھے'' یہ تو سر پر ہاتھ پھیرنے کی برکت تھی اور جو حسن و جمال کی دعا تھی اس کے متعلق اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ: ''کَانَ رَجُلًا جَمِیْلًا حُسْنُ

Marfat.com

الشَّمطِ ''ابوزید بہت ہی خوبصورت تھے اور ان کے سر اور داڑھی کے چند سفید بال بہت ہی بھلے لگتے تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہ، اسد الغابہ، تذکرہ حضرت ابوزید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہ، ذکر ابوزید عمرو رضی اللہ عنہ، الطبقات الکبری لابن سعد، ذکر ابوزید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ)

ابوزید رضی اللہ عنہ بڑے خوش قسمت ہیں کہ ان کے سر پہ اس معجزۂ نبوت ﷺ کا ظہور ہوا، جو دوسرے اہلِ ایمان کی ایمانی قوت کا ذریعہ بنتا تھا، انہیں جب لوگ دیکھتے، تو رسولِ اکرم ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، خادم النبی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان یہ حقیقت کھولتا ہے کہ ابو زید رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کا تارہ تھے اور اہلِ علم صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے حسن و جمال اور بالوں کی خوبصورتی کو معجزۂ نبوی ﷺ سے تعبیر کرتے تھے ان کے متعلق لکھا ہے: فَکَانَ شَیخًا جَمِیلاً ''وہ معمر، صاحبِ جمال صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔''

(معجم الصحابہ لابن قانع، ذکر ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ)

۸۲۔ایک نوعمر لڑکے نے اپنے وفد کے ساتھ معجزہ دیکھا:

جیسا کہ باب نمبر ۵ سے واضح ہے کہ فطرتِ اسلام کی وجہ سے ہر بچہ میں حُبّ نبوی ﷺ آپ ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی ذات میں دلچسپی لینے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، نوعمر لڑکے آپ ﷺ سے بہت پیار کرتے تھے۔ ۹ ہجری میں جب رسول اکرم ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے، تو چودہ یا پندرہ آدمیوں پر مشتمل بنو فزارہ کا ایک وفد بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں خارجہ بن حصن اور حر رضی اللہ عنہ بن قیس بن ابی عیینہ بن حصن بھی شامل تھے، ان کے متعلق راوی ابو الربیع بن سالم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وَھُوَ اَصغَرُ ھُم کہ یہ صاحبِ وفد کے سب سے کم عمر رکن تھے۔ یہ لوگ بڑی دبلی پتلی کمزور سواریوں پر سوار تھے، ان لوگوں نے اپنے اسلام کا اقرار کیا تو حضور ﷺ نے ان سے ان کے علاقے کا حال دریافت کیا، انہوں نے عرض کیا:

Marfat.com

"اَسَنَتْ بِلَادُنَاوَهَلَكَتْ مَوَاشِيْنَا وَاَجْدَبَ جَنَابُنَا وَغَرَثَ عِيَالُنَا فَادْعُ لَنَارَبَّكَ"

"یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے علاقے میں قحط پڑ گیا ہے، ہمارے کھیت خشک ہو گئے ہیں، مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمارے عیال تباہی کی زد میں ہیں، آپ اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کریں!"

رحمتِ عالم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور یوں دعا کی: اے اللہ! تو بندوں اور چوپایوں کو سیراب کر دے، اپنی رحمت کو عام کر دے اور اپنے مردہ ملک کو زندگی عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کرنے والی اور وسیع و ہمہ گیر، خوشگوار اور تازگی بخشنے والی بارش جلد عطا فرما، وہ بارش جو نفع دینے والی ہو اور نقصان نہ پہنچانے والی ہو۔ اے اللہ! ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب کر جو نہ باعثِ عذاب ہو نہ گرانے والی اور تباہ کرنے والی اور غرق کرنے والی ہو۔ اے اللہ! ہمیں بارش سے سیراب کر اور دشمنوں پر فتح دے۔ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے ایسی بارش ہوئی کہ لوگوں نے اگلے چھ دن تک آسمان نہ دیکھا، رسول اللہ ﷺ پھر منبر پر چڑھے اور دعا کی:

"اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَ بُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ"

اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر نہ ہو، ٹیلوں، پتھروں، وادیوں کے نشیب اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں (جنگلوں) میں ہو" راوی کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ کے اوپر سے بادل اس طرح دور ہو گئے، جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے، بنو فزارہ کے علاقے میں بھی یہی صورتِ حال پیش آئی۔ (الطبقات الکبری لابن سعد باب ما وقع فی وفد فزارۃ، ج ۲، ص ۴۲)

۸۳۔ ابن بسر رضی اللہ عنہما نے گھر میں خوشحالی کا معجزہ دیکھا:۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد نے رسول اللہ ﷺ سے

Marfat.com

عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے ہاں تشریف لائیں اور دعائے برکت فرمائیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میری والدہ اٹھیں اور حَیْش (ایک قسم کا کھانا) پکایا۔ جب کھانا تیار ہوا۔ آپ ﷺ نے (اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے) کھایا۔ پھر پانی پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پیا اور پھر اپنے دائیں بائیں بیٹھے لوگوں کو پلایا۔ جب مشروب کا دوسرا جام لایا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اَعْطِ الَّذِیْ انْتَھٰی اِلَیْہِ الْقَدَحُ" جام اس شخص کو تھماؤ جس کے پاس پہلا ختم ہوا ہے، جب رسول اللہ ﷺ کھانے اور پینے سے فارغ ہوئے تو ہمارے لیے دعا کی "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَبَارِكْ لَھُمْ فِیْ رِزْقِھِمْ" یا اللہ! ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم کر اور انہیں رزق عطا فرما! کہتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ کی اس دعا کی برکت سے) ہم نے آج تک اپنے گھر میں برکت اور رزق میں وسعت خوب دیکھی ہے۔ (اور کبھی تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑا)۔

(کنز العمال، حدیث نمبر ۳۷۲۷۶، حیاۃ الصحابۃ بحوالہ ابن عساکر، باب ضیافتہ عند الصحابۃ رضی اللہ عنہم)

ملاحظہ: سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے سید دو عالم ﷺ کے بہت سے کمالات دیکھے ہیں، یہ واقعہ ان کی کم عمری میں پیش آیا، ان کے سر پر آپ ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا۔ اس وقت ان کی عمر پانچ سال سے کم تھی کہ وہ سو سال کی عمر پا کر سن ۹۶ ہجری میں فوت ہوئے۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہم ذکر عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ) اگلا واقعہ بھی ان ہی کا ہے۔

۸۴۔ ایک اور معجزہ جو تقریباً سو سال تک دیکھا گیا:۔

عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہما وہ خوش قسمت ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور فرمایا:

یہ لڑکا ایک قرن تک زندہ رہے گا چنانچہ عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ایک سو سال تک زندہ رہے حضور ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کے چہرے پر ہلکے ہلکے داغ تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

لَا یَمُوتُ ھٰذَا الْغُلَامُ حَتّٰی یَذْھَبَ ھٰذَا الثُّؤلُوْلُ مِنْ وَّجْھِہٖ

"یہ لڑکا اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک یہ داغ ختم نہ ہو جائیں" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے چہرے سے جب داغ ختم ہوئے، اس وقت وفات پائی۔

(کنز العمال، حدیث نمبر ۳۷۲۷۹، بحوالہ ابن عساکر)

گویا یہ دونوں معجزے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جسم پر دیکھے (۱) ان کے وجود کا سو سال باقی رہنا (۲) چہرے کے داغوں کا موت سے پہلے ختم ہونا (۳) کتنے لطف کی بات ہے کہ بچہ حضور ﷺ ہی سے پوچھتا ہے کہ "قرن" کے معنٰی کیا ہے؟ عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میرے والد اور والدہ ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور ارشاد فرمایا: یہ لڑکا ایک قرن تک زندہ رہے گا، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں! قرن کتنا ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا "مائۃ سنۃٍ" ایک سو سال۔ ایک دن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنی عمر کے پچانوے (۹۵) سال گزار دیئے ہیں اور پانچ (۵) سال نبی کریم ﷺ کے فرمان کو پورا ہونے میں باقی رہتے ہیں، محمد بن قاسم کہتے ہیں ہم پانچ سال گنتے رہے، پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔

(کنز العمال، حدیث نمبر ۳۷۲۸۰، ابن مندہ و ابن عساکر)

حضرت حنظلہ بن حزیم رضی اللہ عنہما کے سر پہ بھی حضور ﷺ نے ہاتھ پھیرا، ان پر آپ ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ ان کے پاس جو متورم انسان یا جانور آتا تندرست ہو جاتا تھا۔

(تہذیب الکمال ذکر حنظلہ رضی اللہ عنہ)

خُلاصۃُ الباب:۔

قارئین اکرام!

☆ جن بچوں نے دلوں کو منور کرنے والے نبی ﷺ کا روشن معجزہ دیکھا کہ تاریکی دور

Marfat.com

ہوگئی۔(دیکھیے واقعہ نمبر ۶۹)

☆ ایک بکری کا بہت زیادہ دودھ دینا ناممکن تھا لیکن ایک بچی اور اہل صفہ بڑوں اور بچوں نے حضور ﷺ کی برکت سے زیادہ دودھ دیکھا۔(دیکھیے واقعہ نمبر ۷۰)

☆ نبی کریم ﷺ کو دیکھا گیا کہ ایک جن کو یوں حکم دیتے ہے کہ جس طرح جن رعایا ہو اور یہ بادشاہ۔(دیکھیے واقعہ نمبر ۷۱)

☆ بچے کو ساقی قوم ہونے کا لقب دیا تو وہ بچہ لاکھوں انسانوں کا ساقی بن گیا۔

(دیکھیے واقعہ نمبر ۷۲)

☆ جس بچے کے پیٹ میں لعابِ نبی ﷺ گیا، بچہ عظیم ہوگیا یا عالم دین بن گیا۔

(دیکھیے واقعہ نمبر ۷۳)

☆ بچوں نے اس مہرِ نبوت ﷺ کو دیکھ لیا، جس کو دیکھ کر یہودی مسلمان ہوجاتے تھے۔(دیکھیے واقعہ نمبر ۷۸،۷۵)

☆ جو بچے اپنے سروں پر سید دوعالم ﷺ کے دستِ مبارک رکھنے کی ٹھنڈک پوری عمر محسوس کرتے ہوں۔(دیکھیے واقعہ نمبر ۸۰،۷۸،۷۵)

☆ جنہوں نے مشک وغیرہ کو شرمندہ کر دینے والی خوشبو دستِ نبوی ﷺ سے لے کے مشامِ جان تک پہنچائی۔(دیکھیے واقعہ نمبر ۷۵)

☆ اور جنہوں نے دعائے نبوی ﷺ کی وجہ سے پوری عمر رزق میں فراوانی دیکھی یا بیماری سے شفا پائی یا مغفرت کا مژدہ سنا اور نزولِ رحمت کا منظر دیکھا ہو۔(دیکھیے واقعہ نمبر ۸۰، ۴۸، ۸۳، ۸۲) تو ان کے کمالِ ایمان کا کیا عالم ہوگا؟

Marfat.com

باب ۷ پہلی امتوں کے چند بچے

جن کا ذکرِ محفلِ نبویؐ میں ہوتا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

یوسف : ۱۱۱

ان کے قصوں میں عقلمندوں کے لیے عبرت ہے

Marfat.com

Marfat.com

قرآنِ کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام، ان کے لیے بھیجے گئے اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ اور ان کے ماننے اور نہ ماننے والوں کا تذکرہ فرمایا ہے، وہاں بچوں کے ذکر کو بھی جگہ دی ہے مثلاً: سورہ یوسف میں ہے کہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگی تو اللہ نے ایک بچے کے ذریعے اپنے پیغمبر علیہ السلام کی پاک دامنی ثابت کی۔ قرآن کی طرح سیدنا محمد کریم ﷺ کی لسانِ صدق بیان نے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی اقوام کے بچوں کو بھی موضوعِ سخن بنایا ہے۔ یہاں چند واقعات کا ذکر صرف نمونے کے لیے اس لیے کر دیا گیا ہے کہ ان بچوں کے حالات حضور ﷺ نے "النَّبِي الْأُمِّي" ہونے کے باوجود اس لیے بیان کیے تھے کہ آپ ﷺ اللہ کی وحی کے ذریعے ان بچوں کی خبریں دیتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کے سچا اور مامور من اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ اسی دلیل کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے:

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ (یوسف:۱۱۱)

۸۵۔ قومِ نوح علیہ السلام کا ایک بچہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ قوم نوح علیہ السلام میں سے کسی پر رحم فرماتے تو ایک بچے پر رحم کرتے (جس کا قصہ یہ ہے) کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب کا پانی خوب جاری ہو گیا۔ تو ایک بچے کی ماں کو اپنے بچے کا بہت خوف ہوا۔ کیونکہ وہ اس سے بہت ہی زیادہ محبت کرتی تھی۔ چنانچہ وہ بچہ کو (چھاتی سے) لگا کر پہاڑ پر چلی گئی۔ پانی جب (پہاڑ سے بھی اونچا ہو کر) اس کے ٹخنوں تک پہنچ گیا تو اس نے اپنے بچے کو ہاتھوں

Marfat.com

میں اٹھا کر بلند کرلیا، آخر کار پانی اس کی ماں کو بھی بچے سمیت بہا کر لے گیا۔ پس اگر اللہ پاک اس دن کسی کافر پر رحم فرماتا تو اس بچے کی ماں پر ضرور رحم کھاتا۔

(کنز العمال: حدیث نمبر ۳۴۴۳۷ بحوالہ ابن عساکر)

۸۶۔ گیارہ بچے، جنہوں نے ایامِ رضاعت میں گفتگو کی:

حیاۃُ الحیوان میں تو صرف چار کا ذکر اس طرح ہے وہ لکھتے ہیں:

''ذِکرُ مَنْ تکَلَّم فی المَھْدِ ھُمْ اَربعَۃٌ''

وہ بچے جنہوں نے دودھ پینے کی حالت میں بات کی وہ چار ہیں۔ آگے ان چار بچوں کا قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ایک پانچویں بچے کا ذکر بھی ہے۔

۸۷۔ حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کا گواہ بچہ:

۱۔ صَاحِبُ جُرَیجٍ بِبَرَاءَتِہٖ مِنَ الزِّنَاء ''صاحبِ جریج'' وہ بچہ جس نے حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کی عفت کی شہادت دی۔ واقعہ کی تفصیل حدیث کی کتاب کنز العمال سے یہ ہے ایک جریج نامی شخص (نیک آدمی) تھے، وہ نماز پڑھ رہے تھے تو اس کی ماں نے اسے بلایا، اس نے (دل میں) کہا میں نماز پڑھوں یا ماں کو جواب دوں؟ تو اس کی ماں (ناراض ہوئی کہ اس نے مجھے اہمیت نہ دی اور نہ میرے سوال کا جواب دیا اس وجہ سے ماں کو غصہ آیا اور اس نے بددعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ! رنڈیوں کا منہ دکھائے بغیر اسے موت نہ دینا! ایک دفعہ جریج رحمۃ اللہ علیہ اپنے عبادت خانہ میں (عبادت میں مصروف تھے) کہ ان کے پاس ایک عورت آکر برائی کی خواہش کرنے لگی تو انہوں نے انکار کر دیا، پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور اسے اپنے آپ پر قدرت دی (اور اس ظالم نے اس عورت کا کہا مان لیا جس کے نتیجہ میں) اس نے ایک لڑکا جنا، تو کہنے لگی: یہ جریج سے ہے۔۔۔۔ تو

Marfat.com

لوگوں کو بہت غصہ آیا اور لوگوں نے آ کر ان کا عبادت خانہ توڑ دیا اور ان کو نیچے اتار کر گالیاں دینے لگے، انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھ کر بچے کے پاس آئے اور کہا:

"مَنْ اَبُوكَ يَا غُلَامُ!"

لڑکے تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: "چرواہا" لوگوں نے کہا ہم تمہارا عبادت خانہ سونے سے بنائیں گے (تم تو بڑے نیک ہو) انہوں نے فرمایا:

"لَا اِلَّا مِنْ طِيْنٍ"

نہیں صرف مٹی سے ہی بنا دو۔۔۔!

اسی طرح بنی اسرائیل کے اندر ایک بہت چھوٹے بچے نے گفتگو کی۔

(کنز العمال: حدیث نمبر ۴۰۴۶۷ بحوالہ بیہقی عن ابی ہریرہ)

۸۸۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ بچہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

۳۔ حیاۃُ الحیوان کے حوالے سے پہلے بچے کا تفصیلی واقعہ آپ نے پڑھا، دوسرے بچے کا ذکر مذکورہ حدیث میں آ گیا، اب تیسرا بچے کا ذکر ہے حیاۃ الحیوان میں ہے:

وشاھدُ یوسف ببراءته من زلیخا۔

اور وہ بچہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت کی گواہی دے کر زلیخا سے ان کے برأت ثابت کی۔۔۔۔۔

۴۔ وابنُ الماشطة التی لبنت فرعون حذرھا من الکفر۔

فرعون کی لڑکی کی خادمہ کا بچہ جس نے فرعون کی لڑکی کو کفر سے ڈرایا۔۔۔ (تفصیل آگے آ رہی ہے)۔

۵۔ وعیسیٰ ابن مریم ببراءة اُمِّه علیھما السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی ماں کے بارے میں برأت دی۔ (حیوۃ الحیوان

Marfat.com

الکبریٰ: ج۱، ص۸۶، باب خلافۃِ امیرُ المؤمنین عَلی بن اَبی طَالب رضی اللّٰہُ عَنہُمَا) پانچ بچوں کا ذکر مکمل ہوا، دو بچوں کی تفصیل بھی ہو چکی اب ایک کی تفصیل درج ہے۔

۸۹۔ بنتِ فرعون کی خادمہ کی بیٹی:

اوپر نمبر ۴ پر جس بچی کا ذکر میں لکھا ہے کہ تفصیل آگے ہے وہ واقعہ کنز العمال کے صفحات سے یہاں نقل کیا جارہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

جس رات مجھے معراج کرائی گئی اس رات میں نے ایک سوندھی خوشبو محسوس کی. میں نے کہا: اے جبرائیل علیہ السلام! یہ اتنی اچھی خوشبو کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ فرعون کی بیوی سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گار عورت اور اس کے بچوں کی خوشبو ہے"، میں نے کہا: ان کا کیا قصہ ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے کہا: ایک دفعہ وہ (سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ عورت) فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی، کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی نیچے گرگئی. تو اس عورت نے کہا: بِسۡمِ اللّٰہِ تو فرعون کی بیٹی نے کہا: اللہ سے مراد میرا باپ ہے؟ وہ عورت بولی:

رَبِّیۡ وَرَبُّكِ وَرَبُّ اَبِيۡكِ

نہیں! بلکہ جو میرا، تمہارا اور تمہارے باپ کا رب ہے وہ (اللہ) ہی ہم سب کا رب ہے اور وہی میری مراد ہے۔ وہ کہنے لگی: کیا میرے باپ کے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: ہاں، وہ بولی: تب میں فرعون کو تمہارے اس رب کے بارے میں بتادوں؟ اس عورت نے کہا: ہاں بتادو کہ میں اللہ کو رب مانتی ہوں اور فرعون کو نہیں، اس نے فرعون کو بتادیا۔

فرعون نے کہا: یَا فَلَانَۃَ! اَلَكِ رَبٌّ غَیۡرِیۡ ---؟ اری فلانی! کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس خادمہ نے کہا میرا رب اللہ ہے۔ یہ سن کر فرعون نے ایک گائے نما کڑاھی کے اندر تپتے ہوئے تیل میں اس مسلمان خاتون کو جلانا چاہا، جب خاتون کو پتا چلا تو فرعون سے کہا: مجھے تم سے ایک کام ہے، فرعون نے کہا: کیا ہے؟ مسلمان خاتون بولی: جب تم ہمیں تیل

Marfat.com

میں بھون ڈالو۔ تو میں چاہتی ہوں کہ تم میری اور میرے بچوں کی ہڈیاں یکجا کرو اور انہیں پھر کپڑے میں ڈال کر دفن کرو۔ فرعون نے کہا: ہم تمہاری یہ بات مان لیتے ہیں کیونکہ تمہارا ہم پر حق ہے چنانچہ یکے بعد دیگرے اس کے سب بیٹے گائے نما کڑاہی کے تیل میں ڈالے گئے جو گرم ہو چکا تھا۔ آخر اس کا وہ بچہ رہ گیا جو دودھ پیتا تھا۔ تو عورت اس کی وجہ سے پیچھے ہٹ گئی، ادھر ماں کی گود میں موجود اس ننھے بچے کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی دی اور وہ بولا:

اقْتَحِمِيْ ! فَاِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ

''اے ماں! کود پڑو! اس تیل میں، کیونکہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے''

پھر وہ اپنے بچے سمیت کڑاھی میں ڈال دی گئی۔ (اور ان کی ہڈیاں ایک جگہ دفن کر دی گئیں، جن سے معراج کی رات خوشبو آرہی تھی)۔

(کنز العمال، حدیث نمبر: ۴۰۴۶۹) (المعجم الکبیر للطبرانی۔ ج ۱۰، ص ۱۴۲، صحیح ابن حبان، باب ذکر ما یجب علی المرء من الثبات، ج ۷، ص ۵۶۳۔ سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ج ۳، ص ۸۱)

۹۰۔ چھ بچے جنہوں نے ایام رضاعت میں بات کی:

ذکر ہے ان بچوں کا جو سید دو عالم ﷺ سے پہلے دنیا سے رخصت ہوئے اور آغوش جنت کے مکین ہو گئے، ان سطور میں یاد تازہ کی جا رہی ہے ان بچوں کی جن کو خالق کائنات نے اپنی قدرت کا شاہکاریوں بنایا کہ ان کے منہ سے اس وقت بات جاری ہو گئیں، جس وقت کہ عام طور پر بچے نہیں بول سکتے۔ صرف رو کر یا مسکرا کر مدعا بیان کرتے ہیں۔ مالک الملک کے ان خوبصورت موتیوں کا ذکر جب زبانِ رسالت ﷺ پر آتا تھا تو سامعین ان خوش نصیب پھولوں کی رفعتِ شان کے تصور سے محظوظ ہوتے تھے، پانچ بچوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب ایک اور بچے کا ذکر کیا جاتا ہے۔

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ اصحابُ الاخدود یُوسُف ذُونواس (شاہِ یمن) اور اس کے ساتھی جنہوں نے ایک بڑا گڑھا کھدوا کر اسے آگ سے بھروایا اور اہلِ ایمان کو اس میں

Marfat.com

ڈلوایا تھا اور ایک شیر خوار بچے کو اس کی مومن ماں سے چھین کر آگ میں ڈالنا چاہا، ماں ہچکچائی۔ بچہ بولا:

یا اُمّہ! اِصبری فَاِنَّكِ عَلَى الحَقّ

''اماں ! ثابت قدم رہو، تم حق پر ہو''

(مسلم باب قصة اصحاب الاخدود والساحر والراهب والغلام)

قارئین! اس سے آگے جو تفسیری حوالہ آ رہا ہے اس میں ہمارے بیان کردہ گذشتہ چھ بچے بھی ہیں اور مزید چھ کا ذکر بھی۔ اس طرح یہ پورے بارہ ہو جائیں گے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شیر خوارگی میں بولنے والے گیارہ بچے ہوئے ہیں جن کو میں نے ان اشعار میں جمع کر دیا ہے،

تَكَلَّمَ فِي الْمَهْدِ النَّبِي ﷺ مُحَمَّدٌ

وَيَحْيٰى وَعِيسٰى وَالْخَلِيلُ وَمَرْيَمُ

وَمُبْرِئُ جُرَيْجٍ ثُمَّ شَاهِدُ يُوسُفَ

وَطِفْلٌ لِذِي الْاُخْدُودِ يَرْوِيْهِ مُسْلِمٌ

وَطِفْلٌ عليه مر بالامة الَّتِيْ يُقَالُ لَهَا تزني وَلَا تَتَكَلَّمُ

وَمَاشطة فِي عَهْدِ فِرْعَوْنَ طِفْلُهَا

وَفِي زَمَنِ الْهَادِي الْمُبَارَكِ يَخْتِمُ

(تفسیر الآلوسی، ج ۷، ص ۴۱۱، سورۃ یوسف، آیت ۲۵)

ترجمہ: ''ماں کی گود میں (۱) سیدنا محمد کریم ﷺ (۲) حضرت یحییٰ علیہ السلام (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۵) اور حضرت سیدہ مریم علیہا السلام نے شیر خوارگی میں گفتگو فرمائی۔ (۶) حضرت جریج رضی اللہ عنہ کو تہمت سے بری قرار دینے والا بچہ (۷) پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دینے والا بچہ (۸) اور اصحاب الاخدود میں سے ایک بچہ جس کا ذکر مسلم شریف میں ہے (۹) وہ بچہ جس نے گواہی دیکر اپنی والدہ کو زنا سے بری قرار دیا (۱۰) اور

Marfat.com

بنت فرعون کی خادمہ کی بیٹی (١١) اور یہ سلسلہ آپ کے مبارک زمانہ میں ایک بچے پر ختم ہو جا تا ہے"۔

ملاحظہ: گیارہواں عہد نبوی کا بچہ ہے جس کا ذکر اس شعر میں ہے وہ اس کتاب میں واقعہ نمبر ٧٧ میں مذکور ہے۔

٩١۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کا فیصلہ اور حقیقی ماں کا تعین:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: دو عورتیں تھیں۔ ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے بھی تھے۔ اچانک کہیں سے ایک بھیڑیا آیا اور ایک لڑکے کو اٹھا کر لے گیا وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے فیصلہ فرما دیا کہ جو بچہ رہ گیا ہے وہ بڑی عمر والی خاتون کا ہے، یہ فیصلہ سن کر وہ دونوں عورتیں وہاں سے نکلیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں بلا لیا اور فرمانے لگے:

هَاتُو السِّكِّين أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا

"چھری لیکر آؤ میں اس بچے کو دو حصوں میں تقسیم کر کے تمہیں دے دیتا ہوں" یہ سن کر کم عمر عورت کہنے لگی کہ:

يَرْحَمُكَ اللهُ هُوَ ابْنُهَا لَا تَشُقَّهُ

"اللہ آپ پر رحم کرے میں مان لیتی ہوں کہ یہ اسی کا بچہ ہے (اسی کو دے دیجیے کم از کم زندہ تو رہے گا) آپ اسے دو حصوں میں تقسیم نہ کریں" چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی والی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: حدیث نمبر ٨٢٦٣)

کہ یہی حقیقی ماں ہے جو بچے کو کٹوانا پسند نہیں کر رہی، اور دوسری عورت کا دعویٰ جھوٹا ہے کہ وہ یہ پسند کر رہی ہے کہ بچہ ذبح ہوتا ہے تو ہو جائے۔

خُلاصَۃُ الباب

قارئین کرام! قومِ نوح کے بچے کا ذکر، بچپن میں بولنے والے بچوں کا تذکرہ سیدنا داؤد

Marfat.com

علیہ السلام کی عدالت میں بچے کا فیصلہ یہ سب باتیں سیدنا حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے کے دلائل ہیں کہ آپ ﷺ کو اپنے زمانہ کے بچوں کے مسائل کا بھی علم تھا جنہیں آپ ﷺ حل فرماتے تھے۔ اور آپ ﷺ گذشتہ زمانوں کے بچوں کا علم بھی رکھتے تھے حالانکہ آپ ﷺ نے یہ باتیں کہیں سے پڑھ کر نہیں سنا دی. بلکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم خاص سے یہ واقعات بتائے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ﷺ تھے۔ اور اولین و آخرین سب کے نبی تھے. عہد نبوی ﷺ کے بچوں سے پہلے جو بچے اس دنیا میں آئے. ان کے سامنے بھی ان زمانوں کے نبیوں کے ذریعہ آپ ﷺ کا ذکر خیر ہوتا رہتا تھا اور آپ ﷺ بھی ان بچوں میں سے بعض کا تذکرہ اپنی محفل میں کرتے تھے۔

Marfat.com

باب ۸ عشق رسالت ﷺ پیکر بچے

حُبّ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز مناظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

آل عمران : ۳۱

”(اے پیغمبر ﷺ! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے“

Marfat.com

Marfat.com

عہدِ نبوی ﷺ کے بچے یہ سمجھتے تھے کہ نبی مکرم ﷺ کی محبت ہمارا ایمان ہے، اسی محبت و اطاعت سے انسان پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتے ہیں، آپ ﷺ کے زمانے کے بچے آپ ﷺ سے کتنی محبت کرتے تھے؟ باب نمبر ۱۲ سے واضح ہوتا ہے کہ اس محبت کے لیے اسلام کی قید بھی نہ تھی، عقلِ سلیم رکھنے والے غیر مسلم بچے بھی آپ ﷺ کو دل سے چاہتے تھے، باب نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ سے محبت فطرتِ انسانی کا تقاضہ ہے۔ مزید واقعات یہ ہیں۔

۹۲۔ بچے کو حضور ﷺ کی دعا مل جائے:

والدین جس سے محبت کرتے ہیں اس سے بچے بھی پیار کرتے ہیں، آپ نے دیکھا نہیں کہ بچے ننھیال سے بہت محبت کرتے ہیں، اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ماں اکثر اپنے میکے والوں کا ذکرِ خیر گھر میں کرتی رہتی ہے، اسی طرح جب صحابہ رضی اللہ عنہم بچوں کے سامنے حضور ﷺ کا نام لیتے تھے، تو بہت محبت سے ذکر کیا کرتے تھے، اس وجہ سے بھی ان کے بچے حضور ﷺ سے پیار کرتے تھے۔ عہدِ نبوی ﷺ کا واقعہ ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ ایک دن اپنے جاں نثاروں کے درمیان رونق افروز تھے کہ مُلیکہ نامی ایک خاتون ایک لڑکے کا ہاتھ پکڑے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، وہ عطر بیچا کرتی تھیں، اس وقت ان کے پاس عطر بھی تھا محمد کریم ﷺ کا دریائے رحمت جوش میں آیا، آپ ﷺ نے پوچھا:

يَا مُلَيْكَةُ! أَلَكِ حَاجَةٌ؟

Marfat.com

"اے ملیکہ رضی اللہ عنہا! کوئی ضرورت ہو تو بتاؤ"ملیکہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا:

فَتَكَلَّمِي بِهَا أَقْضِهَا لَكِ

"تو میرے سامنے بیان کرو، میں پوری کروں گا" عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں شرفِ ایمان سے بہرہ ور ہو چکی ہوں، یہ میرا فرزند ہے، میں نے اسے بھی مسلمان بنالیا اور اس کو بھی اسلام پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتی رہتی ہوں، اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کیجیے! ماں نے جب آپ ﷺ کے سامنے اپنے بچے کے لیے اس لجاجت سے دعا کی چاہت کا اظہار کیا، تو بچے کو آپ ﷺ نے اپنے قریب بلا لیا۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور اس کے لیے دعائے خیر و برکت کی۔

(معرفةُ الصّحابه رضی اللہ عنہ لابی نعیم (ملکیة) امُّ السائب)

آنحضور ﷺ کے دستِ شفقت کے طفیل یہ بچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے تک صالح جوان بنا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔ (تاریخِ طبری: ج ۳، ص ۲۰۴)

ان کے متعلق لکھا ہے: وَكَانَ رَجُلاً كَاتِباً حَاسِباً

اور پڑھے لکھے، حساب دان تھے، یہ خوش بخت نونہال جن کے سر پر سید المرسلین والانبیاء نے اپنا دستِ مبارک پھیرا اور جن کو حضور ﷺ سے دعا لینے کی سعادت نصیب ہوئی حضرت سائب بن اقرع رضی اللہ عنہ تھے، جو خاتون ان کو اپنے ساتھ بارگاہِ نبوی ﷺ میں لائی تھیں وہ ان کی والدہ حضرت ملیکہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ (اسد الغابہ ذکر اُمّ السائب بن الاقرع الثقفیة)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لَمْ يَكُنْ لِّلْعَرَبِ امْرُءٌ وَلَا أَشْيَبُ أَشَدُّ عَقْلاً مِّنَ السَّائِبِ"

ان کے زمانے میں کوئی عرب اتنا بڑا جنگجو، جوان اور عقلمند نہ تھا۔

(الاصابة، ذکر من اسمه السائب رضی اللہ عنہ)

اس بچے پر دستِ نبوی ﷺ کی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں

Marfat.com

گورنرِ "ماہ" مقرر کر دیا۔ (سنن امام سعید بن منصور، ج ۲ ص ۳۳۵)

۹۳۔ بچہ کی پیدائش پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نعرۂ تکبیر:

مثل مشہور ہے کہ بعض لوگ منہ میں سونے کا چمچ لیکر پیدا ہوتے ہیں، اس ضرب المثل کو مذہب کا لباس پہنائیں تو یہ ہوگا، بعض لوگ ہاتھوں میں ہدایت کا چراغ لیکر پیدا ہوتے ہیں، یہ مثل حضور ﷺ کے زمانے کے عبداللہ رضی اللہ عنہ نامی بچے پر صادق آتی ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت کو اس وجہ سے غیر معمولی اہمیت حاصل ہے کہ مہاجرین رضی اللہ عنہم کے مدینہ آنے کے بعد ایک عرصہ تک ان میں سے کسی کی اولاد نہیں ہوئی اور یہودیوں نے مشہور کر دیا کہ مسلمانوں کی انقطاعِ نسل کیلئے انہوں نے سحر کر دیا ہے۔ عین اسی شہرت کے زمانہ میں ان اوہامِ باطلہ کی تردید کیلئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، اس لئے مسلمانوں کو آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے غیر معمولی مسرت ہوئی اور نعرہ تکبیر بلند کیا۔ (طبقات الفقہاء للشیرازی رحمۃ اللہ علیہ: ج ا ص ۱۴)

آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ نومولود فرزند کو لیکر آپ ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئیں اور آغوشِ رسالت ﷺ میں دے دیا۔ آپ ﷺ نے گود میں لیکر خیر و برکت کی دعا کی اور تبرکاً کھجور چبا کر اس نومولود کے منہ میں ڈالی، اس طرح دنیا میں آنے کے بعد اس مائدۂ رحمتِ عالم ﷺ سے جو سب سے پہلی نعمت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے منہ میں گئی وہ آنحضرت ﷺ کا لعابِ دہن تھا۔ (بخاری کتاب العقیقۃ: باب تسمیۃ المولود غداۃ یولد)

اس بچے کے والد کا نام حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہے، اور اس کی والدہ حضرت اسماء بنتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہا ہیں، اس خاندان کے لیے حضور ﷺ نے بہت سی بشارتیں سنائی ہیں۔ عموماً جو اشخاص مستقبل میں بڑے ہوتے ہیں، ان کے بچپن کے واقعات ان کے روشن اور پر عظمت مستقبل کا پتہ دیتے ہیں، اگر دنیا کے اکابر رجال کے ابتدائی حالات کا پتا چلایا جائے تو ان کی صغرسنی ہی کے واقعات سے ان کی آئندہ عظمت کا پتا چل جائے گا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا لعاب چوسا تھا، اس لئے اس کی برکات دنیا نے دیکھی تھیں۔

Marfat.com

انہوں نے اُمت کے نامور علماء اور مجاہدین میں داخل ہونا تھا اور تاریخِ اسلام میں عزم و حوصلہ اور تہور و شجاعت کی داستانیں چھوڑنی تھی۔ اس لئے بچپن ہی سے وہ نہایت جری، بے باک اور باحوصلہ تھے۔ بچوں میں عموماً خوف غالب ہوتا ہے اور وہ معمولی معمولی باتوں سے ڈر جاتے ہیں لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے اور حضور ﷺ کا دست شفقت ان کے سر پر پھیرا گیا تھا، اور لعابِ نبی ﷺ پیٹ میں جا کر خون بن گیا تھا، اس لئے یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ اس عمر میں بھی بڑے نڈر تھے۔ اسی زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ ایک شخص نے چیخ مار کر بچوں کو بھگا دیا، لیکن عبداللہ فوراً سنبھل کر لوٹ پڑے اور لڑکوں سے کہا: تم لوگ ہمیں اپنا سردار بنا کر اس شخص پر حملہ کر دو! چنانچہ اسی وقت ایک چھوٹی سی فوج بنا کر اس شخص پر حملہ کر دیا۔

(سیرُ الصّحابہ رضی اللہ عنہم، جلد ۶، ص ۲۲۵)

ننھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیعت جس سے حضور ﷺ خوش ہو گئے:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق تاریخ و سیر کی کتابوں میں منقول ہے:

"كَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ"

کہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کے اندر پیدا ہونے والے پہلے بچے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کے پیٹ میں ہجرت کی ہے۔ (کنز العمال: حدیث نمبر ۳۷۲۲۹)

اور ان کی زندگی انتہائی بہادری اور علمی کارناموں سے معمور تھی۔ وہ فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار تھے۔ حدیث وفقہ اور اسلامی تاریخ کی کتابوں میں "العِبادِلَہ" اصطلاح جب استعمال ہوتی ہے، تو اس سے مراد حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم ہوتے ہیں۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ: باب عدد الصحابۃ رضی اللہ عنہ)

بچپن میں جب بیعت کے لیے رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیے گئے تو

Marfat.com

ان کے دو قریب السن (حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے لڑکے) عبداللہ اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہما کے لڑکے عمر رضی اللہ عنہ بھی بیعت کیلئے پیش کئے گئے تھے، یہ دونوں تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر جھجکے۔ لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ بڑی تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ آنحضرت ﷺ ان کی تیزی دیکھ کر مسکرا دیے اور فرمایا: ''اِنَّہٗ ابْنُ اَبِیْہِ''

''اپنے باپ کا بیٹا ہے'' یعنی باپ والی چستی دکھائی ہے۔

(البدایہ والنھایہ، ج ۸، ص ۳۳۳)

ایک روایت ہے کہ ان کی عمر جب سات آٹھ برس کی ہوئی تو ان کے والد گرامی (حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) نے ایک دن انہیں اس وقت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جس دن حضور ﷺ کی خدمت میں ان تمام بچوں کو پیش کیا گیا تھا جو اسلام کے ظہور کے بعد پیدا ہوئے تھے، حضور ﷺ نے سب کو بیعت فرمایا اور جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا تو آپ ﷺ ان کو دیکھ کر مسکرائے، اور از راہِ شفقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس کم سن، پیارے نواسے سے بھی بیعت لی۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۔۔۔۔ ذکر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ)

بہت کم بچوں کو یہ سعادت ملی ہے، کہ انہیں اللہ کے محبوب ﷺ نے بیعت فرمایا، اس لئے کہ ہجرت کی بیعت ہو یا جہاد پر جانے کی بیعت، یا ایمان پر ثابت قدمی کی بیعت، ان سب کا تعلق بلوغت سے ہے، کیونکہ بیعت ایک پختہ عہد و پیمان ہوتا ہے جو جوان آدمی ہی سے لیا جاتا ہے، اس کے باوجود بعض خوش قسمت ننھے بچوں کو آپ ﷺ نے بیعت فرمایا، ظاہر ہے اسے ''بیعتِ برکت'' ہی کہہ سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما خانوادۂ صدیقی کے چشم و چراغ تھے، بڑے ہو کر انہوں نے اسلام کی سربلندی کیلئے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، ان میں جہاں حضور ﷺ کی دعاؤں کا اثر تھا وہاں خاندانی خون بھی اثر انداز ہوتا تھا، اگرچہ عہد محمدی ﷺ میں بچے تھے۔ لیکن خاندانی بزرگوں اور خواتین سے علم بھی حاصل کیا اور حُبِ نبوی ﷺ سے سبق بھی لیا، اور اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی کوشش بھی عمر بھر کرتے رہے۔

Marfat.com

۹۴۔ایک بچہ جو حضور ﷺ کو دم کرنے لگا:۔

یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ آل ابی ربیعہ کے کسی گھر میں کسی مریض کی عیادت کیلئے یا اور کسی کام کیلئے تشریف لے گئے۔آپ ﷺ سے اسماء رضی اللہ عنہا بنت مخزبہ تمیمہ نے (جو عبداللہ بن ابی عیاش رضی اللہ عنہ بن ابی ربیعہ کی والدہ تھیں) کہا:"یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہمیں کچھ نصیحتیں کیوں نہیں فرماتے؟ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"یَا اُمَّ جُلَاسٍ ائتِنِیْ اِلٰی اُختِكَ مَا تحبّین ان تاتی اِلَیّ"

"اے اُمِ جلاس! اپنی (ایمان والی) بہن کے ساتھ وہی معاملہ کرو، جسکو تم اپنے ساتھ کیا جانا پسند کرتی ہو!"

محفلِ نبوی ﷺ میں یہ نصیحت بھری باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کا ایک بچہ نبی ﷺ کے حضور میں لایا گیا۔اُمِ جلاس رضی اللہ عنہا پہلے سے اس بچہ کی بیماری کا حال رسول اللہ ﷺ سے عرض کر چکی تھیں، آپ ﷺ نے اس بچہ کو لے لیا اور کچھ پڑھ کر اس پر پھونکا، اور کچھ لعابِ دہن بھی اس پر ڈالا، بچہ نے (جو یہ دیکھا تو نا سمجھی سے اس نے) بھی رسول اللہ ﷺ پر دم کرنا شروع کیا۔گھر والے اس بچے کو روکنے لگے، لیکن رسول ﷺ (نے بچے کی محبت کا احساس رکھا اور) ان کو ڈانٹنے سے منع فرما دیا، یہ بچہ ہجرت حبشہ کے مقدس سفر میں پیدا ہوا، اس کا نام حضرت عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہما ہے۔

(اسد الغابہ۔تذکرۂ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عیاش رضی اللہ عنہ۔الاستیعاب فی معرفۃ الاصحابہ رضی اللہ عنہ)

۹۵۔تم نے عطاءِ نبی ﷺ کی قدر کی ہے:

دربارِ نبوی ﷺ سے بچوں، بڑوں اور خواتین کو بہت سے عطیات ملتے تھے، اگرچہ ہر شخص ہی اس تحفہ کو نعمتِ عظیمہ سمجھتا تھا، کسی وجہ سے وہ ہدیہ بیچا بھی جا سکتا تھا اگر کوئی نہ بیچتا تو

Marfat.com

حضور ﷺ بہت خوش ہوتے ۔ جیسے حضرت عوف بن عفراء رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے تھے، حضرت عوف بن القعقاع رضی اللہ عنہ خود سنایا کرتے تھے کہ میرے والد نبی ﷺ کی خدمت میں ایک وفد کے ساتھ گئے تھے اور میں اس وقت کم سن لڑکا تھا ۔اپنے والد کے ہمراہ میں بھی حاضر ہوا تھا، حضورِ اکرم ﷺ نے ہر شخص کو دو دو چادریں دلوائیں اور مجھے ایک چادر دلوائی، جب ہم لوگ وہاں سے لوٹ کر آئے تو ہم میں سے ہر شخص نے اپنی ایک ایک چادر بیچ ڈالی (چنانچہ میں نے ایک چادر تبرک کے طور پر مول لے لی) پھر میں وہ دونوں چادریں پہنے ہوئے نبی کریم ﷺ کے حضور میں گیا ، آپ ﷺ نے پوچھا: یہ دوسری چادر تمہیں کہاں سے ملی ؟ میں نے عرض کی: کہ فلاں شخص سے میں نے خریدی ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا:

"اَنْتَ کُنْتَ اَحَقَّ بِہٖ مِنْہُ اَذْ ضَیعَ مَا اَعْطَاہُ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ"

تم ہی اس چادر کے زیادہ مستحق تھے، اس شخص نے تو رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی چیز ضائع کر دی (اپنے پاس نہ رکھ سکا اور بیچ ڈالی)۔ (اسد الغابہ، تذکرہ حضرت عوف رضی اللہ عنہ بن القعقاع)

اس واقعہ میں آپ ﷺ نے اس بچے کی حوصلہ افزائی فرمائی جس نے حضور ﷺ سے منسوب چادر کو محفوظ رکھا ہوا تھا۔اس یادگارِ نبوی ﷺ کو محفوظ رکھنا۔اس کی قدر کرنا، بچہ کے دل میں حُبِ نبی ﷺ کی خبر دیتا ہے ۔

مزید تائید کیلئے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لڑکپن کا ایک واقعہ بہت سبق آموز اور انتہائی لذیز ہے، دیکھئے چند واقعات کے بعد اسی باب میں واقعہ نمبر ۱۰۲۔ اس وقت پڑھئے عطیۂ رسول ﷺ کی قدر کا ایک اور واقعہ جو ایک بچے کا ہی ہے ۔

۹۶۔سر پہ علامتِ معجزہ کی قدر:

محریز تابعی کا بیان ہے کہ میں نے صحابیٔ رسول ﷺ "مؤذنِ بیت اللہ" کو اس طرح دیکھا کہ ان کے سر پر بال بہت بڑھے ہوئے تھے ۔میں نے کہا: اے چچا! آپ اپنے بال

Marfat.com

کیوں نہیں کترواتے؟ کہنے لگے:

"مَا كُنتُ لَأَخُذَ شَعْرًا مَسَّحَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدَعَا فِيهِ لِلْبَرَكَةِ"

میں ان بالوں کو کبھی نہ کترواؤں گا، جن کو رسول اللہ ﷺ نے مس کیا ہے اور ان میں برکت کی دعا دی ہے۔ (اُسدُ الغابہ: تذکرہ اوس رضی اللہ عنہ بن مُعیر)

یہ مؤذن حضرت ابومحذورہ سمرہ بن معیر رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے سن بلوغت کے قریب اسلام کو سینے سے لگایا۔ان کی حُبِ حبیب ﷺ کا واقعہ آپ نے پڑھا کہ قبول اسلام کے وقت ان کے سر پر حضور ﷺ نے اپنا دستِ شفقت پھیرا تھا، سیدنا سمرہ بن معیر رضی اللہ عنہ نے ساری عمر بال ہی نہ کٹوائے کہ اس طرح یہ بال زمین پر گریں گے۔ تو بے قدری ہو گی یا اس لئے کہ میرے سر پر نبی مکرم ﷺ کا ہاتھ پھر گیا تو گویا میرے سر پر ایک تاجِ شاہی رکھ دیا گیا ہے، میں اُسے سر سے کیوں اتاروں؟ عشق تو چیز ہی ایسی ہے جو عام لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے، ممکن ہے یہ بال انہوں نے اس لئے بھی نہ کٹوائے ہوں کہ جب کوئی پوچھے: بال نہ کٹوانے کی کیا وجہ ہے؟ تو وہ احسانِ محمدی ﷺ کو یاد کر کے اپنے ایمان لانے کا وہ ایمان افروز واقعہ بھی بیان کر دیں، جو نوعمری میں رسول اللہ ﷺ اور سیدنا سمرہ بن معیر رضی اللہ عنہ کے درمیان پیش آیا، اس طرح حُبِ محبوب ﷺ کے اظہار کا موقعہ بھی ملے اور لوگوں کو ان کے سوال کا جواب بھی ملے۔ان کے اسلام لانے کا واقعہ باب نمبر ۱۶ میں ہے، جب ان کے سر پہ حضور ﷺ نے ہاتھ پھیرا اس وقت ان کی عمر سولہ سال تھی، ان کا نام اوس بھی لکھا ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ: باب فتح مکۃ)

۹۷۔ میرے دادا کے سر پر حضور ﷺ نے ہاتھ رکھا:

جس بچے کے سر پر حضور ﷺ ہاتھ پھیر دیتے تھے، وہ بچہ اور اس کا پورا خاندان، بلکہ نسل در نسل کے تمام اہل قبیلہ اس حُبِ نبوی ﷺ کو اپنا اعزاز سمجھتے تھے۔ بنو تمیم کے کچھ

Marfat.com

لوگ ایک جماعت کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور مسلمان ہوئے، نبی کریم ﷺ نے ان کے اور انکی اولاد کے واسطے دعا کی۔ ابن زرین رحمۃ اللہ علیہ بھی اس قبیلہ کے ہیں وہ (بطورِ فخر) فرماتے ہیں:

"جَدِّی الَّذِی مَسَحَ النَّبِی جَبِیْنَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَ اَنَا جَوَّادُ السَّابِقُ"

میرے دادا وہ ہیں جن کی پیشانی پر نبی اکرم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک پھیرا تھا اور میں بخشش میں سب سے سابق القدم ہوں (یعنی مجھے امید ہے کہ میری بھی بخشش و مغفرت ہو گی اس لئے کہ میرے دادا جی کے سر پر محترم و مکرم نبی کریم ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا)۔

(اسد الغابہ ذکر زر بن عبداللہ الفقیمی)

۹۸۔ حضور اکرم ﷺ کی نسبتوں پر فخر:

گذشتہ دو واقعات میں سے اول الذکر میں ہے کہ ایک پوتا اپنے دادا کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے واقعہ پر فخر کر رہا ہے اور دوسرے واقعہ میں ایک امتی آپ ﷺ کے ہاتھ پھیرنے کو اپنے سر کا تاج سمجھے ہوئے ہے۔ اس لئے کہ ان بچوں کو آپ ﷺ سے پیار تھا، اس وجہ سے صحابی بچوں کیلئے سید دو عالم ﷺ سے ہر نسبت بہت محبوب تھی اور ان کے لئے تو فخر کی چیز ہی صرف ایک تھی یعنی سید دو عالم ﷺ سے کوئی تعلق، آپ ﷺ کا کوئی عطیہ یا کوئی علم و عمل اور تعلیم و تربیت کا واقعہ خواہ وہ ان کے والد یا دادا کو پیش آیا ہو، حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہما کی آنکھ ایک غزوہ میں اپنی جگہ سے نکل کر ان کے رخسار پر بہہ پڑی، وہ سید دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے آنکھ کا ڈیلا اس کے مقام پر رکھ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ آنکھ تندرست آنکھ سے بھی زیادہ روشن اور منور کر دی تھی، یہ واقعہ ان کی نسلوں کے لیے باعث فخر بن گیا۔ اس واقعہ کی نسبت کو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اپنی پوری نسل کے لیے باعثِ برکت سمجھا کرتی تھی، چنانچہ اپنا تعارف کرواتے ہوئے وہ یوں کہتے تھے:

Marfat.com

اَنَا ابْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُہٗ
فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی ﷺ اَحْسَن الرَّدِّ

(صفۃ الصفوۃ۔ ج ا ص ۱۸۴)

میں اس شخص کا بیٹا ہوں، جس کی آنکھ رخسار پر بہہ پڑی اور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے دستِ مبارک سے اپنی جگہ ایسی لگی کہ بہت ہی اچھی طرح ثبت ہوگئی۔

(الاستیعاب۔ ج ا۔ص ۲۹۳ ذکرِ قتادۃ بن نعمان رضی اللہ عنہ)

آپ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی:

"اَللّٰھُمَّ اکْسِھَا جَمَالاً"

اے اللہ! اس کی آنکھ خوبصورت بنادے۔ چنانچہ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ:

"اِنَّھَا لَاَحْسَن عَیْنَیْہِ وَمَا مَرِضَتْ بَعْدَہٗ

وہ آنکھ اس آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور منور تھی، جس کو حضور ﷺ کا ہاتھ نہیں لگا تھا اور کبھی اس آنکھ میں تکلیف بھی نہ ہوئی۔ معجزۂ نبوی ﷺ کا یہ واقعہ ان کی نسلوں کے بچوں اور بڑوں کیلئے عزت و وقار کا ذریعہ بن گیا۔

۹۹۔ بچی نے حضور ﷺ کا دامن تھام لیا:

مدینہ میں ایک خاتون کے ہاں ایک چھوٹی لڑکی تھی جب حضور اکرم ﷺ واردِ مدینہ ہوئے، تو اس عورت نے اسے کہا: اے روضہ! تو اس دروازے پر کھڑی رہ اور جب حضور اکرم ﷺ یہاں سے گزریں تو مجھے بتانا! اسی اثناء میں حضور اکرم ﷺ چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ وہاں سے گزرے، اس بچی نے آپ ﷺ کی چادر کا ایک حصہ ہاتھ میں تھام لیا۔ (حضور ﷺ ناراض نہیں ہوئے بلکہ) بچی کا بیان ہے:

"فَتَبَسَّمَ فِیْ وَجْھِیْ وَمَسَحَ عَلٰی رَأسِیْ"

آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ بچی مزید بیان کرتی ہے:

Marfat.com

میں نے اپنی والدہ کو آواز دی کہ حضور ﷺ تشریف لائے ہیں. گھر کے سب لوگ دروازے پر آگئے اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔ (اُسد الغابہ. تذکرہ سیدہ روضہ رضی اللہ عنہا)

روضہ رضی اللہ عنہا نامی یہ بچی بعض اوقات حضور ﷺ کے پاس بچوں کے ساتھ بیٹھی ہوتی تھی، ایک دفعہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے کمرے میں آنے کی اجازت ان الفاظ میں لی "أألج" کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے پاس بیٹھی روضہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اسے اجازت لینے کا طریقہ سکھاؤ! چنانچہ روضہ رضی اللہ عنہا نے اسے بتایا، اور وہ شخص:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ أَأَدْخُلُ"

کہہ کر اجازت ملنے پر اندر آیا۔ (تفسیر القرطبی، النور: ۲۷)

ملاحظہ: پہلے واقعہ میں حضور ﷺ کا دامن پکڑنے اور حضور ﷺ کے ان کے سر پہ ہاتھ رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روضہ کم عمر تھیں اور دوسرے واقعہ میں "آیتِ اِستیذان" کے ضمن میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا نقل کرنا یہ دلیل ہے کہ روضہ رضی اللہ عنہا کم عمر بچی تھیں ورنہ حضور ﷺ اسے باہر نہ بھیجتے۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمْ) بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ "روضہ" نامی صحابیہ دو ہیں، ان میں سے ایک کو حضور ﷺ نے آزاد کیا تھا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہم ذکر روضۃ رضی اللہ عنہا)

سبحان اللہ! ننھی سی بچی مدینہ کے ایک گھر کے دروازے میں حضور ﷺ کی راہ دیکھ رہی ہے اور آپ ﷺ کی آمد پر آپ کا دامن تھام لیتی ہے اور حضور ﷺ مسکرا دیتے ہیں۔

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
میرے دونوں ہاتھ نکلے بڑے کام کے

زمانۂ نبوی ﷺ میں بچوں کو حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے جو محبت تھی، وہ تاقیامت بڑوں کیلئے بھی روشنی کا مینار ہے۔

Marfat.com

۱۰۰۔تابعی کا صحابی سے سوال:

جن مسلمانوں کے دلِ مضطرب میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ ہوتا ہے، تو ان کے دل میں ہمیشہ یہ سوال ابھرتا ہے کہ جن کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں وہ (ہمارے حضور ﷺ) کیسے تھے؟ تابعین بچوں کا زمانہ اچھے زمانوں میں سے ہے اس لئے بچے بڑوں سے پوچھا کرتے تھے کہ ہمارے حضور ﷺ کیسے تھے؟ یہ سوال اکثر و بیشتر ان حضرات سے کیا جاتا تھا جو حضرات عہد نبوی ﷺ میں بچے تھے مثلاً: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کو لوگ جانتے تھے حضور ﷺ نے ان کو گود لیا تھا، اس لئے ایک تابعی بچہ ان سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھتا ہے، دیکھتے ہیں وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ ننھے بچوں کی معصومیت سامنے رکھتے ہوئے حدیث پڑھیے۔حضرت حریز بن عثمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم چند بچے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ (جو نبی علیہ السلام کے صحابی تھے) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں صحیح طرح سے سوال کرنا بھی نہیں آتا تھا، میں نے ان سے پوچھا کہ:

اَشَیْخاً کَانَ النَّبِیُّ ﷺ؟ قَالَ کَانَ فِی عَنْفَقَتِهٖ شَعَرَاتٌ بِیضٌ

کیا نبی ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے نچلے ہونٹ کے نیچے چند بال سفید تھے۔ (مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل، حدیث نمبر ۱۷۷۰۸)

یہ ہے وہ حُبِ نبوی ﷺ جو سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے، اگر بچے کی ماں پیار سے گھر میں حضور ﷺ کی باتیں کرتی ہے، بچے کا ماحول اس حُبِ نبوی ﷺ کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا جاتا ہے اور بچے کی تعلیم گاہ کا گوشہ گوشہ ذکر رسول ﷺ پکار رہا ہوتا ہے۔تو پھر کیوں نہ ایک بچہ سوال کرے؟

کَیْفَ کَانَ نَبِیُّنَا؟ ہمارے نبی ﷺ کیسے تھے؟

مَاذَا یَقُولُ نَبِیُّنَا؟ ہمارے نبی ﷺ کیا فرماتے تھے؟

مَاذَا یَفْعَلُ نَبِیُّنَا؟ ہمارے نبی ﷺ کیا کرتے تھے؟ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے بچپن اور ان پر شفقتِ نبوی ﷺ کے واقعات کتاب کے دیگر ابواب میں موجود ہیں۔

۱۰۱۔ جس رخسار پر نبی ﷺ کا ہاتھ لگا:

بچے سید دو عالم ﷺ سے سچی محبت رکھتے تھے، ان صحابی بچوں کے جن دو ہاتھوں میں سے ایک پر حضور ﷺ کا ہاتھ لگتا تو بچہ اپنے اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے بہتر جانتا، جس پر محمد ﷺ کا ہاتھ نہیں لگا تھا، اسی طرح کسی کے گال پر ہاتھ لگ جاتا یا حضور ﷺ اسے چھو لیتے تو وہ رخسار دوسرے سے اچھا سمجھا جاتا، مثلاً: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب بچے رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرتے تو آپ ﷺ ان میں سے بعض کے ایک رخسار پر اپنا دستِ شفقت پھیرتے اور بعض کے دونوں رخساروں پر پھیرتے، میں آپ ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ ﷺ نے میرے ایک رخسار پر دستِ شفقت پھیرا، جابر رضی اللہ عنہ آگے نبی اکرم ﷺ کے دستِ مبارک کی برکت کا اظہار اس انداز سے کرتے ہیں:

اَلْخَدُّ الَّذِیْ مَسَحَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنُ مِنْ خَدٍّ اٰخَرَ

کہ میرا وہ رخسار جس پر نبی کریم ﷺ نے دستِ شفقت پھیرا تھا، وہ دوسرے کی نسبت زیادہ خوبصورت تھا۔ (رواہ کنز العمال، حدیث ۳۶۸۸۰ قال رواہ الطبرانی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جب حضور ﷺ کی یہ شفقت دیکھی تو بچپن میں ہی سو سے زیادہ مرتبہ آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور ایک ہزار سے زیادہ نمازیں آپ ﷺ کے پیچھے پڑھیں۔ (الاصابۃ ذکر جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ) حضرت عمرہ بنت یسار رضی اللہ عنہا بھی اپنے والد کے سر پر دستِ نبوی ﷺ کے مس ہونے پر فخر کرتی تھیں۔ (اسد الغابہ۔ یسار رضی اللہ عنہ بن ازیہر)

۱۰۲۔ حضور ﷺ کے عطیہ پر ترجیح کیوں؟:

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ کوئی مشروب لایا گیا، نبی ﷺ نے

Marfat.com

اسے نوش فرمایا: آپ ﷺ کی دائیں جانب ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر عمر رسیدہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم حاضرِ خدمت تھے۔ نبی ﷺ نے اس لڑکے سے پوچھا:

اَتَاذَنُ لِیْ اَنْ اُعْطِیَ ھٰؤُلَاءِ؟

تم مجھے اس بات کی اجازت دیتے ہو کہ میں (اپنا پس خوردہ پہلے تمہیں نہ دوں) ان (بزرگوں) کو دے دوں؟ اس لڑکے نے کہا:

لَاوَاللہِ! لَا اُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْکَ اَحَداً ۔

اللہ کی قسم! میں آپ کے عطیے پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے وہ برتن اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ (مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل حدیث نمبر ۲۲۸۷۵،۱۹۰۴)

شرح الزرقانی علی موطا مالک، ج ۵، ص ۱۹۳ پر ہے کہ ترجمانُ القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ میں تھا اور میں نے ہی حضور ﷺ سے عرض کی تھی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا بچا ہوا مشروب کسی اور کو نہیں دے سکتا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تربیت آپ ﷺ کے گھر میں ہوئی، آپ ﷺ کی دعائیں انہوں نے لیں اور آپ ﷺ کی خدمت کی، اس لئے ان کی طبیعت میں بچپن ہی سے شوقِ نبوی ﷺ کا رنگ غالب تھا کہ حُبِ نبوی ﷺ اور قرآنی تعلیمات کے علاوہ انہیں کوئی مصروفیت اچھی نہ لگتی تھی، انہیں گھر میں ماں باپ کے ساتھ سکون نہ ملتا تھا۔ اور نہ ہی بچوں کا کھیل کود انہیں گلی بازاروں اور میدانوں میں بہت زیادہ جانے دیتا تھا۔ وہ ساری دنیا چھوڑ کر صرف اور صرف رخِ مصطفیٰ ﷺ سے اپنی پیاس بجھاتے تھے، نتیجتاً وہ وقت آیا کہ وہ دنیا کے امام بن گئے۔

۱۰۴۔ بچے رات گئے تک حضور ﷺ کے پاس رہتے:

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بچے تھے، جو ایک انصاری گھرانے میں پیدا ہوئے، والدین کو ان سے غیر معمولی محبت تھی اور وہ ان کو اکثر حضور ﷺ کی خدمت میں لے جاتے اور آپ ﷺ سے ان کیلئے دعا کرواتے تھے۔ حضور ﷺ بھی ان پر خصوصی توجہ فرماتے تھے، اس وجہ سے

Marfat.com

ان کے دل میں آپ ﷺ کی عقیدت بہت بڑھ گئی تھی، دیگر بعض بچوں کی طرح یہ بھی آپ ﷺ کے دامن سے چمٹے رہتے تھے۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ یتیم ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی عالی توجہ کے مستحق ہو گئے تھے۔

جب حضور ﷺ لَیلَۃُ القَدر کی تلاش میں راتوں کو مسجد نبوی ﷺ میں عبادت کرتے تھے اور قیامِ لیل ہوتا تھا، اس وقت بھی حضور ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، بیان فرماتے ہیں:

قُمنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ (ﷺ) لَیلَۃَ ثَلَاثَۃٍ وَّ عِشرِینَ

ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ تیرھویں رمضان کو بھی قیام کیا۔

(مسند احمد حدیث نمبر ۱۸۴۲۶)

جب حضور ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے اس وقت نعمان رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ نو سال سے زیادہ نہ تھی، اس کے باوجود صفہ کی درس گاہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ لگے رہتے اور خطبہ جمعہ وعیدین وغیرہ میں حضور ﷺ کے ممبر کے قریب بیٹھتے، جس کی وجہ سے علم دین کا ایک بڑا حصہ بھی حاصل کر لیا تھا۔ (مسند احمد بن حنبل، ۱۸۳۹۳)

اور مدینۃ النبی ﷺ کے ساتھ دنیا کے بڑے شہروں میں بھی دین اسلام کو پھیلایا۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک دن وہ حمص میں خطبہ دے رہے تھے اور لوگوں کو حضور ﷺ کا یہ پیغام پہنچا رہے تھے:

اَلحَلَالُ بَیِّنٌ وَالحَرَامُ بَیِّنٌ" (مسلم باب اخذ الحلال و ترک الشبہات)

حلال و حرام سب واضح ہو چکا (اب شبہات والی چیزوں سے بچ جاؤ ورنہ حرام کاموں میں پڑ جاؤ گے) بعض دنوں میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما بھی رات کو دیر تک حضور ﷺ کی خدمت میں رہتے تھے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی البرقۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تو آپ ﷺ کے گھر سو بھی جاتے تھے۔

(مسند احمد حدیث نمبر ۲۶۵۱)

Marfat.com

خُلاصۃُ الباب:

☆ قارئین کرام! جب ماں بچے میں حُبِ رسول ﷺ پیدا کرنا چاہے۔

(واقعہ نمبر ۷۸)

☆ جب حُبِ رسول ﷺ کی گھٹی خود رسول ﷺ کسی بچے کو دیں۔(واقعہ نمبر ۷۹)

☆ ننھا بچہ محبوب کریم ﷺ کو اپنا سمجھے اور آپ ﷺ پر دم کرے۔(واقعہ نمبر ۸۱)

☆ بچے نسبت رسول ﷺ کو اپنا اور خاندان کا فخر بنالیں۔(واقعہ نمبر ۹۵،۹۶،۹۷،۹۸)

☆ بچیاں حضور ﷺ کے انتہائی قریب سے اپنی بات سنانے کی جرأت کریں۔

(واقعہ ۹۹)

☆ اور حضور ﷺ بھی بچوں سے بہت قرب رکھتے ہوں۔(واقعہ نمبر ۱۰۱)

☆ بچوں کو حضور ﷺ کا عطیہ دنیا و مافیھا سے محبوب لگے۔(واقعہ نمبر ۱۰۲)

☆ اور بچے عبادات میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوں۔(واقعہ نمبر ۱۰۳)

☆ حضور ﷺ ان کے سر پر ہاتھ پھیر دیں تو بچہ بال ہی نہ کٹوائے۔(واقعہ نمبر ۹۶)

☆ تو پھر کیوں نہ ایسے بچے زمانے کے امام بن جائیں؟ اصحاب پیغمبر ﷺ کا پوری دنیا میں چھا جانے کا یہی راز ہے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
وہ کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

Marfat.com

باب ۹ حبیبانِ حبیب ﷺ بچے

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سے محبّت کی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

آل عمران : ۱۵۹

"(اے محمد ﷺ!) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتادِ مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر تم تیز مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے، تو ان کو معاف کردو اور ان کے لئے (خدا سے) مغفرت مانگو۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مشاورت کرلیا کرو"

Marfat.com

Marfat.com

قرآن کریم کی اس آیت میں اس رحم دلی وخوش اخلاقی کا ذکر ہے جو نبی اکرم ﷺ میں اللہ نے خاص طور پر پیدا فرمائی ،ان صفات کا فائدہ ہر صحابی رضی اللہ عنہ کو پہنچا تھا، بچے بھی آپ ﷺ کی نرمی اور مہربانی کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاس آتے تھے، بچوں سے محبت تو ہر انسان کرتا ہے ،لیکن انسانِ کامل ﷺ نے ان معصوم جانوں کے ساتھ جو برتاؤ رکھا ، دعائیں دی ، آداب سکھائے ، ان کے والدین اور مربیوں کو جو ہدایات دیں، ان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی طرح بچوں سے محبت کسی نے بھی نہیں کی ،اس باب کے صفحات میں چند احادیث اور کچھ مستند واقعات ہیں، جن سے اسوۂ رسولِ انور ﷺ اور شمائل نبوی ﷺ کا ایک اور خوبصورت باب مرتب ہوتا ہے، اس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ نبوت کی بھاری ذمہ داریوں کے ساتھ آپ ﷺ بچوں کے لیے بھی وقت نکالتے تھے۔

۱۰۴۔مدینہ کے بچوں کا کھلونا:

یہ واقعہ سیدنا محمد ﷺ کا ہے، اس میں مدینہ کے ان بچوں کا ذکر خیر ہے، جن سے آپ ﷺ بے پناہ محبت کرتے تھے ،اور بیان کرنے والے بھی وہی ہیں جنہوں نے بچپن میں حضور ﷺ کو دیکھا اور وہ لڑکپن کی وجہ سے جنگِ اُحد سے واپس کر دیے گئے تھے، ان کا نام سیدنا ابوسعید منذر رضی اللہ عنہ بن مالک ہے ،اپنے لڑکپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حسبِ معمول ایک دفعہ نمازِ فجر رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھی ، آپ ﷺ نے نماز کے بعد گذشتہ رات کا واقعہ سنایا کہ میں نے رات کو شیطان پکڑا، اس نے بہت زور لگایا لیکن نہ چھڑا سکا، میرے دل میں آیا کہ اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دوں اور:

Marfat.com

"يَتَلاعَبُونَ بِهِ صِبْيَانُ الْمَدِينَةِ"

اس کے ساتھ مدینہ کے بچے کھیلیں، مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی جو انہوں نے اللہ سے مانگی تھی۔

"رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِي" (سورۃ ص آیت: ۳۵)

اے میرے پروردگار! مجھے ایسی حکومت دے جو میرے بعد کسی کو نہ ملے:

چنانچہ اس دعا کی قبولیت کی وجہ سے جن ان کے مطیع تھے، اس لیے میں نے (جن) شیطان کو چھوڑ دیا، اور باندھ کر اس لیے نہ رکھا کہ دعائے سلیمانی کی بدولت ملنے والی حکومت میں شرکت نہ ہو جائے۔ (مفہوم مسند احمد حدیث نمبر ۱۱۷۹۷)

اس واقعہ سے کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سید دو عالم ﷺ کو بچوں سے کتنی محبت تھی؟ کہ شیطان کا ہاتھ پکڑ لینا ایک سنجیدہ معاملہ ہے، شیطان لعین کو قابو کرنے کی بات ہے، پھر بھی آپ ﷺ کو بچوں کے کھلونے یاد ہیں اور تمنا ہے کہ ابلیس کو مدینہ کے بچوں کا کھلونا بنا دیا جائے۔ اس واقعہ کو بیان کرنے والے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں، جن سے ۱۱۷۰ حدیثیں مروی ہیں، حضور ﷺ کے خدام، بچوں میں ان کا نام بھی آتا ہے۔ انہوں نے جہاں صفہ کی درسگاہ میں علم سیکھا وہاں عقل و شعور سے بھی وافر حصہ پایا۔ (الاعلام للزرکشی: ج ۳، ص ۸۷)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ حضور ﷺ بچوں سے محبت رکھتے تھے، حتیٰ کہ آپ ﷺ ان کے کھلونوں میں دلچسپی رکھتے تھے، واقعہ نمبر ۱۱۲ میں ہے کہ آپ ﷺ نے ابو عمیر رضی اللہ عنہ کی چڑیا میں دلچسپی لی، اور واقعہ نمبر ۱۴۸، ۱۴۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی سہیلیوں کے کھیل میں پسندیدگی کا اظہار فرمایا، اور واقعہ نمبر ۱۲۳ میں بھی بچوں کے کھیل کا ذکر ہے۔

۱۰۵۔ یہ آنسو بچوں کیلئے رحمت ہیں:

"محبوب النبی ﷺ" حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی ننھی نواسی

Marfat.com

حضرت امامہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو آنحضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، بچی کی روح اس طرح نکل رہی تھی جیسے کسی مشکیزے میں سے پانی، نبی ﷺ نے فرمایا:

"لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى"

جو لیا وہ بھی اللہ کا ہے اور جو دیا وہ بھی اللہ کا ہے، اور ہر چیز کا اس کے ہاں ایک وقت مقرر ہے۔

جب حضور ﷺ یہ فرما رہے تھے اس وقت نبی ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے جنہیں دیکھ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بھی رو رہے ہیں؟ فرمایا:

"هِيَ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ"

(آنسو بہنے سے نظر آنے والی میرے دل کی) یہ وہ رحمت ہے، جو اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے، اور اللہ اپنے بندوں میں سے رحمدل بندوں پر ہی رحم کرتا ہے۔" (مسند امام احمد بن حنبل حدیث نمبر ۲۱۸۲۷)

۱۰۶۔ بچوں کی مائیں جنت میں:

سیدنا محمد کریم ﷺ نے ان عورتوں کو جنت کی بشارت دی ہے جو بچوں پر شفقت کے تقاضوں کو پورا کرتی ہیں اور تعلیم و تربیت بھی سیدنا محمد کریم ﷺ والی تعلیمات کے مطابق دیتی ہیں، دورِ نبوی ﷺ کا ایک عجیب واقعہ اس حقیقت پر شاہد ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت دو بچوں کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ مانگنے کیلئے آئی، نبی ﷺ نے اسے تین کھجوریں دیں، اس نے دونوں بچوں کو ایک ایک کھجور دے دی (اور تیسری کھجور اپنے کھانے کیلئے ابھی اٹھائی ہی تھی کہ) ایک بچہ رونے لگا، اس ماں نے اپنی کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں بچوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا (اور خود بھوکی رہی) نبی ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا:

Marfat.com

حَامِلَاتٌ وَالِدَاتٌ رَحِيمَاتٌ بِأَوْلَادِهِنَّ لَوْلَا مَا يَصْنَعْنَ بِأَزْوَاجِهِنَّ لَدَخَلَ مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ

بچوں کو اٹھانے والی یہ مائیں اپنی اولاد پر کتنی مہربان ہوتی ہیں، بشرطیکہ کہ اپنے شوہروں کے ساتھ (جو نافرمانی کا سلوک) کرتی ہیں وہ نہ کیا کریں، تو ان میں کئی نمازی عورتیں جنت میں داخل ہو جائیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل حدیث نمبر ۲۲۲۲۷)

سیدِ دو عالم ﷺ نے اس واقعہ میں جنتی خواتین کیلئے نماز اور شوہروں کی اطاعت سے بھی پہلے بچوں کی پرورش، ان پر مہربانی اور شفقت کا بیان کرتے ہوئے کیا خوب انداز اختیار فرمایا ہے ارشاد ہوا: ''حَامِلَاتٌ'' (وہ بچوں کو اٹھاتی ہیں) بچوں کو اٹھانے کا عمل ولادت سے پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے، اس وقت سے ایک نادیدہ بچے کیلئے ان کے دل میں ایک پیار چھپا ہوتا ہے، اللہ اور اس کے حبیب ﷺ اس محبت کی قدر کرتے ہیں، اسے سراہتے ہیں اور اجر و ثواب کا وعدہ دیا جاتا ہے، لسانِ نبوی ﷺ سے ممتا کی تعریف ہوتی ہے) بچوں پر مہربان عورتیں بہت ہی اچھی ہیں۔ بچوں پر شفقت اور خصوصی مہربانیاں حضور ﷺ خود تو فرماتے ہی تھے، ساتھ ساتھ دوسرے افرادِ امت کو بھی کبھی حکماً، اور کبھی ترغیباً بچوں پر شفیق ہونے کا اظہار فرماتے تھے مثلاً: ایک بیوہ خاتون (غالباً حضرت سودہ رضی اللہ عنہا) کو آپ ﷺ نے پیغامِ نکاح دیا، انہوں نے بچوں کا عذر کیا اور عرض کی: ''یہ پانچ چھ بچے آپ کو بے آرام کریں گے، مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ کی پریشانی کا ذریعہ بنوں، آپ ﷺ تو میرے لیے: ''أَحَبُّ الْبَرِيَّة'' (سب سے زیادہ محبوب) ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اونٹ پر سواری کرنے والی بہترین عورتیں، قریش کی نیک عورتیں ہیں، جو اپنی ذات میں شوہر کی سب سے زیادہ محافظ ہوتی ہیں اور بچپن میں اپنے بچے پر انتہائی مہربان۔

(مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل: حدیث نمبر ۲۹۲۶)

اور ایک روایت ہے کہ یہ خاتون مکرم سیدہ ام ھانی رضی اللہ عنہا ہیں، ممکن ہے دو واقعات ہوں، بہرحال! تمام انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سب

Marfat.com

نبی ماں کی ممتا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، چنانچہ سیدنا داوٗد علیہ السلام کے ایک فیصلے کی گہرائی میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے حقیقی ماں کے تعین کیلئے اور اس کی دلی کیفیت کو زبان پر لانے کے لئے بچے کو دو ٹکڑے کرنے کا حکم دیا، تفصیل کیلئے باب نمبر ۷ میں واقعہ نمبر ۹۱ پڑھیے۔

۱۰۷۔ بچوں کا بوسہ لینا بھی رحمت کا تقاضا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھے، ایک صاحب اس وقت آئے جبکہ سیدنا محمد کریم ﷺ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لے رہے تھے، آنے والے صاحب (اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) قریب آئے اور عرض کی: ''اے اللہ کے رسول! میرے تو دس بچے ہیں میں نے تو انہیں کبھی بھی نہیں چوما۔ سید دو عالم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ (بخاری، بَابُ رَحْمَةِ الوالد وتقبیلہٗ)

جو رحم نہیں کرتا وہ اللہ کا رحم حاصل نہیں کر سکتا۔

(۲) اسی طرح کا واقعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان کردہ بھی ہے، فرماتی ہیں: کہ ایک دیہاتی سیدِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا:

تُقَبِّلُوْا اَصِبْیَانَکُمْ فَمَا نُقَبِّلُکُمْ (بخاری باب رحمۃ الوالد وتقبیلہ)

تم اپنے بچوں سے پیار کرتے ہو ہم تو (بوسہ لے کر) پیار نہیں کرتے۔ سید دو عالم ﷺ نے فرمایا:

اَوَ اَمْلِكُ لَكَ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ

اللہ نے تمہارے دل سے رحم چھین لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں ۔۔۔۔۔۔؟

۱۰۸۔ بچوں کے سر پہ دستِ شفقت:

جب چھوٹے بچے زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوتے تو بچے آپ ﷺ کے قریب آتے اور آپ ﷺ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے، ادھر بچوں کے والدین کا شوق بھی ہوتا

Marfat.com

کہ حضور ﷺ ہمارے بچے کے سر پر ہاتھ رکھیں اور خود بچے بھی آپ ﷺ کا خوشبودار ہاتھ اپنے سروں پر رکھوا کر خوش ہوتے اور فخریہ بیان بھی کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی عادت تھی کہ آپ ﷺ بچوں کو دعائیں دیتے تھے، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"اشتھینا ان یدعو لنا"

ہم خواہش رکھتے تھے کہ حضور ﷺ ہمارے لئے دعا کریں۔

(مسند احمد: حدیث نمبر ۲۲۲۵۵)

اور ایک روایت میں ہے حضور ﷺ نے سب کیلئے ایک جامع دعا مانگی، لیکن ہمارے دل کا حال (اشْتَهَيْنَا اَنْ يَزِيْدَنَا) تھا کہ ہم چاہتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے لئے اور دعا فرمائیں (اور ہم آمین کہتے جائیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ باب ما ذکر فیما سأل النبی ﷺ)

۱۰۹۔ بچے نبی کی دُعاؤں میں:

حضور ﷺ کے ننھے خدمت گزار (حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: جب اونٹوں کے ذریعے پانی کھینچنا اور اونٹوں پر پانی لاد کر لانا انصار کیلئے بڑی مشقت کا سبب بنا، تو وہ حضور ﷺ کے پاس یہ درخواست پیش کرنے کیلئے جمع ہوئے کہ حضور ﷺ انہیں پانی کیلئے ایک نہر کھود دیں جس میں سارا سال خوب پانی بہتا ہو، حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: کہ خوشی ہے انصار کے لیے! آج تم مجھ سے جو چیز مانگو گے میں تمہیں ضرور دوں گا، اور فرمایا:

"وَلَا اَسْأَلُ اللهَ لَكُمْ اِلَّا اَعْطَانِيْهِ"

آج تمہارے لئے اللہ سے جو مانگوں گا، اللہ تمہیں وہ عطا کر دے گا۔

صحابہ علیہم السلام نے جب یہ سنا کہ دریائے رحمت آج موجوں پر ہے، جو مانگو گے ملے گا، تو بعض نے کہا: "اِغْتَنِمُوْهَا وَاطْلُبُوْا الْمَغْفِرَةَ"

Marfat.com

اس وقت کو غنیمت سمجھو (نہر وغیرہ کو تو چھوڑو) اور حضور ﷺ سے مغفرت کی دعا کروالو۔ چنانچہ انصار رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لئے مغفرت کی دعا فرمادیں! آپ ﷺ نے دعا فرمائی (اور بچوں کا حصہ پورا پورا رکھا):

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ"

اے اللہ! انصار کیلئے اور انصار رضی اللہ عنہم کے بیٹوں کیلئے اور انصار کے بیٹوں رضی اللہ عنہم کے بیٹوں رضی اللہ عنہم کی مغفرت فرما! اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ انصار کی بیویوں کی بھی مغفرت فرما۔ (مسند احمد بن حنبل ۱۳۲۴۹ رحمۃ اللہ علیہ)

خادم النبی ﷺ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یوں بھی منقول ہے کہ ایک دن حضور ﷺ کے دعائیہ الفاظ یوں صادر ہوئے:

"وَلِذَرَارِيهِم ... وَ.... ذَرَارِي ذَرَارِيهِم"

(انصار رضی اللہ عنہ کے ننھے بچوں اور ان کے بچوں کے ننھے بچوں کی بخشش فرما۔

(معجم الصغیر حدیث نمبر ۳۵۴ من اسمہ الحسن)

اس واقعہ میں بڑوں کو سبق دیا جارہا ہے کہ بچے تمہارا اثاثہ ہیں، ان کے لئے دعائیں کرنا مسنون ہے، بچوں کی خوشیاں بڑھاپے کا سہارا ہیں، اسلئے اسوۂ محمدی ﷺ سے پیار کا طریقہ سیکھو! اور بچوں کو دعاؤں میں یاد رکھو!

۱۱۰۔ بچی حضور ﷺ کی گود میں:

ایک شخص محمد کریم ﷺ کے پاس آیا، ننھی سی بچی اس کی گود میں تھی (رحمتِ عالم ﷺ کی نظر رحمت ان دونوں باپ بیٹی پر پڑی، تو حضور ﷺ بچی کو دیکھ کر خوش ہوئے، آپ ﷺ کا دریائے رحمت موج میں آگیا، چھوٹے بچوں خاص طور پر بچیوں کو دیکھ کر آپ پر انس مادری سے بھی زیادہ محبت کے اثرات ظاہر ہوتے تھے، وہ بچی خود بیان کرتی ہیں کہ میرے ابو نے رحمتِ مجسم ﷺ سے عرض کی:

Marfat.com

"اُدْعُ اللّٰهَ لِبُنَیَّتِیْ هٰذِهٖ بِالْبَرَكَةِ"

اے خدا کے رسول ﷺ! میری لختِ جگر کیلئے برکت کی دعا کیجئے! یہ کہہ کر میرے والد نے مجھے اپنی گود سے اتار کر حضور ﷺ کی گود میں رکھ دیا، حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی، یہ بچی بڑی خوش نصیب صحابیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ نام جمرہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا الیربوعیۃ ہے۔ (اسد الغابہ، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، جمرۃ بنت عبداللہ الیربوعیہ)

۱۱۱۔ آپ کو جوتا پہنا دوں؟:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ (حضور ﷺ کے ننھے خادم) نے ایک دن بہت خوبصورت اور ایمان افروز منظر دیکھا، حضور اکرم ﷺ نے انصار کے ایک لڑکے کو فرمایا:

نَاوِلْنِی نَعْلِی!

"میرا جوتا تو مجھے دینا!" لڑکے نے عرض کی: "میرے والدین آپ ﷺ پر قربان، اجازت ہو تو پہنا بھی دوں؟" محبوب کائنات ﷺ نے خوش ہو کر اس لڑکے کے لیے دعا کرنے کو (ہاتھ اٹھا دیئے) اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ هٰذَا يَتَرَضَّاكَ فَارْضَ عَنْهُ

"اے اللہ! تیرا بندہ تیری رضا چاہتا ہے، تو اس سے راضی ہو جا!"

(المعجم الطکبرانی من اسمہ یحیٰ، حدیث نمبر ۱۱۷۵)

یہ ہے وہ طبعی محبت جو ہر بچے کے دل میں حضور ﷺ کے لئے ڈالی گئی ہے، اس لڑکے کو کسی نے یہ نہیں سمجھایا کہ کبھی تمہیں حضور ﷺ جوتا لانے کو کہیں تو تم جوتا پہنانے کی درخواست کر دینا، اس کے باوجود یہ لڑکا اس قسم کی پاکیزہ خواہش و تمنا دل میں سمائے رکھتا ہے:۔

محبت تجھے آدابِ محبت خود سکھا دے گی

ان واقعات میں آپ ﷺ کی اس سنت کا بیان مشترک ہے کہ آپ ﷺ بچوں اور

Marfat.com

بڑوں سب کیلئے اور بعض اوقات پورے خاندان کیلئے دعائیں کرتے تھے، حضرت حسان بن شداد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری والدہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو مجھے بھی لے آئی اور میرے لیے دعا کروائی، آپ ﷺ نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی پینے کو دیا اور ماں، بیٹا دونوں کے لیے دعائیں دیں۔ (اسد الغابہ ذکر حسان بن شداد رضی اللہ عنہ)

۱۱۲۔ ارے ابو عمیر رضی اللہ عنہ! تمہاری چڑیا کیا ہوئی ؟:

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی صلب سے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک فرزند تھا، جس کا نام ابو عمیر تھا، حضور ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لاتے تو اس بچے سے محبت کی باتیں کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ ہم سے دل لگی کرتے اور میرے چھوٹے بھائی سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا "کیا بات ہے ابو عمیر آج کچھ سست ہے؟" انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ابو عمیر کی چڑیا (نغیر) جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا، آج مر گئی ہے، اس لئے وہ غمگین ہے" حضور ﷺ نے ابو عمیر کو اپنے پاس بلایا اور دستِ شفقت اس کے سر پر رکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا:

يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۱۵۸)

"اے ابو عمیر! تیری نغیر کو کیا ہوا؟" ابو عمیر رضی اللہ عنہ جواب میں ہنس دیے اور پھر کھیل کود میں مشغول ہو گئے، اس وقت حضور ﷺ کا یہ مصرعہ ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا۔

۱۱۳۔ ننھے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کیلئے دعائیں:

ایک مرتبہ رحمت عالم ﷺ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں کھجوریں اور مکھن پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا "میں روزے سے ہوں۔" کچھ دیر حضور ﷺ نے نماز نفل پڑھی اور اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے گھرانے کیلئے دعا فرمائی، حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی:

Marfat.com

انَّ لِی خُوَیْصَة

(یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے فرزند انس رضی اللہ عنہ سے جو حضور ﷺ کا خدمت گزار ہے، بہت محبت ہے)۔

اس لئے خاص طور پر اس ننھے خادم کے لیے دعا کیجئے" رحمت نبوی ﷺ جوش پر تھی ،آپ ﷺ نے دستِ دعا اٹھائے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کے حق میں یوں دعا فرمائی "اے اللہ! اس کو مال دے اور اس کی عمر میں برکت عطا فرما! اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ تمام انصار میں سب سے زیادہ متمول ہو گئے ،طویل عمر پائی اور کثیر الاولاد ہو گئے ،وہ خود فرماتے ہیں:

دُفِنَ مِنْ صُلْبِهِ اِلٰى مَقْدَمِ الْحَجَّاجِ نَيِّفاً عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِأَةٍ

(مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ،حدیث نمبر ۱۲۰۷۲)

"حجاج بن یوسف کے زمانہ تک میری نسل کے ایک سو بیس سے زیادہ آدمی فوت ہو چکے تھے" اسی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالاً وَّوَلَدًا وَبَارِكْ لَهٗ فِيهِ

"اے اللہ! اس بچے کے مال اور اولاد میں برکت دے" آپ ﷺ کی برکت سے میں انصار میں سب سے بڑا مالدار ہو گیا، حالانکہ میں تو صرف ایک انگوٹھی کا مالک تھا۔

(مسند احمد، حدیث نمبر ۱۲۰۷۲)

۱۱۴۔ بچے کی وجہ سے نماز مختصر:

حضور اکرم ﷺ کی نماز سے بڑھ کر کسی کی نماز نہیں ہے، ایسا بھی وقت آیا ہے کہ نماز میں زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے پیروں پر ورم آجاتا تھا، اور آپ ﷺ مسلسل نماز پڑھ رہے ہوتے تھے، نماز کے اس شوق کے باوجود نماز باجماعت میں آپ ﷺ اختصار پسند فرماتے تھے، اگر نماز کے دوران کسی بچے کی آواز آجاتی تو حضور ﷺ

Marfat.com

بچے کے لیے نماز کو مزید مختصر فرما دیتے، جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس مسجد میں فجر کی نماز پڑھائی اور قصارِ مفصل میں سے دو چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھیں، نماز سے فارغ ہو کر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہم مختصر قرات پر آپ ﷺ کو اجنبیت سے دیکھنے لگے، آخر ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آج آپ نے ہمیں بہت مختصر نماز پڑھائی، حالانکہ آپ عام طور پر اتنی مختصر نماز ہمیں نہیں پڑھاتے؟ ارشاد فرمایا:

اَلَمْ تَسْمَعُوا اِلَی الصَّبِیِّ یَبْکِیْ فِیْ صَفِّ النِّسَآءِ فَاَحْبَبْتُ ان تفرغ اُمُّهٗ عَلٰی وَلَدِهَا فَتَجَاوَزْتُ فِیْ صلاتی

''کیا تم نے عورتوں کی صف میں ایک بچے کو روتے ہوئے نہیں سنا؟ لہٰذا میں نے چاہا کہ اس کی ماں جلد فارغ ہو جائے اور اپنے بچے کی خبر لے، اس لیے میں نے نماز کو مختصر کر دیا'' (کنز العمال، ۲۲۸۵۰، ابن النجار)

یہی بچے ذرا ہوش سنبھالتے تو آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے، حضرت ضمیرہ رضی اللہ عنہ کم عمر یتیم تھے، انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور وہ یہ شرف لوگوں میں بیان کرتے تھے۔ (تہذیب الاسماء، حدیث نمبر: ۱۰۵۰)

۱۱۵۔ صحابی رضی اللہ عنہ کے بچوں کے لیے خصوصی شفقت:

بچوں سے دلی محبت کا تقاضا تھا کہ جہاں بچوں کا ذکر آجاتا اور ان کے فقر و فاقہ کی بات ہوتی، آپ ﷺ کا دل تڑپ جاتا تھا، ایک دفعہ بچوں کا خیال کر کے ایک غریب آدمی کا کفارۂ صوم اسی کے بچوں کیلئے جائز فرما دیا۔ نبی رحمت ﷺ نے غریب لوگوں کے بچوں کا کتنا خیال رکھا ہے ان کے والد کے ساتھ کتنی نرمی برتی ہے؟ اور انہیں کتنی رعایت دی ہے؟ اس کا اندازہ درج ذیل روایت سے لگائیے۔ کہ معصوم بچوں کیلئے آنحضور ﷺ کتنے کشادہ دل تھے؟ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! میں

Marfat.com

ہلاک ہو گیا" حضور ﷺ نے پوچھا: کیا بات ہوئی؟ اس نے عرض کی: میں رمضان المبارک کے روزے میں ایسی غلطی ہوگئی ہے کہ روزہ جاتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟

"تیرے پاس اتنا مال ہے جس سے کفارہ میں ایک غلام آزاد کر سکے؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے سوال فرمایا:

فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْناً؟

"تو کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں (فرمایا: تو بیٹھ جا!) اتنے میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا کسی نے لا کر خدمت نبوی ﷺ میں پیش کیا، آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا:

خُذْ هٰذِهٖ فَتَصَدَّقْ بِهٖ

"یہ ٹوکرا لے جاؤ اور فقراء پر صدقہ کردو!" اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس وادی میں ہم (میں، میرے بچے اور میری بیوی) سے بڑھ کر کوئی ضرورت مند گھرانہ نہیں۔ اس کی یہ بات سن کر حضور ﷺ ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے سامنے والے دندان مبارک بھی ظاہر ہو گئے (حالانکہ بہت کم آپ ﷺ اس قسم کی ہنسی فرمایا کرتے تھے۔) پھر فرمایا:

اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ!

جا اپنے بیوی بچوں کو ہی یہ کھجوریں کھلا دے۔ (صحیح بخاری، باب اذا جامع فی رمضان)

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، ملی تو کہاں ملی
میرے جرمِ خانہ خراب کو، تیرے عفوِ بندہ نواز میں

۱۱۶۔ بچوں سے دل لگی کا ایک اور خوبصورت منظر:

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کسی دعوت میں کھانے تشریف لے گئے، نبی علیہ السلام جب ان لوگوں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ال

Marfat.com

بچوں کے ساتھ کھیل رہی ہیں، نبی ﷺ ان کو پکڑنے کیلئے آگے بڑھے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فَطَفِقَ الصَّبِيُّ هٰهُنَا مَرَّةً وَهٰهُنَا مَرَّةً ''کبھی اِدھر بھاگ جاتے کبھی اُدھر بھاگ جاتے''، نبی ﷺ انہیں ہنسانے لگے، یہاں تک کہ انہیں پکڑ لیا، پھر ایک ہاتھ ان کی گدی کے نیچے رکھا اور دوسرا تھوڑی کے نیچے، اور ان کے منہ پر اپنا منہ رکھا اور فرمایا:

حسينٌ مِنّي وَ انا مِنَ الحُسَيْن اَحَبَّ اللهُ مَن اَحَبَّ حُسَيْناً حسينٌ سِبْطٌ مِن الاسبَاط

''حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں، اللہ اس شخص سے محبت کرے، جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے، حسین ایک پورا گروہ اور قبیلہ ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ۱۷۵۹۷)

۱۱۷۔ بچوں سے دل لگی غفلت کی علامت نہیں:

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ الأُسَيْدِي الكَاتِبُ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! جب آپ ﷺ ہمارے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں وعظ کرتے ہیں، تو جہنم ہمیں یاد رہتی ہے، اور جب میں گھر جاتا ہوں فَضَاحَكْتُ الصِّبْيَانَ میں بیوی بچوں سے ہنسی کھیل کرتا ہوں (اس طرح آپ ﷺ کی مجلس والی ایمانی حالت کہاں رہ جاتی ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا حَنْظَلَة! سَاعَةً سَاعَةً.

اے حنظلہ! ہر وقت یہ ایمانی حالت نہیں رہتی کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے، اگر ہر وقت ایسا ہو (جیسا میری موجودگی میں ہوتا ہے) تو راستوں میں فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔

(مُسْلِم، بابُ فَضْلِ دَوَامِ الذِّكْرِ وَالفِكْرِ)

معلوم ہوا کہ انسان اپنے بچوں سے خوشی کے بول بول لے اور ان سے ہنسی مزاح کر لے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، دیگر احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان حضور ﷺ کی

Marfat.com

سنت سمجھ کر بچوں سے دل لگی کرے تو ثواب ہے۔

۱۱۸۔ حضور ﷺ بچوں کے ساتھ خود کھیلنے لگے:

حضرت سلمہ ابن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ ایک بازار سے گزرے دیکھا کہ تیر اندازی کا مقابلہ ہو رہا ہے، بچے تیر اندازی کر رہے تھے، حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''اے بنو اسمٰعیل تیر اندازی کرو تمہارے والد اسمٰعیل علیہ السلام بھی تو تیر انداز تھے، چلو میں بھی ایک جماعت کے ساتھ ہو جاتا ہوں'' یہ دیکھ کر مدمقابل جماعت نے تیر اندازی بند کر دی۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اِرْمُوْا'' تیر اندازی کرو، کیوں نہیں کرتے؟ وہ عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ تو ان کے ساتھ ہو گئے، ہم آپ ﷺ کا مقابلہ کیونکر کر سکتے ہیں؟ (آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا):

اِرْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلُّكُمْ

''چلو تیر چلاؤ میں تم سب کے ساتھ ہوں'' (مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۵۷۶)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ تیر اندازی کرنے والے دیگر لڑکے بھی کم عمر تھے، سلمہ کی عمر اس وقت ۱۲ یا ۱۳ برس تھی، اس طرح وہ ۷۴ ہجری میں ۸۰ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔ (الاستیعاب ذکر سلمہ ابن الاکوع، ج ۱، ص ۱۹۴) ان کی عمر کی تحقیق واقعہ نمبر ۲۸۰ میں آ رہی ہے۔

۱۱۹۔ محمود رضی اللہ عنہ کے منہ پر آپ ﷺ نے کلی فرمائی:

سید دو عالم ﷺ کے ارد گرد ننھے بچے اس طرح بے تکلف آ جمع ہوتے تھے، جس طرح شہد کی مکھیاں پھولوں پر بغیر جھجک اپنا حق سمجھ کر آ بیٹھتی ہیں اور خوشبو لے جاتی ہیں، ایک دفعہ آپ ﷺ کسی جانثار کے گھر میں ان کی درخواست پر تشریف لے گئے، نبی اکرم ﷺ کی آمد کی وجہ سے اہلِ خانہ میں سب بڑے چھوٹے عید کی خوشیاں محسوس کر رہے تھے، اہلِ خانہ نے اپنے گھر کے کنویں سے ایک ڈول پانی کا نکال کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا،

Marfat.com

آپ ﷺ نے منہ میں پانی لیا اور ڈول میں کلی فرمادی، سب اہلِ خانہ کی نظریں آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر مرکوز تھیں، ان حاضرین میں محمود رضی اللہ عنہ نامی ایک بچہ بھی تھا، جو آپ ﷺ کو دیکھ رہا تھا، آپ ﷺ نے اس کے منہ پر بھی کُلّی فرمادی، محمود رضی اللہ عنہ کے وارے کے نیارے ہو گئے، وہ اس وقت کو یاد کرتے ہوئے بطور تحدیثِ نعمت فرمایا کرتے تھے:

عَقَلْتُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَجَّۃً مَجَّھَا فِی وَجْھِی وَ اَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِیْنَ مِنْ دَلْوٍ

(بخاری بَابُ مَتٰی یَصِحُّ سِمَاعُ الصَّغِیر. ابن ماجہ. کتابُ الطھارۃ)

مجھے یہ واقعہ خوب یاد ہے، جب میں پانچ سال کا تھا، اللہ کے رسول ﷺ نے ڈول سے پانی لیکر میرے چہرے پر کلی فرمائی تھی (بخاری شریف حدیث نمبر ۱۱۱۳ اور مسلم کی حدیث نمبر ۱۰۵۲ میں ہے کہ یہ کنواں ان کے گھر میں تھا)۔ حضرت محمود رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت دو دفعہ نصیب ہوئی کہ آپ ﷺ نے ان پر کلی فرمائی (اس طرح ان سے دل لگی بھی ہوگئی اور برکت بھی ہوگئی)۔ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۷۹۵)

۱۲۰۔ رسولِ خدا ﷺ کے اعزہ کے بچے:

آپ ﷺ پوری زندگی سب کیلئے رحمت للعالمین ﷺ بن کر رہے، اس لئے سب کے بچوں سے پیار کرتے تھے، رشتے داروں کے حقوق کے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات سب جانتے ہیں، اس لئے اپنے رشتے داروں کی قرابت کا حق بھی ادا فرماتے تھے۔ (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی، آپ ﷺ کے چچا زاد تھے، ان سب سے حضور ﷺ نے پیار کیا (۲) حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا رضائی ماں ہیں، لیکن ان کے حقوق کا بھی خیال رکھا (۳) ننہالی اعزہ کے بچوں سے بھی پیار فرماتے تھے (۴) سیدنا عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا ہیں، ان کے بچوں سے بہت میل جول اور محبت تھی، آپ ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاس رضی اللہ عنہ

Marfat.com

''اے اللہ! عباس رضی اللہ عنہ کی بخشش فرما!

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبْنَاءِ الْعَبَّاسِ

''اے اللہ! عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کی بخشش فرما''

(مجمع الزوائد حدیث ۱۵۴۷۷، سُبُل الھدیٰ: فی سیرتہ فی الاطفال)

حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ، حبر الامۃ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے حقیقی بھائی تھے۔ وہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے ایک سال پہلے (سن ۱۲ نبوت میں) پیدا ہوئے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ''مستدرک'' میں لکھا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی اولاد میں ان کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے۔

سرورِ دو عالم ﷺ کو بھی اپنے عمِ محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے بہت محبت تھی اور آپ ﷺ ان پر نہایت شفقت فرماتے تھے، بارہا ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ، عبید اللہ اور کثیر رضی اللہ عنہ (ابنائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کو بلایا اور ان سے فرمایا:

مَنْ سَبَقَ اِلَیَّ فَلَہٗ کَذَا وَ کَذَا

(سُبُل الھدیٰ والرّشاد. لباب الثانی فی حسن خلقہ. ج۷، ص۱۲)

''بچو! تم میں سے دوڑ کر جو سب سے پہلے میرے پاس آئے گا، میں اس کو فلاں چیز دوں گا'' تینوں بھائی دوڑ کر آپ ﷺ کی طرف آجاتے کوئی آپ ﷺ کے سینے پر لپٹ جاتا اور کوئی پشت مبارک پر چڑھ جاتا، آپ ﷺ سب کو سینے سے لگا لیتے۔

۱۲۱۔ میں بچے کو گرتا نہ دیکھ سکا:

ایک دن آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے، سرخ قمیضیں پہنے (دونوں شہزادے حسن وحسین رضی اللہ عنہما) چلتے، لڑکھڑاتے مسجدِ نبوی ﷺ میں جوں ہی آپ ﷺ کے سامنے آئے، آپ ﷺ یہ منظر دیکھ کر فوراً منبر سے اترے اور دونوں کو گود میں لے لیا، فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ سچ ہی کہتے ہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولادیں ایک آزمائش ہیں

Marfat.com

(اب دیکھو میں نے ان بچوں کو لڑکھڑاتے دیکھا اور میں صبر ہی نہ کرسکا، خطبہ چھوڑ کرانہیں اٹھا لیا)۔ (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۲۳۰۴۵)

۱۲۲۔ بچوں میں چند قابلِ رشک مناظر:

بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ اپنے نواسے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے مبارک کاندھوں پہ سوار کراتے، ان کے ساتھ ہنسی مزاح فرماتے، پیار کرتے، حسن رضی اللہ عنہ تھوڑا دور چل کر جاتے تو حضور ﷺ مسکراتے ہوئے کھیلنے کے لیے انہیں پکڑنے جاتے، حسن رضی اللہ عنہ اِدھر اُدھر گھومنے لگتے اور حضور ﷺ بھی ساتھ دوڑتے، آخر انہیں مسکرا کر پکڑ لیتے، کبھی آپ ﷺ منہ میں پانی رکھتے، جب حسن رضی اللہ عنہ سامنے آتے تو حضور ﷺ ان کے چہرے پہ کُلّی کرتے اور مسکراتے، کبھی ایسا ہوتا کہ ننھے حُسین رضی اللہ عنہ آجاتے، آپ ﷺ اپنی زبان باہر نکالتے، جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ زبانِ مبارک کو پکڑنے لگتے، تو آپ ﷺ مسکرانے لگتے۔

(اَطفالُنا وَحُبُّ الرّسُول ﷺ ج۱، ص۱۲)

خُلاصۃُ الباب:

قارئین مکرم!

۱۔ محمد عربی علیہ السلام بچوں کیلئے آنسو بہاتے تھے۔ (واقعہ نمبر: ۱۰۵)

۲۔ ان بچوں کی تربیت کرنے والی ماؤں کو محبوب خدا ﷺ نے بڑی بشارت سنائی۔ (واقعہ نمبر: ۱۰۶)

۳۔ بچے آپ ﷺ سے ملتے تو آپ ﷺ ان سے پیار کرتے تھے۔ انہیں دعائیں دیتے اور کبھی اپنی گود میں بٹھالیتے تھے۔ (واقعہ نمبر: ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹)

۴۔ بچے آپ ﷺ سے مانوس ہوتے کہ آپ ﷺ کے جوتوں کو ہاتھ میں لیتے اور آپ ﷺ ان سے بے تکلف ہوجاتے۔ (واقعہ نمبر: ۱۱۱، ۱۱۲)

۵۔ ایک بچے کو جامع دعائیں دی تھیں، بچے کیلئے نماز چھوٹی کردی تھی، ان سے کھیل بھی

Marfat.com

لیتے تھے۔(واقعہ نمبر:۱۱۳،۱۱۴)

۶۔ ایک غریب کو اجازت دی کہ وہ اپنے بچوں پر کفارے کی جنس خرچ کر دے۔(واقعہ نمبر:۱۱۵)

۷۔ بچوں کے کھیل کو پسند فرمایا اور خود بھی شرکت فرمائی۔(واقعہ نمبر:۱۱۶،۱۱۷،۱۱۸)

۸۔ پانچ سالہ بچے کے منہ پر کلی فرمائی اور اسے قابل فخر بنا دیا۔(واقعہ نمبر:۱۱۹)

۹۔ آپ ﷺ کے رشتہ دار بچے بے تکلف آپ ﷺ سے ملتے تھے۔(واقعہ نمبر:۱۲۰)

۱۰۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ساتھ مودت و محبت کے چند مناظر۔(واقعہ نمبر:۱۲۱،۱۲۲)

اور بہت سے خوبصورت مناظر ہیں جو اس کتاب میں پھیلے ہوئے ہیں۔معزز قارئین! بچہ بڑا ہو یا چھوٹا، اپنا رشتہ دار ہو یا کوئی اور، مسلمان، یہودی، مشرک ہو یا آتش پرست رحمت للعالمین ﷺ کی شان کریم سب کیلئے یکساں ہے اس لئے کہ بچے معصوم ہوتے ہیں اللہ کی رحمت کے مستحق ہوتے ہیں، زندہ رہیں تو زمین کی رونق، فوت ہو جائیں تو سیدھے جنت کا راستہ لیتے ہیں، بلکہ والدین صابر و شاکر ہوں تو جنت کے دروازوں پر ان کا استقبال کرتے ہیں۔اللہ کی یہ مخلوق واقعی محبت کی مستحق ہے اور محبت کا راستہ تعلیم و تربیت کے بغیر طے نہیں ہوتا۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی!

Marfat.com

باب ۱۰ دربارِ رسالت ﷺ میں بچیوں کی آمد

صنفِ نازک کی عزّت و وقار کا ذکر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ

النساء : ۳۲

اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کیے

Marfat.com

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون:۸)

ترجمہ: ”عزت اللہ کی ہے، اس کے رسول ﷺ کی اور اہل ایمان کے لئے ہے۔“

اس فرمانِ الٰہی کی روشنی میں تمام عزتوں کا مالک اللہ ہے اور اللہ سب سے زیادہ عزت اپنے نبی ﷺ کو دیتا ہے، اور پھر جو شخص نبی ﷺ کے جتنا قریب ہو اتنا معزز ہوتا ہے۔ سید دو عالم ﷺ نے جہاں، بزرگوں، اہل علم، قوم کے سربراہوں، اور مہمانوں کی عزت کا راستہ بتایا، وہاں بچیوں کی عزت و احترام کیلئے بھائی، بیٹا، خاوند اور باپ کی شکل میں چار محافظ قرار دیے۔

لوگوں نے جب آپ ﷺ کا یہ سلوک ننھی بچیوں کے ساتھ دیکھا کہ اپنی بچیوں کو زندہ درگور کرنے والے ان کے محافظ بن گئے، انہیں باعثِ ذلت سمجھنے والے، قابل رحمت سمجھنے لگے، ان پر مٹی ڈالنے والے ان کے سروں پر عزت کے لیے چادریں ڈالنے لگے۔

۱۲۳۔ بچیاں حضور ﷺ کو اشعار سنا رہی تھیں:

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عید کے دن انصار کی کچھ بچیاں میرے پاس بیٹھ کر دف بجا کر گا رہی تھیں، ان میں سے کوئی لڑکی باقاعدہ مغنیہ نہیں تھی۔ (بس وہ خوش الحانی کے ساتھ جنگ بعاث میں بعض انصار کے کارنامے بیان کر رہی تھیں۔ یہ جنگ

Marfat.com

اوس اور خزرج کے درمیان زمانۂ جاہلیت میں ہوئی تھی، غالباً یہ لڑکیاں اس جنگ میں شریک ان لوگوں کے کارنامے رجزیہ اشعار کی شکل میں بیان کر رہی تھیں (جو اب شرف اسلام سے بہرہ ور ہو چکے تھے)۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا:

مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ فِیْ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں یہ شیطانی آواز؟

اس وقت رسول اللہ ﷺ چادر اوڑھ کر استراحت فرما تھے، آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو فرمایا:

لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدٌ وَّ ھٰذَا عِیْدُنَا

ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے، اور آج ہماری عید کا دن ہے (یعنی ان کو یہ مترنم کلام پڑھنے دیں) ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ابو بکر ان بچیوں کو نہ روکو، آج عید کا دن ہے۔ (بخاری کتاب العیدین)

۱۲۴۔ حبشی بچوں کے کرتب میں حضور ﷺ کی دلچسپی:

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عید کے دن کچھ حبشی (بچے) ڈھالوں اور بھالوں (چھوٹے نیزوں کے ساتھ) کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: کیا تم کھیل دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا: ہاں، چاہتی ہوں۔

''فَاَقَامَنِیْ وَرَاءَهٗ خَدِّیْ عَلٰی خَدِّهٖ''

آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے اس طرح کھڑا کیا کہ میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار سے چھو رہا تھا، جب میں تھک گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حَسْبُكِ؟'' کیا جی بھر گیا؟ میں نے عرض کی: ''جی ہاں'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''فَاذْهَبِیْ'' اچھا تو جاؤ۔

(بخاری کتاب العیدین)

ملاحظہ: امام طحاوی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے:

Marfat.com

وَهِيَ حِينَئِذٍ لَمْ تَبْلُغْ مَبْلَغَ النِّسَآءِ فَلَمْ يَلْحَقْهَا الْعِبَادَات

(شرح مشکل الآثار، ج۱، ص۲۶۷، بخاری الحراب والدرک یوم العید)

یہ اس زمانے کی بات ہے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر تھیں کہ ان پر ابھی احکام اسلام لازم نہیں تھے۔

۱۲۵۔دلہن کے ساتھ اشعار پڑھنے والی کیوں نہ بھیجی؟:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک پروردہ انصاری لڑکی کی شادی انتہائی سادگی سے کر دی، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: دلہن کو تم نے روانہ کر دیا؟ لوگوں نے عرض کی ''جی ہاں'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ کسی ایسی لڑکی کو بھیجتے جو یہ اشعار پڑھتی۔''

أَتَيْنَاكُمْ.... أَتَيْنَاكُمْ.... فَحَيُّونَا..... نُحَيِّيكُمْ تو کیا اچھا ہوتا

''ہم تمہارے پاس آئے ......ہم تمہارے پاس آئے ......اللہ ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمہیں بھی)'' (مسند احمد، حدیث نمبر:۱۵۲۴۶، نحییکم اور نحیکم بھی نقل سے لیے گئے ہیں)۔

ملاحظہ: اوپر والے دونوں واقعات چھوٹی بچیوں کے ہیں، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ واقعہ چھ سات سال کی عمر کا ہے، اس وقت تک پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ (شرح مسلم للنوی، کتاب صلوۃ العیدین: ج۶، ص۱۸۴)

دوسری روایت میں ہے کہ چھوٹی بچیوں کے اشعار پڑھنے کا یہ واقعہ بھی ہجرت کے دن کا ہے۔ (مجمع الزوائد، باب اعلان النکاح، حدیث نمبر ۷۵۳۸، ج۴، ص۲۸۹)

ان سب روایات و واقعات کا فقہی جائزہ لیا جائے اور شرعی پردہ کی آیات کو پڑھا جائے اور ان روایتوں کو دیکھا جائے، جن میں گانے بجانے کی صریح ممانعت ہے، تو مسئلہ یہ ہے کہ شادی وغیرہ کے مواقع پر چھوٹی بچیوں کا بغیر ساز ایسے اشعار پڑھنا جائز ہے، جن میں اللہ

Marfat.com

کی حمد، نبی ﷺ کی نعت، تاریخی واقعات یا ترحیبی جملے ہوں فحش کلام نہ ہو۔

۱۲۶۔ بچیوں سے محبت رکھو، وہ غمخوار ہوتی ہیں:

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تُكْرِهُوا الْبَنَاتِ فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ

''بیٹیوں کو برا نہ سمجھا کرو کہ وہ انتہائی گراں قدر غمخوار ہوتی ہیں''

''(مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: حدیث نمبر ۱۷۴۱۱)

ایمان بھی ہے اور تجربہ بھی شاہد ہے کہ ہمارے صادق و مصدوق نبی ﷺ ہی درست فرماتے ہیں، کہ بچیاں وفادار ہوتی ہیں، بچے ایسے کم ہوتے ہیں، اگر بچیوں کو رسول اکرم ﷺ کا اسوۂ طیبہ سکھایا جائے، تو یہ عمل آخرت میں بھی کام آتا ہے (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی چند مزید احادیث اس موضوع پر یہ ہیں)

حُرِّمَ علیکُم وأد البنات

''بچیوں کو زندہ درگور نہ کرو!''

منَ ابتلي بشيئٍ مِن هٰذا البنات فَأحسن اليهنَّ كُنَّ لهٗ سِتراً مِّنَ النَّار (مسند احمدؒ، حدیث نمبر: ۲۴۱۰۱)

(ان بچیوں کی تربیت ایک امتحان ہے) جس شخص کا امتحان ان بچیوں کے ذریعے لیا جائے اور وہ اچھے طریقے سے پرورش کرے تو (یہ عمل) اور یہ بچیاں جہنم کی آگ اور اس کی تربیت کرنے والے کے درمیان پردہ ہو جائیں گی (اور اسے بچا لیں گی)۔

کتابوں میں اس گذشتہ روایت کی ایک اور سند سے یہ الفاظ ثابت ہیں:

فَأحسَنَ صُحبَتَهُن (مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۴۱۰۱)

''بچیوں کے میل جول پر خاصی توجہ دے کہ کہاں سے کیا سیکھتی ہیں؟

Marfat.com

۱۲۷۔ یتیم بچیوں کیلئے ایک عظیم معجزۂ نبوی کا ظہور:

سب یتیموں سے حضور ﷺ ہمدردی فرماتے تھے خصوصاً شہدائے اسلام کے یتیم بچوں کا اور ان میں سے بھی بچیوں کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور ان کی چھوٹی سات بچیوں پر بھی حضور ﷺ بہت مہربان تھے اس لئے کہ ان کے والد (عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے غزوۂ احد میں شہادت حاصل کی، کافروں نے ان کا مثلہ کر دیا تھا، اس لئے جنازہ کپڑوں میں اڑھا کر لایا گیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کپڑا ہٹا کر دیکھنا چاہا تو لوگوں نے منع کر دیا، آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھ کر کپڑا اٹھا دیا، بہن پاس کھڑی تھی، بھائی کی حالت دیکھ کر ایک چیخ ماری، آنحضرت ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ لوگوں نے کہا ''ان کی بہن'' فرمایا:

مَا زَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ تظلّه بِاَجنِحَتِهِمْ حتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ

(مسند احمد: ۱۴۲۲۳)

''تم روؤ یا نہ روؤ جب تک جنازہ رکھا رہا، ان پر فرشتے پروں سے سایہ کیے رہے تھے'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دس لڑکیاں چھوڑیں، جو بہت کم عمر تھیں، والد کے مرنے پر وہ گھر میں بلک بلک کر رو رہی تھیں، ان بچیوں کی کفالت کی ذمہ داری نوعمر صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر تھی، محمد کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے مخلص احباب سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم ان یتیم بچوں کیلئے پورے فکرمند تھے، سیرت ابن ہشام میں ہے کہ یہ بچیاں سات تھیں۔ (سیرت ابن ہشام، جابر وقصتہ جز۲، ص ۲۰۶)

ان سب یتیم بچیوں پر قرض بہت تھا، ان کے بھائی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اس کے ادا کرنے کی فکر ہوئی لیکن ادا کہاں سے کرتے؟ صرف کل دو باغ تھے، جن کی پوری پیداوار گھر کے خرچ اور قرض کو کافی نہ تھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے یہودی قرض خواہ آئے تو جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گھبرائے ہوئے آگئے، اور عرض کی: ''یہودیوں کو بلا کر کچھ کم کروا

Marfat.com

دیجئے" آپ ﷺ نے ان لوگوں کو طلب فرما کر جابر رضی اللہ عنہ کا مدعا بیان کیا، انہوں نے قرض چھوڑنے سے انکار کیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اچھا دو مرتبہ میں اپنا قرض وصول کر لو، نصف اس سال اور نصف دوسرے سال وہ لوگ اس پر بھی رضامند نہ ہوئے۔

دو رکعت نماز اور دعا کی کھلی برکت:

آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو تسلی دی، بیٹے فکر نہ کرو اللہ کوئی سبیل نکالے گا، میں تمہارے ہاں فلاں دن آؤں گا۔ حضور ﷺ وعدہ کے دن تشریف لائے، وضو فرمایا، دو رکعت نماز صلوۃ الحاجت پڑھی (اب ایک معجزہ ہونے والا تھا) سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے کہ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے، تقسیم کا وقت آیا تو ارشاد ہوا چھواروں کو قسم وار الگ کر کے خبر کرنا، چنانچہ آپ کو خبر کی گئی، آپ ﷺ تشریف لائے اور ایک ڈھیر کے پاس بیٹھ گئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بانٹنا شروع کیا، اور آپ ﷺ دعا کرتے رہے، خدا کی قدرت کہ قرض ادا ہونے کے بعد بھی کچھ بچ گیا، آپ ﷺ کے پاس حضرت جابر رضی اللہ عنہ خوشی خوشی آئے، عرض کی: کہ قرض ادا ہو گیا اور اتنا فاضل ہے۔ آپ ﷺ نے خدا کا شکر ادا کیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی بہت مسرت ہوئی کہ ایک مسلمان لڑکے اور اس کے ساتھ دس یتیم بچیوں کا قرض ادا ہو گیا۔

(سیر الصّحابہ رضی اللہ عنہ: ج ۳، ص ۲۵۸)

حضور ﷺ کے قدموں سے ایک پیغام:

کھجوروں میں برکت کا یہ واقعہ جو اوپر لکھا گیا وہ یتیم بچوں کیلئے رونما ہوا،

وَفَضَلَتْ فُضْلَةً سَبْعَةَ عَشَرَ وَسَقًا

(سترہ وسق کھجوریں بچ بھی گئیں) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے برکت کا یہ قصہ سنایا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

Marfat.com

لَقَدْ عَلِمْتُ حِيْنَ مَشٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْهَا لَيُبَارَكَنْ فِيْهَا

''جب حضور ﷺ کے قدم ادھر چلنے تو میں نے سوچ لیا تھا کہ اب اس ڈھیر میں برکت ہوگی۔'' (دلائل النبوہ للفریابی: ج۱،ص ۴۵۸۳)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو مکان پر لے گئے (جہاں یتیم بچیاں ایک جھلک کی منتظر تھیں) وہاں اہلِ خانہ نے گوشت، خرما اور پانی پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم کو معلوم ہے کہ میں گوشت رغبت سے کھاتا ہوں۔ چلنے کا وقت آیا تو اندر سے آواز آئی: صَلِّ عَلَيْنَا ''ہم اور ان یتیم بچیوں کیلئے رحمت کی دعا کرتے جائیے!'' رحمتِ عالم ﷺ سے کوئی درخواست کرتا تو آپ ﷺ اسے اپنی دعاؤں سے ضرور نوازا کرتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے فوراً اللہ کی بارگاہ میں عرض کی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عليهم

''اے اللہ! اس خاندان پر رحمتوں کا نزول فرما''

(مسند جابر رضی اللہ عنہ فی مسند الصحابہ رضی اللہ عنہم فی کتب الستۃ، حدیث نمبر ۲۸ مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۲۸۴)

۱۲۸۔ بہنوں کیلئے یہ قربانی کی ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ والد کی شہادت کے بعد جوان ہوئے تو ایک بیوہ عورت سے نکاح کرلیا، آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا:

اَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ!

''کسی کنواری سے کیا ہوتا، کہ وہ تم سے کھیلتی، تم اس سے کھیلتے'' عرض کی: کہ بہنیں خرد سال تھیں، اس لیے ہوشیار عورت کی ضرورت تھی، جو ان کی کنگھی کرتی، جوئیں دیکھتی، کپڑے سی کر پہناتی، فرمایا: اَصَبْتَ ''تم نے ٹھیک کیا۔''

(مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۱۵۰۵۵)

Marfat.com

۱۲۹۔اسلام کی سربلندی میں بچیوں کی دلچسپی:

ہجرت کے موقعہ پر انصار بچیوں کے شوقیہ اشعار سنانے کا واقعہ اسی باب میں آپ پڑھ چکے ہیں، اپنے مہاجر والدین کے ساتھ بہت سی بچیوں نے بھی اسلام کی سربلندی کے لیے ہجرت کی۔ حضور ﷺ جب ہجرت کی غرض سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے، وہ پہلے ہی سراپا انتظار تھے، انہوں نے جلد جلد سفر کی تیاری کی، ان کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دو تین دن کا کھانا تیار کر رکھا تھا، الغرض خاندان صدیقی رضی اللہ عنہ کا بچہ بچہ ہجرت کی تیاری میں پیش پیش تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو اس وقت سات سال سے بھی کم عمر کی تھیں، اپنی اماں اور ہمشیرہ کے ساتھ اس تیاری میں شامل تھیں، کھانا اور پانی کا برتن باندھنے کیلئے کوئی کپڑا نہ ملا تو جلدی سے اپنے کمر بند (نطاق) کے دو ٹکڑے کیے، ایک سے پانی کے مشکیزے کا منہ باندھا اور دوسرے میں کھانا لپیٹا، اسی دن وہ ''ذاتُ النِّطاقین'' کے لقب سے مشہور ہوئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر تھیں وہ اس تیاری کے متعلق فرماتی ہیں:

فَجَهَّزْنَاهُمَا اَحَبَّ الْجِهَازِ

''ہم نے بہت اچھا سامانِ سفر تیار کیا'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جملہ ثابت کرتا ہے کہ ہجرت کے اس مقدس سفر میں خانوادۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بچوں اور بچیوں سمیت خاندان کے ہر فرد نے حصہ لیا۔ (مسند احمد، حدیث نمبر ۲۵۶۶۷)

۱۳۰۔مدینۃ النبی ﷺ کے بچوں کے جذبات:

جیسے ہی ادھر محمد عربی ﷺ کی سواری عوالی مدینہ کی طرف بڑھی، اُدھر آپ ﷺ کے انتظار میں بچوں، بچیوں اور بڑوں کے قلوب کے ساتھ خاکِ یثرب کے ذرات ابھر ابھر کر ہمہ تن دید بن گئے تھے، کہ آج انہیں اس رحمتِ مجسم ﷺ کے پائے اقدس چومنے کا شرف حاصل ہونے والا تھا، جو تمام کائنات ارضی و سماوی کا سرمایہ افتخار تھی، عورتوں اور مردوں کے ساتھ ننھے بچے اور بچیاں بھی پیکر ابتہاج تھے، سارا شہر جوشِ مسرت اور فرط

Marfat.com

عقیدت سے گہوارہ بنا ہوا تھا، اور فضا تحمید و تقدیس کے نغموں سے گونج رہی تھی، مدینہ کے حبشی بچے وفورِ مسرت میں اپنے فوجی کرتب دکھا رہے تھے، اور بچے:

"جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ...... جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ...... جَاءَ مُحَمَّدٌ ....."

رسول اللہ ﷺ آئے۔ رسول اللہ ﷺ آئے۔ محمد ﷺ آئے، کے نعرے لگاتے ہوئے ہر طرف خوشی سے اچھل کود رہے تھے۔ (صحیح ابن حبان ذکر وصف قدوم المصطفیٰ ﷺ)

۱۳۱۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ آ گئے:

جوشِ مسرت میں پردہ نشیں خواتین بھی دیدارِ رسول ﷺ کے لیے گھروں کی چھتوں پر نکل آئی ہیں، مکانوں کی بالائی منزلیں اور منڈیریں ان خواتین سے پٹی پڑی ہیں، دوشیزہ لڑکیاں جھروکوں سے جھانک رہی ہیں، راہ میں انصار کا ہر قبیلہ بصد نیاز سرورِ کونین ﷺ کے سامنے آتا، جان، مال اور گھر پیش کرتا ہے، حضور ﷺ ان کے حق میں دعا خیر فرما رہے ہیں۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ جو اس وقت کم سن اور استقبالی بچوں میں شامل تھے، وہ فرماتے ہیں:

رأیتُ الولائِدَ وَالصِّبیان یَقُولُونَ ھٰذَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ قَدْ جَاءَ

میں نے دیکھا کہ ہر عمر کے بچے آ رہے ہیں وفورِ شوق میں حضور ﷺ کے پاس آ کر کہتے ہیں! "یہ اللہ کے رسول ﷺ آ گئے" (مسند احمد: حدیث نمبر ۱۸۵۳۵)

۱۳۲۔ مدنی بچیوں کا ترانہ:

جس وقت کوکبہ نبوی ﷺ کسی کوچے میں داخل ہوتا تو دونوں طرف کے مکانات کی چھتوں پر کھڑی پردہ نشینانِ انصار رضی اللہ عنہ اور ان کے ننھے بچوں اور مسکراتی بچیوں کے لبوں پر یہ ترانہ جاری ہوتا:

"طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا"

ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا۔

"مِن ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ"

Marfat.com

کوہِ وداع کی گھاٹیوں سے۔

"وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا"

ہم پر خدا کا شکر واجب ہوا،

"مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعٍ"

جب تک اللہ کو پکارنے والی باقی ہے۔

"اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا"

اے ہم میں مبعوث ہونے والے!

"جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ"

آپ ایسے امر کے ساتھ آئے ہیں جس کی اطاعت ضروری ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ باب الھجرۃ اِلَی المدینۃ)

۱۳۴۔آپ ﷺ کے ننھیال کی بچیاں:

حضور ﷺ کے ننھیال (بنو نجار) کے بچوں اور بچیوں کے جوش و خروش کی تو کوئی انتہا نہ تھی، انہیں معلوم تھا کہ آپ ﷺ کی والدہ ان کے قبیلے سے ہیں، خاندانی بزرگ امید کرنے لگے ننھے محمد ﷺ ہمارے گھروں میں کھیلے تھے، اس لئے پیارے محمد ﷺ اب جوان ہو کر آئے ہیں تو انہیں ہی شرفِ میزبانی بخشیں گے، اس طرح ان کو محبوبِ کبریا ﷺ کے ہمسایہ بننے کی سعادت نصیب ہوگی، بنو نجار کی معصوم بچیاں یہ ترانہ گا رہی تھیں۔

"نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ"

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں۔

"یَا حَبَّذَا مُحَمَّدًا مِنْ جَارٍ"

محمد ﷺ کیا ہی اچھے ہمسایہ ہیں۔

(وَفاءُ الوفاء باخبار دَارِ المُصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسلم. الفصل الحادی عشر فی قدومہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وسلم)

Marfat.com

بچیو! محمد (ﷺ) بھی تم سے پیار کرتے ہیں:

سرورِ کائنات ﷺ ان لڑکیوں کے پاس سے گزرے، تو متبسم ہو کر ان سے فرمایا:

''اَتُحِبّبَنِی'' ''بچیو! کیا تم مجھے چاہتی ہو؟ انہوں نے بیک آواز کہا:

''نَعَمْ یَا رَسُولَ اللّٰہ''

ہاں! یا رسول اللہ ﷺ! حضور ﷺ نے فرمایا:

''اَللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّ قَلْبِیْ یُحِبُّکُنَّ'' (السیرۃ الحلبیۃ باب الہجرۃ الی المدینۃ)

اللہ جانتا ہے تم بھی مجھے دلی عزیز ہو۔

۱۳۴۔ بچی کی پیدائش پر دعائے رحمت:

سیدنا محمد کریم ﷺ نے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ لڑکی باعثِ برکت ہے، آپ ﷺ کے کم سن خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب بچی پیدا ہوتی ہے، تو اللہ پاک ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں، جو ان کیلئے برکت لیکر اترتا ہے۔ ابن شرط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہوتی ہے تو:

''بَعَثَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ مَلٰئِکَۃً یَقُوْلُوْنَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ'' (مجمع الزوائد، باب فی الاولاد والاقارب، ج۸، ص۱۵۶)

''اللہ پاک ملائکہ کو بھیجتے ہیں وہ گھر والوں کو سلامتی (مبارک باد) پیش کرتے ہیں، بچی کو پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں''

۱۳۵۔ ایک مظلوم بچی کی کہانی سنی اور حضور ﷺ آبدیدہ ہو گئے:

آپ ﷺ کی آمد سے پہلے بچیوں کو زندہ ہی قبر میں ڈال کر ہمیشہ کیلئے اس دنیا سے اوجھل کر دیا جاتا تھا، آپ ﷺ نے اس رسم بد کو جڑ سے اکھاڑا، اور بچیوں کو باعثِ رحمت قرار دیا، ایک بچی کا تذکرہ جس پر آپ افسردہ ہو گئے۔

Marfat.com

ایک دفعہ ایک دیہاتی صحابی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے، اور اپنے دورِ جاہلیت کا یہ دردناک قصہ بیان کیا، کہ میں نے اپنی چھوٹی سی معصوم بچی کو کس طرح زندہ ہی گڑھے میں ڈال دیا، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ جب میں اسے گڑھے میں ڈال رہا تھا تو وہ "یا ابتاہُ یا ابتاہُ" "ابا ابا" کہہ کر پکار رہی تھی، یہ قصہ سن کر حضور ﷺ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو گرنے لگے، آپ ﷺ اس قدر روئے کہ ریش مبارک تر ہوگئی۔

(سنن الدارمی، باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی ﷺ)

۱۳۶۔ نماز میں ایک بچی حضور ﷺ کے ساتھ:

حضور ﷺ تو ساری مخلوق سے پیار کرتے تھے، بچیوں سے محبت بہت زیادہ تھی، مثلاً: رسول اللہ ﷺ کو اپنی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی، حضرت امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا سے اتنی محبت تھی کہ جب وہ ننھی بچی تھیں تو آپ ﷺ بعض اوقات نماز ادا کرتے وقت بھی ان کو اپنے سے جدا نہ کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: بابُ اِذا حَمَلَ جاریۃً صغیرۃ)

نماز میں آپ ﷺ اللہ سے ہم کلام ہوتے تھے، اس حالت میں بچی کو ساتھ رکھ کر آپ ﷺ نے اس معاشرہ کو بچیوں سے محبت کا درس دیا ہے، جس میں انہیں زندہ ہی مار دیا جاتا تھا۔

دیکھئے! حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنا چشمِ دید واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ ہم لوگ مسجدِ نبوی ﷺ میں حاضر تھے کہ حضور ﷺ (ننھی) امامہ رضی اللہ عنہا کو کندھے پر اٹھائے ہوئے تشریف لائے اور اس حالت میں نماز پڑھائی "فَاِذا سَجَدَ وَضَعَھا وَاِذا قامَ حَمَلَ" جب سجدہ میں جاتے تو ان کو اتار دیتے اور پھر کھڑے ہوتے تو کندھے پر چڑھا لیتے اس طرح پوری نماز ادا کی۔

(صحیح بخاری باب اذا حَمَلَ جاریۃً صغیرۃً)

شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ یہ ابتدا اسلام کا واقعہ ہے، اس وقت نماز میں اس طرح کے طرزِ عمل کی ممانعت نہیں آئی تھی۔ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی طرح حضراتِ حسنین کریمین

Marfat.com

رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی محبت بہت ہی معروف ہے کہ وہ نماز کی حالت میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ لگے رہتے اور کبھی تو آپ ﷺ سجدے میں اور وہ پیٹھ پر بیٹھ جاتے اور حضور ﷺ اپنے رب کے ساتھ مناجات کو مزید طویل کر دیتے تھے۔ (سنن النسائی حدیث نمبر ۱۱۲۹)

۱۳۷۔ نبی کریم ﷺ کی محبوب ترین بچی:

ننھی بچیوں سے حضور ﷺ بہت پیار کرتے تھے، انہیں اچھے لباس میں دیکھ کر محظوظ ہوتے تھے، آپ ﷺ کو اپنی نواسی حضرت امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا سے بڑی الفت تھی، ایک دفعہ آپ ﷺ مجلس صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف لائے، آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک دلنشیں ہار تھا، فرمایا:

"لَأُعْطِيَنَّهَا أَحَبَّكُنَّ إِلَيَّ"

یہ ہار میں تم میں سب سے پیارے کو دوں گا۔

جانثار صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے سوچا شاید آپ ﷺ یہ ہار اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیں گے، لیکن آپ ﷺ نے ننھی امامہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، ان کی آنکھیں صاف فرمائیں اور ہار انہیں پہنا دیا، ایک دفعہ بیش قیمت انگوٹھی اور کچھ زیور حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہدیہ آیا، تو وہ بھی حضور ﷺ نے امامہ رضی اللہ عنہا کو پہنا دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر امامة بنت ابی العاص رضی اللہ عنہ)

آپ ﷺ بچیوں پر اچھا لباس دیکھ کر خوش ہوتے تھے، اور انہیں زیور بھی عنایت کرتے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۴۹۲۴)

۱۳۸۔ ایک بچی اور گھی میں برکت کا معجزہ:

بچوں کی طرح چھوٹی نابالغ بچیاں بھی حضور ﷺ کی محفل میں آجاتیں، آپ ﷺ کی باتیں سنتیں اور آپ ﷺ سے فیض لیتیں تھیں، بعض خواتین اپنی بچیوں کے ذریعے

Marfat.com

حضور ﷺ کے ہاں ہدیہ بھیج دیا کرتی تھیں ۔ (صرف ایک واقعہ بطورِ مثال لکھا جاتا ہے)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ماں (ام سلیم رضی اللہ عنہا) کے پاس ایک بکری تھی، انہوں نے اس کے گھی کو ایک کپی میں جمع کیا، جب وہ کپی بھر گئی تو اس کو انہوں نے اپنی پرورش کردہ ایک لڑکی کے ہاتھ یہ کہہ کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور کہا:

"یَا زَیْنَبُ اَبلِغِی هٰذِهِ العُكَّةَ يَأتَدِمُ بِهَا"

اے زینب! یہ گھی حضور ﷺ کے گھر لے جاؤ، تاکہ آپ ﷺ اس سے سالن بنالیا کریں۔ وہ لڑکی زینب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، تو آپ ﷺ نے اہلِ خانہ سے فرمایا: اس کپی کو خالی کر کے اسے دے دو! چنانچہ وہ کپی خالی کی گئی اور اس لڑکی کو دے دی گئی وہ واپس آئی تو ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر میں نہیں تھیں، لڑکی نے وہ کپی کھونٹی پر لٹکا دی، جب ام سلیم رضی اللہ عنہا آئیں تو کپی کو بھرا ہوا دیکھا، اس میں سے گھی ٹپک رہا تھا، انہوں نے لڑکی سے کہا: بیٹی کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ اسے حضور ﷺ کے پاس لے جا! اس نے کہا: میں لے گئی تھی، اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو خود جا کر حضور ﷺ سے پوچھ لیں۔

۱۳۹۔ اللہ کی عنایت سے فائدہ اٹھاؤ!

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا لڑکی کو ساتھ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس کے ہاتھ آپ ﷺ کے پاس ایک کپی بھیجی تھی جس میں گھی تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ آئی تھی اور دے گئی تھی۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی: قسم اس ذات کی، جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ پیدا کیا، وہ کپی بھری ہوئی ہے اور اس میں سے گھی ٹپک رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اَتَعجَبِینَ ان کَانَ اللهُ اَطْعَمَكِ كَمَا اَطعَمتِ نَبِيَّهُ، كُلِي وَ اَطْعِمِي" (المعجم الکبیر ام سلیم بنت ملحان حدیث نمبر ۲۰۸۰۰)

"اے اُم سلیم رضی اللہ عنہا! تجھے اس بات پر تعجب کیوں ہے کہ اللہ نے تجھے اسی طرح رزق

Marfat.com

دیا جیسے تو نے اس کے نبی ﷺ کے لیے کھانے کو دیا ہے، کھا اور کھلایا! حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں گھر آئی اور اس گھی کو اپنے اعزہ و اقربا میں تقسیم کیا، پھر بھی اتنا بچا رہا کہ ہم کئی ماہ تک اس سے سالن کا کام لیتے رہے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد باب معجزته، ج۸، ص۳۰۹)

۱۴۰۔ بچی کی نعت اور اصلاح:

حضور ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ سے متاثر ہو کر چھوٹی بچیاں بعض اوقات آپ ﷺ کو گھیرے رکھتیں اور آپ ﷺ سے ذرا بھی تکلف نہ کرتیں تھیں، حتیٰ کہ کچھ اشعار وغیرہ پڑھ لینے کی جسارت بھی کر لیتیں، چنانچہ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ بن عفراء کی حضرت ایاس رضی اللہ عنہ بن بکر لیثی سے شادی ہوئی، صبح کو آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے، لڑکیاں دف بجا بجا کر شہدائے بدر کے مناقب میں اشعار پڑھ رہی تھیں، اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کی شان میں بھی چند اشعار پڑھے، جن میں ایک مصرع یہ تھا، جو ایک بچی نے پڑھا:

"وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ"

اور ہم میں وہ نبی ہے، جو کل کی بات جانتا ہے" آنحضرت ﷺ نے اس بچی سے فرمایا:

"لَا تَقُوْلِي هٰكَذَا وَقُوْلِي مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ"

ایسا نہ کہو، جو تم پہلے کہہ رہی تھی وہی کہو! (بخاری، باب ضرب الدف فی النکاح والولیمة)

واقعہ سے معلوم ہوا کہ:

۱۔ چھوٹی بچیاں آپ ﷺ کو اپنے والد سے بڑھ کر درجہ دیتی تھیں

۲۔ اچھے نعتیہ اشعار پڑھتی، اور حضور ﷺ خوش ہو جاتے

۳۔ کوئی خلاف شرع اشعار ہوتے تو بند کروا دیئے جاتے اور پوری اصلاح فرماتے۔

Marfat.com

اصلاح البنات کا ایک اور واقعہ یہ ہے:

۱۴۱۔ بالغ بچیاں اور سر پہ ڈوپٹہ:

چھوٹے بچے اور بچیاں حضور ﷺ پر جان نچھاور کرتے تھے، بعض خوش نصیب تو یتیم ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کے گھر میں رہتے تھے، حضور ﷺ ان کے ابا ہوتے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ان کی مائیں۔ (مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۳۵۱۷)

ان نبوی ﷺ گھروں میں ان یتیم بچوں کی تربیت بھی ہوتی تھی، بچیوں کو شرعی پردے اور حیا کا درس دیا جاتا تھا، ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ ام طلحۃ الطلحات رضی اللہ عنہا کے یہاں قیام کیا، تو دیکھا کہ کچھ بچیاں جو بالغ ہونے کے باوجود بغیر دوپٹوں کے نماز پڑھ رہی ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کوئی بچی دوپٹے کے بغیر نماز نہ پڑھے!، اس لیے کہ ایک دفعہ نبی علیہ السلام میرے ہاں تشریف لائے، اس وقت میری پرورش میں ایک بچی تھی، نبی علیہ السلام نے ایک چادر مجھے دی اور فرمایا:

"فَاِنِّي لَا أَرَاهَا اِلَّا قَدْ حَاضَتْ أَوْ لَا أَرَاهُمَا اِلَّا قَدْ حَاضَتَا"

میرے خیال میں اب یہ چھوٹی نہیں ہیں اس لئے۔

"شُقِّيهِ بَيْنَ هٰذِهِ وَبَيْنَ الْفَتَاةِ الَّتِي فِي حُجْرِ أُمِّ سَلَمَةَ"

اس کے دو حصے کر کے اس بچی رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں جو بچی ہے ان کے درمیان تقسیم کر دو! میرے خیال میں یہ دونوں بالغ ہو چکی ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل: حدیث نمبر ۲۴۶۹۰)

گذشتہ سطور سے معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں یتیموں کی پرورش ہوتی تھی، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں یتیم بچیاں پرورش پاتی تھیں۔

(معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، زینب بنت معاویہ)

۱۔ بچوں کی تربیت کا یہ انداز آج ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے، بچیوں اور بچوں کو

Marfat.com

انسانیت کے طور طریقے اس لئے سکھائے جاتے ہیں کہ انہوں نے معاشرے کا ایک صالح فرد بننا ہے، حالانکہ ابھی ان پر احکام نہیں لگتے، اس کے باوجود اسلام اولاد کی تربیت پر خاص توجہ کا حکم دیتا ہے تاکہ احکام الٰہی کا مکلف بننے سے پہلے اعمالِ صالحہ کی مشق ہو جائے، حلال و حرام کا پتہ چل جائے۔

۲۔ معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں میں پرورش اور تعلیم کے لیے بے سہارا بچے بھی ہوتے تھے۔"

۱۴۲۔ بچوں سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا:

دنیا میں جو شخص بھی رہتا ہے اس سے اسکی زندگی، مال، وقت اور اسے دی جانے والی نعمتوں کے بارے میں حساب لیا جائے گا لیکن بچوں کا معاملہ کچھ اور ہے، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجنونہ عورت پر حد جاری کرنے کا حکم دیا تو ان کے سامنے حضور ﷺ کا ایک فرمان پڑھا گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تین قسم کے آدمی مرفوع القلم ہیں، جن پر کوئی حکم جاری نہیں ہوتا، ایک تو سویا ہوا شخص، تاوقتیکہ بیدار ہو جائے" وَعَنِ الطِّفلِ حتّٰی یَحْتَلِمَ "دوسرا بچہ، جب تک کہ بالغ نہ ہو جائے اور تیسرے مجنون یہاں تک کہ اپنے ہوش و حواس میں آجائے" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حد جاری نہ کی۔

(مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۱۱۸۳)

۱۴۳۔ حضور اکرم ﷺ اور ننھی بچیوں کا لباس اور زیور:

باب نمبر ۱۴ میں بعنوان: "یتیم بچیاں، حبیبہ رضی اللہ عنہا، کبشہ رضی اللہ عنہا کی شادیاں" لکھا ہے کہ ان بچیوں کو آپ ﷺ نے زیور بھی پہنائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے پاس نجاشی کی طرف سے ہدیہ آیا، جس میں سونے کا ایک ہار بھی تھا اور اس میں حبشی نگینہ لگا ہوا تھا، نبی علیہ السلام نے اسے بے توجہی سے لکڑی کے ذریعے اٹھایا اور اپنی نواسی امامہ

Marfat.com

بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا:

''تحلّیْ بِھٰذا یَابُنَیَّۃَ'' پیاری بیٹی یہ زیور تم پہن لو۔

(مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۲۴۹۲۴، سنن ابن ماجہ، کتابُ اللّباس)

۱۴۴۔اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کو اچھی چادر اوڑھائی:

سیدنا خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہما جلیلُ القدر، قدیم الاسلام صحابیٔ رسول ﷺ کے گھر قیام حبشہ کے دوران ہی اُمّ خالد رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی سعید بن خالد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، یہ دونوں بہن بھائی جب مدینہ میں محمد کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو نبی کریم ﷺ ان کو بہت پیار فرماتے، اس لئے کہ (۱) یہ مسلمان بچے تھے (۲) یہ عام بچے نہیں، بلکہ ذُوالھجر تَین بچے تھے، کہ انہوں نے اپنے والدین کے ساتھ ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ کی فضیلت حاصل کی ہے، اس لئے مدینہ کی سب بچیوں میں سے اس بچی کو ہدیہ کیلئے چنا تھا، سیدہ ام خالد رضی اللہ عنہا اپنے بھائی سعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ارضِ حبشہ میں پیدا ہوئیں۔

(معرفۃ الصحابہ، ذکر اُمّ خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا)

اسی لئے حبشی زبان سے واقف تھیں، اسے خوش کرنے کیلئے آپ ﷺ نے بچی کو حبشی الفاظ سے داد دینے کے لیے ''سنۃ سنۃ یاسناہ سناہ.... یا حسناہ'' (بہت خوب، بہت خوب) فرمایا: ایک دفعہ آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ کپڑے ہدیہ آئے، آپ ﷺ نے مجلس میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''مَن تَرَوْنَ اَکْسُوْ ھٰذِہٖ'' تمہارا کیا خیال ہے، میں یہ چادر کسے پہناؤں گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِیْتُونِیْ بِاُمِّ خَالِدٍ'' میرے پاس اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کو لاؤ! چنانچہ بچی کو اٹھا کر آپ ﷺ کے پاس لایا گیا، رسولِ کریم ﷺ نے وہ چھوٹی سی چادر لی اور اُمّ خالد رضی اللہ عنہا پر ڈال دی اور فرمایا: ''اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ'' اسے خوب استعمال کرو ......اور فرمایا: یا اُمّ خَالِدٍ! ھٰذَا سَنَاہٗ وَسَنَاہٗ! اے اُمِ خالد! یہ بہت اچھی ہے (تیرے اوپر بہت اچھی لگ

Marfat.com

رہی ہے)۔(اسدُ الغابہ حرف الخاء، ام خالد)

اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کے بھائی سعید رضی اللہ عنہ نے بھی حضور ﷺ سے پیار حاصل کیا، جوان ہوئے تو دمشق میں دینی خدمات سرانجام دیں، وہ دمشق میں وفات پانے والے آخری صحابی تھے۔(اَلاصابہ، ج۶،ص ۴۶۲)

۱۴۵۔ جب ایک بچی مہر نبوت سے کھیلنے لگی:

اُمّ خالد رضی اللہ عنہا نامی یہ بچی اپنے ابو کے ساتھ سید دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے زرد رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھی (آپ ﷺ کو بہت پیاری لگی) آپ ﷺ نے فرمایا: ''سَنَہ، سَنَہ'' یعنی بہت خوب، بہت خوب! اُمّ خالد رضی اللہ عنہا خود بیان کرتی ہیں کہ (میں نے جب آپ ﷺ کا یہ اندازِ شفقت دیکھا تو) آپ ﷺ کی مہر نبوت ﷺ سے کھیلنے لگی، میرے والد نے مجھے روکنا چاہا، لیکن نبی مکرم ﷺ نے والد صاحب کو مخاطب کیا اور فرمایا:

''دَعھا''، یعنی اسے کھیلنے دو نہ روکو! (المسند الجامع، اسد الغابہ تذکرہ ام خالد رضی اللہ عنہا بنت خالد رضی اللہ عنہ)

مہر نبوت ﷺ سے بچوں کو بہت زیادہ دلچسپی تھی، کبھی آپ ﷺ کے دوشِ مبارک پر کرتے کی جگہ ایک چادر ہوتی تھی بعض اوقات وہ چادر کندھے سے اتر جاتی تو مہرِ نبوت واضح نظر آجاتی تھی جو بڑوں کے ساتھ بچوں کی دلچسپی کا سامان بھی تھی۔

۱۴۶۔ دورِ نبوی ﷺ میں بچیوں کی تعلیم:

اُمّ خالد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

انی اَوَّلُ مَنْ کَتَبَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

''میں وہ ہوں کہ جس نے (قرآنِ کریم کی معروف آیت) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب سے پہلے لکھی۔'' (کنز العمال، حدیث نمبر ۳۷۵۹۶)

اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ابتداء اِسلام کے انتہائی ناموافق حالات میں

Marfat.com

بھی بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کتنا فکر کیا جاتا تھا، اُمّ خالد رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک کھیلنے والی بچی ہیں، لیکن آپ ﷺ ان کی تعلیم و تربیت سے بھی غافل نہیں ہیں، کہ ان سے اللہ تعالیٰ کا کلام لکھوایا جا رہا ہے۔

۱۴۷۔ دربارِ رسالت ﷺ میں ایک مقدمہ:

یہ سید دو عالم ﷺ کی تعلیمات کا ہی نتیجہ تھا کہ بچیوں کو زندہ دفن کر دینے والے معاشرے میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے، جو اس صنفِ نازک کی تعلیم و تربیت کو باعثِ عزت سمجھنے لگے، جب مکہ فتح ہوا تو سیدہ عمارہ رضی اللہ عنہا بنت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ ایک یتیم بچی مکہ میں مسلمانوں کی راہ دیکھ رہی تھی، چنانچہ عمرۃ القضاء کے موقعہ پر مسلمانوں میں اسے چچا علی رضی اللہ عنہ نظر آئے وہ دوڑی ہوئی "یَا عَمّ یَا عَمّ!" کہتی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے، اس کا ہاتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں دیا اور کہا "دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ" لو یہ تمہارے چچا کی بیٹی! پھر حضورِ مکرم نورِ مجسم، رحمتِ عالم ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور عرض کی:

"عَلَامَ نَتْرُكُ ابْنَةَ عَمِّنَا يَتِيْمَةً بَيْنَ ظَهْرَانِي الْمُشْرِكِيْنَ"

بھلا ہم اپنی چچا زاد یتیم بہن کو ان مشرکین کے درمیان کس بناء پر چھوڑیں؟

آپ ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے، اس طرح حضور ﷺ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی کہ وہ یتیم بچی کو مدینہ طیبہ لے جائیں۔

مدینہ پہنچے تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ نے چاہا کہ بچی ان کو مل جائے، اس لیے کہ بچے کے والد سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ ان کے اسلامی بھائی تھے، جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے سنا تو کہا: اسکی خالہ میرے گھر میں ہے: فَاِنَّ الْخَالَةَ وَالِدَةٌ

خالہ تو ماں ہی ہوتی ہے۔ جب اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا جو میرے گھر میں ہے، وہ اس کی خالہ ہے تو وہ اسے پالے گی۔

Marfat.com

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی:

"اَنَا اَخرَجتُهَا بَينَ اَظهُرِ المُشرِكِينَ وَلَيسَ لَكُم اِلَيهَا نَسَبٌ دُونِي"

میں عمارہ رضی اللہ عنہا کو مشرکین کے درمیان سے لایا ہوں، مجھ سے زیادہ اس یتیمہ کا قریبی رشتہ دار بھی کوئی نہیں ہے، لہٰذا میں اسے اپنے گھر رکھوں گا۔ (ہر ایک کو شوق تھا کہ سیّدُالشُّھَدَاء اَسَدُاللهِ وَاَسَدُ رَسُولِهٖ حَمزَة رضی اللہ عنہ کی بیٹی اس کے لیے باعث رحمت بن جائے، چنانچہ) سید دو عالم ﷺ کے پاس جب یہ معاملہ گیا تو حضور ﷺ نے (سب کو بڑے پیار سے مطمئن کیا اور سب سے پہلے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"يَا جَعفَرُ! فَاَشبَهتَ خَلقِي وَخُلُقِي"

اے جعفر! تم تو شکل و شباہت میں اور اخلاق و عادات میں میرے جیسے ہو، پھر آپ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور فرمایا:

"يَا عَلِي! فَمِنِّي وَ اَنَا مِنكَ"

اے علی! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ پھر نظر کرم حضرت زید رضی اللہ عنہ کی طرف ہوئی اور ارشاد ہوا:

"يَا زَيدُ فَاَنتَ اَخُونَا وَمَولَانَا"

اے زید رضی اللہ عنہ! تم تو ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو، (اور سب سنو!) تم سب کا یتیم پروری کا جذبہ اور اس بچی کے ساتھ خیر خواہی تمہاری بہت ہی اچھی سوچ ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کی دلیل بڑی وزنی ہے، اس لیے میرا فیصلہ یہ ہے)۔

"وَالجَارِيَةُ عِندَ خَالَتِهَا فَاِنَّ الخَالَةَ وَالِدَةٌ"

بچی تو اپنی خالہ کے پاس ہی رہے گی کہ خالہ والدہ ہوتی ہے۔

(کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۲۹، امسند احمد بن حنبل حدیث نمبر ۷۷۰)

Marfat.com

۱۴۸۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بچپن کی یادیں:

ہجرتِ مدینہ کے سال اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال تھی، اس کم عمری کے زمانہ میں بھی نبی اکرم ﷺ کا ان کے ابو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آنا جانا تھا، ان ایام کے متعلق احادیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ سید دو عالم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنی چھوٹی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی ہوتی تو حضور ﷺ چاہتے تھے کہ میری وجہ سے ان کا کھیل خراب نہ ہو، بچیاں کھیلتی رہیں، بعض اوقات بچیاں دائیں بائیں ہو جاتیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

"فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَرِّ بُهُنَّ إِلَيَّ"

اللہ کے رسول ﷺ ان بچیوں کو میری طرف بلا بلا کر لاتے (تاکہ کھیل جاری رہے) (صحیح مسلم، باب فضل عائشۃ رضی اللہ عنہا)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا اور اس کے پر:

گذشتہ واقعہ سے اندازہ ہو گیا بچوں اور بچیوں کے قلبی احساسات اور ان کی معصومانہ دلچسپیاں بھی محمد کریم ﷺ کی نظر میں عزیز ہوتی تھیں، اور آپ ﷺ ان کے جذبات کا مکمل پاس رکھتے تھے، یہ واقعہ جو ابھی پیش کیا جائیگا۔اس کا تعلق بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بچپن سے ہے، کہ مدینہ میں سید دو عالم ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیوں کو دیکھا، حضور ﷺ نے پوچھا:

"مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟

اے عائشہ! یہ کیا؟ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے معصومانہ انداز سے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ! یہ میری گڑیاں ہیں" سید دو عالم ﷺ نے فرمایا: "جو یہ درمیان میں ایک گھوڑا نظر آرہا ہے اس کے تو پر بھی ہیں، بھلا کبھی گھوڑوں کے بھی پر ہوئے؟" تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ۔

Marfat.com

عرض کی: "اَمَا سَمِعْتَ اَنَّ لِسُلَیْمَانَ خَیْلًا لَّهَا اَجْنِحَةٌ"

آپ ﷺ نے سنا تو ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پر ہوتے تھے" یہ جواب سن کر سیدِ دوعالم ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ ﷺ کے دندانِ مبارک نظر آنے لگے۔ (سنن ابی داؤد باب فی اللعب بالبنات)

خلاصۃُ الباب:

قارئین کرام! سب جانتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے بچیوں کو ذلیل سمجھا جاتا تھا، جب لوگوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ الصادق والامین اور شاہِ کونین ہو کر بھی بچیوں سے محبت کرتے ہیں۔

۱۔ وہ اشعار سنا رہی ہیں اور آپ ﷺ سنتے ہیں۔ (واقعہ نمبر: ۱۲۳)

۲۔ بچے کھیلتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ بھی یہ کھیل دیکھتے ہیں۔ (واقعہ نمبر: ۱۲۴)

۳۔ دلہن کے ساتھ خوشی کے ترانے پڑھنے والی بچیوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ (واقعہ نمبر: ۱۲۵)

۴۔ بچیوں کو والدین کا وفا شعار رشتہ قرار دیتے ہیں۔ (واقعہ نمبر: ۱۲۶)

۵۔ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل (خیر و برکت کا ظہور) بچیوں کی خاطر ظاہر ہوئی۔ (واقعہ نمبر: ۱۲۷)

۶۔ بچیوں کی محبت و تربیت کے لیے ان کے بھائی نے کنواری سے شادی نہ کی اور بیوہ کو بیاہ لائے تو اس کے پیغمبر ﷺ نے کہا: "اَصَبْتَ" تم نے اچھا کیا۔ (واقعہ نمبر: ۱۲۸)

۷۔ اسلام کی سربلندی میں بچیوں کا کردار بھی شامل رہا۔ (واقعہ نمبر: ۱۲۹)

۸۔ وہ جب مکہ سے مدینہ آئے تو بچیوں نے خوشیاں منائیں اور ان کو اپنے استقبال

Marfat.com

میں دیکھ کر خوش ہوئے اور کہا: ''میں تمہیں محبوب سمجھتا ہوں۔''

(واقعہ نمبر: ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳)

۹۔ آپ ﷺ بچی کو فرشتوں کی دعاؤں کا ذریعہ قرار دیتے ہیں اور مظلوم بچی کی داستان سن کر رو دیتے ہیں۔ (واقعہ نمبر: ۱۳۴، ۱۳۵)

۱۰۔ نماز میں اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں تو بچی کا دل نہیں دکھاتے، اسے ساتھ ہی رکھتے ہیں اور نماز پڑھ لیتے ہیں۔ (واقعہ نمبر: ۱۳۶)

۱۱۔ بچیوں پر زیور اور لباس نظر آئے تو خوش ہوتے ہیں۔ (واقعہ نمبر: ۱۳۷، ۱۴۴)

۱۲۔ ان کے اعمال و اخلاق اور کلام کی اصلاح فرماتے ہیں۔ (واقعہ نمبر: ۱۴۰)

۱۳۔ بچیاں آپ ﷺ کی مہر تک کو ہاتھ لگا دیتی ہیں اور آپ ﷺ محسوس نہیں کرتے۔

(واقعہ نمبر: ۱۴۵)

تو سب سمجھ گئے کہ بچیوں کی پرورش دنیا و آخرت میں کام آنیوالی بہت بڑی دولت ہے، اس لیے پھر اس قسم کے واقعات بھی رونما ہوئے کہ بچی کی تربیت کے لیے مقدمہ دربارِ رسالت ﷺ میں آتا ہے اور آپ ﷺ ایک صاحب کو اس کا مربی قرار دیتے ہیں۔

(واقعہ نمبر: ۱۴۷)

Marfat.com

باب ۱۱ معلمِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد بچے رضی اللہ عنہم

تربیتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابناک نقوش ☆ راہنما واقعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

البقرة : ۱۲۹

"اے پروردگار! ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر علیہ السلام مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے، بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے"

Marfat.com

Marfat.com

قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی ''آپ ﷺ معلم ہیں'' ہمارے حضورِ انور ﷺ کو اللہ نے پوری انسانیت کے لیے استاد بنا کر بھیجا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا''۔ (سنن ابن ماجۃ، باب فضل العلماء)

میں استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ بڑوں کی طرح ہر سطح کے بچوں میں ان کی صلاحیتوں اور پوشیدہ خصوصیات کے لحاظ سے آپ ﷺ نے تعلیم دی ہے مدینہ میں لکھنے والے کم تھے اس لیے آپ ﷺ نے بدر کے پڑھے لکھے قیدیوں کو حکم دیا کہ وہ مدنی انصاری رضی اللہ عنہ بچوں کو لکھنا سکھائیں۔ (الطبقات الکبریٰ، غزوہ بدر)

اور بچوں سے آپ ﷺ امتحانی سوالات بھی کرتے تھے، چنانچہ یہ باب آپ ﷺ کے اندازِ تعلیم کے ان واقعات پر مشتمل ہے جو بچوں کے درمیان ہوئے۔ اس باب میں ان ننھے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے جو حصولِ علم کے لیے حضور ﷺ کے پاس آتے رہتے تھے، یہی بچے بڑے ہو کر علم کا روشن مینار بن کر چمکے، جن سے آج تک روشنی ہے۔

۱۴۹۔ حفاظتِ حدیث کے لیے ایک معصوم کا انتخاب:

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بہت کم عمری یعنی بلوغت سے پہلے اپنے کھیل کود کے زمانے سے ہی دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر رہتے تھے، اقوالِ نبی ﷺ کو مسلسل لکھنا انہیں بچپن سے ہی بہت پسند تھا، بچپن سے ہی ان کے دل میں رسولِ اکرم ﷺ کی محبت موجیں مارتی تھی، ایک بچے میں یہ ساری چیزیں شاید اس لیے جمع کی گئی تھیں کہ حدیثِ نبوی ﷺ کو

Marfat.com

جمع کرنے کے لیے اسی قسم کے افراد کی ضرورت تھی جو علمِ حدیث کے شوق میں پروان چڑھیں، ان تمام اوصاف کی حامل ایک شخصیت کا پورا نام سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بھی پہلے انتہائی کم عمری میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔

(اسد الغابہ تذکرہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)

مسلمان ہونے کے بعد وہ دربارِ نبوت میں اکثر حاضر رہتے تھے اور آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے جو کچھ سنتے اس کو لکھ لیتے تھے، ایک مرتبہ قریش کے چند بزرگوں نے ان کو اس سے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ حالتِ غیظ و انبساط میں خدا جانے کیا کچھ فرماتے ہیں آپ ﷺ کا ہر فرمان قلمبند نہ کیا جائے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ لکھوں یا نہ لکھوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نَعَمْ فَانِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا'' ضرور لکھو میں سچ کے علاوہ کچھ بولتا ہی نہیں۔ (اُسدُ الغابہ، تذکرہ عبدُ اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ چھوٹی عمر کے طالب علم ہونے کے باوجود اپنے علم و فضل کے لحاظ سے طبقۂ صحابہ رضی اللہ عنہم میں خاص امتیاز رکھتے تھے، انہوں نے اپنی مادری زبان کے علاوہ عبرانی میں بھی مخصوص دستگاہ حاصل کی تھی اور توریت و انجیل کا نہایت غور سے مطالعہ کیا تھا، احادیثِ نبویہ ﷺ کا جس قدر کثیر ذخیرہ ان کے پاس تھا انہوں نے ایک کتاب کی شکل میں جمع کر لیا تھا۔

(سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم ج ۲، ص ۳۶۵ بحوالہ تذکرۃ الحفّاظ، ص ۳۶، اسدُ الغابہ، تذکرہ عبدُ اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)

حدیثِ طیبہ کی اوّلین کتاب:

انہوں نے رسولِ مکرم ﷺ کے ارشادات و ملفوظات کا جو مجموعہ تیار کیا تھا اس کا نام ''الصَّادِقَۃ'' رکھا تھا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ محبوبِ کائنات ﷺ کے اس مجموعہ کلام کو پڑھ کر سناتے تو کہتے: ''ھٰذِہٖ الصَّادِقَۃُ فِیْھَا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلَّم لَیس

Marfat.com

بَیْنِی وَبَیْنَہٗ اَحَدٌ" (اسد الغابہ، ذکر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

"یہ الصّادقہ ہے، اسمیں وہ باتیں لکھیں ہیں جو میں نے حضور ﷺ سے اس وقت سنی، جب میرے اور حضور ﷺ کے درمیان کوئی نہ ہوتا تھا" اس لحاظ سے "الصّادقہ" اولین مجموعہ حدیث ہے جس کے حوالے سے ان کی اولاد لوگوں کو حدیثیں لکھوایا کرتی تھی۔

حصولِ علم کے وقت ان کی کم سنی کے دلائل یہ ہیں معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، حدیث نمبر ۳۸۸۴ میں ہے "مَاتَ سَنَۃَ خَمس وَسِتّینِ" یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ۶۵ میں وفات پاگئے، آگے لکھا ہے "وھو ابن اثنتین وسَبْعِینَ" ان کی کل عمر ۷۲ سال تھی۔اس لحاظ سے وہ ہجرت کے وقت سات سال کے تھے اور وہ درسگاہِ نبوی ﷺ میں کم سن طالب علم شمار ہوتے ہیں، اسد الغابہ میں ہے کہ وہ اپنے والد صاحب سے صرف ۱۲ سال چھوٹے تھے۔

(اسد الغابہ، ذکر عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ)

۱۵۰۔ کم سن طلبہ رضی اللہ عنہم اور حفاظتِ حدیث:

رسالتِ مآب ﷺ کی درسگاہ میں آپ ﷺ کے علوم کو جمع کرنے والے اور آپ ﷺ کے پیغام کو پوری دنیا تک پہنچانے والے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تو بہت ہیں، ان سب میں سے اکثر مکثرین حدیث یہی بچے ہیں، جن کو کم سن قرار دے کر جہاد میں بھی اجازت نہیں ملتی تھی اور نہ ہی نماز کی اگلی صف میں انکی جگہ تھی، لیکن تعلیم کی صف میں وہ آگے ہوتے تھے۔اس زمانے کا مسلم بچہ جب بولنا شروع کرتا تو اس وقت ہی یہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ ان کو دینی تعلیم کے لیے مسجدِ نبوی ﷺ بھیجا جائے مثلاً: لکھا ہے

محمود ابن لبید و محمود بن ربیع قد رأی النبیّ ﷺ وھما غلامان صغیران مدنیان حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں ہی رہے (علم بھی وہیں حاصل کیا) اور رسولِ رحمت ﷺ سے علمِ حدیث حاصل کر کے دوسروں تک پہنچایا۔ (اسد الغابہ محمود بن لبید رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سب بچے ہی وہ ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ حدیثیں یاد کیں اور قرآنِ کریم کو حفظ کیا۔

یوں تو ہر صحابی سیرت النبی ﷺ کا عینی گواہ اور اقوال و افعالِ رسول ﷺ کا محافظ تھا، تاہم جن نوعمر صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے حدیثِ طیبہ کو لکھنے کا آسمانی انتخاب ہوا ان میں ایک نام سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔

وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم سمجھ لے'' آگے عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! ''وَاَنَا مَعَهُمْ وَاَنَا اَصْغَرُ الْقَوْمِ ''میں بھی اسوقت وہاں تھا، حالانکہ میں ان سب میں چھوٹا تھا۔

(مجمع الزوائد، حدیث نمبر ۶۷۸، باب عرض الکتاب علی من امر بہ بحوالہ طبرانی کبیر)

معلوم ہوا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ جیسے کم عمر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بچپن سے ہی حفاظتِ حدیث کی فکر دامن گیر تھی۔ دراصل حدیث کو محفوظ رکھنے کا یہ ایک خدائی انتظام تھا کہ معاشی و معاشرتی مصروفیات سے پہلے انہیں چن لیا گیا تھا کہ ان کی جوانی کی صلاحیتیں علمِ حدیث کے لیے خالص رہیں۔

۱۵۱۔ حفاظتِ حدیث کے لیے نوعمر کو لکھنے کی اجازت:

حفاظتِ حدیث کی فکر نے انہیں ایک دن مزید پریشان کیا تو سید دو عالم ﷺ سے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ اُقَیِّدُ الْعِلْمَ؟ علم کو محفوظ رکھنے کا کوئی راستہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: اَلْکِتَابَۃُ (لکھنے سے علم محفوظ رہ سکتا ہے) وہ لکھنا تو جانتے ہی تھے، اجازت ملنے پر وہ احادیثِ طیبہ لکھتے رہتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے کثیر الروایت صحابی رضی اللہ عنہ کا اسی عظیم نوعمر صحابی کے متعلق ایک اعتراف محفوظ ہے اور وہ فرماتے ہیں: میری نگاہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ حدیثوں کا عالم کوئی نہیں ہے، حدیث رسول ﷺ کو وہ مجھ سے

Marfat.com

بھی زیادہ جانتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ میں صرف دل میں جمع کرتا تھا اور انہوں نے (دل میں جمع کرنے کے ساتھ ساتھ) اللہ کے رسول ﷺ سے حدیثیں لکھنے کی اجازت بھی لے لی تھی جو انہیں مل گئی تھی۔ (مجمع الزوائد: حدیث نمبر ٦٧٦)

۱۵۲۔ اے بیٹے! اہلِ خانہ کو سلام کیا کر، برکت ہوگی:

آپ ﷺ خود بھی بچوں کو سلام کرتے اور بچوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ گھر والوں کو سلام کیا کریں، آپ ﷺ کے کم عمر خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

"یَا اَنَسُ اِذَا دَخَلْتَ بَیْتَكَ فَسَلِّمْ عَلٰی اَهْلِكَ یَكْثُرْ خَیْرُ بَرَكَتِكَ"

اے انس! جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو سلام کر! اس سے تجھ پر اور تیرے گھر والوں پر برکت ہوگی۔ (شعب الایمان حدیث نمبر ۸۷۶۱)

اس حدیث میں آپ ﷺ نے نو عمر انس رضی اللہ عنہ کو سلام سکھا کر گھر میں برکت کی خوشخبری بھی دی ہے، تاکہ سلام سے رغبت ہو، بچے تو برکت کا ذریعہ ہوتے ہیں، جس گھر میں سلام بھی ہوا اور بچے بھی موجود ہوں تو برکت میں اضافہ ہوگا۔ سلام اللہ کا نام ہے، سلام کرنے والا مخاطب کو سلامتی کی دعا دیتا ہے، اس لیے سلام کو ذریعۂ محبت و برکت شمار کیا گیا ہے اور بچوں کو بھی حکم ہے کہ وہ سلام کیا کریں، کیونکہ یہ خود بھی برکت والے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"بَیْتٌ لَّا صِبْیَانَ فِیْهِ لَا بَرَكَةَ فِیْهِ"

(یعنی بچہ برکت والی شخصیت ہے) جس گھر میں بچے نہ ہوں وہاں برکت نہیں ہوتی۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۴۴۴۲۵)

تو جب یہ خود سلام کرے تو کتنی عظمت کی بات ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: چاہیے کہ چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے۔ (کنز العمال، حدیث نمبر ۲۵۳۲۱)

Marfat.com

۱۵۳۔ آپ ﷺ بچوں کو خود سلام کرتے:

تعلیم کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ استاد جو بچوں کو سکھائے اس پر وہ خود بھی عمل کرے، معلّم الکل ﷺ اس اصول کو بھی سامنے رکھتے تھے مثلاً: آپ ﷺ کا حکم تھا بڑا چھوٹے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرلیا کرے یعنی بڑا چھوٹے بچوں کو یا چھوٹے رتبہ والے لوگوں کو سلام کرنے میں جھجک محسوس نہ کریں مثال کے طور پر ایک اصول طے فرمایا: "یُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الرَّاجِلِ" (کنزالعمال: حدیث نمبر ۲۵۳۰۶)

جو شخص سواری پر بیٹھا ہو یعنی سوار ہو اسے چاہیے کہ (پیدل) چلنے والے سے پہلے سلام کرے۔ اس میں ایسا نہ ہو کہ بڑا سوار ہو اور چھوٹا پاس سے گزرے تو بڑا چھوٹے کو سلام نہ کرے، بلکہ اسے چاہیے کہ وہ سلام کرے، محمد کریم ﷺ نے اپنے بیان کردہ اس اصول پر عمل کر کے بھی دکھایا، مثلاً: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسول ﷺ ایک دفعہ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سب لڑکے جمع تھے، آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور یوں فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا صِبْیَانُ! اے بچو! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ!

(کنزالعمال: حدیث نمبر ۱۸۶۵۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید دو عالم ﷺ جن بچوں سے سلام کر لیتے تھے، وہ بچے اس سعادت کا ذکر اپنے گھر بھی کرتے تھے اور دیگر بچوں کو بھی جتلاتے تھے کہ آج محمد کریم ﷺ نے ہمیں سلام کیا تھا۔

۱۵۴۔ (حضرات) حسن، حسین اور محسن رضی اللہ عنہم:

آپ ﷺ بچوں کے ناموں میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے تھے اخلاقی و معاشرتی تعلیم کا اہم جزو ہے کہ لوگوں کے نام اچھے ہوں، کہ بچوں کی عادات و اخلاق پر ناموں کے بھی اثرات ہوتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے والدین کو اچھے ناموں کی ترغیب دی اور بعض بچوں کے نام تبدیل بھی فرمائے، مثلاً: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حسن رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

پیدائش ہوئی تو میں نے ان کا نام ''حَرَب'' رکھا، نبی ﷺ کو بچے کی پیدائش کی خبر معلوم ہوئی تو تشریف لائے اور فرمایا: کہ مجھے میرا بیٹا تو دکھاؤ، تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کی ''حَرْبٌ'' تو فرمایا: بَلْ هُوَ حَسَنٌ! نہیں یہ تو حسن رضی اللہ عنہ ہے، دوسرے بیٹے کا نام بھی میں نے حَرْبٌ رکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ'' نہیں! اس کا نام حسین ہے۔ تیسرے بیٹے کی پیدائش پر بھی اس طرح ہوا اور آپ ﷺ نے اس کا نام بدل کر ''محسن'' رکھ دیا۔ پھر فرمایا: میں نے ان بچوں کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بچوں کے نام پر رکھے ہیں، جن کے نام شبر، شبیر اور مبشر تھے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۷۶۹)

قارئینِ مکرم! دیکھا بچوں میں آپ ﷺ کی دلچسپی اور آپ ﷺ کا اندازِ محبت! (۱) فرمایا: میرا بیٹا دکھاؤ (۲) اس کا نام کیا ہے؟ (۳) نام بدلا اور بہت ہی اچھا نام رکھا (۴) اور تینوں دفعہ ایک خوبصورت نام لے کر آئے، آپ ﷺ کی سیرت میں ناموں کی تبدیلی کی مثالیں سینکڑوں ہیں مذکورہ واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ بچے معصوم و حسین ہوتے ہیں، ان کے نام بھی خوبصورت رکھنے چاہئیں، عہدِ نبوی ﷺ کے ان بچوں کے توسط سے آج بھی اس امت میں اچھے ناموں کی رِیت ہے۔

۱۵۵۔ اس بچے کا نام منذر رکھ دو!

حضرت منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہ بعد از پیدائش حضور ﷺ کی خدمت میں لائے گئے، آپ ﷺ نے بچے کو اپنی ران پر رکھا، حضور اکرم ﷺ کے سامنے کوئی چیز پڑی ہوئی تھی تو آپ ﷺ کی توجہ اُدھر مبذول ہوگئی، ابو اسید رضی اللہ عنہ نے (جو آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے) حکم دیا کہ بچے کو اٹھا کر لے جاؤ اور واپس کر دو!، حضور ﷺ ادھر سے فارغ ہوئے تو بچے کا پوچھا، (بھلا آپ ﷺ اُمت کے ایک بچے سے غافل کیسے رہ سکتے تھے؟) فرمایا: أَيْنَ الصَّبِي؟ ''بچہ کدھر ہے؟'' ابو اسید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ ہم نے واپس بھجوا دیا ہے، دریافت فرمایا: مَا اِسْمُهُ؟ ''اُس کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے بھی کوئی نام بتایا (جو آپ

Marfat.com

ﷺ کو پسند نہ تھا اس لیے) فرمایا: اِسْمُهُ الْمُنْذِر "اسکا نام منذر رہے۔"

(اُسد الغابہ، ذکر منذر رضی اللہ عنہ بن ابی اسید الساعدی، معرفۃ الصحابہ لابی نعیم ذکر منذر رضی اللہ عنہ ابی اسید) رضی اللہ عنہ

ناموں کی تبدیلی کے کئی واقعات دربار نبوی ﷺ میں پیش آئے اور وہ امت کے لیے راہنما ثابت ہوئے، ایک یہ ہے: حضرت سلیم بن سعید انجشمی رضی اللہ عنہ اپنے والد صاحب یعنی حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ خدمتِ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے، سیدنا محمد کریم ﷺ نے نام پوچھا: عرض کیا گیا! نام تو اُنسیہ ہے، فرمایا: بَلْ اَنْتَ سُلَیْمٌ نہیں، بلکہ (آج کے بعد) تم سُلیم ہو۔ (اسد الغابہ ذکر سلیم بن سعید)

۱۵۶۔ حزُن سے سہل رضی اللہ عنہ تک:

رسول اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ایک دن ایک انصاری صحابی حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے، اپنے پانچ سالہ فرزند کو ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے بچے کو پیار کیا اور حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے اس کا نام پوچھا، انہوں نے عرض کی: اس کا نام "حُزن" ہے (حزن کے معنی غم) حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں! آج سے اس کا نام سہل ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۵۸، ص ۱۸۳)

ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے بچے سے بھی پوچھا: "مَا اسْمُكَ" یعنی تیرا نام کیا ہے؟ قَالَ حُزن! کہا حُزن! اس بچے سے حضور ﷺ مخاطب ہوئے اور فرمایا: اَنْتَ سَهْلٌ (تم تو سہل ہو) حضرت سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں میرے دادا جی کا نام بھی حضور ﷺ نے حزن کی جگہ "سہل" رکھا لیکن کسی وجہ سے پرانا نام ہی زیرِ استعمال رہا اور حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق والدین نے حزن نام نہیں بدلا تو غم ہمارے گھر سے نہ نکلا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۱ ص ۲۳۱)

اور یہ غم ہماری تیسری پشت تک برقرار رہے۔ (شرح بخاری ابن بطال باب اسم الحزن)

Marfat.com

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی تین کنیتیں تھیں ، ابویحیٰ، ابوالعباس اور ابومالک رضی اللہ عنہ، مشہورروایات کے مطابق وہ ہجرت نبوی ﷺ سے تقریباً پانچ سال پہلے پیدا ہوئے، والد حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سعیدُ الفطرت آدمی تھے، ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے ہی شرف اِسلام سے بہرور ہوگئے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے ہوش سنبھالا، تو اپنے سارے گھرانے کو مسلمان پایا۔

غزوات میں شرکت کا شوق:

۲ھ میں غزوہ بدر پیش آیا، تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی عمر سات برس کی تھی، ان کے والد حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ پر جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک پیغامِ اَجل آپہنچا، اور وہ نوعمر فرزند رضی اللہ عنہ کو یتیم چھوڑ کر سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد حضور ﷺ نے دوسرے مجاہدین کی طرح حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو بھی حصہ دیا، کیونکہ وہ لڑائی میں شریک ہونے کا ارادہ کر چکے تھے۔ غزوہ احد ۳ھ میں حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی عمر آٹھ برس کی تھی، شہید والد کے یتیم نورِ نظر ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کے منظورِ نظر تھے۔

رسولِ اکرم ﷺ لڑائی کے لیے اُحد کی طرف تشریف لے گئے تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے دوسرے انصاری بچوں کے ساتھ مل کر شہر کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔

(معرفۃ الصحابہ: زید رضی اللہ عنہ بن ارقم)

مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ کے زخمی ہونے کی خبر مدینہ پہنچی تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ بے تاب ہو کر میدانِ اُحد میں پہنچ گئے، انہوں نے دیکھا کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ نے حضور ﷺ کے زخم میں چٹائی جلا کر ڈالی۔ سہل کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زخم کو میرے سامنے دھویا گیا۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر ۲۲۸۸۰)

۵ھ میں غزوہ خندق کے وقت حضرت سہل رضی اللہ عنہ دس برس کے تھے لیکن ان کے جوشِ ایمان کا یہ عالم تھا کہ بڑوں کے ساتھ مل کر خندق کھودتے تھے ... نے فتح

Marfat.com

البخاری باب غزوۃ الخندق میں ان کی زبانی غزوہ خندق کے بیان پر کئی حقائق کی بنیاد رکھی ہے، حضرت سہل فرماتے ہیں:

"وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى اَكْتَادِنَا". (صحیح البخاری باب غزوۃ الخندق)

اور ہم (بچے بھی) کاندھے پر مٹی اٹھا اٹھا کر لے جاتے تھے۔

۱۵۷۔ حضرت اُنیس، اُسیم رضی اللہ عنہما:

بچوں کے اچھے نام رکھنا، برے ناموں کو بدل دینا، اچھے ناموں کی خوبیاں اور برے ناموں کی قباحت عام طور پر محفلِ نبوی ﷺ میں بیان ہوتی رہتی تھی، ایک سلسلۂ کلام میں آپ ﷺ نے فرمایا: نام اچھے رکھا کرو! تمہیں روزِ قیامت تمہارے اور تمہارے والدین کے ناموں (فلاں ابن فلاں) کے ذریعے بلایا جائے گا۔ (مسند احمد، ۲۱۸۳۹)

برے ناموں کی ایک قسم یہ ہے کہ اچھے ناموں کو اس طرح بدلنا کہ معنیٰ میں بگاڑ آجائے، جس طرح عبدالرشید کتنا پیارا نام ہے، عبدالرحمٰن بہت ہی بھلا لگتا ہے اور بدلنے والے "شیدو، یا مانی" کہہ دیتے ہیں۔

ناموں میں تبدیلی کی خوبصورت شکل ناموں میں ترخیم ہے، جیسے حضور اکرم ﷺ انس کو یا اُنیس اور اسامہ کو یا اسیم اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو یا عائش" کہہ دیا کرتے تھے۔

(الاذکار النوویہ، باب جواز ترخیم الاسم)

محمد کریم ﷺ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو پیار سے "یَاذَا الْاُذُنَیْنِ" فرما دیتے تھے اور کبھی "یا اُنَیس بھی ارشاد ہو جاتا تھا۔

حضور ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پیار سے (یَابُنَیَّ اے بیٹے!) بھی کہہ کر بلایا کرتے تھے، اور اکثر فرطِ محبت سے ان کے سر پر دستِ شفقت بھی پھیر دیا کرتے تھے، آپ ﷺ ان کی تعلیم و تربیت پر بھی خاص توجہ فرماتے تھے اور نہایت محبت و شفقت کے ساتھ ان کے کانوں میں نیکی کی باتیں ڈالتے رہتے تھے، آپ ﷺ کبھی کبھی (پیار سے) حضرت انس

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے ہنسی مذاح کی باتیں بھی کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ ازراہِ مزاح ان سے فرمایا: "یَا ذَاالْاُذُنَیْن" یعنی اے دو کانوں والے۔

(مسند احمد حدیث ۱۲۱۸۵، الاذکار النوویہ لام النووی باب جواز ترخیم الاسم)

۱۵۸۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندازِ امتحان:

معلمِ انسانیت ﷺ کی کس کس ادا پر لکھا جائے؟ ہر ہر ادا پیاری، سبق آموز اور تعلیم جیسے مشکل عمل کو آسان کرنیوالی تھی، ایک طریقہ آپکا یہ تھا کہ آپ تمام طلبہ سے سوال کرتے تھے تاکہ سب حاضر دماغ ہو جائیں، ایک دفعہ فرمایا: "اخبِرُو لی مَا اَربٰی الرِّبا؟" مجھے بتاؤ کہ سب سے بڑا سود کیا ہے؟" سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "اَللّٰہُ وَرَسُولُہُ اَعْلَمُ" اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اس بارے میں زیادہ علم ہے۔ پھر آپ ﷺ نے خود ہی جواباً فرمایا: "اِسْتِحْلَالُ عِرْضِ مُسْلِمٍ" سب سے بڑا سود یہ ہے کہ کوئی آدمی مسلمان کی آبرو ریزی کو حلال سمجھے۔ اس قسم کے نبوی ﷺ سوالات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے جوابات کا ایک بڑا سلسلہ ہے۔

امیرُ المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے کئی بیٹے تھے، لیکن آپ (رضی اللہ عنہ) کے اس لختِ جگر نے محمد کریم ﷺ سے ایسا علم حاصل کیا کہ صرف "ابن عمر رضی اللہ عنہما" کہیں بھی لکھا ہو، حدیث میں یا تاریخ میں یا کسی بھی تفسیر میں تحریر ہو، تو مراد یہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے،۔ بہت چھوٹی عمر تھی، غالباً صفہ کی درس گاہ کے سب سے کم عمر طالب علم تھے، کچھ بڑی عمر ہوئی تو مسجد نبوی ﷺ ہی میں سو جاتے تھے، ایک دفعہ انہوں نے جہنم کے فرشتوں کو دیکھا، دوسرے دن اس کا ذکر اپنی بہن اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ عَبْدَاللّٰہِ رَجُلٌ صَالِحٌ" عبداللہ رضی اللہ عنہ صالح جوان ہیں۔

(بخاری باب الامن و ذھاب الروع فی النمام)

Marfat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں محبوبِ مکرم ﷺ کی محفل میں بیٹھا تھا، حضور اکرم ﷺ نے (ایک شرعی ضابطہ کی اہمیت واضح کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال فرمایا: اَخْبِرُوْنِیْ بِشَجَرَۃٍ مِثْلُھَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ مجھے اس درخت کے متعلق بتاؤ (وہ کونسا ہے؟) جسکی مثال مومن کی مثال بن جاتی ہے (پھر آپ ﷺ نے جواب کی آسانی کے لیے اس درخت کی دو علامتیں بھی ارشاد فرمادیں) (۱) تُوْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا" اللہ کے حکم سے وہ ہر سال پھل دیتا ہے" (۲) وَلَا تَحُتُّ وَرَقُھَا" اور اسکے پتے بھی نہیں گرتے" (جب یہ سوال مکمل ہوا تو) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگل کے سارے درختوں کے متعلق سوچنا شروع کیا، میرے دل میں جواب آگیا لیکن وَ کُنْتُ مِنْ اَصْغَرِ النَّاسِ۔۔۔۔۔۔۔ یعنی میں اس وقت محفل نبوی ﷺ میں موجود تمام اہلِ مجلس میں چھوٹا تھا وَوَقَعَ فِیْ صَدْرِیْ اَنَّھَا النَّخْلَۃَ "میرے دل میں اس سوال کا جواب آگیا تھا کہ وہ درخت کھجور کا ہے" لیکن فَاسْتَحْیَیْتُ "بس مجھے شرم سی آگئی" کہ بڑے لوگوں میں اٹھ کر میں کیوں لب کشائی کروں؟، بالآخر نبی اکرم ﷺ نے خود ہی جواب ارشاد فرمایا: ھِیَ النَّخْلَۃُ وہ کھجور کا درخت ہے۔

تم امتحان میں پاس ہوتے تو:

میں نے یہ واقعہ اپنے والد صاحب (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) سے عرض کیا، تو انہوں نے فرمایا:

لَاَنْ تَکُوْنَ قُلْتَ ھِیَ النَّخْلَۃُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کَذَا وَ کَذَا

"اگر تم اس سوال کا جواب دیتے اور "کھجور" کہہ دیتے تو مجھے بہت ہی زیادہ خوشی ہوتی"۔

ملاحظہ! یہ واقعہ تین حدیثوں (مسند احمد بن حنبل کی حدیث نمبر ۶۴۶۸، ۶۴۶۰ اور مسند عبد بن حمید احادیث ابن عمر علیہ السلام جلد نمبر ۱ ص ۲۰ کی حدیث) سے ماخوذ ہے۔

Marfat.com

قارئین! سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نو عمر بلکہ انتہائی کم عمر بچے کی باتیں آپ نے پڑھیں، معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی ﷺ میں بچوں کے دل بڑوں کے قلبِ سلیم کی طرح کام کرتے تھے، ان میں بچپن کی شوخیاں تو بظاہر نظر آتیں تھیں لیکن نہ انکی آنکھیں غافل ہوتی تھیں، نہ ان کے کان نا آشنائے آوازِ دوست تھے اور نہ ہی دل غفلتِ طفلانہ کا شکار تھا، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کی روایات بہت زیادہ ہیں ان کو اور دوسرے صحابی بچوں کی ابتدائی عمر کی علمی و جہادی سرگرمیوں کو دیکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دین اسلام کی حفاظت کے لیے ہی پیدا کیا تھا۔

۱۵۹۔ عقلِ سلیم و علمِ جلیل کے حامل بچے:

۲ نبوی ﷺ میں جب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سن تقریباً پانچ برس تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہوش سنبھالا ہی تھا کہ اپنے گھر کے در و دیوار پر اسلام کو پرتو فگن دیکھا اور اسلام ہی کے دامن میں ان کی نشوونما ہوئی۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ اپنے والد بزرگوار سے پہلے مشرف باسلام ہوئے تھے، مگر صحیح یہ ہے کہ انہوں نے اپنے والد بزرگوار کے ساتھ اس طرح اسلام قبول کیا تھا جس طرح خاندان کے بڑوں کے ساتھ بچے بھی اپنے مذہب کو بدل لیتے ہیں۔ لیکن جب شعور کی عمر کو پہنچے تو حُبِ رسول ﷺ کے تقاضوں کو پورا کیا اور بڑے مسلمان ثابت ہوئے۔ اسلام لانے سے پہلے بھی آقائے نامدار کے ساتھ کچھ تعلق تھا، جس کی وجہ سے یہ لکھا گیا: اِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرٍ رضی اللہ عنہ (بخاری باب غزوۃ الحدیبیۃ)

لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد مسلمان ہوئے، اوپر سوال و جواب کے واقعہ سے اندازہ ہوگیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اگرچہ بچوں میں شمار ہوتے تھے، تاہم عقلِ سلیم جیسی عظیم نعمت سے اسی صغر سنی میں نواز دیے گئے تھے۔

Marfat.com

ہجرت و جہاد کی سعادت:

جن بچوں کو ہجرت کی دولت ملی، ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان ہی میں سے ہیں، ان کی ہجرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت ہوئی جب انوارِ اسلام کی چمک کے ساتھ ساتھ مشرکین کے ظلم وطغیان کی گرج بھی برابر بڑھتی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور انکا خاندان بھی ان کی ستم رسانیوں سے محفوظ نہ رہا، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی، ہجرت کے بعد حق و باطل کی پہلی آویزش غزوہ بدر ہے، اس وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عمر کل ۱۳ سال تھی، تاہم جانبازی کے شوق میں شرکت کی غرض سے حاضر ہوئے اور صغیرُ السن ہونے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے واپس فرمادیا۔(شذرات الذہب، ج ا ص ۷۲)

خود فرماتے ہیں کہ بدر میں شرکت نہ ہونے کے غم میں بہت رویا پھر جب خندق میں اجازت مل گئی تو اللہ کا شکر ادا کیا۔(حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ، ج ا ص ۴۷۸)

۱۶۰۔ اپنے بچوں سے جھوٹا وعدہ نہ کرو:

آپ ﷺ بچوں کو خود تعلیم دیتے تھے اور کبھی ان کے والدین کے ذریعے بچوں کو اچھی باتیں سکھاتے تھے، عہدِ نبوی ﷺ کا واقعہ ہے، جب عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما بہت چھوٹی عمر میں تھے، اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ ”ایک دن حضور اکرم ﷺ ہمارے گھر بیٹھے ہوئے تھے، میں باہر جانے لگا تو مجھے والدہ نے کہا: ”ھَا تَعَالَ أُعْطِيكَ “میرے پاس آجاؤ، میں تمہیں کچھ دوں؛ تو حضور ﷺ نے میری والدہ سے فرمایا:

”وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ“

تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟

”أَمَا أَنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كِذْبَةٌ“

اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارے (نامۂ اعمال میں) ایک جھوٹ لکھا جاتا۔“

(سنن ابی داود، باب فی التشدید فی الکذب، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۷۴۰)

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہما نے اپنے بچپن کا یہ واقعہ یاد رکھا، انہیں آنحضور ﷺ کا گھر میں آنا اور انکی امی سے گفتگو کرنا اور وہ نصیحت بھی یاد تھی جس کا تعلق بچوں کی اسلامی تربیت کے ساتھ ہے، حالانکہ جب حضور ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا، اس وقت ان کی عمر چار یا پانچ سال تھی۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہ ذکر عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ)

والدین بچوں کو اچھی تعلیم دیں:

لیکن آج بھی ابن عامر رضی اللہ عنہما کے ذریعے اُمت کی ماؤں کو ایک ایسی نصیحت آمیز گفتگو اور جامع پیغام مل رہا ہے، جس کی افادیت بچے اور اسکی ماں دونوں کو پہنچ رہی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک جھوٹ کسی طرح بھی درست نہیں ہوتا، نہ مذاق میں، نہ حقیقت میں'' اور فرمایا:

''وَلَا اَنْ یَّعِدَ الرَّجُلُ اِبْنَہٗ ثُمَّ لَا یَنْجِزُ لَہٗ''

(تہذیب الآثار للطبری، حدیث نمبر ۱۴۶۸)

اور نہ یہ درست ہے کہ کوئی آدمی اپنے بیٹے (یا بیٹی) سے وعدہ کرے، پھر اس کو پورا نہ کرے۔ (شعب الایمان، باب حفظ اللسان عما لا یحتاج)

۱۶۱۔ اے بیٹے درختوں پہ ڈھیلے کیوں پھینکتا ہے؟

چھوٹے بچے سے معصوم شرارتیں اور ناسمجھی میں خلافِ شریعت کام ہو جانا کوئی بعید نہیں ہے، لیکن انہیں برائی سے اس وجہ سے نہ روکنا کہ بچہ ہے، یہ نظریہ بھی نادرست ہے۔ رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور انصار رضی اللہ عنہم کے درختوں پر ڈھیلے پھینکا کرتا تھا، نبی پاک ﷺ سے شکایت کی گئی کہ یہاں ایک لڑکا ہے وہ کھجوروں کے درختوں پر ڈھیلے پھینکا کرتا ہے، لوگ مجھے نبی ﷺ کے حضور لے گئے۔

آپ ﷺ نے پوچھا! ''اے لڑکے! تو درختوں پر ڈھیلے کیوں پھینکتا ہے؟'' میں

Marfat.com

نے کہا: کھجوریں کھانے کے لیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ڈھیلے نہ پھینکا کر، درختوں کے نیچے جو کھجوریں گری ہوں، ان کو کھالیا کر،'' پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اَشْبَعْ بَطْنَہٗ اے اللہ! اس بچے کا پیٹ بھر دے۔''

(اسد الغابہ تذکرہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن عمرو بن (مخدج) خدیج)

۱۶۲۔صدقہ ہمارے لیے جائز نہیں:

حلال و حرام کی تمیز وہ پہلی علمی گھٹی ہے، جو دربارِ رسالت ﷺ میں موجود ہر بچے کو دی جاتی تھی، آپ ﷺ کی اس مبارک ادا سے ہر بچے کو فیض ملتا تھا۔ رشید بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، ایک شخص ایک طبق کھجوروں کا لے کر آپ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ ''یہ کیا ہے، ہدیہ یا صدقہ؟'' تو اس شخص نے کہا: صدقہ! آپ ﷺ نے فرمایا: صدقہ ہے، تو اس کو ان (صفہ والوں) کے سامنے رکھ دے۔ رشید رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت حسن (ابن فاطمہ بنت نبی ﷺ) اس وقت کم سن تھے، انہوں نے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں رکھ لی، رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا تو آپ ﷺ نے ان کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور نکال دی (پھر تعلیم کے لیے) فرمایا!

''انا اٰلُ مُحَمَّدٍ لَا نَا کُلُ الصَّدَقَۃَ''

کہ ہم آلِ محمد ﷺ صدقہ نہیں کھاتے۔

(اسد الغابہ تذکرہ حضرت رشید رضی اللہ عنہ بن مالک)

۱۶۳۔ایک خوش قسمت جسے آپ ﷺ نے تعلیم دی:

ایک بچے حضرت عُمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے جب محمدی دسترخوان پر کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے اسے کھانے کے آداب کی تعلیم دی، اس نے بڑے ہو کر آپ ﷺ کی اس تعلیم کو پوری عمر لوگوں میں عام کیا۔ ربیبُ النبی سیدنا حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،

Marfat.com

کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں کھانا لایا گیا، نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"یَا بُنَیَّ! سَمِّ اللّٰهَ وَ کُلْ بِیَمِیْنِكَ وَ کُلْ مِمَّا یَلِیْكَ !"

(اے پیارے بیٹے) عمر! اللہ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ! عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس نصیحت و تعلیمِ آداب کے بعد ہمیشہ میرا کھانے کے وقت یہی معمول رہا، اس سے پہلے میرا ہاتھ برتن میں گھومتا رہتا تھا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۱۶۳۲۷)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما اس دن چھ سال کے تھے جس دن حضور ﷺ نے وفات پائی، غزوۂ خندق ہوا تو اس دن اُس خیمے کے اندر محفوظ تھے جہاں بچوں اور خواتین کو محفوظ رکھا گیا تھا۔ (اسد الغابہ ذکر عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما)

۱۶۴۔ قرآنی آیت کا مصداق بچہ اور ستر پوشی کی تعلیم:

سیدنا محمد کریم ﷺ سے نسبت سب سے بڑی دولت ہے، جسکی وجہ سے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں عزت ملتی ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں جب قرآن اتر رہا تھا، تو صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے کچھ خاص لوگ آیات کے مصداق ہوتے تھے جنہیں مبارک سمجھا جاتا تھا۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک بچے، حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ہیں، مسور رضی اللہ عنہ کی والدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا دعوتِ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئی تھیں، اور شرفِ ہجرت سے بھی مشرف ہوئیں، مسور رضی اللہ عنہ ان ہی سعیدہ خاتون رضی اللہ عنہا کے بطن سے ۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ کی بڑی خواہش تھی کہ وہ مدینہ ہجرت کر جائیں، وہ ان صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم میں ہے: "اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ" (النساء:۹۸) کمزور (مرد عورتیں اور بچے) اگر ہجرت نہ کر سکیں تو کوئی حرج نہیں ہے؛ فتح مکہ کے بعد والدہ مدینہ آئیں تو ان کے لختِ جگر مسور رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، مسور رضی اللہ عنہ چھ برس کی عمر میں مدینہ آئے، عہد نبوی ﷺ میں بہت صغیر السن تھے، اس لیے اس عہد کے متعلق ان کے وہ

Marfat.com

حالات ملتے ہیں، جن کا تعلق ان کی معصومانہ اداؤں کے ساتھ ساتھ سید الکونین ﷺ کی خصوصی کرم نوازیوں سے ہے۔ (معرفۃ الصحابۃ علیہم السلام لابی نعیم .ذکر مسور بن مخرمۃ بن نوفل)

اس سے اگلا واقعہ شاہد ہے کہ حضور ﷺ نے جب بچوں کو خصوصی طور پر اپنی ناصحانہ گفتگو سے نوازا تو ان میں ایک حضرت مسور رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

۱۶۵۔ بیٹے! چادر درست کرو:

ایک دفعہ اپنے والد صاحب کے ساتھ حضور ﷺ کے دروازے پر آئے، والد نے کہا: حضور ﷺ کو باہر بلا لاؤ! انہوں نے عرض کی:

اَدْعُوْ لَكَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ؟

آپ کے لیے میں حضور ﷺ کو بلاؤں؟ (مسور رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو بے آرام کرنا مناسب نہ جانا) پھر والد نے انہیں سمجھایا (کہ حضور ﷺ بڑے مہربان ہیں وہ بے وقت ملنے کو بھی محسوس نہیں کرتے) تو حضور ﷺ کو گھر میں بلانے کے لیے گئے۔

(المعتصر من المختصر من مشکل الاثار .فی قِسمِ مَا اَفَاءَ اللہُ)

اکثر و بیشتر (آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آجایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ وضو فرمارہے تھے اور مسور رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پشت پر کھڑے تھے، اتفاقاً پشت سے چادر ہٹ گئی اور خاتمِ نبوت نظر آنے لگی، ایک یہودی ادھر سے گزرا اس نے سیدنا مسور رضی اللہ عنہ سے کہا: ''محمد ﷺ کی پیٹھ سے چادر ہٹا دو!'' مسور رضی اللہ عنہ بچے تھے، ہٹانے لگے، آپ ﷺ نے ان کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا۔ (دلائلُ النّبوۃ .بابُ صِفَۃِ خَاتَمِ النّبوۃ)

اسی طرح ایک مرتبہ چھوٹا سا تہ بند باندھے، ایک وزنی پتھر اٹھائے ہوئے تھے، تہ بند چھوٹا تھا، کھل گیا، ہاتھ پتھر میں پھنسے تھے، اس لیے تہ بند نہ باندھ سکے اور اسی حالت میں پتھر لیے ہوئے چلے گئے، آنحضرت ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: تہ بند اٹھالو، ننگے نہ پھرو۔

(مسلم، باب الاعتناء بحفظ العورۃ)

Marfat.com

اسی صغرسنی میں حجۃ الوداع میں شریک ہوئے، لیکن واقعات سب یاد تھے۔

۱۶۶۔ بچوں کے لیے زیور کی ضرورت نہیں:

چھوٹے بچوں پر حقیقی حسن کی تابانیاں ہوتی ہیں، اس لیے ان بچوں سے پیار کرنے والے عظیم انسان ﷺ کا یہ فرمان ہے، کہ بچوں کے حسن کو زیور سے داغدار نہ کیا جائے زیور تو عورت کے لیے بنایا گیا ہے اس لیے بچیوں کے لیے جائز رکھا۔ ایک مرتبہ سرورِ کونین ﷺ کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی مراجعت کی خوشی میں یا خیر مقدم کے طور پر گھر کے دروازے پر نقشیں پردہ لٹکایا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ حضور ﷺ معمول کے مطابق سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے تشریف لائے، آپ ﷺ نے دروازے پر قیمتی پردہ اور بچوں کے ہاتھوں میں نقرئی کنگن دیکھے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے بغیر واپس تشریف لے آئے، خاتون جنت رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی واپسی کا سبب سمجھ گئیں اور

"فهتكت الستر وفككت القلبين عن الصبيين"

انہوں نے فوراً پردہ چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھوں کے کنگن اتار لیے، وہ روتے ہوئے نانا جان کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِ بَيْتِيْ اَكْرَهُ اَنْ يَّاكُلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ"

یہ میرے اہلِ بیت ہیں، میں نہیں چاہتا یہ ان زخارف (زرق برق و آرائش) سے آلودہ ہوں۔ ان کے بدلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے عصیب کا ہار اور نقرئی کنگنوں کی جگہ ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لاؤ!۔ (سنن ابی داؤد باب ماجاء فی الانتفاع بالعاج)

حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے سیدِ دو عالم ﷺ کو جو پیار تھا، وہ سب جانتے ہیں، اس کے باوجود آپ ﷺ کا ان کنگنوں کو ان کے ہاتھوں پر پسند نہ کرنا پتہ دیتا ہے کہ بچوں کے لیے سونا چاندی اچھا نہیں البتہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی چھوٹی بچیوں پر آپ ﷺ نے پسند

Marfat.com

فرمایااور اپنے اہل بیت کے لیے سادگی کا زیور منتخب فرمایا۔ اس کے آگے جو واقعہ آرہا ہے اسمیں بھی آپ ﷺ نے اپنے دو ننھے ستاروں کو سادگی کا درس دیا ہے۔

۱۶۷۔ بچے کو سادگی کا درس:

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سابق یہودی علماء میں سے تھے، ان سے حضور ﷺ بہت محبت رکھتے تھے، لیکن یہ پیار تربیت کے راستے میں رکاوٹ نہ تھا، ان کے بچوں کو اپنا سمجھتے تھے، ان بچوں کے متعلق ہمیں جہاں یہ ملتا ہے کہ حضور ﷺ ان سے بہت پیار کرتے تھے، وہاں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ ان کی تربیت بھی کرتے تھے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما نے دو بیٹے یادگار چھوڑے، یوسف اور محمد رضی اللہ عنہما، دونوں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے یوسف بڑے تھے انکے متعلق لکھا ہے:

اَجْلَسَهٗ فِیْ حُجْرِهٖ وَمَسَحَ عَلٰی رَأْسِهٖ وَسَمَّاهُ يُوْسُفَ"

آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا، سر پر ہاتھ پھیرا اور یوسف نام رکھا۔ (أسد الغابہ ج ۱، ص ۱۱۳۳)

حضرت یوسف رضی اللہ عنہ نے بڑے ہو کر اللہ کے دین کے لیے خدمات سرانجام دیں۔ حضور ﷺ کی ہر ادا کو غور سے دیکھتے اور آپ ﷺ کی ہر بات کو پیار سے سنتے تھے، فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ "میرے نبی ﷺ نے روٹی کا ٹکڑا لیا، اس پر کھجور رکھی اور فرمایا: "هٰذِهٖ اِدَامٌ" لو یہ کھجور ہمارا سالن بن گیا۔ اور پھر حضور ﷺ نے اسی کھجور سے روٹی کھائی۔

(اسد الغابہ، معجم الصحابہ لا بن قانع ذکر یوسف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

قناعت وسادگی کے موضوع پر اسوۂ محمدی ﷺ کی یہ ایک جھلک ہے، جو ہمیں سید دو عالم ﷺ کی مبارک زندگی سے ایک بچے کے ذریعے ہمارے دلوں کو منور کر رہی ہے، اور خود اس بچے کو بھی قناعت اور شکر کا درس ملتا ہے کہ اس طرح جب کوئی سالن موجود نہ ہو تو کھانے کے لیے جو چیز بھی مل جائے اسے کھا کر اللہ کا شکر ادا کرو۔ اسی طرح سیدنا یوسف رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے سامنے حضور ﷺ نے کھجور کو سالن قرار دے کر آپ ﷺ نے ننھے یوسف رضی اللہ عنہ کو قناعت اور میانہ روی و شکر گذاری کی تعلیم دی کہ زندگی گذارنے کا ڈھنگ ہو تو انسان خوش و خرم رہتا ہے، ورنہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اسے کچھ نظر نہیں آتا۔ یوسف رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے یہ بھی سنا کہ جو شخص یا عورت رمضان شریف میں عمرہ کرلے اسے حج کے برابر اجر ملے گا۔

(معجم الصحابہ رضی اللہ عنہم، یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ)

۱۶۸۔ قبولِ اسلام کے فوراً بعد تعلیم قرآنِ کریم:

ایک ایسے درِ یتیم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نصیحت سے خالی نہیں ہے، جس نے اس وقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ سچی محبت کی، جبکہ ابھی اس کی عمر چھ سال تھی، اس وقت حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے، حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کے والدِ گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا، اور وہ والدہ کے ظل عاطفت میں پرورش پاتے رہے۔ ۱۱ برس کے ہوئے تو اسلام کی آواز کان میں پڑی کہ مکہ میں ایک نبی اُمّی ﷺ کا ظہور ہوا ہے، اس وقت مدینہ میں حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا ان دنوں مدینہ میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما مبلغ اسلام، توحید و رسالت کا وعظ کہہ رہے تھے، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اسی صغرسنی میں اسلام قبول کیا کسی انسان کا اگر سن بلوغ سے قبل ایمان لانا باعث فخر و مباہات ہو سکتا ہے، تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے گیارہ سال کی عمر میں یہ فخر حاصل کیا اور ابتداء ہی سے ان کا دامن شرک کے داغ سے پاک رہا۔ اس زمانے میں نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ قرآن پڑھایا کرتے تھے، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہوتے ہی قرآنِ کریم کی تعلیم پر پوری توجہ مبذول کردی اور منتظر رہے کہ مدنی کریم ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لائیں اور وہ اُن سے اس کتاب مقدس کے مزید اسباق حاصل کریں۔ چنانچہ جب سیدِ دو عالم ﷺ تشریف لے آئے اور مدینہ کے جن مرد و خواتین اور پیر و جواں نے آپ ﷺ کا پورے ولولے سے استقبال کیا، ان میں گیارہ سالہ زید رضی اللہ عنہ بھی پیش پیش تھے، جب مدنی کریم ﷺ سے ان کی پہلی ملاقات ہوئی، تو

Marfat.com

حضور ﷺ نے ان کا قرآن سنا۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۶۵۸)

یہ لڑکا بہت اچھا ہے:

ابھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کا سن ۱۳ سال تھا کہ غزوۂ بدر پیش آیا، انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم کا مجمع جب میدانِ جنگ کو روانہ ہوا تو ۱۳ برس کے اس بچہ نے بھی لڑائی کا عزم بالجزم کیا اور رسول اللہ ﷺ کے روبرو بچوں کی ایک جماعت کے ساتھ پیش ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کی کم سنی پر نظر فرما کر واپس کر دیا۔ (اسد الغابہ، زید رضی اللہ عنہ بن ثابت) اور انہیں ارادہ کیوجہ سے پورا ثواب مل گیا۔

جس دھج میں کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

اس واپسی پر ان کے جذبات مجروح نہیں ہوئے، بلکہ اجازت ملنے پر دیگر معرکہ ہائے حق و باطل میں خوب دادِ شجاعت دی۔ سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شرکت کی، جب وہ ذوق و شوق کے ساتھ مٹی اٹھا کر اسے منتقل کر رہے تھے، تو حضور ﷺ نے ان کو دیکھا اور بطورِ فخر فرمایا: ''اِنَّهُ نِعمَ الغُلام!'' یہ لڑکا بہت اچھا ہے۔ (اسد الغابہ، زید رضی اللہ عنہ بن ثابت)

دراصل اللہ تعالیٰ نے ان سے کوئی عظیم کام لینا تھا اور وہ تھا قرآنِ کریم کی حفاظت، پہلے اللہ نے اس بچے کے سینے میں اپنا کلام محفوظ کیا، پھر اس نونہال کے ذریعے کتابتِ قرآن کا مبارک اور تاریخی کام لیا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، زید رضی اللہ عنہ بن ثابت)

۱۶۹۔ ننھا قاریٔ قرآن صاحبِ قرآن کی خدمت میں:

زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کے سینے میں حفظِ قرآن کی دولت تھی، یہ مبارک داستان وہ خود سناتے ہیں، آیئے ان کی زبانی سنتے ہیں: فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا، نبی ﷺ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے۔ لوگوں نے عرض کی: يَارَسُولَ اللهِ هٰذَا غُلَامٌ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ مَعَهُ مِمَّا اَنْزَلَ اللهُ عَلَيْكَ بِضْعَ

Marfat.com

عَشَرَۃَ سُوْرَۃً - یارسول اللہ ﷺ! بنو نجار کے اس لڑکے کو آپ ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن کی کئی سورتیں یاد ہیں۔" نبی ﷺ کو تعجب ہوا اور (آپ ﷺ نے مجھ سے قرآنِ کریم سنا اور خوش ہوئے اور مجھے فرمایا: زید! یہودیوں کا طرزِ تحریر بھی سیکھ لو، کیونکہ اپنے خطوط کے حوالے سے مجھے یہودیوں پر اعتماد نہیں ہے، چنانچہ میں نے ان سے لکھائی سیکھنا شروع کردی اور ابھی پندرہ دن بھی نہیں گزرنے پائے تھے، کہ میں اس میں مہارت حاصل کر چکا تھا اور میں ہی ان کے خطوط نبی ﷺ کو پڑھ کر سناتا تھا اور جب نبی ﷺ جواب دیتے تھے تو میں ہی اسے لکھا کرتا تھا۔ (مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۲۱۶۵۸، معجم الصحابہ للبغوی رحمۃ اللہ علیہ، ج ۲ ص ۴۶۲)

سفارتی خط و کتابت اور کتابتِ قرآن:

چھوٹی عمر رکھنے والے بچے سے سفارتی نظام کی بنیادی ضرورت کی خط و کتابت کا کام کروالینا یہ حضور ﷺ کا ایسا کام ہے جو حکمرانوں کے لیے بھی مشعلِ راہ ہے کہ نوجوانوں کی صلاحیتوں سے فائدہ کیسے اٹھایا جاتا ہے؟ زید رضی اللہ عنہ کی ذاتی دل چسپی اور حضور ﷺ کی دعا کا نتیجہ تھا کہ صرف پندرہ دنوں میں یہودی قوم کے ساتھ رابطے کا قانونی راستہ سیکھ لیا اور پھر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ادوار میں بڑے بڑے معاہدے اسی قلم سے وجود میں آئے۔ قرآن کریم کے ساتھ پیار و محبت کا نتیجہ یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں سے اس وقت بھی قرآن لکھوایا، جب وہ نازل ہوتا تھا اور پھر جب جمع کیا گیا تو ان ہی کو منتظم قرار دیا گیا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ذکر زید رضی اللہ عنہ بن ثابت)

یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید اسلام کا اصل الاصول ہے اس کے جمع کرنے کا فخر جس مقدس انسان کو جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حاصل ہوا، وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری "کَاتِبُ الْوَحِی" ہیں۔ خطاطِ قرآن ہیں اور علم فرائض پر مہارت کے طفیل "فرضی" ہیں، اسلامی تعلیمات کے بحرِ بے کراں ہونے کی وجہ سے انہیں "حِبْرُ الْاُمَّۃِ" کہا جاتا ہے۔ لوگ ان کو اپنا قرآن سنا کر تصحیح کرواتے تھے، اس لیے "الْمُقْرِئُ" لقب کے حامل ہیں۔

(اسد الغابہ، النوار بنت مالک، غایۃ النہایۃ باب الزاء)

Marfat.com

قُرّاء کی جماعت اور قلم وقرطاس:

ان تمام فضائل میں سے جمع قرآن ان کی خصوصیات میں سے ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کام کے لیے ان کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مامور کی، جنہیں القراء کہا جاتا تھا جن کی تعداد ۷۵ بیان کی جاتی ہے، ان میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کو (جو کھجور کی شاخوں اور پتلے پتلے پتھروں پر لکھا ہوا تھا) جمع کیا، حفاظ سے قرآن سنا، وہ خود بھی حافظ ِقرآن تھے، اور رسول اللہ ﷺ کے عہد میں قرآنِ پاک جمع کر چکے تھے۔

(بخاری باب القراء من اصحاب النبی ﷺ، مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۱۳۴۶۶)

جب بھی جبرئیل علیہ السلام قرآن کریم لے کر آتے تو جن حضرات کو آیت یا سورۃ لکھنے کے لیے دربارِ نبوی ﷺ میں بلایا جاتا، ان میں ایک نام اس کم سن صحابی حضرت زید رضی اللہ عنہ کا بھی ہوتا تھا، جس نے قلم وقرطاس سے اس وقت دل لگا لیا تھا جب ابھی اسلام اپنی ابتدائی بہاریں گزار رہا تھا۔ تعلیمِ قرآن کی وجہ سے حضور ﷺ ان کو بڑی اہمیت دیتے تھے غزوہ تبوک میں جھنڈا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان سے حضور ﷺ نے لیا اور زید رضی اللہ عنہ کو تھما دیا، حضرت عمارہ رضی اللہ عنہما نے عرض کی: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے متعلق آپ ﷺ کو کوئی خبر پہنچی ہے، جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے یہ ذمہ داری مجھ سے چھین لی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: زَیْدٌ اَکْثَرُ اَخْذاً لِّلْقُرْآنِ ''زید (رضی اللہ عنہ) کو قرآن زیادہ یاد ہے (اس وجہ سے اسے یہ اعزاز دیا جا رہا ہے)''۔ (اسد الغابہ زید رضی اللہ عنہ بن ثابت)

۱۷۰۔ نسل در نسل تعلیم کا انتظام:

عہدِ نبوی ﷺ کے اس عظیم مجاہد نوعمر کی داستان سبق آموز ہے، جسے آپ ﷺ نے بچہ ہونے کی وجہ سے مدینہ کی حفاظت کے لیے مامور کیا، بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے اس کی تیمارداری کی، صبر کا درس اس کے گھر جا کر دیا، اس کا نام حضرت

Marfat.com

زید بن ارقم رضی اللہ عنہما ہے، وہ بھی ان ہی شجاعانِ اسلام میں سے ایک ہیں، جو اگرچہ کم عمر لڑکوں میں شمار ہوتے تھے، لیکن ان کے قلب و جگر میں حُبّ رسول ﷺ کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی، وہ تعلیمِ اسلام کے حصول میں شب و روز کوشاں رہتے تھے، والد نے صغر سنی میں ہی انتقال فرمایا تھا، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما نے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے اور ان کے رشتہ میں چچا ہوتے تھے، اپنے ظلِ عاطفت میں لے لیا اور ان کی پرورش و پرداخت کی، موتہ کی معروف جنگ میں زید رضی اللہ عنہ اپنے چچا کے ساتھ تھے۔

(اَلاِستیعاب فی تمیز الاصحاب رضی اللہ عنہ، ذکر زید رضی اللہ عنہ بن ارقم)

جنگ اُحد میں جن بچوں کو چھوٹے ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ نے مدینہ کو واپس فرمایا تو آپ ﷺ نے انہیں اہلِ مدینہ اور مجاہدین کے گھروں کی حفاظت کی ذمہ داری دے کر سبق دیا کہ مجاہدین کے گھروں کی حفاظت بھی جہاد میں شمولیت کے برابر ہے۔ زید رضی اللہ عنہ اُحد میں صغیر السّن تھے، اس لیے آنحضرت ﷺ نے غزوہ کے قصد سے باز رکھا، خندق کے معرکہ میں شریک ہوئے اور پھر تمام غزوات میں شرکت کی، صحیح بخاری میں ان سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ۱۹ غزوے کیے، جن میں سے میں ۱۷ میں شامل تھا۔ (بخاری باب غزوۃ العشیرۃ) کم سنی کے باوجود حضورِ مکرم ﷺ سے بہت کچھ سیکھا، آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے ادا کی ہوئی دعائیں لوگوں کو سکھایا کرتے تھے اور اس نبوی ﷺ امانت کو ادا کرنے کے بعد کہتے: "ہم نے حضور ﷺ سے علم سیکھا ہے اور ہم تمہیں سکھا رہے ہیں کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وسلّمُ یُعَلِّمُنَا ھُنَّ وَنَحْنُ نُعَلِّمُکُمُوْھُنَّ یہ دعائیں ہمارے رسول ﷺ سکھایا کرتے ہیں اور ہم (اسی طرح) تم تک پہنچا رہے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حدیث نمبر ۱۹۳۲۷، مسند الصحابہ فی کتب التسعۃ، مسند جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

یہ اس نبوی ﷺ طرزِ تعلیم کے ابتدائی طالب علم ہیں، جن کی وجہ سے آج تک علم زندہ ہے۔

Marfat.com

۱۷۱۔ طالب علم کا امتحان:

زید رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوی ﷺ میں خصوصی تقرب حاصل تھا، جب کبھی یہ بیمار پڑ جاتے، آنحضرت ﷺ ان کی عیادت کیلیے تشریف لے جاتے۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ ﷺ اور ان کے درمیان پر لطف مکالمہ ہوا، ایک مرتبہ آنکھ میں درد اٹھا، آپ ﷺ عیادت کو تشریف لائے، پھر زید رضی اللہ عنہ اس بیماری سے تندرست ہو گئے تو، حضور اکرم ﷺ نے اپنے کمسن شاگرد کا امتحان لیا اور سوال فرمایا:

کَیفَ اَنْتَ لَو کَانَتْ عَینُكَ لِمَا بِهَا ....؟

"اے زید! مجھے یہ تو بتاؤ، اگر یہ بیماری اسی طرح زندگی بھر رہتی تم تندرست نہ ہوتے تو کیا کرتے؟" تو عرض کی:

اِذًا اَصْبِرُ وَ اَحْتَسِبُ

"اے اللہ کے حبیب ﷺ ایسا ہوتا تو میں (تسلیم و رضا کا پیکر بن کر) صبر کرتا، اور اجر کا امیدوار رہتا" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَو کَانَتْ عَلَیكَ لِمَا بِهَا لَلَقِیْتَ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ عَلٰی غَیرِ ذَنْبٍ

آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم ایسا کرتے تو خدا کے سامنے بے گناہ جاتے"

(مسند احمد: حدیث نمبر ۱۲۶۵۷، المسند الجامع لابی الطفیل، ج ۱۶، ص ۱۹۱)

معلوم ہوتا ہے کہ استادِ کل محمد عربی ﷺ نے اپنے شاگرد سے یہ سوال فرما کر اندازہ کرنا تھا کہ:

۱۔ اس لڑکے کا تعلق اللہ کی ذات کے ساتھ کیسا ہے؟

۲۔ تسلیم و رضا کے نمبر کتنے ہیں؟

۳۔ اس کے دل میں آخرت کی ترجیح ہے یا دنیاوی زندگی میں ہی مگن ہے؟

الحمد للہ! حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کمسنی کے باوجود جو جواب دیا، اسے حضور ﷺ نے صد

Marfat.com

فی صد درست قرار دیا۔

اے لڑکے تیرے کان نے صحیح سنا ہے:

حضرت زید بن الارقم رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی دشمن نبی ﷺ نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی گستاخی کردی، ان سے برداشت نہیں ہوا، حضور ﷺ کو جا بتایا، منافق نے کہا "یہ لڑکا جھوٹا ہے" زید رضی اللہ عنہ کیونکہ چھوٹے تھے اس لیے انہیں خاموش ہونا پڑا، سورۂ منافقون اتری تو پتہ چلا کہ زید رضی اللہ عنہ سچے اور منافق جھوٹا ہے، حضور ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا کر ان کے سچا ہونے کی بشارت یوں دی:

وَعَتْ اُذُنُكَ یَا غُلَامُ!

"اے لڑکے! تیرے کان نے جو سنا ہے وہ صحیح سنا ہے۔"

(الاستیعاب فی تمیز الاصحاب رضی اللہ عنہم ذکر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

ملاحظہ: واقعہ کی مکمل تفصیل باب نمبر ۱۹ میں ہے۔

۱۷۲۔ مدینہ کے اولین طالب علم بچے:

آپ پڑھ چکے ہیں کہ الصادق والامین اور المہاجر نبی الامی ﷺ کی ہجرت سے پہلے مدینہ میں قرأتِ قرآن کریم کا سلسلہ جاری تھا اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کا ایک حصہ یاد کرلیا تھا، اور حضور ﷺ نے ان کا امتحان بھی لیا تھا، ان کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی ان ہی خوش نصیبوں میں سے ہیں، جنہوں نے حضور ﷺ کے آنے سے پہلے قرآن کریم کی مفصل سورتیں پڑھ لیں تھیں۔ (مسند احمد: حدیث نمبر ۳)

حضرت براء رضی اللہ عنہ کے والد (عازب رضی اللہ عنہ) صحابی تھے، صحیحین میں ان کا یہ واقعہ مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے اونٹ کا پالان خریدا، اور کہا اس کو اپنے بیٹے براء سے اٹھوا کر میرے ساتھ بھیج دو! عازب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: پہلے ہجرت کا قصہ سنائیے، اس وقت عازب رضی اللہ عنہ کا کمسن بیٹا یہ باتیں بڑے شوق سے سن رہا تھا، اس نے ہجرت کا واقعہ اپنے

Marfat.com

والد صاحب رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں خود صاحب واقعہ (حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) سے سنا اور بڑے ہو کر اس عظیم قرآنی، ایمانی اور تاریخی واقعہ کو اُمت کے سامنے پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا۔ (مسند احمد حدیث نمبر ۳، بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

کم سنی کی وجہ سے وہ احد میں شریک نہ ہو سکے۔ (جامع الاصول. البراء بن العازب رضی اللہ عنہ)

مدینہ میں دعوتِ اسلام عام ہو چکی تھی، ان کے ماموں حج کے موقع پر مقام عقبہ میں حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے، باپ نے بھی توحید و رسالت کا اقرار کر لیا تھا، براء رضی اللہ عنہ کی فطرت اسلام تھی اور انہوں نے ان دو خاندانوں میں تربیت پائی تھی، جنہوں نے حضور ﷺ کے مدینہ آنے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا، حضرت براء رضی اللہ عنہ ان بچوں میں سے ہیں، جو تقریباً روزانہ اپنی امی سے یہ سوال کرتے تھے کہ حضور ﷺ مدینہ کب آئیں گے؟ ان کی والدہ کہتیں: جب اللہ کو منظور ہو گا۔ حضور ﷺ جب مدینہ آگئے تو زید رضی اللہ عنہ درسگاہِ نبوی ﷺ میں احکام و مسائل کے سیکھنے میں ایسے مصروف ہوئے کہ آج دین اسلام کے مسائل کا بڑا حصہ ان سے منقول ہے۔

۱۷۳۔ معلّم مدینہ ﷺ کی شاگردی:

مدینہ میں حضور ﷺ کی آمد سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی درسگاہ کتاب و سنّت کا مرکز بنی ہوئی تھی، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے وہیں تعلیم پائی عقائد و ایمانیات کے ساتھ ساتھ پہلے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پر ان کا سبق تھا، طلب علمی کی یہ داستان وہ اپنے شاگردوں کو بڑے مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے، کہ مدینہ میں پہلے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ وام مکتوم رضی اللہ عنہ قرآن کریم پڑھاتے تھے، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس آدمیوں کے قافلہ کے ساتھ مدینہ آئے اور پھر نبیِ اکرم ﷺ کی آمد ہوئی تو میں نے سنا، لڑکیاں کہہ رہی ہیں: قَدِمَ رَسُولُ اللہِ ﷺ"

Marfat.com

اللہ کے رسول ﷺ آ گئے" ان دنوں میرا سبق سُورۃُ الاَعْلیٰ پر تھا اور اہلِ مدینہ کی خوشی کا عالم یہ تھا کہ میں نے کبھی مدینہ والوں کو اتنا خوش نہیں دیکھا۔

(صحیح بخاری باب مقدم النبی ﷺ واصحابہ المدینۃ)

۱۷۴۔ حضور ﷺ کے ہاں طالب علموں کی قدر:

۱۔ واقعہ نمبر ۱۶۹ میں گذرا ہے کہ حضور ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ بن ثابت کو صرف اس وجہ سے پرچم تھمایا، کہ وہ قرآنِ کریم کے حافظ تھے۔

۲۔ اسی وجہ سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حضور ﷺ نے گلے سے لگایا، اور انہیں خزانہ علم کی دعاؤں سے نوازا۔ (بخاری باب قول النبی ﷺ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَاب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے اعمال واخلاق کو بچپن ہی سے دیکھتے تھے اور بیان کرتے تھے۔

۳۔ حضور ﷺ کے اتباع میں سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کی قدر کرتے تھے، اسی طرح سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا زید رضی اللہ عنہ جیسے حضرات کو صرف اس وجہ سے فوقیت تھی کہ ان کی معصوم آنکھوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کے پاس اکثر حاضر رہنے کی وجہ سے بہت کچھ سیکھا۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وظائف وغیرہ دیتے وقت مجھے غزوۂ بدر کے شرکاء میں شامل فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ ان سے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ رضی اللہ عنہ اس نوعمر لڑکے کو ہمارے ساتھ شریک کرتے ہیں، حالانکہ اس جتنے تو ہمارے بیٹے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنَّهٗ مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ "تم جانتے ہو کہ کس وجہ سے ان کی عزت کرتا ہوں"

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور مجھے بھی بلایا، میں سمجھ گیا کہ مجھے صرف اس لیے بلایا ہے تاکہ وہ لوگ میری (علمی) حیثیت دیکھ لیں، پھر حاضرین

Marfat.com

محفل سے ایک سوال فرمایا: (اس مجلس میں معترض بھی موجود تھے) سوال فرمایا: آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے ہیں اور پھر "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ"، مکمل سورت پڑھی۔ حاضرین میں سے کسی نے سوال کا جواب یوں دیا "اللہ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور ہمیں فتح نصیب ہو جائے تو ہم اس کی تعریف کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں اور کسی نے کہا: ہمیں معلوم نہیں۔

وَسَکَتَ بَعْضُھُمْ فَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا

"بعضوں نے کچھ نہیں کہا، بلکہ خاموش رہے" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

کَذَالِکَ تَقُوْلُ یَابْنَ عَبَّاسٍ!"

اے ابن عباس رضی اللہ عنہ! کیا تم بھی ایسے ہی کہتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، انہوں نے فرمایا: فَمَا تَقُوْلُ "تو پھر تم کیا کہتے ہو؟" میں نے عرض کی: اس میں حضور ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کی طرف اشارہ ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بتایا ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے اور تم لوگوں کو اسلام میں جوق در جوق داخل دیکھ لو تو یہ آپ ﷺ کے دنیا سے جانے کے قریب آنے کی نشانی ہے، لہٰذا آپ ﷺ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے مغفرت طلب کیجئے، وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا اعلمُ منھا اِلاَّ مَا تَعلَمُ (بخاری باب منزل النبی ﷺ یوم الفتح)

"مجھے بھی اس سورۃ کے بارے میں اتنا ہی معلوم ہے جتنا تمہیں معلوم ہے"

معلوم ہوا کہ دربارِ خلافت میں بھی درس گاہِ نبوت ﷺ کے ان نوعمر طلبہ کی پوری حوصلہ افزائی کی جاتی تھی، اور ان کے بے غبار دلوں نے مشکوٰۃِ نبوت ﷺ سے جو روشنی پائی تھی، اس سے استفادہ کیا جاتا تھا۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سمیت پوری اُمت ان نوعمروں کو اپنا سرمایہ جانتی ہے، جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو قرآن لکھنے پر مقرر کیا، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی فوقیت کو تسلیم کروایا۔

Marfat.com

۱۷۵۔ نبی ﷺ کی دعاؤں کے طفیل علم مل گیا:

اس واقعہ میں آپ ﷺ نے ایک نوعمر بچے کو صرف اس وجہ سے اہمیت دی کہ وہ بڑوں کی خدمت پر معمور تھا، آپ ﷺ نے جب اس عمل کی حوصلہ افزائی فرمائی، تو خود ہی سمجھ آگیا کہ خدمت اور بڑوں کے احترام میں انسان کی عظمت تسلیم کی جاتی ہے۔ ''بنو سعد ہذیم'' قبیلہ قضاعہ کی ایک شاخ کا نام ہے، اس قبیلے کے چند حضرات مسجد نبوی ﷺ میں پہنچے تو دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ جنازہ کی نماز پڑھا رہے ہیں، یہ لوگ اگرچہ حاضری سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے، لیکن انہوں نے نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کی اور الگ ہو کر بیٹھے رہے۔ حضور ﷺ نمازِ جنازہ سے فارغ ہوئے تو ان سے پوچھا: مَنْ اَنْتُمْ ؟''تم کون لوگ ہو؟'' انہوں نے عرض کیا کہ ہم سعد ہذیم کے آدمی ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا: فَهَلَّا صَلَّيْتُمْ عَلٰى اَخِيْكُمْ ؟''بھئی جب تم مسلمان بھی ہو تو تم نے اپنے مسلمان بھائی کی نمازِ جنازہ میں شرکت کیوں نہ کی؟'' عرض کی: ظَنَنَّا اَنَّ ذٰلِكَ لَا يَجُوْزُ لَنَا حَتّٰى نُبَايِعَكَ ''یارسول اللہ ﷺ! ہم سمجھتے تھے کہ بیعت کیے بغیر ہمیں نماز میں شریک ہونے کا حق نہیں ہے'' تو حضور ﷺ نے فرمایا: اَيْنَمَا اَسْلَمْتُمْ فَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ''جب تم مسلمان ہو گئے تو اب تم بیعت کے بغیر بھی مسلمان ہو'' یعنی ایمان لانے اور بیعت کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے، یہ لوگ اپنے ایک لڑکے کو سواریوں کے پاس بٹھا آئے تھے۔ اتنے میں وہ بھی آگئے، اہلِ وفد نے حضور ﷺ سے عرض کی: یہ لڑکا ہم میں سب سے کم عمر ہے، اس لیے ہماری خدمت کرتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: اَصْغَرُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ''چھوٹا اپنے بڑوں کا خادم ہوتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اس چھوٹے کو اللہ تعالیٰ برکت دے'' اس کے بعد یہ لوگ رخصت ہونے لگے تو حضور ﷺ نے انہیں آواز دے کر ٹھہرایا اور فرمایا: ٹھہریں! اتنی جلد واپسی کی کیا ضرورت ہے؟

چنانچہ یہ وفد تین دن مدینہ منورہ میں ٹھہرا اور حضور ﷺ نے ان کی بے حد خاطر

Marfat.com

مدارت کی، یہ لوگ وطن واپس آئے تو ان کی تبلیغ سے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا اور جس نو عمر خادم انسانیت کو حضور ﷺ نے دعائے برکت دی تھی، وہ کلام اللہ کے عالم اور اپنی قوم کے امام بنے۔ یہ واقعہ ۹ ھ کا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ لڑکا سب سے زیادہ نیک بن گیا اور قرآنِ کریم کا سب سے زیادہ عالم ہونے کی وجہ سے لوگوں کا امام بھی تھا۔

(زاد المعاد فصل فی قدوم وفد بنی سعد حذیم بن قضاعة)

جناب رسالتمآب ﷺ نے بڑوں کی عزت، توقیر اور خدمت کرنے والے نو عمر صحابی رضی اللہ عنہ کو اس کے اس عظیم عمل کیوجہ سے برکت کی دعائیں دیں، دراصل اُمت کو یہ سبق دینا ہے کہ بڑوں کی خدمت ہے، جسے مل جائے وہ خوش نصیب ہے آپ ﷺ نے بچے کو اسی خدمت کی وجہ سے دعائیں دیں اور قوم کی امامت کا کام ان کے سپرد کر دیا۔

۱۷۶۔ بچوں کی نمازیں، حج اور جہاد کیوں؟

عرب وعجم سے آئے ہوئے حجاج کے ساتھ بچے بھی شامل ہوتے، نماز با جماعت میں با قاعدہ نونہالوں کی صف الگ ہوتی، جہاد میں بعض نو عمر صحابی تو شرکت کر لیتے اور بعض مجاہدین کے گھروں کی حفاظت کر کے شریکِ عمل ہوتے، بچے شوق سے روزہ رکھتے، خندق کھودنے میں بھی بچے اپنے حصہ کی خدمت کرتے تھے، ان تمام اجتماعی کاموں میں بچوں کی شرکت اور وہ بھی حضور اکرم ﷺ کا اپنی نگرانی میں بچوں کو ساتھ رکھنا، اس لیے تھا کہ ان ہی بچوں نے بڑوں کے بعد اُمت تک یہ تمام امور عملی طور پر پہنچانے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کا انتظام اپنے حبیب ﷺ کی نگرانی میں کروانا چاہتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس کا اہتمام کرتے کہ نمازیں میں بچے مسجد نبوی ﷺ کی زینت نظر آئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے ذریعے صدقات بھی دلواتے تھے، جہاد کا شوق بھی بچوں کو کسی سے کم نہ تھا، اسی طرح حج میں بھی ہوتے تھے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کی معیت میں حج کیا تو ہمارے ساتھ

Marfat.com

خواتین اور کم سن بچے تھے "فَلَبَّیْنَا عَنِ الصِّبْیَانِ وَرَمَیْنَا عَنْھُمْ" چنانچہ ہم نے بچوں کی طرف سے تلبیہ بھی کہا اور رمی بھی کی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک)

محمد بن انس بن فضالہ رضی اللہ عنھم کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، اس وقت میں پندرہ دنوں کا تھا، مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا، آپ ﷺ نے میرے سر پہ دستِ شفقت پھیرا اور فرمایا: اس کا نام میرے نام پر رکھو، لیکن کنیت (ابوالقاسم) نہ رکھو، مجھے آپ کے ساتھ حجۃ الوداع کرایا گیا۔ اس وقت میں دس سال کا تھا اور میری زُلفیں تھیں، (یونس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) محمد کے سر اور جسم کے تمام بال سفید ہوئے تھے، مگر وہ بال جن پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا وہ سفید نہیں ہوئے۔

(کنز العمال، حدیث نمبر ۳۷۵۳۱ بحوالہ ابونعیم مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۲۸۳۶)

☆ اس حدیث میں ایک جملہ خصوصاً قابل غور ہے، اس وقت جو صحابی رضی اللہ عنہ ابھی بچے تھے، وہ کہتے ہیں کہ "حُجَّ بِیْ مع رسُولِ اللہ" کہ مجھے (حضور ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا" یعنی اس زمانے میں باقاعدہ اہتمام ہوتا تھا کہ بچوں کو نبی مکرم ﷺ کے ساتھ حج نصیب ہو۔

۱۷۷۔ ایک نوعمر مؤذّن:

گذشتہ حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابی بچوں کو ہر عبادت میں آگے بڑھنے کا شوق تھا، اس حدیث سے معلوم ہو گا کہ حضور ﷺ بھی نوعمروں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ محمدِ کریم ﷺ جب تک مکہ سے مدینہ نہیں آئے تھے کئی روحیں آپ ﷺ کے دیدار کے لیے بے چین تھیں جیسے ہی آپ ﷺ کی آمد ہوئی ایک بڑی تعداد نوعمروں کی آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئی آپ ﷺ نے بھی ہمیشہ ایسے لڑکوں کو عزت دی اور انکی تعلیم میں بھی دلچسپی لی، مثلاً: ہجرتِ نبوی ﷺ کے کچھ عرصہ بعد کا ذکر ہے کہ ایک نوعمر لڑکا خدمت نبوی ﷺ میں آیا، ادب سے سرورِ عالم ﷺ کو سلام کیا، حضور ﷺ نے ان پر محبت بھری نگاہ ڈالی، بچوں اور نو

Marfat.com

عمروں کے سر پر آپ ﷺ اپنا دستِ مبارک پھیرتے تھے، اس لیے اس بچے کو بھی یہ سعادت بخشی۔

"مَسَحَ رَسُولُ اللهِ رَأسَهُ وَبَرَكَ عَلَيهِ"

ان کے سر پر بھی دستِ شفقت پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی:

"وَجَعَلَهُ مُؤذِّنَ مَسْجِدِ قُبا خَلِيفَةَ بِلالٍ فِي الْأذانِ"

انہیں مسجد قبا کا موذن مقرر کیا، حکم دیا کہ جس دن بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں موجود نہ ہو اس دن مسجد نبوی ﷺ میں اذان دیا کریں۔ (معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم من اسمہ سعد ج ۹ ص ۴۲)

اس خوش بخت نو عمر کا نام سعد بن عمار رضی اللہ عنہما ہے انہوں نے ارشادِ نبوی ﷺ پر لبیک کہا اور حضور ﷺ نے جو خدمت ان کے سپرد کی تھی، اس کو نہایت باقاعدگی کے ساتھ دل و جان سے انجام دینے لگے، حضور ﷺ کے بعد حضرات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے بھی انہیں اور انکی اولاد کو مؤذن رکھا، یہ خوش بخت نو عمر جس کے سر پر رحمتِ دو عالم ﷺ نے دستِ شفقت پھیرا اور انہیں تقویٰ کی اساس پر تعمیر ہونے والی مسجدِ اوّل (مسجد قبا) کا مؤذن مقرر کیا سیدنا سعد القرظ رضی اللہ عنہ "مؤذن رسول اللہ ﷺ" نام سے معروف تھے۔

(تہذیب التھذیب، سعد بن عمار رضی اللہ عنہ)

خلاصۃ الباب

قارئین مکرم! "يُعَلِّمُهُمُ الكِتَابَ وَالحِكْمَةَ" قرآنی آیت کے مصداق نبی سیدنا محمد کریم ﷺ کا "بچوں کی تعلیم" کے متعلق باب کا مطالعہ کیا جائے، تو وہ ایک بحرِ بے کراں ہے، تاہم گذشتہ باب میں ہم نے جن امور کو سامنے رکھ کر اصحابِ پیغمبر ﷺ کے واقعات اور بچوں کی تعلیمات پر روشنی ڈالی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیم کا فیضان تھا کہ:

☆ ایک معصوم بچہ پڑھنا اور لکھنا سیکھ کر حدیثِ نبوی ﷺ کا محافظ نظر آتا ہے۔

(واقعہ نمبر:۱۴۹)

Marfat.com

☆ اور جب اپنے حافظہ کو ناکافی سمجھتا ہے، تو احادیث لکھنے کی اجازت لے لیتا ہے۔

(واقعہ نمبر:۱۵۱)

☆ کتنے خوش قسمت تھے یہ بچے کہ انہیں آدابِ ملاقات کی تعلیم خود نبی ﷺ دیتے تھے، اور انہیں سلام کرنے کا سلیقہ سکھاتے تھے۔ (واقعہ نمبر:۱۵۲،۱۵۳)

☆ بچوں کے خوبصورت نام آپ ﷺ کی تہذیب کا خوبصورت نشان ہیں۔

(واقعہ نمبر:۱۵۴ تا ۱۵۷)

☆ تعلیم میں خاص توجہ دلانے کے لیے آپ ﷺ بچوں کا امتحان بھی لیتے تھے۔

(واقعہ نمبر:۱۵۸،۱۷۱)

☆ والدین کو تعلیم دی کہ بچوں سے جھوٹ نہ بولیں، تاکہ ان کے بچے سچ سیکھیں، اور بچوں کو سکھایا کہ کس کا باغ خراب نہ کریں۔ (واقعہ نمبر:۱۶۰،۱۶۱)

☆ بعض دفعہ آپ ﷺ بچوں کو رزقِ حلال کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ (واقعہ نمبر:۱۶۲)

☆ عبادات کے ساتھ آپ ﷺ بچوں کو آدابِ زندگی بھی سکھایا کرتے۔

(واقعہ نمبر:۱۶۳)

☆ آپ ﷺ خود بھی سادہ رہتے تھے اور اپنے عمل کے ذریعے بچوں کو سادگی کی تعلیم دیتے تھے۔ (واقعہ نمبر:۱۶۶،۱۶۷)

☆ تعلیمِ قرآن کو ہر بچے کا پہلا اسلامی حق سمجھتے تھے اور قاری بچوں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ (واقعہ نمبر:۱۶۸ تا ۱۷۵)

☆ یہی بچے آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا پیغام تابعین رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچانے والے بن گئے۔ (واقعہ نمبر:۱۷۰)

الغرض: ایک بہت بڑا سلسلۂ تعلیم تھا، جو شب و روز جاری رہتا تھا اور اس نبوی ﷺ درس گاہ سے بچے مستفید ہوتے تھے اور معلمِ انسانیت ﷺ کبھی بھی بچوں کی تعلیم سے غافل نہیں رہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۲ محمد کریم ﷺ کے خاندانی بچے رضی اللہ عنہم

بچپن میں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب مل گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

الاحزاب: ۳۳

"اے (پیغمبر ﷺ کے) اہل بیت رضی اللہ عنہم! خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کامیل کچیل) دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے"

ایک اور آیت میں نبی اکرم ﷺ کے خاندانی بچوں کا ذکر ہے

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ

تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

آل عمران: ۶۱

"پھر اگر یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تم سے جھگڑا کریں اور تم کو حقیقت حال تو معلوم ہو ہی چلی ہے تو ان سے کہنا کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بلاؤ اور ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ پھر دونوں فریق (خدا سے) دعا والتجا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں"

Marfat.com

Marfat.com

ان دونوں آیات میں نبی اکرم ﷺ کے خاندانی بچوں کا ذکر ہے، یوں تو پوری دنیا ہی وقت کے نبی کا خاندان ہوتا ہے اس کی شفقتیں سب کے لیے یکساں ہوتی ہیں اس کتاب کے باب نمبر ۵ اور باب نمبر ۱۶ کے واقعات اور ان کے علاوہ کتاب میں پھیلے ہوئے بہت سے واقعات اس پر شاہد ہیں، تاہم فطری تقسیم کے تحت جو بچے آپ ﷺ کے خاندان میں تھے ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۷۸۔ سیدنا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طیب، طاہر، المطیب، المطہر رضی اللہ عنہم:

وحی الٰہی کے ذریعے بتایا گیا کہ قاسم رضی اللہ عنہ شبیہ رسول ﷺ ہیں۔ نبی ﷺ کے گھر میں خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے، پاؤں چلنا سیکھ گئے تھے، ان کی عمر کے متعلق کئی روایات ہیں، نبی ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' ان ہی کے نام پر ہے۔

(اسد الغابہ، ذکر القاسم بن رسول اللہ ﷺ)

قاسم رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ مکہ معظمہ میں بعثت نبوی ﷺ کے بعد پیدا ہوئے تھے مکہ معظمہ ہی میں وفات پائی انہی کی وفات پر سورۃ کوثر کا نزول ہوا تھا۔

(عیون الاثر ج ۸ ص ۴۸ تفسیر مقاتل ج ۳ ص ۴۳۳، اسد الغابہ۔ القاسم بن محمد ﷺ)

کفار سمجھتے تھے کہ فرزند کے زندہ نہ رہنے سے اب کوئی محمد ﷺ کا نام لیوا نہیں رہا اس لیے انہوں نے آپ ﷺ کو ''اَلْاَبْتَر'' کہنا شروع کر دیا کہ اب آپ ﷺ کی نسل نہ

Marfat.com

رہے گی جواب میں یہ سورۂ مبارکہ اتری اور بشارت دی گئی کہ حضور ﷺ کو اولاد نہ ہونے کا طعنہ دینے والے جان لیں کہ ہم نے جو خیر اور بھلائیاں آپ ﷺ کو دی ہیں، یہ منکرین رسالت ﷺ ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ (عیون الاثر: ج ۸، ص ۴۷)

یہ قرآنی اعلان کا اثر ہے کہ ان کافروں کا آج کوئی نام بھی نہیں لیتا بلکہ ان کی نسل کا کوئی بچہ بھی اپنی نسبت وہاں تک نہیں پہنچا تا لیکن حضور ﷺ کا ذکرِ خیر اور اسم مبارک، اذان وتکبیر، تشہد وصلوٰۃ، درود وکلمہ طیبہ میں پوری دنیا کی زبانوں پر جاری اور صالحین کے دلوں پر حاوی ہے۔ روایات میں آپ ﷺ کے لڑکوں میں ''الطّاہر رضی اللہ عنہ، المُطہّر، الطیّب رضی اللہ عنہ اور المطیّب رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر بھی ہے، بعض اہلِ سیر کہتے ہیں کہ یہ دیگر بچوں (قاسم رضی اللہ عنہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہ) کے القاب ہیں، یہ لڑکے کم عمری میں وفات پا گئے۔

(سیرۃ ابن کثیر ذکر اولادہ علیہ السلام)

۱۷۹۔ سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ کی باتیں:

مدینہ منورہ میں ماریہ خاتون رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے، ولادت کی اطلاع ابورافع نے نبی ﷺ کے حضور پہنچائی تھی، حضور ﷺ نے اسے ایک غلام عطا فرمایا اور بچہ کا نام اپنے جدِ بزرگوار خلیلُ الرحمٰن کے نام پر ''ابراہیم'' رکھا۔ اُم بردہ بنت منذر بن زید انصاری رضی اللہ عنہا نے ان کو دودھ پلایا، نبی کریم ﷺ نے اُم بردہ رضی اللہ عنہا کو ایک قطعہ نخلستان عطا فرمایا تھا۔ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے ابھی ایام رضاعت باقی تھے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی یہ زندگی اپنے اختتام کو پہنچی۔ (زادُالمَعادِفِی هَدیِ خَیرِ العِبَادِ فصل فِی اَعْمَامِه وَعَمّاتِه)

نبی کریم ﷺ نے جب آخری وقت میں ان کو دیکھا تو وہ سانس توڑ رہے تھے حضور ﷺ نے ان کو گود میں اٹھایا اور زبان سے فرمایا:

یَااِبرَاهِیم! لَا اَملِکُ لَکَ مِنَ اللهِ شَیْئًا (مصنف بن ابی شیبہ: حدیث نمبر ۱۲۱۲۴)

''اے ابراہیم رضی اللہ عنہ! حکمِ الٰہی کے سامنے ہم تیرے کسی کام نہیں آسکتے ہیں''

Marfat.com

عقیدے کی درستگی:

اتفاق یہ ہوا کہ جس روز سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، اسی روز سورج بھی گہنا گیا۔ قدیم عرب کا اعتقاد تھا کہ کسوف وخسوف بڑے آدمی کی موت سے ہوا کرتے ہیں، اب اس واقعہ پر کچھ مسلمان بھی کہنے لگے کہ سورج ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت سے گہنایا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سنا تو خطبہ دیا:

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَایَنْخَسِفَاْنِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلٰکِنَّھُمَا اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْھَا فَصَلُّوْا

(بخاری باب الصلوٰۃ فی کسوف الشمس)

"سورج چاند کسی بھی انسان کی موت سے نہیں گہناتے وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھا کرو۔"

ایک غریب کے گھر میں برکت:

ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کے واقعہ کو ایک دوسری روایت میں اسطرح بیان کیا گیا ہے۔ ابوسیف رضی اللہ عنہ لوہار تھے جن کے گھر میں ابراہیم رضی اللہ عنہ دودھ پینے کا زمانہ گزار رہے تھے، ان کے دھوئیں والے اس گھر میں نبی اکرم ﷺ اپنے بچے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو پیار کرنے جاتے تھے، آپ ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے وہ فرماتے ہیں: کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوسیف لوہار کے گھر گئے (یہ ابوسیف رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کی دایہ اور مرضعہ (اُمِ سیف رضی اللہ عنہا) کے شوہر تھے) رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اٹھالیا اور چوما اور ان کے رخسار پر ناک رکھی (جیسا کہ بچوں کو پیار کرتے وقت کیا جاتا ہے) اس کے بعد ایک دن پھر ہم وہاں گئے، اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے تھے، ان کی اس حالت کو دیکھ کر رسول ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ (عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف جن کا خیال تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ایسی باتوں سے متاثر نہیں ہو سکتے)،

Marfat.com

انہوں نے تعجب سے کہا: وَاَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یارسول اللہ ﷺ! آپ بھی روتے ہیں؟ (آپ ﷺ کی بھی یہ حالت؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: یَابْنَ عَوْفٍ! اِنَّھَا رَحْمَۃٌ ''اے ابن عوف رضی اللہ عنہ! یہ جذبہ رحمت (رحم، دردمندی اور شفقت) ہے'' پھر دوبارہ آپ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہوئیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزُنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا'' آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل مغموم ہے اور زبان سے ہم وہی کہیں گے، جو اللہ کو پسند ہو۔''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اے ابراہیم رضی اللہ عنہ! ہمیں تمہاری جدائی کا صدمہ ہے۔

(صحیح بخاری: باب قول النبی ﷺ انا بك لمحزونون)

۱۸۰۔ حضور اکرم ﷺ کی بیٹیاں:

آپ ﷺ کی آمد سے پہلے بچیوں کو زندہ ہی قبر میں ڈال دیا جاتا تھا، حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو بچیوں کو باعث رحمت سمجھا جانے لگا، شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نیک اور صالح بیٹیاں دیں کہ لوگوں کے سامنے اسوۂ حسنہ کا یہ باب بھی عملی طور پر کھل جائے کہ بیٹیوں سے کس طرح پیار کیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کی بیٹیاں چار ہیں، چاروں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن طاہر سے ہیں، اور سب کی ولادت اسی مکہ معظمہ میں ہوئی جہاں بچیوں کو نفرت سے دیکھا جاتا تھا ابوعمر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ترتیب یہ ہے:

(۱) سیدہ زینب جو قاسم رضی اللہ عنہ سے چھوٹی اور دیگر اولاد النبی ﷺ سے بڑی ہیں۔

(۲) سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔

(۳) سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔

(۴) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جو سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔

(الاستیعاب ذکر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ)

یہ امر قرآن مجید ہی سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹیاں ۳ یا ۳ سے زیادہ ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ! قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

(الاحزاب: آیت ۵۹)

آیت بالا نے عہد نبوی ﷺ کی مومنات کو تین اقسام پر منقسم فرمایا: (۱) ازواجُ النبی ﷺ (۲) بناتُ النبی ﷺ (۳) نسآءِ المؤمنین۔ یہ مسلمہ اصول ہے کہ لفظ بنات (بنت کی جمع) ہے اور عربی زبان میں صیغہ جمع دو سے اوپر کے لیے ہے۔ لہٰذا قرآنِ کریم سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی تین یا تین سے زائد بیٹیاں ہیں اور حدیث و تاریخ میں وضاحت ہے کہ آپ ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں۔

۱۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بچے:

جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، اس وقت نبی مکرم ﷺ کی عمر مبارک ۳۰ سال تھی، ان کا نکاح مکہ میں ابوالعاص بن ربیع بن شمس بن عبد مناف بن قصی سے ہوا تھا، ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن ہیں، یہ نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے سامنے ہوا تھا، حضور ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی، دین اسلام کی راہ میں انہیں ستایا گیا اس لیے حضور اکرم ﷺ نے ان کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا: هِيَ أَفْضَلُ بَنَاتِي یہ میری صاحب فضیلت بیٹی ہے۔

(فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، کتاب معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم من مستدرک، ج ۱۲، ص ۲۹۱)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے بماہ ذی الحجہ ۱۲ھ میں وفات پائی ان کا لقب "مجبر البطحاء" تھا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک فرزند علی رضی اللہ عنہ، ایک دختر امامہ رضی اللہ عنہا نامی پیدا ہوئی تھی، حضور ﷺ ان سے انتہاء درجہ کی محبت رکھتے تھے، سیدہ امامہ کی من موہنی باتیں اور نماز میں ان کا آپ ﷺ کی گود میں ہونا واقعہ نمبر: ۱۳۶ میں ہے، حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کی بہت ہی محبت بھری کہانیاں بچیوں کے مستقل باب میں آ رہی ہیں۔

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی وہ پیاری نواسی ہیں، جن کو گود میں لے کر نبی ﷺ نے

Marfat.com

نماز پڑھی تھی، یہ حدیث صحیح مسلم ونسائی و ابوداؤد میں ہے، نبی ﷺ نے ایک بار ان کو اَحَبُّ اَھْلِی اِلَیَّ اہل بیت میں میری سب سے زیادہ پیاری قرار دیا۔ (مسند احمد ۲۶۲۹۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بطن سے سرورِ عالم ﷺ کے سب سے بڑے نواسے تھے اور آپ ﷺ کو بے حد محبوب تھے، کم سنی میں ہی حضور ﷺ کو غمزدہ چھوڑ کر جنت مکانی ہو گئے۔ (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم ذکر زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ)

ایک روایت کے مطابق فتح مکہ کے موقع پر یہی علی سبط رسول ﷺ سرورِ عالم ﷺ کی اونٹنی پر ردیف تھے۔ (الاصابہ، لابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ،اسد الغابہ ذکر زینب رضی اللہ عنہا بنت الرسول ﷺ)

سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے بھائی علی رضی اللہ عنہ کو ان کے والد نے رضاعت کے لئے ایک قبیلہ میں چھوڑ رکھا تھا، نبی ﷺ نے ان کو ایام رضاعت کے بعد مدینہ منگوالیا۔

(البدء والتاریخ للمقدسی، ج اص ۳۹۳)

اور ان کی پرورش اپنی نگرانی میں فرمائی۔

۲۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد:

نبی ﷺ کی دوسری بیٹی ہیں جو حضور ﷺ کی ۳۳ سال عمر ہونے پر پیدا ہوئیں، ان کا نکاح مکہ ہی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے ہوا تھا، اس وقت یہ بات مکہ بھر میں مشہور تھی کہ اَحْسَنَ زَوْجَیْنِ رَاٰھُمَا اِنسَانُ رُقَیَّۃُ وَزَوْجُھَا عُثْمَانُ ”اچھے میاں بیوی جو دیکھے گئے، وہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہم ،سعید بنت عبد عمرو)

یہ تو میاں بیوی کے اخلاقی شہرہ کی بات ہے اور دین اسلام کی ترقی کے لیے ان دونوں کی کاوش کا اندازہ اس سے ہوتا ہے جو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے والدِ گرامیٔ قدر سیدنا محمد کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّھُمَا لَاَوَّلُ مَنْ ھَاجَرَ بَعْدَ لُوْطٍ وَّاِبْرَاھِیْمَ

(اسد الغابہ ذکر رقیہ بنت الرسول ﷺ، سمط النجوم العوالی، ج ا،ص ۲۱۵)

”لوط علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جنہوں نے راہِ خدا میں ہجرت

Marfat.com

کی۔" حضور ﷺ کا ایک اور نواسہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوا، جو سبط رسول ﷺ ہے ان کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا۔ نبی ﷺ جب جنگ بدر کو تشریف لے جا رہے تھے، اسی وقت سیدہ صاحبہ رضی اللہ عنہا صاحب فراش تھیں، نبی ﷺ نے ان کی تیمارداری کیلیے عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں چھوڑا تھا، زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ جس روز فتح کی بشارت لیکر مدینہ منورہ پہنچے، تو اس وقت سیدہ رضی اللہ عنہا کی تدفین ہو رہی تھی، عمر بوقتِ وفات اکیس سال تھی۔

(عیون الاثر ج ۶ ص ۴۳)

عبداللہ سبط رسول رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے بعد چھ سال تک زندہ رہے، ان کی عمر چھ سال کی تھی کہ ایک مرغ نے ان کی آنکھ کے قریب ٹھونگ ماری زخم پک گیا اور والدہ کی یہ یادگار بھی آغوش مادر میں جا سوئی۔ حضور ﷺ نے بچے کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(اسد الغابہ ذکر رقیہ بنت الرسول ﷺ)

جب ہم آقائے نامدار ﷺ اور آپ ﷺ کی بیٹیوں کے حالات پڑھتے ہیں تو ہمیں نبیٔ اکرم ﷺ کی صورت میں ایک باشعور اور محبت کرنے والے باپ کا کردار ملتا ہے اور جب سیدنا حسنین رضی اللہ عنہما، سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس پیار کو دیکھتے تھے جو ان سے حضور اکرم ﷺ کو تھا، تو ایک مہربان نانا جی کے طور پر آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ امت کو ملتا ہے۔

۳۔ حضرت سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا:

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضور ﷺ نے ان کا نکاح بحکمِ الٰہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں، اور انہوں نے نہایت کم عمری میں مکی زندگی اپنے والد صاحب ﷺ کی تربیت اور اسلام کی خاطر تکالیف میں گزاری۔ (اسد الغابہ ذکر ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ)

رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما دونوں بہنیں ابولہب کے بیٹوں کے ساتھ منسوب تھیں، ابھی رخصتی نہ ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینے کے جرم میں طلاق ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

ابولہب کی مذمت میں سورۂ لہب نازل فرما کر اس ظالم کی شقاوت قلبی بیان کر دی۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہ، ذکر رقیہ رضی اللہ عنہ بنت رسول ﷺ)

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا 9 ہجری کو آپ ﷺ کو جدائی کا غم دے کر دنیا سے رخصت ہوئیں، حضور ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، ان کے غسل اور میت کے وقت حضور ﷺ نے خواتین کو غسل دینے کا طریقہ سکھایا اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس غسل میں پیش پیش تھیں۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہ ذکر اُم کلثوم رضی اللہ عنہ)

سیدنا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے بہت محبت رکھتے تھے، عادات واخلاق میں نبیٔ اکرم ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا رنگ پایا جاتا تھا، جب مکہ مکرمہ کے مشرکین نے شعب ابی طالب گھاٹی میں حضور ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اہل وعیال کو مجبور کر دیا اس وقت بھی آپ ﷺ کی بیٹیوں نے صبر واستقامت کے ساتھ اسلام کو سینے سے لگائے رکھا۔

۴۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ان کی اولاد:

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نبی کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابھی بچی ہی تھی، کہ نبی کریم ﷺ کعبہ میں نماز پڑھنے گئے وہاں بہت سے کفار قریش موجود تھے جب حضور ﷺ سجدہ میں گئے تو عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھ حضور ﷺ کی پیٹھ پر لا رکھی حضور ﷺ اسی طرح سجدہ میں تھے، کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، انہوں نے باپ کی پشت سے بوجھ کو گرا دیا اور عقبہ کے لیے بددعا فرمائی۔

(صحیح بخاری باب اذا القیٰ علیٰ ظہر المصلی قذر)

مکہ میں حضور ﷺ کو جتنی تکالیف آئیں ان میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی صبر و استقامت سے والد صاحب ﷺ کا ساتھ دیا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی ہمشیروں پر بھی خاص فضائل حاصل ہیں کہ پندرہ سال کی عمر میں نکاح ہوا، دنیا میں ان ہی کی ذریت چلی اور ان کی ذریت سے ائمہ العظام ہوئے، جن کی شان اسلام میں نہایت ارفع و اعلیٰ ہے۔

(اسد الغابہ ذکرِ فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت الرسول ﷺ)

Marfat.com

حضرات حسنین، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور محسن رضی اللہ عنہم:

سیدہ کے بطن اطہر سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ سیدۃ النساء العالمین رضی اللہ عنہا کی اولاد میں بعض نے محسن رضی اللہ عنہ اور رقیہ رضی اللہ عنہا کے نام بھی لکھے ہیں، کہ محسن اور رقیہ کا انتقال نہایت صغرسنی میں ہوگیا تھا۔

خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بچپن کی یادیں اس کتاب کے اندر موجود ہیں اور شہزادگانِ جنت حسنین رضی اللہ عنہما کے بچپن اور حضور ﷺ کی دلربا اداؤں کا ذکر بھی ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فطری طور پر ہی نہایت تنہائی پسند تھیں بچپن میں نہ انہوں نے کبھی کھیل کود میں حصہ لیا اور نہ گھر سے باہر قدم نکالا۔

تعلیم وحُبِّ نبی ﷺ:

چونکہ والدین کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں انہوں نے قرآنِ کریم کی پہلی آیات (سورہ ''اِقْرَأْبِاسْم'') پانچ سال کی عمر میں اپنے والد صاحب سے سنیں پھر جتنا قرآن اترتا گیا اسے یاد کرتی رہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو ان سے غایت درجہ کی محبت تھی، ننھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بچپن ہی میں اپنے پدرِ گرامی ﷺ کے عادات واطوار، رفتار وگفتار کو غور سے دیکھتی رہتی تھیں اور حضور ﷺ کی عاداتِ مقدسہ کو اپنے آئینہ قلب پر منعکس کرتی رہتی تھیں، سیدہ رضی اللہ عنہا کی اس محبت کی وجہ سے انہیں ''فَنَافِي الرَّسُول ﷺ'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ اَحَداً كَانَ اَشْبَهُ كَلَاماً وَحَدِيْثاً مِّنْ فَاطِمَة رضی اللہ عنہا

''میں نے کسی کو گفتگو اور اندازِ کلام میں ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ جیسی گفتگو کرتی تھیں اور (اپنے والد ﷺ کے) مشابہ تھیں۔''

(فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم، ج ۱۱، ص ۱۱۱)

سیدُ الانام ﷺ جب کبھی باہر سے تشریف لاتے تو بلند آواز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ

Marfat.com

کہتے اور پھر چند لمحے توقف کر کے گھر کے اندر داخل ہوتے۔

ننھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے برگزیدہ اور پیارے باپ ﷺ کی انگشت مبارک پکڑ کر ساتھ آتیں، سرورِ دو عالم ﷺ اپنی نشست گاہ میں پہنچ کر سیدہ رضی اللہ عنہا کو اپنی آغوشِ مبارک میں لے لیتے اور نہایت شفقت اور محبت کیساتھ انکی پیشانی پر بوسہ دیتے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حُبِ نبوی ﷺ کے وہ سارے مناظر دیکھے، جو حضور ﷺ اور ان کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ رَحَّبَ بِهَا وَقَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ

"ننھی فاطمہ رضی اللہ عنہا جب گھر آتی اور حضور ﷺ سامنے موجود ہوتے تو حضور ﷺ کھڑے ہو کر مرحباً کہتے، ان کا ہاتھ چومتے اور اپنی جگہ بٹھا لیتے۔

(فضائل الصحابہ علیہم السلام، کتاب معرفۃ الصحابہ علیہم السلام من مستدرک حاکم، ج ۱۱، ص ۱۱۶)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ محمد ﷺ نے اپنے والدِ گرامی ﷺ کو بچپن میں اتنا دیکھا اور سنا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق وہ سراپا عکس محمد (ﷺ) نظر آتی تھیں، وہ قیام و قعود میں، بول چال میں، الغرض ہر ادا میں اپنے گرامی قدر والد ﷺ کی یادگار تھیں۔

(اسد الغابہ ذکر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت الرسول ﷺ اتحاف المسائل بما لفاطمۃ من المناقب، ج ۱، ص ۱)

۱۸۱۔ نواسے کے لیے سجدے میں طوالت:

عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ایک دن نماز کے لیے مسجد تشریف لا رہے تھے ہم نے دیکھا کہ حسنین رضی اللہ عنہما میں سے ایک بچے کو آپ ﷺ اٹھائے ہوئے ہیں، میں نے دیکھا، آپ ﷺ کی پیٹھ پر وہ بچہ بیٹھا ہے، اور آپ ﷺ سجدے کو لمبا کرتے جا رہے ہیں، سیدنا محمد ﷺ نے نماز مکمل کی تو آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم تو سمجھے کہ سجدہ میں ہی آپ ﷺ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ سے جا ملے یا ہم نے سوچا کہ سجدہ میں ہی آپ ﷺ پر وحی الٰہی کا نزول ہو رہا ہے، اس لیے آپ ﷺ نے سجدہ طویل کر دیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنَّ ابْنِي ارْتَحَلَنِي فَكَرِهْتُ أَنْ أُعَجِّلَهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ

''ایسا نہیں جو تم سوچ رہے ہو، بلکہ یہ ہے کہ میرا بیٹا میری پیٹھ پر بیٹھا تھا اس لیے میں نے سجدہ لمبا کر دیا تا کہ وہ خوش ہو جائے۔''

(سُنَنُ النسائی: حدیث نمبر ۱۱۲۹، المستدرک علی الصحیحین، حدیث نمبر ۶۶۳۱، مسند احمد شداد ابن الہاد ۲۷۶۸۸)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور نبی اکرم ﷺ

تاریخِ اسلام کے ان عظیم متبعین رسول ﷺ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی معیت میں بیتے چند لمحات کا مطالعہ بہت ایمان افزاء ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس آ کر دریافت فرمایا: أَيْنَ ابْنَايَ ؟ میرے دونوں بیٹے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کہاں ہیں؟

میں نے عرض کی: ابا جان! آج ہمارے گھر میں صبح کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی، علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں ان دونوں بچوں کو لے کر فلاں یہودی کے پاس مزدوری کے لیے جا رہا ہوں، ایسا نہ ہو کہ یہ بچے کھانے کے لیے روئیں۔

رسول اللہ ﷺ اس طرف تشریف لے گئے دیکھا ''فَوَجَدَهُمَا فِي شَرَبَةٍ بَيْنَ يَدَيْهِمَا فَضْلٌ مِنْ تَمْرٍ '' دونوں بچے ایک حوض کے پاس کھیل رہے تھے اور ان کے قریب چند کھجوریں رکھی ہوئی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا'' اے علی! اس سے پہلے کہ دھوپ تیز ہو جائے، ان بچوں کو واپس گھر لے جاؤ۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! صبح سے گھر میں کھانے کے لیے

Marfat.com

کوئی چیز نہیں ہے، آپ ﷺ تھوڑی دیر تشریف رکھیے، میں درخت سے گری ہوئی کھجوریں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے بھی چن لوں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کچھ دیر کے لیے رک گئے اور اس اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے لیے کھجوریں چن کر ایک کپڑے میں ڈال لیں اور چل پڑے۔

"فَحَمَلَ النَّبِیُّ ﷺ اَحَدَهُمَا وَ حَمَلَ عَلِیٌّ الْاٰخَرَ"

بچوں میں سے ایک کو رسول اللہ ﷺ نے اٹھالیا اور ایک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور اسی طرح گھر پہنچے۔

(اتحافُ السَّائِل۔ بِمَا لِفَاطِمَةَ مِنَ الْمَنَاقِب۔ وَالْفَضَائِلِ۔ الرَّابعة انّها كَانَتْ لَا تجُوع۔ ج۱، ص ۹۲)

یہ میرے پھول ہیں:

حضور ﷺ کو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے بے انتہا محبت تھی۔ (بخاری، مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما) میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنيا"

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے دو گل دستے ہیں، حضرت فاطمۃ الزہرء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو فرماتے: میرے بچوں کو لاؤ وہ صاحبزادوں رضی اللہ عنہما کو لاتیں آپ ﷺ ان کو سونگھتے اور سینے سے لپٹاتے۔ کنز العمال میں ہے آپ ﷺ فرماتے:

وَ كَيْفَ لَا اُحِبُّهُمَا وَهُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا اَشُمُّهُمَا

یہ میرے دنیا کے پھول ہیں، ان سے محبت کیوں نہ کروں اور انہیں کیوں نہ چوموں؟ (کنز العمال: حدیث نمبر ۳۴۲۹۶)

Marfat.com

کبھی ممبر اور کبھی دوشِ رسول ﷺ پر:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں منبر پر دیکھا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پہلو میں تھے آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف اور فرماتے جاتے۔

اِنَّ اِبنِیْ ھٰذا سَیِّدٌ و لَعَلَّ اللہَ تَبارَكَ و تَعالٰی اَنْ یُّصلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔ (مسند احمد: حدیث نمبر ۲۰۴۰۸)

یہ میرا بیٹا سید (سردار) ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے فریقوں کا اختلاف دور کرا دے۔ (یعنی ان کے درمیان صلح کرا دے)۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا:

کَانَ حَامِلاً الْحَسَنَ "حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے کاندھے پر تھے" اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ"

(مسند احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ: ۱۸۵۲۴ بخاری باب مناقب الحسن والحسین علیہ السلام)

"اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور تو بھی اس سے محبت رکھ!"

۱۸۲۔ بچوں سے حُبّ نبوی ﷺ کے مختلف انداز:

آنحضرت ﷺ نے بڑے ناز و نعم سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پرورش فرمائی، کبھی آغوشِ شفقت میں لیے ہوئے نکلتے، کبھی دوشِ مبارک پر سوار کیے ہوئے نکلتے، ان کی ادنیٰ ادنیٰ تکلیف پر بے قرار ہو جاتے، حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھے بغیر رہا نہ جاتا، ان کو دیکھنے کے لیے روزانہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ سے بے حد مانوس ہو گئے تھے، کبھی نماز کی حالت میں پشت مبارک پر چڑھ کر بیٹھ جاتے، کبھی رکوع میں ٹانگوں کے

Marfat.com

درمیان گھس جاتے، کبھی ریش مبارک سے کھیلتے، غرض طرح طرح کی شوخیاں کرتے، جاں نثاران نبی ﷺ نہایت پیار اور محبت سے ان طفلانہ شوخیوں کو برداشت کرتے اور کبھی تادیبانہ جھڑکتے بلکہ ہنس دیا کرتے تھے۔ (سیر الصحابہ: ج ۴، تذکرہ حسن رضی اللہ عنہ)

۱۸۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ محمد کریم ﷺ کی سرپرستی میں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ دونوں سرورِ کونین ﷺ کے مربی اور محسن تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف ابن عم مصطفی ﷺ ہی نہیں تھے، بلکہ آپ ﷺ کے مواخاتی بھائی بھی تھے اور آپ ﷺ کی لختِ جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر (زوجِ بتول رضی اللہ عنہا) بھی، جناب ابوطالب کی کثیر العیالی اور تنگدستی دیکھ کر حضور ﷺ نے انکا بوجھ ہلکا کرنے کی یہ تجویز سوچی، ان کے ایک بیٹے علی رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لے لیا، گویا وہ ۴ یا ۵ برس کی عمر سے حضور ﷺ کے دامن اقدس ﷺ سے وابستہ ہو گئے اور دس سال کی عمر سے تربیتِ نبوت ﷺ میں پرورش پائی، اور ان کی کفالت کی مکمل ذمہ داری آپ ﷺ نے لے لی لکھا ہے: بعثت نبوی ﷺ کے بعد جن چار نفوسِ قدسیہ کو سب سے پہلے قبولِ اسلام کا شرف حاصل ہوا، ان میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، خواتین میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آزاد کردہ غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے سعادت اندوزِ ایمان ہوئے۔

(تاریخ طبری ۲/ ۵۷)

سب سے پہلا نمازی بچہ:

ابن ہشام کا بیان ہے، کہ قبولِ اسلام کے بعد نماز پڑھنی شروع کر دی، ایک دن جنابِ ابوطالب نے انہیں مکہ کی کسی گھاٹی میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا:

ما ھٰذا الدِّین الذی انت عَلَیہِ؟

Marfat.com

''بیٹا یہ کیا دین ہے جس پر تو چل رہا ہے؟'' انہوں نے کہا!

یا اَبَتِ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقْتُہٗ بِمَا جَاءَ بِہٖ وَصَلَّیْتُ مَعَہٗ لِلّٰہِ وَاتَّبَعْتُہٗ''

''میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لایا ہوں، ان کی تصدیق کی ہے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور میں نے انکی مکمل اتباع کر لی ہے'' ابو طالب نے کہا:

لَمْ یَدْعُكَ اِلَّا اِلَی الْخَیْرِ فَالْزِمْہُ!

''محمد ﷺ تمہیں بھلائی کے سوا کبھی کسی چیز کی طرف نہیں بلائیں گے، تم ان کے ساتھ لگے رہو'' (سیرت ابن ہشام: باب خروج علی مع رسول اللہ ﷺ ج ا،ص ۲۴۶)

سب سے پہلا ناصرُ الاسلام بچہ:

ایک دفعہ جب آپ ﷺ نے اہل قبیلہ کو فرمایا:

مَنْ یَّضْمِنُ عَنْ دِیْنِیْ وَمَوَا عِیْدِیْ وَیَکُوْنُ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ وَیَکُوْنُ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اَھْلِیْ (مسند احمد: حدیث ۸۸۳)

تم میں سے کون میرے قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری اور میرے پیچھے میرے اہل میں میری نیابت کے لیے تیار ہوتا ہے؟''

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کم عمر ہونے کی وجہ سے نہ بولے، دوبارہ یہی سوال ہوا لیکن چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے رہے کہ شاید وہ بولیں، جب ہر طرف سے خاموشی کا ماحول دیکھا، تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں۔

(السیرت النبویۃ لابن کثیر، ج ا ص ۴۶۰)

اور کہا: اگرچہ میں ناتواں ہوں تاہم میری جان حاضر ہے، میں ہر خدمت کے لیے تیار ہوں، کم سن علی رضی اللہ عنہ کے جواب پر بعض بزرگ مسکرا دیے، بعض کو شرم آئی کہ ایک بچہ

Marfat.com

سبقت لے گیا اور بعض پر کوئی اثر نہ ہوا۔حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کبھی گھر چھوڑ جاتے تھے اور کبھی تبلیغ کے لیے اپنے ساتھ لے جاتے تھے،نبوت کے ساتویں سال میں مشرکین نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو شعب ابی طالب میں محصور کیا،تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کی حمایت میں اپنے والدین اور دوسرے اقرباء کے ساتھ تین برس تک ہولناک مصائب وآلام جھیلتے رہے۔

نبوت کے دسویں سال میں یہ محاصرہ ختم ہوا تو چند ماہ بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شفیق باپ ابوطالب کا سایہ شفقت سر سے اٹھ گیا لیکن حضور ﷺ کی مشفقانہ سرپرستی نے انہیں باپ کی کمی محسوس نہ ہونے دی،ابو طالب اور پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حالات یکسر بدل گئے۔

ایک بچے کے نقشِ قدم پر پورا خاندان مسلمان:

سرورِ عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے حالات مزید سخت سے سخت تر ہوتے چلے گئے، یہاں تک کہ نبوت ﷺ کے تیرھویں سال میں آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت ملی،تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی عازم ِمدینہ ہو گئے،اس سے پہلے وہ اپنے خاندان خصوصاً بھائی جعفر رضی اللہ عنہ جیسے ہم عمروں پر ان کی دینی دعوت کی محنت جاری رہی،اعلان نبوت کے بعد رحمت ِعالم ﷺ نے دعوتِ حق کا آغاز فرمایا،تو بنو ہاشم نے آپ ﷺ کا سب سے زیادہ ساتھ دیا،حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو دعوت ِحق پر لبیک کہنے والے اوّلین نوعمر تھے،خود ان کی والدہ حضرت فاطمہ بنت ِاسد رضی اللہ عنہا بھی ابتداہی میں سعادت اندوزِ اسلام ہوگئیں،کچھ عرصہ بعد ان کے دوسرے فرزند حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی پرستارانِ حق میں داخل ہو گئے،یہ سب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی محنت اور ان کے ساتھ نوعمر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خاندانی محنت کا ثمر تھا کہ سارا خاندان دولتِ اسلام سے مالا مال ہوگیا۔

Marfat.com

خُلاصۃُ الباب:

قارئین مکرم! سیدنا محمد کریم ﷺ اس دنیا میں ایک بھرپور زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوئے، تاکہ لوگوں کو اُسوہ حسنہ مل جائے کہ اگر

☆ بیٹے ہوں تو ان کی پرورش کیسے کریں؟ اور ان میں سے کوئی فوت ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ (واقعہ نمبر:۱۷۸)

☆ بیٹیاں ہوں تو ان سے کیا سلوک کرنا ہے؟ (واقعہ نمبر:۱۸۰ کے مضامین)

☆ بچیوں کے بچے یعنی نواسوں اور نواسیوں کے ساتھ کس انداز سے پیش آنا ہے۔ (واقعہ نمبر:۱۸۰ اور ۱۸۱ کے مندرجات)

☆ اعزہ کے بچے ہوں، تو ان کے ساتھ کس انداز سے رہنا ہے۔ (واقعہ نمبر:۱۸۳)

الغرض! آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں ایک شفیق اور مہربان باپ، ایک قابل احترام بڑے بھائی، معزز و مکرم نانا جان، تایا جان، حقیقی والد، سوتیلے والد، اور ازواج کے شوہر کے طور پر ایک اچھا نمونہ اُمت کے لیے موجود ہے، تاکہ دنیا کو علم ہو جائے کہ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۳ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کفالت بچے ﷺ

حجراتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دلنشیں کہانیاں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ

البقرة : ۱۷۷

”اور مال باوجود عزیز رکھنے کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں)“

Marfat.com

Marfat.com

اس آیت (البقرہ: ۱۷۷) میں مال خرچ کرنے کے جتنے مواقع بتائے گئے ہیں، نبی اکرم ﷺ اپنے اموال ان تمام مدات میں خرچ فرماتے تھے، اور بعض بچے بھی آپ ﷺ کی فیاضی اور سخاوت سے مستفید ہوتے تھے۔ آنحضور ﷺ کے گھروں میں یتیموں، مسکینوں اور بے آسرا بچوں کی مکمل کفالت کا فکر کیا جاتا تھا۔ بعض بچے خصوصی رشتوں کے بوصف آپ ﷺ کی سرپرستی پہ ناز کرتے تھے، اس باب میں ان بچوں میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۸۴۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

نبی کریم ﷺ کی آخری کفالت جناب ابو طالب کے گھر میں ہوئی، آپ ﷺ کی مدینہ آمد یعنی ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ مکہ اور اس کے نواحی علاقوں میں سخت قحط پڑ گیا جس کی وجہ سے قریش سخت تنگ حالی میں مبتلا ہو گئے۔ آنحضور ﷺ کے شفیق چچا جناب ابو طالب کثیر العیال بزرگ تھے، اس قحط نے ان پر بہت برا اثر ڈالا اور دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی بڑی مصیبت سے دوچار ہو گئے، حضور ﷺ نے شفیق چچا اور ان کے اہلِ خاندان کے حالات دیکھے تو وہ اپنے دوسرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے پاس تشریف لے گئے، جو قریش کے خوشحال لوگوں میں سے تھے، آپ ﷺ کے وہاں جانے کا مقصد چچا ابو طالب کی عیال داری کا بوجھ ہلکا کرنا تھا۔ ادھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی قسمت کا ستارہ بلندی پر تھا وہ سب بچوں سے زیادہ محمد کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے، انکی وہ محبت اب ایک نیا رخ اختیار کر رہی تھی، چنانچہ ان کے چچا زاد محبوب بھائی سیدنا محمد ﷺ

Marfat.com

اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: چچا جان! آپ کے بھائی ابوطالب پر بھاری کنبے کا بوجھ ہے اور آپ جانتے ہیں کہ آج کل ان کو کن مصائب کا سامنا ہے؟ ہمیں ان کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے نوجوان بھتیجے کی انسانیت پروری پر مبنی یہ تجویز بہت پسند آئی۔ حضور ﷺ نے مزید فرمایا: چچا جان! کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم جناب ابوطالب کے بچوں میں سے کچھ کی کفالت اپنے ذمے لے لیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ درست بات ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جناب ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے کہا: قحط کی سختیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کا ہاتھ بٹائیں۔ اس مقصد کے لیے ہم آپ کے بچوں میں سے کچھ کی کفالت اپنے ذمہ لینا چاہتے ہیں۔

جناب ابوطالب نے کہا کہ عقیل رضی اللہ عنہ کو تم لوگ میرے پاس چھوڑ دو اور میرے دوسرے فرزندوں کے بارے میں تمہیں اختیار ہے۔ چنانچہ مورخ لکھتا ہے:

فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا فضمّهٗ اِلَیہِ

"چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لے لیا"

وَاخذ العبّاسُ جعفرًا فضمّهٗ الیہِ

"اور حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے کفیل بن گئے" حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت کمسن تھے (ایک روایت کے مطابق اس وقت ان کی عمر چار پانچ سال تھی) حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی کفالت کرتے رہے، یہاں تک کہ کفالت کی ضرورت نہ رہی۔ (تاریخ طبری ج ۲ ص ۵۷، سیرت ابن ہشام، نشأۃ فی حجر الرسول ﷺ و سبب ذالک، ج ۱ ص ۲۴۵)

اس طرح گویا آپ ﷺ نے (بچوں کی کفالت کا جو نظام آئندہ بنانا تھا، اقرباء پروری اور انسانی ہمدردی کا جو درس لوگوں کو دینا تھا اب اس کا عملی باب کھل رہا تھا، اور نبی اکرم ﷺ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی معاشی، تعلیمی، تمدنی اور شرعی ضروریات کا بوجھ برداشت کر کے پوری امت کو ایک بڑے سبق سے آگاہ کر رہے تھے۔

Marfat.com

۱۸۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا اپنے ایک نوعمر بھانجے کو بہت عزیز رکھتی تھیں۔ بھانجے کو بھی نہ صرف خالہ سے بڑی محبت تھی، بلکہ اپنے عالی مقام خالو جناب سید دو عالم ﷺ سے بھی بے انتہا محبت اور عقیدت تھی، اسی لیے وہ اکثر خالہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آجاتے تھے، وہاں دوڑ دوڑ کر حضور ﷺ کے چھوٹے موٹے کام کر دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ سے دعائیں لیتے تھے، بعض اوقات وہ رات کو بھی خالہ ہی کے گھر ٹھہر جاتے تھے، اس طرح ان کو حضور ﷺ کی صحبت سے مستفیض ہونے کا بہترین موقع میسر آجاتا تھا، المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہ نوعمر بھانجے جن کے حق میں دانائے کونین رحمت دوعالم ﷺ نے علم وفہم کی فراوانی کی دعا فرمائی، اور ان کے جذبہ ادب و احترام رسالت ﷺ پر خوشنودی کا اظہار فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ "ترجمان القرآن" کہلائے، وہ اپنے والد صاحب کے گھر سے زیادہ حضور ﷺ کے گھر میں رہتے تھے۔

حضور ﷺ کے پاس دو مرتبہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان عظیم صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، جو علم وفضل کے اعتبار سے اساطین اُمت میں شمار ہوتے ہیں، ان کے خاندانی شرف و مجد کے بارے میں اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ وہ سرورِ دوعالم ﷺ کے محبوب چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے فرزند ارجمند تھے، حضور ﷺ کے گھر اکثر رہنے کی وجہ سے یہ شرف ملا کہ انہوں نے بچپن میں حضور ﷺ کے قریب جبرئیل علیہ السلام کو بیٹھے دیکھا، وہ فرماتے ہیں: رأیتُ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَرَّتَیْن "میں نے دو دفعہ جبریل کو دیکھا"

(صفۃ الصفوۃ، ج ا ص ۳۷۷ تہذیب الاثار للطبری حدیث نمبر ۲۱۵۶)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مشہور القاب یہ ہیں (الحبر) یعنی بہت بڑے عالم (البحر) علم کے سمندر، ترجمان القرآن اور امام المفسرین عبداللہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی حضرت عباس

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کے کئی فرزند تھے لیکن جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا جاتا ہے تو اس سے مراد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی ہوتے ہیں۔

جاؤ کاتبِ وحی معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ!

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اگرچہ نہایت سلیم الفطرت تھے، لیکن پھر بھی لڑکپن کا زمانہ تھا، اس لیے کبھی کبھی اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیلنے مدینہ منورہ کی گلیوں میں نکل جاتے تھے اسی دور کا ایک واقعہ ان کو عمر بھر یاد رہا خود بیان کرتے ہیں کہ میں لڑکوں کے ساتھ گلیوں میں کھیلتا پھر رہا تھا، ایک دن رسول اللہ ﷺ کو تشریف لاتے دیکھا جلدی سے ایک گھر کے دروازے کے پیچھے چھپ گیا، لیکن حضور ﷺ نے مجھے دیکھ لیا تھا:

فَلَمْ اَشْعُرْ حَتّٰی تَنَاوَلَنِیْ فَاَخَذَ بِقَفَایَ فَحَطَانِی

''آپ ﷺ نے بڑھ کر مجھے گدی سے پکڑا اور اچھی طرح بلایا'' اور فرمایا:

اِذْهَبْ فَادْعُ لِیْ مَعَاوِیَةَ وَکَانَ کَاتِبَهٗ

''جاؤ معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ! وہ آپ ﷺ کے کاتب وحی تھے، میں تیز قدم بڑھاتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو بلا لایا۔ (مسند احمد: حدیث نمبر ۲۶۵۱)

علمِ فقہ وتاویل کی دعاء:

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نماز کے لیے بیدار ہوئے تو وضو کے لیے برتن میں پانی موجود پایا، وضو فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، وضو کے لیے پانی کون لایا تھا؟ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا، سرورِ دو عالم ﷺ بہت خوش ہوئے ان کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا، اور دعا کی:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِیْلَ

''اے اللہ! اسکو دین کی سمجھ عطا کر اور تاویل کا طریقہ سکھا''۔

(مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۲۳۹۷)

Marfat.com

شعب ابی طالب میں:

جب سید دو عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے قبیلہ کو اہلِ مکہ نے پہاڑوں کے اندر ایک جگہ (شعب ابی طالب میں) رہنے پر مجبور کر دیا، تو بڑوں کے ساتھ بچے بھی تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ان بچوں میں سے ہیں، جنہوں نے پوری بہادری کے ساتھ اس امتحان میں کامیابی حاصل کی ھند بن ابی ھالہ رضی اللہ عنہما ربیب رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ وغیرہ سب کم عمر تھے، ان میں سے بعض بہت چھوٹے تھے جن کے متعلق لکھا ہے وَسَمِعَ اصوات صبیانہم مِّنْ وَّرَاءِ الشِّعب۔ کہیں لکھا ہے حتّٰی کرہ عامۃ قُریش مَا اَصَابَہُمْ "گھاٹی میں قید معصوم بچوں کے بلک بلک کر رونے کی وجہ سے کافر اور مشرکوں کے دل بھی پگھل جاتے تھے" ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ کہاں سے آتا انہیں کھانے کے لیے بھی پورا نہ ملتا تھا۔

(البدایۃ والنہایۃ فصل فی ذکر مخالفۃ قبائل قریش، الطبقات الکبریٰ لابن سعد رضی اللہ عنہ ذکر حصر قریش لرسول اللہ ﷺ)

اسی شعب ابی طالب میں محمد عربی ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا، آپ ﷺ نے نام رکھا، پیار کیا اور گھٹی دی، چنانچہ آپ ﷺ کے پاس اس وقت شہد یا کھجور نہ تھی، اس لیے آپ نے اپنے لعابِ مبارک سے بچے کو گھٹی دی، عبداللہ نام پسند فرمایا اور دعائیں دیں۔ آپ ﷺ کے لعاب اور دعاؤں کا اثر یہ تھا کہ علم وعمل کا نمونہ بن گئے، ان کے والد گرامی حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے چچا تھے، اس لیے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو والدین کی طرف سے محبت رسول ﷺ کا تحفہ ورثے میں ملا۔

قرآنی آیت کے مصداق بچے:

ابن سعد میں ہے کہ اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد عورتوں میں ان کا ایمان سب پر مقدم تھا اس بنا پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یوم ولادت سے ہی توحید کی لوریوں میں پرورش پائی اور ہوش سنبھالنے کے ساتھ وہ قدرتاً ایک پرجوش مسلم ثابت ہوئے

Marfat.com

جن بچوں نے ہجرت کی یا کمزوروں میں شمار ہونے کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے اور انہیں کفار پریشان کرتے تھے اور یہ بچے مکہ سے نکلنے کی دعائیں کرتے تھے، ان کی دعاؤں کا ذکر قرآن کریم سورہ النساء کی آیت نمبر ۷۵ میں آتا ہے، ان قرآنی بچوں میں سے ایک سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ہیں ہجرتِ مدینہ کی اجازت کے بعد اہل مکہ مسلمانوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ مدینہ پاک خدمت نبوی ﷺ میں حاضری دیں، لیکن جو کمزور، بوڑھے اور مفلوک الحال تھے انہیں قرآن کریم نے ضُعفاء قرار دے کر مکہ میں رہنے کی اجازت دے دی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ان ضعفاء بچوں میں سے ایک ہیں جن کا ذکر سورۃ النسآء میں آیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَعَ اُمِّهٖ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ اَبِيْهِ عَلٰى دِيْنِ قَوْمِهٖ

"ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی ماں کے ساتھ ضعفاء اسلام میں تھے (جو اپنی مجبوریوں کے باعث مکہ میں رہ گئے تھے اور اپنے والد کے ساتھ اپنی قوم کے مذہب پر نہ تھے، وہ کہتے تھے کہ:

اَلْاِسْلَامُ يَعْلُوْ وَلَا يُعْلٰى عَلَيْهِ.

"اسلام سربلند ہو کر رہے گا ہمیشہ مغلوب ہی نہ رہے گا"

(صحیح بخاری، باب اذا اسلم الصَّبِیُّ فمات ھل یُصلّٰی عَلَیْہِ)

نماز میں حضور ﷺ نے دائیں کھڑا کر لیا:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں رات کے وقت اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سو رہا تھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور چار رکعت نماز پڑھ کر استراحت فرما ہوئے، پھر کچھ رات باقی تھی کہ بیدار ہوئے اور مشکیزہ کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنے لگے میں اٹھ کر بائیں طرف کھڑا ہو گیا:

Marfat.com

فَاَخَذَ بِرَأْسِیْ فَاَقَامَنِیْ عَنْ یَّمِیْنِهٖ (بخاری باب اذالم ینو الامام أن یؤمّ)

"آپ ﷺ نے میرا سر پکڑا اور مجھے اپنی داہنی طرف کھڑا کر لیا" ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ان کا کان پکڑا تھا۔ (مسند احمد: حدیث ۳۱۹۴)

ننھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سید دو عالم ﷺ (اپنے عم زاد) کا لعاب مبارک گھٹی میں پی رکھا تھا، محبتِ نبی ﷺ ان کے دل میں بسی ہوئی تھی اس لیے جب حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور اداس رہنے لگے ان کے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ ۸ ھ میں فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو ننھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ﷺ کی زیارت سے اپنی پیاس بجھائی (اسد الغابہ تذکرہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ) مدینہ آکر وہ دیگر بچوں کے ساتھ مسجد نبوی ﷺ میں نماز کے لیے آتے تھے۔

امامُ الانبیاء ﷺ کا ادب و احترام:

ننھے عبداللہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا اتنا احترام کرتے تھے کہ نماز میں بھی آپ ﷺ کے برابر کھڑا ہونا گستاخی سمجھتے تھے، ایک مرتبہ آخر شب میں نماز کے لیے کھڑے ہوئے عبداللہ رضی اللہ عنہ آکر پیچھے کھڑے ہوگئے، آنحضرت ﷺ نے ان کو ہاتھ سے پکڑ کر اپنے برابر کر لیا، اس وقت تو یہ ساتھ کھڑے ہوگئے، مگر جیسے ہی آپ ﷺ نے نماز شروع کی، عبداللہ رضی اللہ عنہ ہٹ کر اپنی جگہ پر آگئے اور عرض کی: کسی کی یہ مجال نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے، آنحضرت ﷺ اس معقول عذر پر خوش ہوئے اور ان کے لیے فہم و فراست کی دعا فرمائی۔ (سیر الصحابہ، تذکرہ عبداللہ بن عباس علیہ السلام)

۱۸۶۔ حضرات ربائبُ رسولِ اللہ ﷺ

باب نمبر ۱۴ میں اور باب نمبر ۲۰ میں شہداء کے یتیم بچوں یا دیگر لاوارث یتامی کی

Marfat.com

کفالت کا تذکرہ ہے، ان زیرِ کفالت بچوں میں آپ ﷺ کے عم زاد ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے، جو آپ ﷺ کے گھر میں بے تکلف آجاتے تھے، نبوی ﷺ دستر خوان سے بھی حصہ لیتے تھے، آپ ﷺ کے حجروں کے دائیں بائیں کھیلتے اور شفقتِ محمدی ﷺ سے مکمل استفادہ کرتے تھے، اب ان چند بچوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہیں ربائبُ رسولِ اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔ (الاستیعاب باب الدال)

ان بچوں میں سے کسی ایک لڑکے کا ذکر ہوتا ہے، تو اسے ربیبُ النّبی ﷺ اور بچی کا ذکر ہو تو اسے ربیۃُ النّبی ﷺ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، جو آج بھی تاریخ و سیر کی کتابوں میں ان ناموں کا حصہ ہے۔ یہ وہ بچے تھے جو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پہلے خاوندوں سے تھے پھر وہ آپ ﷺ کی تربیت میں آگئے۔

۱۸۷۔ رَبیبُ النّبی ﷺ اور وَصّافِ رَسول ﷺ

نبی مکرم ﷺ کے گھر میں رہنے والے یہ کم سن اپنے مربی و محسن ﷺ کے اعمال و اخلاق کے چشم دید گواہ تھے، لوگ ان سے آقائے نامدار ﷺ کی زندگی کے متعلق پوچھا کرتے تھے، سیدہ خدیجہ زوجۂ رسول ﷺ جو اُم المومنین رضی اللہ عنہا ہیں، ان کے پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ (تھا ان سے ایک بیٹا ہند تھا) ہند رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ کے صحابی رضی اللہ عنہ ہونے پر سب اربابِ سیر کا اتفاق ہے، ان کی پرورش خود رسول اکرم ﷺ نے فرمائی انہیں فصاحت و بلاغت میں کمال حاصل تھا، وہ حضور ﷺ کا حلیہ مبارک نہایت خوبی اور صحت سے بیان کیا کرتے تھے اس لیے وہ "وَصّافُ النّبی ﷺ" کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے، حضرت ہند رضی اللہ عنہ نے طویل عمر پائی اور جنگ جمل ۳۶ھ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ اَبِي هَالَةَ وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ النَّبِي

Marfat.com

عَلَيْهِ السَّلَامُ (صفة الصّفوة، ج ١ ص ٦٣)

''میں نے اپنے (نانا جان سیدنا) محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق اپنے محترم ماموں جان ہند رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ سے سوالات کیے اس لیے کہ (یہ ماموں نانا جان کے) اوصاف بہت خوب بیان کرتے تھے، سیدنا ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے نبیٔ مکرم ﷺ کے زیرِ نگرانی زندگی کے نشیب و فراز سے آگاہی حاصل کی اسی وجہ سے حدیث و تاریخ کی کتابوں میں ان کے نام کے ساتھ رَبِيبُ النَّبِيِّ ﷺ کا لقب معروف ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ٦٦)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہی تھا لیکن تابعین رحمہم اللہ یا بہت چھوٹے صحابی رضی اللہ عنہ بچے نبی اکرم ﷺ کی شکل و شباہت جاننے کے لیے حضرت ہند رضی اللہ عنہ یا دیگر ان بچوں سے سوال کرتے تھے، جو حضور ﷺ کے گھر میں رہتے تھے۔

۱۸۸۔ حضرت سلمہ بن ابی سلمہ قرشی رضی اللہ عنہما:

سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا جب اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا بن گئیں، تو ان کے بچے سلمہ رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، درہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا بھی حضور ﷺ کی نگرانی میں پرورش پانے لگے، اس لیے ان بچوں کو رَبَائِبُ النَّبِيِّ ﷺ کہا جانے لگا۔ (الاستیعاب، ذکر درۃ بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا)

ان بچوں نے آنکھ کھولی تو ان کے والد ابوسلمہ بن عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہم اور والدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا مسلمان تھے، یہاں ان کے دو بیٹوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور دو کا ذکر مضمون کے آخر میں کیا جائے گا، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے ان کے والد نے اپنی کنیت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ رکھی اور والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا معروف ہوئیں، ہجرت میں ان ہی کا بازو ٹوٹا تھا ان کی والدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا جب سید دو عالم ﷺ سے نکاح پر راضی ہوئیں تو حضور ﷺ نے حکم کیا کہ:

مُرِيْ اِبْنَكِ اَنْ يُّزَوِّجَكِ

''اپنے اس بیٹے سلمہ سے کہو کہ وہ تمہارا نکاح مجھ سے کر دے'' اگرچہ چھوٹے تھے لیکن امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خصوصیت کے ساتھ انہیں نکاح کی اجازت دی گئی ہر نابالغ

Marfat.com

نکاح نہیں کرواسکتا۔(السنن الکبریٰ، باب الابن یزوجھا)

کم سنی کی وجہ سے حضور ﷺ سے روایات نہ کرسکے۔

(الاستیعاب ذکر سلمہ بن ابی سلمہ قریشی رضی اللہ عنہ)

۱۸۹۔حضرت محمد بن ابی سلمہ القرشی رضی اللہ عنہما اور ان کے بھائی:

ہجرت کے دوران حبشہ میں پیدا ہوئے، یہ صرف نو سال کے تھے جب حضور ﷺ نے اس دنیائے فانی سے کوچ فرمایا، گویا بچپن کی کئی بہاریں تربیت محمدی ﷺ میں گذاریں، محمد بن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہما اور ان کے سب بھائی بہنوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے بھی ان پر شفقت کی نظر رکھی۔ (اسد الغابہ ذکر محمد بن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہما)

ان کے بھائی عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کھانا کھا رہے تھے، مجھے فرمایا:

''یَا بُنَیَّ اُدْنُ فَسَمِّ اللهَ وَ کُلْ بِیَمِینِكَ وَ کُلْ مِمَّا یَلِیكَ''

''بیٹے قریب آجاؤ! اللہ کا نام لے کر کھا۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور سامنے سے کھاؤ۔''

ان دونوں بھائیوں کو بھی تاریخ وسیر کی کتابوں میں ''رَبِیْبُ النَّبِی ﷺ'' کہا جاتا ہے۔

(اسد الغابہ، تذکرہ عمر بن ابی سلمۃ القرشی رضی اللہ عنہ)

۱۹۰۔حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ:

ان کی ایک روایت اوپر لکھی گئی انہوں نے بھی حضور ﷺ کی شفقتوں کو خوب لوٹا، ذخیرۂ احادیث میں حضور ﷺ کے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی روایت ان ہی سے مروی ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کھانا بھی کھایا تھا۔

(الجرح والتعدیل، باب العین، ج ۶، ص ۱۷۷، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، عمر بن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ)

انہیں بھی ''رَبِیْبُ النَّبِی ﷺ'' ہونے کا مقام ملا ہوا تھا اہلِ بیت کے متعلق بہت سی روایات ان سے نقل کی جاتی ہیں۔ (اُسدُ الغابہ، تذکرہ عمر بن عبداللہ بن عبدالاسد)

Marfat.com

چھوٹی عمر کے باوجود بھی ارشاداتِ نبویہ ﷺ کو بغور سنتے ، اعمال نبوی ﷺ کو دیکھتے اور دل پر نقش کرتے رہتے تھے، جب جوان ہوئے تو محمد عربی ﷺ کا پیام پوری دنیا میں پہنچانے کا ذریعہ بن گئے ۔ان کی بہنوں کا ذکر باب کے آخر میں ہے۔

۱۹۱۔محبوب ابنِ محبوب رضی اللہ عنہما:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں پیدا ہوئے، اپنے والدِ گرامی کے خصوصی تعلق کی بناء پر حضور اکرم ﷺ کے گھر میں بہت زیادہ آیا جایا کرتے تھے ۔ایک دفعہ ننھے اسامہ رضی اللہ عنہ دروازے کی چوکھٹ سے ٹھوکر کھا کر گر پڑے اور ان کے ماتھے پر چوٹ لگ گئی جس سے خون رِسنے لگا، حضور ﷺ نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ:

یَا عَائِشَۃ رضی اللہ عنہا! اَمِیْطِیْ عنہُ الدَّمَ!

''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اس کے چہرے سے خون صاف کر دو''انہیں کچھ دیر لگی یا انہیں کچھ کراہت لگی تو محبوب ِ کائنات ﷺ نے خود اٹھ کر خون صاف کر دیا اور وہاں اپنا لعابِ دہن لگایا۔(الوافی بالوفیات: ج ۲۵ ص ۴۹)

ایک دفعہ ننھے اسامہ رضی اللہ عنہ کی ناک بہہ رہی تھی، رسول پاک ﷺ نے اسے صاف کرنے کا ارادہ فرمایا، اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قریب ہی بیٹھی تھیں انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں اسکی ناک صاف کیے دیتی ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا: یَا عَائشۃ اَحِبُّہُ فَاِنِّیْ اُحِبُّہُ ''اس بچے سے محبت رکھو، مجھے بھی اس سے محبت ہے۔''

(ترمذی: باب مناقب اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ)

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کو حِبُّ النّبی ﷺ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، جب محمد کریم ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لیے محبت کا اظہار فرمایا: تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی ''حِبُّ النّبی ﷺ'' کہنا شروع کر دیا اور تاریخ و سیر کی کتابوں میں سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

"الحِبُّ بنُ الحِبّ" کہا جاتا ہے۔ (الوافی بالوفیات: ج ۳ ص ۲۷)

حضور ﷺ کی نگاہوں میں:

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ وہ خوش قسمت ہیں، جن کی ولادت سے لے کر جوان ہونے تک کے تمام حالات حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایسے ہی گذرے تھے جس طرح حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے شب و روز گزرتے تھے، اس لیے کہ ان کے والد حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آنحضور ﷺ کسی بھی بیٹے، بیٹی، نواسے یا نواسی سے کم درجہ نہ دیتے تھے۔ بلاشبہ لاکھوں مرتبہ انہوں نے حضور ﷺ کو محبت کی نظر سے دیکھا اور حضور ﷺ نے بھی ان کو پیار بھری نظر سے دیکھا، سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ اس لحاظ سے بڑے خوش قسمت ہیں کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ان کی والدہ ہیں، اور یہ وہی ام ایمن رضی اللہ عنہا ہیں جو بچپن سے حضور ﷺ کی خدمت کرتی آئی ہیں، گویا محمد کریم ﷺ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک گود میں رہنے کا شرف حاصل ہے۔ (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، ایمن ابن ام ایمن)

۱۹۲۔ محبوبِ خدا ﷺ کے دو محبوب:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما "حب رسول اللہ ﷺ" (رسول ﷺ کے محبوب) لقب سے معروف ہیں، یہی لقب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ملا حضرت زید رضی اللہ عنہ بہت چھوٹے تھے جب بِکتے بکاتے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر تک پہنچے، یہاں اگرچہ عیش و عشرت نام کی کوئی چیز نہ تھی تاہم زید رضی اللہ عنہ کی صالح طبیعت نے محسوس کر لیا کہ سب کچھ یہیں ہے۔

اگر جنت بر زمیں است
ہمیں است، ہمیں است، ہمیں است

یعنی اگر جنت زمین پر ہے تو بس یہی ہے، یہی ہے، یہی ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کا شمار خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے عظیم المرتب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، یہ سب کچھ انہیں حضور ﷺ سے سچی وفاؤں کے صلے میں ملا تھا۔

Marfat.com

حضرت زید رضی اللہ عنہ واحد صاحب رسول ﷺ ہیں جن کا اسم گرامی قرآن حکیم میں آیا ہے۔ان کو لڑکپن ہی میں رحمت عالم ﷺ کا خادم خاص بننے کا شرف حاصل ہو گیا اور پھر انہوں نے اس تندہی سے اپنے آقا ﷺ کی خدمت کی کہ حضور ﷺ کے مورد بن گئے۔اسی وجہ سے ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حبُ النبی ﷺ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

(دیکھئے تہذیب الکمال، من اسمہ جعفر رضی اللہ عنہ ج ۵ ص ۵۲)

اور کبھی انہیں حبِّ رسولِ اللہ ﷺ کہتے تھے۔(الوافی بالوفیات: ج ۲۶ ص ۴۹)

بیٹا، باپ کے نقش قدم پر:

اور جو لقب زید رضی اللہ عنہ کو ملا وہی ان کے فرزند ارجمند حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ملا۔ انہوں نے بھی حِبّ رسول اللہ ﷺ یعنی ''حضور ﷺ کے محبوب'' کے لقب سے شہرت پائی۔ بخاری شریف میں ہے،کسی معاملہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ سے سفارش کی ضرورت پیش آئی،تو کہنے لگے!

وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ حِبُّ رَسُولِ اللهِ ﷺ

اس بات کی جرأت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ محبوب الرسول ﷺ کے علاوہ کون کرے؟(بخاری،باب ذکر اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ)

گویا بچپن دونوں کا حضرت محمد ﷺ کے گھر میں گزرا اور دونوں سے حضور ﷺ کو اپنے عزیزوں والی محبت تھی،اور دونوں نبی علیہ السلام پر جان دیتے تھے۔زید رضی اللہ عنہ اعلان نبوت سے پہلے حضور ﷺ کے گھر آ گئے اور اسامہ رضی اللہ عنہ جب زید رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوئے تو نبوت کا اعلان ہو چکا تھا۔

۱۹۳۔حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ:

اب تین مناظر چشم تصور سے دیکھیں۔پہلا منظر: زید رضی اللہ عنہ کو کسی نے آٹھ سال کی عمر میں اغوا کیا اور وہ فروخت ہو کر حضور اکرم ﷺ کی پرورش میں آ گئے،والدین بے تاب ہو

Marfat.com

گئے، ان کا والد بیٹے کی تلاش میں قریہ قریہ زید رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتا پھرتا اور لوگوں کے سامنے اپنے غم کا اظہار ایسے دردناک اشعار میں کرتا کہ دوست تو دوست دشمن بھی انہیں سن کر رو دیتے تھے، اس نے دنیا چھان ماری، اپنی سواریوں کو کمزور کر لیا، لیکن اسے زید رضی اللہ عنہ نہ مل سکے۔ اس کے یہ اشعار معروف ہو گئے تھے، حج کے موقعہ پر مکہ میں بنوکلب کا ایک آدمی وہ اشعار بڑی پرسوز آواز میں پڑھ رہا تھا جو حارثہ نے اپنے فرزند کے فراق میں کہے تھے، زید رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو وہ ٹھٹک کر کھڑے ہو گئے، بنوکلب کے لوگوں کی نظر پڑی، تو انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو قریب بلا کر جب ان کا نام اور دوسرے حالات دریافت کیے، تو ان کو یقین ہو گیا کہ حارثہ کے اغواء ہونے والے فرزند یہی ہیں، ان لوگوں نے زید رضی اللہ عنہ کو ان کے والد کی داستانِ غم سنائی اور انہیں اپنے ساتھ وطن چلنے کے لیے کہا، لیکن زید رضی اللہ عنہ نے انہیں تسلی بخش جواب دے کر فارغ کر دیا، جانے کے لیے تیار نہ ہوئے، اس لیے کہ ان کو اپنے شفیق آقا ﷺ سے اس قدر محبت اور عقیدت ہو گئی تھی کہ ان سے جدا ہونا کسی صورت میں گوارا نہ تھا، زید رضی اللہ عنہ نے بڑے تحمل اور حوصلے کے ساتھ اپنے وطن کے لوگوں کو کہا: ''میرے بزرگوار اور میرے بھائیو! میرا یہ پیغام میرے گھر والوں کو پہنچا دینا کہ میں اپنی قوم سے محبت کرتا ہوں، گو ان سے دور ہوں۔ میں خانہ کعبہ میں مشعرِ حرام کے قریب رہتا ہوں، اس غم کو بھول جاؤ جس نے تمہیں رنجور کر رکھا ہے، اور اونٹوں کی طرح چل کر دنیا کی خاک نہ چھانو۔''

فَاِنِّیْ بِحَمْدِ اللّٰہِ فِیْ خَیْرِ اُسْرَۃٍ کِرَامِ مَعَدٍّ کَابِرٌ اَبْعَدَ کَابِرٍ

''اللہ کا شکر ہے کہ میں بنی معد کے ایک معزز خاندان میں ہوں جو پشت ہا پشت سے معزز ہے۔ (صفۃ الصفوہ ج ۱ ص ۱۴۹)

دوسرا منظر: بنوکلب کے یہ لوگ حج سے فارغ ہو کر اپنے وطن واپس گئے تو حارثہ کو بتایا کہ اس کا گم شدہ فرزند مکہ کے ایک معزز خاندان کے پاس زندہ و سلامت اور خوش و خرم موجود ہے، اور اس نے اپنے اہل خاندان کو یہ پیغام دیا ہے، یہ خوشخبری سن کر حارثہ فرطِ مسرت سے بے خود ہو گیا، اور اپنے بھائی کعب اور دوسرے بیٹے جبلہ کو ساتھ لے کر عازمِ مکہ ہو گیا۔

Marfat.com

حارثہ کی آمد اور زید رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

تیسرا منظر: حارثہ کی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضری اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا اظہارِ محبت بڑا اثر انگیز ہے، حارثہ، کعب اور جبلہ مکہ پہنچ کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حارثہ یوں عرض پیرا ہوئے: ''اے ابن عبدالمطلب! اے حرم کے متولی اور قوم کے رئیس زادہ! آپ بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور مظلوموں کی دستگیری کرتے ہیں، ہم آپ ﷺ کی خدمت میں اس عرض سے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمارے لڑکے کو آزاد کر کے ہم پر احسان کیجئے! ہم آپ کے پاس اتنا مال لائے ہیں، جو اس کے فدیہ کے لیے کافی ہوگا'' حضور ﷺ نے پوچھا: تمہارا لڑکا کون ہے؟ اس نے کہا: زید (رضی اللہ عنہ) ارشاد ہوا: اس کے سوا تمہاری کوئی حاجت نہیں؟ عرض کی: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر اختیار دو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے، تو مجھے کوئی عذر نہیں، میں فدیہ لیے بغیر بخوشی اسے تمہارے حوالے کر دوں گا، اور اگر وہ میرے پاس رہنے کو ترجیح دے، تو خدا کی قسم! میں ایسا نہیں کہ اسے زبردستی اپنے سے جدا کر دوں۔ حارثہ اور کعب نے اس شرط کے ساتھ منظور کر لیا۔

۱۹۴۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

اب فیصلہ کے لیے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، انہوں نے ایک ہی نظر میں اپنے والد، چچا اور بھائی کو پہچان لیا اور ان کے پاس جا کر نہیں بیٹھے بلکہ حضور ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے، چنانچہ جب حضور ﷺ نے ان سے پوچھا: ھَل تعْرف ھٰؤلاء؟ جانتے ہو، یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی: نَعَمْ ھٰذا اَبِیْ وھٰذا عَمِّی! جی ہاں! یہ میرے والد، یہ چچا اور یہ میرا بھائی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور ان کو سلام کرو۔ زید رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد سن کر فوراً اٹھے اور ان سب سے ملے، اس موقع پر ہجر و فراق کا مارا ہوا باپ اپنے گم گشتہ لختِ جگر کو گلے لگا کر اس قدر رویا کہ ہچکی بندھ گئی، جب سب کے جذبات ذرا سکون پذیر ہوئے، تو حضور

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا: اے زید! یہ تمہارے والد اور چچا تمہیں لینے آئے ہیں، میری طرف سے تمہیں پورا اختیار ہے، کہ اگر ان کے ساتھ جانا چاہو تو شوق سے جاؤ۔ زید رضی اللہ عنہ نے والد صاحب کی طرف دیکھا اور حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہا:

اِنِّی قَدْ رَأَیْتُ مِنْ ھٰذَا الرَّجُلِ شَیْئًا مَا اَنَا بِالَّذِیْ اَخْتَارُ عَلَیْهِ اَحَدًا اَبَدًا (اسد الغابہ۔ ذکر زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ۔ صفۃ الصفوۃ ج ا ص ۱۴۹)

''میں نے اس عظیم شخص کو دیکھ لیا ہے، اب ان کو جان لینے کے بعد کسی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا'' ادھر سیدنا محمد کریم ﷺ سے زید رضی اللہ عنہ کی زبان حال گویا ہوئی: میرے آقا ﷺ! آپ ہی میرے سب کچھ ہیں، آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا اور نہ آپ ﷺ سے جدا ہونا مجھے منظور ہے۔ حارثہ اس مخلصانہ وفا شعاری کو دیکھ کر حیران ہوئے اور انہوں نے اپنے فرزند سے کہا: بیٹے! افسوس کہ تم غلامی کو اپنی آزادی، باپ چچا، بہن بھائیوں، خاندان اور وطن پر ترجیح دیتے ہو۔ زید رضی اللہ عنہ بولے: ہاں میرے آقا ﷺ مجھ پر اس قدر شفیق اور مہربان ہیں کہ اتنے حقیقی ماں باپ بھی نہیں ہوتے۔ میں ان کی ذاتِ گرامی پر کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

زید رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر ان کی غیر معمولی وفا شعاری اور اطاعت کوشی نے حضور ﷺ کو اس قدر مسرور کیا کہ آپ ﷺ نے اسی وقت ان کو آزاد کر دیا۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور مقام حجر کے پاس کھڑے ہو کر اعلان فرمایا:

اَشْھَدُوْا، اَنَّ زَیْدًا اِبْنِیْ یَرِثُنِیْ وَ اَرِثُهٗ

''لوگو گواہ رہو! زید رضی اللہ عنہ آج سے میرا فرزند ہے، میں اس کا وارث ہوں اور یہ میرا وارث ہوگا'' (اسد الغابہ۔ زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ۔ صفۃ الصفوۃ۔ ج ا ص ۱۵۰)

حضور ﷺ کا اعلان سن کر زید رضی اللہ عنہ کے والد، چچا اور بھائی کے افسردہ دل گل شگفتہ کی طرح کھل گئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی کریم النفسی کا شکریہ ادا کیا، اور خوش و خرم اپنے وطن کو مراجعت کی اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ، زید بن محمد ﷺ نام حاصل کر گئے حتیٰ کہ آیت نازل ہوگئی۔

Marfat.com

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ

''ان کو ان کے باپوں کے ناموں سے پکارو اللہ کے ہاں یہی قرین انصاف ہے''

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۴)

حضرت سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی یہ صرف ایک داستان ہی نہیں ہے، جو اسلامی کتابوں میں لکھی گئی ہے، اس کے علاوہ لاتعداد واقعات اس سے بھی بڑھ کر ایسے ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بچے، بوڑھے، جوان، مرد اور عورتیں آپ ﷺ پر دل و جان سے فدا تھے۔

۱۹۵۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما:

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کاشانۂ نبوی ﷺ میں بیٹھے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما تھیں، آپ ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ:

لَوْ كَانَ اُسَامَةُ جَارِيَةً لَكَسَوْتُهٗ وَحَلَّيْتُهٗ

(ابن سعد ذکرِ اسامۃ الحِبّ ابنِ زید رضی اللہ عنہ)

''اگر یہ بیٹی ہوتی تو میں اس کو لباس اور زیور پہناتا اور بناؤ سنگار کرتا (تاکہ ان کا چرچا ہوتا اور ہر جگہ سے پیام آتے)''۔

۱۹۶۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کی نسل کے ہر بچے سے محبت:

چونکہ آنحضرت ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتے تھے، اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان سے دلی محبت رکھتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ صرف اسامہ رضی اللہ عنہ بلکہ ان کی اولاد تک کا احترام کرتے تھے، ایک دن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو مسجد کے گوشہ میں دیکھا، لوگوں سے کہا، دیکھو کون شخص ہے؟ کسی نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! تم اس کو نہیں پہچانتے؟ یہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر سر جھکا لیا اور زمین

Marfat.com

کرید کر کہنے لگے، آنحضرت ﷺ ان کو دیکھتے تو ان کو محبوب رکھتے:

لَوْ رَاٰهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَحَبَّهٗ

(بخاری کتاب المناقب ذکر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ)

۱۹۷۔ حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ اور خدمت حبیب ﷺ کا شوق:

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ خدمتِ رسول اللہ ﷺ کے لیے کاشانہ نبوی ﷺ میں بکثرت آتے جاتے تھے، اور اکثر سفر میں بھی ہم رکابی کا شرف حاصل ہوتا تھا، اس لیے انہیں خدمتِ نبوی ﷺ کا زیادہ موقع ملتا تھا، وضو کے وقت پانی ڈالنے کی خدمت انجام دیتے تھے۔

(بخاری کتاب الوضوء، باب الرجل یوضی صاحبہ)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما وہ خوش قسمت انسان ہیں جنہوں نے کم عمری میں حُبِّ رسول ﷺ احترامِ حبیب ﷺ اطاعتِ محبوب ﷺ شفقتِ محمد ﷺ سے خوب حصہ لیا، ان کے بچپن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رشک کرتے تھے تو ان کی جوانی اور پیرانہ سالی کی عظمت کا کیا عالم ہوگا؟۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

۱۹۸۔ حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت عبید:

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں، انکو والدین کے ساتھ حبشہ کی ہجرت نصیب ہوئی، اور پھر والدہ کی آغوش میں مدینہ کی ہجرت کا شرف حاصل کیا، ان کی والدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ان ہی کے نام پر ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے گھر میں ان کی والدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا اُم المؤمنین بن کر آئیں تو حبیبہ رضی اللہ عنہا کو "رَبِیْبَةُ النَّبِی" کہا جانے لگا، اور حبیبہ رضی اللہ عنہا نے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا والد پاکر دل میں خوشی کے شادیانے بجائے۔

(اسد الغابہ، تذکرہ حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت عبید اللہ)

Marfat.com

۱۹۹۔ حضرت سیدہ اُمّ کلثوم بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا:

اُم المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں، اسی وجہ سے بھی "رَبِیْبَۃُ النَّبِی ﷺ" لقب کی مستحق ٹھہریں، اور نبی مکرم ﷺ کی شفقتوں، محبتوں اور دعاؤں سے فیض یاب ہوئیں، اپنی امی اور اپنے ابو ﷺ کی ایک بات بتایا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں نے ایک حلہ اور کچھ کستوری شاہ حبشہ کے لیے بھیجے ہیں، ادھر سے خبر آئی ہے کہ وہ بادشاہ تو فوت ہوگیا ہے، لہٰذا وہ چیزیں واپس آگئیں تو تمہیں دوں گا۔ جب وہ ہدیہ واپس آیا تو محمد کریم ﷺ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں تقسیم فرمادیا۔

(اسد الغابہ، تذکرہ ام کلثوم بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا)

۲۰۰۔ حضرت دُرّہ و زینب رضی اللہ عنہا بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ عنہا:

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا جب ام المومنین بنیں تو ان کی بیٹی درہ رضی اللہ عنہا اور ان کی دوسری بیٹی زینب رضی اللہ عنہا بھی ربِیْبَۃُ النَّبِی ﷺ کہلائیں۔ (اسد الغابہ، تذکرہ درہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا و تذکرہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا) علامہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ درہ رضی اللہ عنہا آنحضور ﷺ کی "ربیبہ" تھیں۔ (معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہ لابی نعیم ذکر درۃ بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ)

ان کی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں، جو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۴ ہجری میں حضور ﷺ کے عقد نکاح میں آئی تھیں، تو درہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ آئیں اور انہیں شفقتِ نبوی ﷺ سے بہت کچھ ملا۔

۲۰۱۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا:

حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی عہد نبوی ﷺ میں اس وقت شیر خوار بچوں میں شامل تھیں، جب ان کی والدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا بنیں تو یہ بھی ان کے ساتھ حضورِ اکرم ﷺ کے گھر میں آگئیں، آپ ﷺ نے نام پوچھا، "برّہ" بتایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اِسْمُهَا زَيْنَبُ

Marfat.com

(آج کے بعد) اس کا نام زینب ہے۔ (اسد الغابہ، ذکر زینب ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ)

انہوں نے حضور ﷺ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی، اس لیے انہیں "ربیبۃ النبی ﷺ" لقب کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔ انہوں نے بڑی توجہ سے حضور ﷺ کی زندگی کو دیکھا، وہ حضور ﷺ کی باتیں خواتین میں عام کرتی تھیں اور اپنی خالاؤں (دیگر اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن) سے بھی روایت کرتی تھیں، سیرت نگار بزرگ علامہ ابوعمر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَكَانَتْ مِنْ أَفْقَهِ النِّسَآ أَهْلِ زَمَانِهَا

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب۔ ذکر زینب رضی اللہ عنہا)

"وہ اپنے وقت کی بڑی فقیہہ تھیں" آپ ﷺ کو ان سے پدرانہ محبت تھی، جب انہوں نے چلنا سیکھا تو حضور ﷺ نے ان کے منہ پر پیار سے پانی چھڑکا، راوی کہتے ہیں:

فَنَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا مِنَ الْمَآءِ فَلَمْ يَزَلْ مَآءُ الشَّبَابِ فِيْ وَجْهِهَا حَتّٰى عَجَزَتْ وَقَرُبَتِ الْمِائَةَ

(الروض الانف کامل، ج ۲، ص ۱۲۵، اسد الغابہ ذکر زینب رضی اللہ عنہ بنت ابی سلمۃ)

اسی پانی چھڑکنے کی برکت تھی کہ بڑھاپے تک ان کے چہرے پر شباب کا آب و رنگ رہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا سارا خاندان براہ راست فیضِ رسول ﷺ سے مستفید ہوتا تھا۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام ہیں، ہجرت حبشہ میں زینب رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہوئی۔

(اسد الغابہ: ذکر زینب رضی اللہ عنہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ)

خلاصۃ الباب

قارئین مکرم! سید دو عالم ﷺ کے اخلاقِ عظیمہ کا یہ کھلا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ اہم ترین مصروفیات کے باوجود امت کے ضرورت مند بچوں کی کفالت فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً:

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آپ ﷺ نے کفالت کی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ علوم نبوت ﷺ کے دروازے بنے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ترجمان

Marfat.com

القرآن بن گئے۔ (واقعہ نمبر: ۱۸۴،۱۸۵)

۲۔ بعض کو فرمایا آج کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری ماں اور محمد ﷺ تمہارے والد ہیں۔ (۱۸۶تا۱۸۹)

۳۔ آپ کے گھر میں زیرِ تربیت ایسے نوعمر بھی تھے جو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ درِ اقدس نبوت ﷺ آئے تھے، انہیں رَبیب یا رَبِیْبَۃُ النَّبِی کا لقب مل گیا تھا۔ (واقعہ نمبر: ۱۸۷تا۱۹۰ اور ۱۹۸ تا ۲۰۰)

۴۔ حضرت زید بن ثابت اور سیدنا اسامہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم کی دل موہ لینے والی باتیں بڑی ایمان افروز ہیں آپ ﷺ نے انہیں گھر کا فرد بنا لیا تھا۔

(واقعہ نمبر: ۱۹۲ تا ۱۹۷)

الغرض: بچوں کے علاوہ بعض بچیاں بھی نبوی گھرانوں میں ایسی تعلیم و تربیت پاتی تھیں کہ اللہ نے ان کو اپنے وقت کی بڑی علمی شخصیت بنا دیا، اور اُمت کے ان چند بچوں کے علاوہ بھی آپ ﷺ کا دروازہ شب و روز ہر ایک ضرورت مند کے لیے کھلا ہوتا تھا، اور وقتاً فوقتاً عورتیں اپنے بچوں کو اس در سے مستفید کرنے کے لیے لاتی رہتی تھیں۔ اگلے باب میں ان بچوں کا ذکر ہے جو یتیم تھے اور آپ ﷺ ان کے کفیل تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۴ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور یتیم بچے رضی اللہ عنہم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائبانِ شفقت میں پناہ گزینوں کے واقعات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

الدھر: ۸

"اور باوجود یہ کہ ان کو خود طعام کی خواہش (اور حاجت) ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں"

Marfat.com

Marfat.com

اس قرآنی آیت کے اولین مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں، جن کا مال اور اوقات یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ محمد کریم ﷺ یتیموں کے کفیل تھے اور "کَافِلُ الیَتِیمِ" یعنی یتیموں کی کفالت کرنے والوں کو بڑی بشارتیں ارشاد فرماتے تھے۔ آپ ﷺ خود یتیم پیدا ہوئے، یہودی اپنی کتابوں میں آپ ﷺ کا لقب "الیتیم" پاتے تھے، اس لیے انہیں آپ ﷺ کی علامتِ نبوت (یتیمی) سے خاص دلچسپی تھی، جب سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ ﷺ شیر خوارگی کے لیے تشریف لے گئے اور حلیمہ کے سارے گھر کو اللہ کی بارگاہ سے بہت کچھ عنایت کروا آئے تھے، آنے سے پہلے ایک دن چند یہودی سیدتنا حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرے تو حلیمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے سوال کیا: اَلَا تُحَدِّثُونِي عَنِ اِبْنِي هٰذَا؟ "کیا تم میرے اس بچے کے متعلق کچھ بتاؤ گے؟" سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے سادگی میں آپ کا نام، پیدائش کا مقام، برکات، رحمتیں اور وہ آسمانی نعمتیں جو ملیں تھیں وہ سب بتا دیا، یہ باتیں یہودیوں نے سنیں اور ان میں سے بعض بد بخت کہنے لگے: اس بچے کو قتل کر دو! (حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے کانوں میں غالباً یہ بات پڑ چکی تھی) حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب اس یہودی عالم نے آخری سوال کیا: اَیَتِیمٌ هُوَ.... ؟ "کیا یہ بچہ یتیم ہے؟" اس سوال پر حلیمہ کچھ بیدار ہو گئیں، سمجھ گئیں کہ یہودیوں کے تیور اچھے نہیں ہیں، اس لیے یہودیوں کو جواب دیا: لَا هٰذَا اَبُوْهُ وَهٰذَا اُمُّهٗ "نہیں! یہ رہے اس کے ابو اور میں اس کی امی ہوں" اس پر یہودی نے کہا: لَوْ کَانَ یَتِیمًا قَتَلْنَاهُ "اگر یہ بچہ یتیم ہوتا تو ہم اسے مار ڈالتے۔"

(سبل الهدیٰ والرشاد باب فی سیاق قصۃ الرضاع، السیرۃ الحلبیۃ باب ذکر رضاعہ)

Marfat.com

معلوم ہوا:

☆ پہلی آسمانی کتابوں میں لکھا تھا کہ آخری محسن کائنات نبی ﷺ یتیم ہوں گے۔

☆ آپ ﷺ خود یتیم تھے، اس لیے والد سے محروم بچیوں، بچوں اور انکی ضروریات کو بہت زیادہ جانتے تھے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک کنیز کا نام "زجلہ" تھا، وہ فرماتی ہیں کہ: "اَدْرَکْتُ یُتَامٰی کُنَّ فِیْ حُجُرِ النَّبِیِّ ﷺ" میں نے ان یتیم بچوں کو دیکھا ہے، جو نبی اکرم ﷺ کی تربیت میں تھے ان میں ایک یتیم بچی کا نام کُرَیسِیَۃ تھا۔ (کنزالعمال: حدیث نمبر ۴۲۸۸۸)

۲۰۲۔ دل کی سختی کا علاج یتیموں سے پیار:

محمد کریم ﷺ نے انسانی مشینری میں ہونے والے امراض کا علاج بھی اعمال کے ذریعے تجویز فرمایا ہے، دیکھیں ایک روحانی بیماری کا علاج یتیم بچوں میں مل گیا، طبیبُ القلُوب والابصار محمدِ کریم ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا، عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! میرے دل کی سختی کے لیے کوئی علاج تجویز فرمائیے" تو سیدِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ اَرَدْتَ اَنْ یَّلِینَ قَلْبُكَ فَاَطْعِمِ الْمَسَاكِیْنَ وَامْسَحْ رَأْسَ الْیَتِیْمِ

"اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا دل نرم ہو جائے، تو آپ مسکینوں کو کھانا کھلائیں اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیریں۔" (شعب الایمان، حدیث: باب فی رحم الصغیر)

یتیموں کے والی ﷺ نے اس روحانی بیماری (شقاوتِ قلبی) کا کیا خوب علاج تجویز کیا ہے؟ دل سخت ہو تو انسان، اولاد، ماں، باپ، بیوی، ملازم الغرض پوری مخلوق سے بے زار رہتا ہے اور اگر دل نرم ہو تو سب کے ساتھ گزارہ آسان ہو جاتا ہے، اقرباء کی غلطیوں کو معاف کرتا ہے، ان سے محبت کرتا ہے، آپ ﷺ نے اس عمل سے دنیاوی فوائد کے ساتھ

Marfat.com

آخرت کا فائدہ بھی بتایا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی یتیم بچے یا بچی کے سر پر اللہ کی رضا کے لیے ہاتھ پھیرے، تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھر جائے گا، اسے ہر بال کے بدلے نیکیاں ملیں گی اور جو شخص اپنے زیرِ تربیت کسی یتیم بچے یا بچی کے ساتھ حسن سلوک کرے، اس کے متعلق فرمایا:

كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَفَرَّقَ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ السَّبَابَة وَالْوُسْطَى

"میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے (یہ کہہ کر نبی ﷺ نے) بطورِ مثال شہادت والی اور درمیانی انگلی ملا کر دکھادی"۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۲۲۲۰۷)

۲۰۳۔ یتیم بچے کی دادرسی اور آیت کا نزول:

مکہ میں دعوت الی اللہ کا آغاز ہو چکا ہے، ابھی بہت کم خوش نصیب (اور وہ بھی غریب ہیں جو) لوگ مسلمان ہوئے ہیں، مسلمان خوف کے مارے اللہ کا نام اونچی آواز سے نہیں لے سکتے، اپنے نبی ﷺ سے ملتے ہوئے اسے ادھر ادھر دیکھنا پڑتا ہے کہ کوئی دشمن اسلام دیکھ تو نہیں رہا؟ ادھر ابو جہل بے رحم سرداروں کے ساتھ مسلمانوں کے علاوہ عام لوگوں پر بھی ظلم وستم کو روا رکھے ہوئے ہے، ان حالات میں بھی آمنہ کے در یتیم ﷺ کے پاس کوئی مظلوم آجاتا ہے، تو آپ ﷺ اس کی ہمدردی اور ظلم سے نجات کے لیے بے تاب ہو جاتے ہیں، آپ ﷺ تو تھے ہی رحمت عالم ﷺ، آپ ﷺ کمزوروں کا خیال نہ کرتے تو کون کرتا؟ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے کہ ایک بچہ جس کا والد فوت ہو گیا تھا، اور دنیا سے جاتے ہوئے والد نے وصیت کے طور پر کہا: میں اگر مر گیا تو میرے بچے کی کفالت میرے مال سے کی جائیگی، اور سارے انتظامات مکہ کا سردار ابو جہل کرے گا، باپ کی یہ غلطی بیٹے کو بھگتنا

Marfat.com

پڑی، ابو جہل مال پر قابض ہو گیا اور بچے کو کچھ نہ ملا۔

وہ بچہ اس ظالم کے پاس اس حالت میں آیا کہ اس کے بدن پر کپڑے تک نہ تھے، اور اس نے ابو جہل سے بڑی لجاجت کے ساتھ درخواست کی کہ "میرے والد کے چھوڑے ہوئے مال سے مجھے کچھ دے دو! (تاکہ میں گذر اوقات کر سکوں)" مگر ابو جہل نے اس بچے کی ایک نہ سنی، بچہ بے چارہ دیر تک اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا، یہاں تک کہ کھڑے کھڑے تھک گیا۔ آخر مایوس ہو کر وہ قریش کے دوسرے (مشرک) سرداروں کے پاس گیا اور ان سے مدد کی التجاء کی، لیکن انہوں نے اس کی مدد کرنے کے بجائے ازراہِ شرارت اس کو مشورہ دیا کہ تم محمد ﷺ کے پاس جا کر شکایت کرو، وہ ابو جہل سے سفارش کر کے تمہارے باپ کا چھوڑا ہوا مال تمہیں دلوا دیں گے، بچہ بے چارہ اس حقیقت سے ناواقف تھا کہ ابو جہل تو حضور ﷺ کا بدترین دشمن ہے اور یہ شریر سردار اسے اس لیے حضور ﷺ کے پاس بھیج رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی ابو جہل کے ساتھ لڑائی ہو گی، اور وہ تماشا دیکھیں گے۔ وہ ایسا اس سے پہلے بھی کر چکے تھے لیکن انہیں یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ ابو جہل نے مظلوم کا حق دے دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۳۸۹)

بہر حال! وہ یتیم لڑکا سیدھا رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنا حالِ زار آپ ﷺ سے عرض کیا، آپ ﷺ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور یتیم کے ساتھ ابو جہل کے ہاں تشریف لے گئے۔ اگرچہ وہ آپ ﷺ کا دشمن تھا لیکن اس وقت اس نے آپ ﷺ کا استقبال کیا، حضور ﷺ نے اس سے فرمایا: کہ اس یتیم اور بے سہارا بچے کا حق اسے دے دو، تماشائی قریش یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے، انہوں نے دیکھا فَرَحَّبَ بِہٖ "ابو جہل نے آپ ﷺ کو مرحبا کہا" وَقَامَ اور (احتراماً) کھڑا ہو گیا: وَبَذَلَ الْمَالَ لِلْیَتِیْمِ "اور یتیم کو اس کا مالی حق دے دیا"۔ (تفسیر الرازی، الماعون)

Marfat.com

۲۰۴۔ایک معجزے کا ظہور یتیم کے لیے:

روایت ہے کہ قریش کے شریر سرداروں کو امید تھی کہ تھوڑی دیر میں ان دونوں (رسول اکرم ﷺ اور ابو جہل) کی آپس میں جھڑپ ہوگی، اور ہم اس کا لطف اٹھائیں گے، مگر جب انہیں معلوم ہوا کہ ابو جہل نے رسول اکرم ﷺ کے کہنے پر یتیم بچے کا مال اسے دے دیا ہے، تو وہ حیران رہ گئے۔ پھر دوڑے ہوئے ابو جہل کے پاس گئے اور اس کو طعنہ دیا: ''صَبَوتَ؟'' ''کہ تم بھی آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑ گئے؟'' اس نے کہا:

وَاللهِ مَا صَبَوتُ وَلٰكِنْ رَأَيتُ عَنْ يَّمِينِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَرْبَةً خِفْتُ اِنْ لَّمْ اُجِبْهُ يُطْعِنُهَا فِيَّ

(تفسیرُ الرّازی ،الماعون ،غرائب القرآن، الماعون)

''واللہ! میں نے اپنا دین نہیں چھوڑا، بات دراصل یہ ہے کہ جب محمد ﷺ نے مجھ سے اس بچے کا مال دینے کے لیے کہا، تو میں نے محسوس کیا کہ میرے دائیں اور بائیں ایک ایک نیزہ ہے، اگر میں نے ان کی مرضی کے خلاف ذرا بھی حرکت کی، تو یہ نیزہ میرے اندر گھس جائے گا۔ مذکورہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اس یتیم کے حق میں اور ابو جہل کی مذمت میں قرآن کریم کی یہ آیات اتریں:

اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ۔ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ

(سورۃ الماعون)

''کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو جو روزِ قیامت کا منکر ہے اور یہ شخص (اسی طرح کی بے خوفی کی وجہ سے) اللہ سے ڈرتا نہیں ہے اور یتیم کو دھکے دیتا ہے۔''

(تفسیر الرازی، الدر المنثور، بحر العلوم، روح البیان، السمر قندی، ان تفاسیر میں یہ واقعہ مختلف طریقوں اور ناموں کے ساتھ مذکور ہے)

Marfat.com

۲۰۵۔ یتیم بچے سے سچی محبت اور انصاف کی زریں مثال:

سب جانتے ہیں کہ یتیموں کے ساتھ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتنی ہمدردیاں تھیں، جیسا کہ کچھ معلومات اس جاری باب میں بھی ہو رہی ہیں۔ یاد رہے کہ یتیموں کے ساتھ یہ اُلفتیں اپنی جگہ لیکن آپ ﷺ کسی بھی محبت میں شریعت کا دامن ہرگز نہ چھوڑتے تھے، ایک دفعہ ایک یتیم لڑکے نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے اپنا یہ دعویٰ پیش کیا کہ: یَارَسُوْلَ اللہ ﷺ! ''فلاں کھجور کا باغ میرا ہے، لیکن حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، مجھے اس باغ پر قبضہ دلوا دیں! حضور ﷺ مدعی علیہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا بیان سن کر اس نتیجے پر پہنچے کہ یتیم لڑکے کا مقدمہ کمزور ہے، کیونکہ وہ اپنے دعویٰ میں کوئی ٹھوس دلائل قائم نہ کر سکا، تو آپ ﷺ نے فریق مخالف کے حق میں فیصلہ دیا اور اس کو یہ باغ دلا دیا، یہ فیصلہ سن کر اس یتیم لڑکے کو بہت دکھ ہوا اور وہ رونے لگا۔ حضور ﷺ کو اس پر رحم آگیا، اور آپ ﷺ نے باغ والے صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اَعْطِهٖ اِيَّاهَا وَلَكَ بِهَا عَذْقٌ فِی الْجَنَّةِ ''تم کھجوروں کا یہ باغ اس بچے کو دے دو، اللہ اس کے عوض تمہیں جنت میں خوشوں والا باغ عطا فرمائے گا'' (یہ آپ ﷺ کا حکم نہ تھا، محض مشورہ تھا اس لیے) حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہ ہوئے، ایک اور انصاری صحابی حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ بھی اتفاق سے وہاں موجود تھے، انہوں نے ان صاحب سے کہا: ''کیا تم اپنا کھجوروں کا باغ میرے کھجوروں کے باغ سے بدل سکتے ہو؟'' وہ اس پر تیار ہو گئے۔

چنانچہ ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے اس باغ کو اپنے باغ سے بدل کر کھجوروں کا وہی باغ اس یتیم بچے کو دے دیا، جو حضور ﷺ دینا چاہتے تھے، انہوں نے جب یہ عظیم باغ یتیم بچے کو دے دیا تو یتیم خوش خوش اپنے گھر چلا گیا، چنانچہ جب حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ اُحد میں شہید ہوئے تو نبی ﷺ کو اپنا وعدہ یاد آگیا اور آپ ﷺ نے ابوالدحداح رضی اللہ عنہ کے لیے ایک جنتی باغ کی دعا فرما دی۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہ، ذکر ابوالدحداح رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

۲۰۶۔ یتیم بچیوں کی کفالت اور شادیاں:

حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہا کا شمار انصار کے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، جنہوں نے سب سے پہلے آنحضور ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ہجرتِ نبوی ﷺ سے پہلے جن ستر اہلِ مدینہ نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، ان میں سب سے کم سن حضرت اسعد رضی اللہ عنہ تھے۔

(زادالمعاد فی ھدی خیرالعباد، ج ۳، ص ۴۱)

حضور ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی، کیونکہ وہ اخلاص فی الدین میں اپنی مثال آپ تھے، لیکن افسوس کہ انہوں نے بہت مختصر زندگی پائی۔ وہ ہجرت نبوی ﷺ کے پہلے سال ہی حلق کے شدید درد میں مبتلا ہو گئے، جس پر قابو پانے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور انہوں نے اسی درد میں ہی پیغامِ اجل کو لبیک کہا، وفات سے پہلے انہوں نے بطور وصیت رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ میں اپنے پیچھے (باختلاف روایت) دو یا تین کم سن بچیاں چھوڑ رہا ہوں، میرے بعد آپ ان کی سرپرستی فرمائیے گا! چنانچہ حضور ﷺ نے یتیم بچیوں کا ہمیشہ خیال رکھا، ان کی عمدہ تربیت کی اور اچھے گھر تلاش کر کے ان کی شادیاں بھی کیں، ان میں سے ایک کا نام سیدہ زینب بنتِ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہا ہے وہ بیان کرتی ہیں:

كنت أَنَا وَأُخْتَانِ لِيْ فِي حُجْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَ يُحَلِّيْنَا مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، زینب بنت جابر)

اور اسد الغابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ان بچیوں کو سونے کی بالیاں (جن میں موتی جڑے ہوئے تھے) پہنائیں۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف "اسد الغابہ" میں ان بچیوں کے نام حبیبہ، کبشہ اور فریعہ یا فارعہ رضی اللہ عنہا لکھے ہیں۔ (اسد الغابہ ذکر زینب بنت نبیط)

ان بچیوں کے والد گرامی کی نگرانی میں وہ بچے بھی تھے، جنہوں نے مسجد نبوی ﷺ

Marfat.com

کے لیے اپنی زمین ہبہ کر دی تھی لکھا ہے السَّھلُ والسُّھیل غُلامَین یَتیمَینِ فِی حُجرِ اَسْعَدَ بنِ زُرَارَۃ رضی اللہ عنہما ’’سہل اور سہیل رضی اللہ عنہما دونوں بچے اسعد رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے۔‘‘

(صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۵۴)

بہر حال! محمد کریم ﷺ نے یتیم بچوں کے متعلق لوگوں کے لیے جو کچھ فرمایا ہے، اپنے فرمان پر عمل بھی کر کے دکھایا ہے، آج پوری دنیا میں کہیں بھی یتیموں کے لیے کوئی فلاحی کام اگر ہو رہا ہے، تو وہ صرف محمد کریم ﷺ کی اس فکر اور آپ ﷺ کے عمل کی روشنی ہے جو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، آپ نے واقعہ نمبر: ۱۶۶ میں پڑھا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے شہزادوں یعنی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے بھی کنگن اتروا لیے تھے، لیکن یہ یتیم بچیاں اس کی مستحق سمجھیں کہ انہیں سونے کی بالیاں پہنا دی۔ (سنن ابو داؤد باب ماجاء بالانتفاع بالعاج)

۲۰۷۔ اس یتیم بچی کا کیا حال ہے؟

آپ ﷺ یتیم بچوں کو خود بھی عزیز رکھتے تھے اور بعض اوقات اس کارِ خیر میں اپنے مخلص احباب کو بھی شامل فرما لیتے تھے اور پھر اس بچے یا بچی کی پوری خبر گیری بھی رکھتے تھے کہ وہ خوش ہے یا نہیں؟ مثلاً: حضرت نوفل بن اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّمَا اَنْتَ ظِئْرِی۔ ’’کہ میری طرف سے اس کی پرورش تمہارے ذمے ہے‘‘ کچھ عرصے بعد میں دوبارہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ: ’’اس بچی کا کیا حال ہے (جو تمہیں پرورش کے لیے میں نے دی ہے)؟‘‘ میں نے عرض کی: وہ اپنی ماں کے پاس ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل: حدیث نمبر ۲۳۸۵۸)

اس واقعہ میں ایک خاص بات یہ ہے کہ بغیر باپ رہ جانے والی بچی کی تربیت کے لیے رحمتِ عالم ﷺ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرما کر بے فکر نہیں ہو گئے، بلکہ بعد میں جب نوفل رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو باقاعدہ پوچھا کہ ’’اس بچی کا کیا حال ہے؟‘‘

Marfat.com

۲۰۸۔ایک یتیم بچہ جو امت کا مقتدا اور امام بن گیا:

یہ عظیم نو عمر مُحِبّ و تلمیذ ِرسول ﷺ (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہیں) دراصل ان کا نام سعد بن مالک بن سنان بن عبید رضی اللہ عنہ تھا، نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے جو بچے مسلمان ہو گئے تھے، ان میں ایک نام ابو سعید رضی اللہ عنہ کا بھی ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ کے یہاں آنے سے پہلے اس شہر مدینہ میں تبلیغ ِاسلام کا سلسلہ بیعتِ عقبہ سے جاری تھا، خود انصارِ داعی اسلام بن کر توحید کا پیغام اپنے قبیلوں کو پہنچاتے تھے۔ دعوت ِاسلام کی شیریں آواز بچپن میں ہی ابو سعید رضی اللہ عنہ کے کان میں پڑ چکی تھی، ان کے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے اسی زمانہ میں اسلام قبول کیا، والد کے ساتھ ابو سعید رضی اللہ عنہ کی والدہ اسلام لائیں، اس لیے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے مسلمان ماں باپ کے دامن میں تربیت پائی، صبح و شام ان کے گھر میں حضور ﷺ ہی کی باتیں ہوتی تھیں، جب حضور ﷺ مدینہ آئے، تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے دیگر بچوں رضی اللہ عنہم کے ساتھ آپ ﷺ کا استقبال کیا، ہجرت کے پہلے برس مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر شروع ہوئی، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے تعمیر مسجد کے کاموں میں شرکت فرمائی وہ خود فرماتے ہیں: (ہم بچے تھے مسجد کی تعمیر کے لیے بھاری پتھر نہیں اٹھا سکتے تھے، اس لیے) نَحْمِلُ لبنۃً لبنۃً "ہم ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے۔

(مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر: ۱۱۸۷۹)

انہوں نے احد میں شرکت کے لیے حاضری دی اور اس موقعہ پر انہیں کم سن ہونے کے باوصف جہاد کی اجازت نہ ملی، لیکن کم عمر ہونے کے باوجود ان کے کان حضور ﷺ کی باتوں کو سننے کی طرف لگے ہوئے تھے، انہوں نے حدیث سنی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: "مکھی کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے، جب وہ کھانے پینے کی چیزوں میں گرتی ہے تو ایک پر ڈالتی ہے، جس میں بیماری ہے، تم جب دیکھو کہ اس نے اپنا پر کھانے پینے میں ڈال دیا ہے، تو تم اس کا دوسرا پر بھی ڈال دو، تاکہ دوسرے (شفاء والے) پر سے معاملہ

Marfat.com

برابر ہو جائے۔" (مصباح الدجاجہ: ج ۲،ص ۱۱)

وہ اس غزوۂ اُحد میں باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شرکتِ جہاد کے لیے گئے، اس وقت ۱۳ برس کا سن تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو سر سے پاؤں تک دیکھا، کمسن خیال کر کے واپس کیا، حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پکڑ کر دکھایا کہ میرا بیٹا اگرچہ بچہ ہے، تاہم ہاتھ تو پورے مرد کے ہیں، لیکن آپ ﷺ نے اجازت نہ دی۔ اس معرکہ میں رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوا، تو حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر خون پونچھا اور ادب کے خیال سے زمین پر پھینکنے کے بجائے پی گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "کسی شخص کو ایسا انسان دیکھنے کی خواہش ہو جس کا خون میرے خون سے آمیز ہوا ہو، تو وہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔ (اسد الغابہ تذکرہ مالک رضی اللہ عنہ بن سنان بن عبید)

اس کے بعد نہایت جانبازانہ لڑ کر شہادت حاصل کی، اور والد کے شہید ہونے کے بعد سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ یتیم ہو گئے۔

یتیمی، ایمانی امتحان اور کامیابی:

زندگی امتحانات کا نام ہے، والد کی وفات اور وہ بھی بچپن میں، اور اس کے بعد یتیم گھرانے سے فاقہ دوستی کر لے، تو پھر اس محرومی کی شدت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، ابو سعید رضی اللہ عنہ کے شہید باپ نے کوئی جائیداد نہیں چھوڑی تھی، اس لیے ان کی شہادت سے بیٹے پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا، فاقہ کشی کی نوبت بھی آ گئی، پیٹ پر پتھر باندھا، بیوہ ماں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، انہوں نے فلاں شخص کو دیا ہے، وہ تم کو بھی کچھ دیں گے، ادھر پورے مدینہ میں بلکہ پورے عرب میں معروف تھا کہ آپ ﷺ ہر یتیم بچے کی مدد کرتے ہیں، آنے والے یتیم کو لاڈلے حسنین رضی اللہ عنہما کے ساتھ جگہ دیتے ہیں۔ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ جن کے والد شہید ہو چکے تھے، ان جیسے بچوں کے لیے تو قلبِ اطہر میں ایک خاص گوشہ رحمت تھا، اس لیے ابو سعید رضی اللہ عنہ جب حضورِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پہنچے، اس وقت آپ ﷺ خطبہ دے

Marfat.com

رہے تھے:

مَن يَّستَغنِ اَغنَاهُ اللّٰهُ وَمَن يَّستَعفِف اَعَفَّهُ اللّٰهُ وَمَنِ استَكَفَّ كَفَّهُ

”جو دنیا سے بے پرواہی اختیار کرے، اللہ اسے غنی کرے گا اور جو شخص عفت و پاکدامنی طلب کرے، اللہ اسے عفیف بنادے گا، اور جو شخص مانگنے کے لیے ہاتھ بڑھائے، اسے اللہ محتاجِ سوال کردے گا۔“ مقصد یہ تھا کہ جو شخص اپنی کمزور حالت میں صبر کرے خدا اس کو غنی کردے گا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، باب لاوقت فیما یعطی الفقراء)

یہ سن کر دل میں کہا: ہمارے گھر میں (میری) ”یاقوتہ“ نام کی اونٹنی جو موجود ہے، تو پھر مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ سوال کئے بغیر واپس چلے گئے لیکن جو کچھ رسول اللہ ﷺ کی زبان سے نکلا تھا وہ پورا ہو کر رہا، رزاقِ عالم نے بابِ رزق کھول دیا تھا، یہاں تک کہ اللہ نے اس صبر کا بدلہ دے دیا، وہ خود فرماتے ہیں:

فَرَزَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى مَا اَعلَمُ اَهلَ بَيتٍ مِّنَ الاَنصَارِ اَكثَرَ مَالًا مِّنَّا (مختصر تاریخ دمشق، سعد بن مالک رضی اللہ عنہ، ج۳، ص۲۹۰)

”اس صبر کی وجہ سے انہیں اتنا مال ملا کہ تمام انصار رضی اللہ عنہم سے دولت و ثروت میں بڑھ گئے۔“ (صفۃ الصفوۃ، ج۱، ص۳۶۳)

اُحد کے بعد مصطلق کا غزوہ پیش آیا، اس میں شریک ہوئے، اس کے بعد غزوہ خندق ہوا، اس وقت وہ پندرہ سالہ جوان تھے۔ عمر کی طرح ایمان کا بھی شباب تھا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خوب دادِ شجاعت دی۔

(صفۃ الصفوۃ، ج۱ ص۳۶۳، المنتخب من ذیل المذیل، ج:۱ ص۲۹)

عمر میں چھوٹے اور علم میں سب سے بڑے:

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے کتاب و سنت کا علم حاصل کیا، آپ ﷺ

Marfat.com

سے جو سنا اسے خوب یاد رکھا، اسی علم وفضل کی وجہ سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا بیٹھنا ہوتا تھا اور سب کو اعتماد تھا کہ اس دریتیم نے جو کچھ حاصل کیا ہے، اسے محفوظ بھی رکھا ہے، بعض اوقات علماء مدینہ میں وہ سب سے چھوٹے عالم اس وجہ سے گنے جاتے کہ جب بڑے علماء صحابہ رضی اللہ عنہم موجود ہوتے تو ان میں موجود آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سب سے کم ہوتی تھی۔

ایک روایت خود ان کی زبانی یہ ہے، وہ فرماتے ہیں: میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا تھا اتنے میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے وہ کچھ خوفزدہ اور گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے تھے، کہنے لگے: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنا چاہتا تھا اور ان کے دروازے پہ پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین دفعہ باریابی چاہی، مگر اجازت نہ ملی تو مجبوراً واپس ہوگیا، بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: آپ کھڑے کیوں نہیں رہے؟ (انتظار کیوں نہیں کیا؟) تو میں نے کہا: میں نے تین بار اجازت طلب کی، لیکن نہ ملی تو میں واپس ہوگیا، اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

اِذَا اسْتَأْذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ

"جب تم میں سے کوئی تین بار گھر میں آنے کی اجازت مانگے اور نہ ملے تو لوٹ جاؤ" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سن کر کہا: خدا کی قسم! آپ کو اس حدیث کی صحت پر کوئی گواہ پیش کرنا ضروری ہے، لہٰذا (اے اہل مجلس!) بتائیے، کیا آپ حضرات میں سے بھی کسی نے یہ حدیث سنی؟ تو ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

وَاللّٰهِ لَا یَقُوْمُ مَعَكَ اِلَّا اَصْغَرُ الْقَوْمِ

"واللہ ہم میں سے وہ جائے جو سب سے کم عمر ہو" (کم سن ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ہی سب سے چھوٹا تھا) تصدیق حدیث کے لیے میں ان کے ساتھ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ واقعی حضرت محمد ﷺ کا یہ ارشاد ہے (جو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پیش کر چکے ہیں)۔

(صحیح بخاری، باب التسلیم والاستیذان ثلاثا، ج ۵، ص ۲۳۰۵)

والد کی سرپرستی سے محرومی کے باوجود علم دین سے بے انتہا محبت، لگن اور صُفّہ پر

Marfat.com

مسلسل حاضری اور معلمِ انسانیت ﷺ کی شفقت، ان سب چیزوں نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو زمانے کا امام بنا دیا تھا، وہ سب سے زیادہ روایت کرنے والے محدثین صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں، یہ سب فیضانِ محمدی ﷺ اور آپ ﷺ کی یتیم پروری کے کرشمے ہیں۔ ایسا نہ ہوتا تو اس قسم کے سینکڑوں موتی گردشِ ایام میں ایسے کھو جاتے کہ ان کا نام ہی نہ ملتا۔ مثلاً حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ وہب بن عبداللہ کم سن یتیم تھے جن کو زکوٰۃ میں سے حصہ دیا جاتا تھا۔

(ترمذی کتاب الزکوٰۃ)

دربارِ نبوت میں ان کی پرواہ نہ کی جاتی تو وہ یہ شان نہ پا سکتے۔

۲۰۹۔ یتیم بچے پر شفقت نبوی ﷺ کا ایمان افروز واقعہ:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک لڑکا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، میں ایک یتیم لڑکا ہوں، میری ایک بہن اور بیوہ ماں ہے، ہم مفلوک الحال اور کئی دن سے بھوکے ہیں، لہٰذا اپنے ہاں سے ہمیں کھانا عنایت فرمایئے، اس کھانے کے بدلے میں اللہ کریم آپ ﷺ کو کھانا کھلائے!'' حضور ﷺ اس بچے کی اس مؤدبانہ گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

اِنْطَلِقْ اِلٰی اَهْلِنَا فَأْتِنَا بِمَا وَجَدْتَّ عِنْدَهُمْ

''ہمارے گھر جاؤ! وہاں سے کھانے کے لیے جو کچھ ملے، میرے پاس لے آؤ!'' وہ لڑکا کاشانۂ نبوی ﷺ سے اکیس عدد خشک کھجوریں لے آیا اور لا کر آپ ﷺ کی ہتھیلی پر رکھ دیں۔ حضور ﷺ نے ان کھجوروں پر پھونک ماری اور برکت کی دعا کی، پھر فرمایا: ''بیٹا! یہ سات کھجوریں تیرے لیے، سات تیری ماں کے لیے اور سات تیری بہن کے لیے ہیں، صبح شام ایک ایک کھا لیا کرو!'' یہ لڑکا بارگاہِ نبوی ﷺ سے اٹھ کر باہر آیا، ادھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اس کی طرف اٹھے اور اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا دی، کہ اللہ کریم

Marfat.com

تمہارے حالات بہتر بنائے اور تمہیں اپنے باپ کا خلیفہ بنائے۔

حضور ﷺ بھی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے، معاذ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ (شاید باقی حاضرین کی تعلیم کے لیے پوچھا ہو) معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! رَحْمَۃً لِلْغُلَامِ!

"یارسول اللہ ﷺ! بچے پر رحمت کے جذبے سے (میں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا)" اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَلِیْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَتِیْمًا اِلَّا جَعَلَہُ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَہٗ بِكُلِّ شَعْرَۃٍ دَرَجَۃً وَاَعْطَاہُ بِكُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃً وَكَفَّرَ عَنْہُ بِكُلِّ شَعْرَۃٍ سَیِّئَۃً

(مجمع الزوائد باب ماجاء فی الایتام والارامل)

"اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، جو مسلمان کسی یتیم بچے کے ساتھ پیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ یتیم کے ہر بال کے بدلے اس کا درجہ بلند کرتا ہے، ہر بال کے بدلے میں اسے ایک نیکی عطا فرماتا ہے، اور ہر بال کے عوض اس کی ایک خطا معاف فرماتا ہے" طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت ذرا مختلف الفاظ میں نقل کی ہے۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے یتیم بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیرنے والے صحابی کا نام سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ (دیکھیے: شعب الایمان حدیث نمبر ۱۱۰۴۳)

۲۱۰۔ آج کے بعد تم میرے اہل بیت میں سے ہو!

آپ ﷺ کی مبارک زندگی میں کئی بار ایسا ہوا کہ ایک یتیم کو روتا ہوا پایا، آپ ﷺ کا نرم و نازک دل تڑپ اٹھا، آپ ﷺ نے اسے گود میں لیا، چوما، سر پہ ہاتھ رکھا، اس کے بہتے آنسوؤں کو پونچھا، منہ صاف کیا اور وجہ پوچھی کیوں روتے ہو؟ بچہ پھر بلکنے لگا، دریائے

Marfat.com

رحمت مزید لہروں پہ آ گیا، پوچھا: "بیٹا! بولو تو سہی کیوں روتے ہو؟" بچے نے ذرا سنبھل کر کہا: "میں فلاں شہید کا بیٹا ہوں، میرے ابو فوت ہو چکے ہیں" رحمتِ عالم ﷺ نے بچے کو چومتے ہوئے فرمایا:

أَمَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ عَائِشَةُ أُمُّكَ فَأَنَا أَبُوكَ

"تم راضی نہیں کہ آج سے کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں اور میں تیرا باپ" تو بچہ اپنی قسمت پہ ناز کرنے لگا۔ (مجمع الزوائد، حدیث: ۱۳۵۱۷)

گویا اس طرح ان یتیموں کو آپ ﷺ نے اپنے اعزازی اہلِ بیت میں شمار فرمالیا۔

یتیم بچوں کے کھانے کا خیال:

معرکۂ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آنحضرت ﷺ کو اس جاں نثار چچازاد بھائی کی دائمی جدائی سے سخت صدمہ ہوا۔ آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور آبدیدہ ہو کر ان کے بچوں کو پیار کیا، پھر ان کی اہلیہ حضرت اسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دے کر گھر واپس تشریف لائے، اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا:

لَا تَغْفِلُوا عَنْ آلِ جَعْفَرٍ وَأَنْ تَصْنَعُوا لَهُ طَعَامًا فَإِنَّهُمْ قَدْ شُغِلُوا بِأَمْرِ صَاحِبِهِمْ!

(مسند احمد حدیث نمبر: ۲۷۱۳۱، السیرۃ الحلبیۃ ج ۳ ص ۲۳۶)

"آلِ جعفر رضی اللہ عنہ کا خیال رکھنا، آج وہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں" شہید بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی بچی کو دیکھ کر حضور ﷺ رونے لگے۔ سیرۃ ابن ہشام میں ہے: کہ حضور ﷺ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، اور ان کی اہلیہ سے فرمایا کہ: ائْتِنِي بِبَنِي جَعْفَرٍ رضی اللہ عنہ۔ جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی تو

Marfat.com

آپ ﷺ نے آبدیدہ ہو کر بچوں کو سینے سے لگا کر پیار کیا، اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنائی، پھر اپنے گھر جا کر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے یتیم بچوں کا خیال رکھنے کا حکم دیا، ایک روایت میں ہے کہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد نبی اکرم ﷺ مسلسل کئی دن بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنے جاتے رہے، اور تین دن تک حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو کھانا کھلاتے رہے۔ (سیرت ابن ہشام حزن الرسول ﷺ علیٰ جعفر)

ان بچوں کے بال بڑھے ہوئے تھے، حضور ﷺ نے بالوں کو کٹوایا، انکے لیے دعائیں فرمائیں اور ارشاد فرمایا: اَنَا وَلِیُّھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ''میں دنیا و آخرت میں ان کا سرپرست ہوں'' (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہ ذکر محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب)

ایک یتیمہ کے لیے آنسو:

حضور ﷺ کے محبوب صحابی رضی اللہ عنہ اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بھی موتہ کی لڑائی میں شہادت پائی تھی۔ زید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں رقیہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں، ان کو دیکھ کر حضور ﷺ بھی اس قدر روئے کہ گلو گرفتہ ہو گئے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، انہوں نے عرض کی: مَا ھٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ: ''اے اللہ کے رسول ﷺ یہ کیا ہے؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ھٰذَا شَوْقُ الْحَبِیْبِ اِلٰی حَبِیْبِہٖ ''یہ جذبہ محبت ہے جو ایک محبوب کا دوسرے محبوب کے (غم و فراق) میں ہوتا ہے۔''

(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہ ذکر رقیہ بنت زید و ذکر زینب بنت زید رضی اللہ عنہ، الطبقات الکبریٰ لا بن سعد ذکرابی مرثد الغنوی ج ۳ ص ۴۷)

۲۱۱۔ جس کا کوئی نہ ہو محمد کریم ﷺ اس کے ولی:

یہ تو عام اعلان تھا کہ جس بچے کا کوئی نہ ہو اس کے ذمہ دار اور سرپرست خود حضور ﷺ ہوتے تھے، خصوصاً شہداء کے بچوں کو اپنی اولاد پر بھی ترجیح دیتے تھے، روایت

Marfat.com

میں ہے: کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے والی باندی کے لیے سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو وہاں لوگوں کا مجمع دیکھ کر کچھ نہ کہہ سکیں، اس لیے کہ ان کے مزاج میں شرم وحیا بہت زیادہ تھی۔ آخر اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنی ضرورت کا اظہار کر کے واپس آ گئیں، اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ تک یہ بات پہنچائی، تو دوسرے دن حضور ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: فاطمہ کل تم کس غرض کے لیے میرے پاس گئی تھیں؟ سیدہ رضی اللہ عنہا شرم کے مارے اب بھی کچھ عرض نہ کر سکیں، اس موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حالت ہے کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں، پانی کی مشک بھرنے سے سینے پر رسی کے نشان ہو گئے ہیں، ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رہنے سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں، کل میں نے ان سے کہا تھا کہ آج کل حضور ﷺ کے پاس مال غنیمت میں لونڈیاں آئی ہوئی ہیں، تم جا کر اپنی تکلیف بیان کرو اور ایک لونڈی مانگ لاؤ، تاکہ تمہاری تکلیف کچھ ہلکی ہو جائے، یہی درخواست لے کر یہ کل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مساکین صُفّہ رضی اللہ عنہ خالی پیٹ ہیں، مجھے تو ان کی فکر ہے'' اس سے اگلی روایت میں ہے کہ:

''میں نے شہداءِ بدر کے ان یتیموں کو دے دیا، جو تم سے پہلے میرے پاس آ گئے تھے۔''

(شرح معانی الآثار حدیث نمبر ۵۴۱۵)

۲۱۲۔ ایک یتیم بچہ جس نے اپنی ماں کا نکاح کیا:

اُمّ المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مسلسل پریشان رہتیں، اللہ سے بچوں کی زندگی، صحت اور علم وعمل کی دعائیں کرتی تھیں، ان کے بچوں کا ذکر باب نمبر ۱۳ میں ہے، حضور اکرم ﷺ کی دعا نہیں یاد تھی، وہ فرماتی ہیں مجھے یہ دعا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے ہی بتلائی تھی میں پڑھا کرتی اَللّٰھُمَّ عَضْنِیْ خَیْرًا مِّنْہُ ''اے اللہ مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا نعم البدل عطا فرما!'' میں یہ دعا کرتی، لیکن سوچتی تھی کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے اچھا تو کوئی

Marfat.com

کیسے ہو؟۔ جب حضور ﷺ سے میرا نکاح ہو گیا تو میں سمجھ گئی کہ واقعی دعا قبول ہوئی، حضور ﷺ تو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ ہی سے کیا، سب سے اچھے ہیں۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہ، ج ۴، ص ۱۵۴)

مزید فرماتی ہیں: جب مجھے حضور ﷺ نے پیغام نکاح دیا تو میرے قبول کرنے پر ارشاد فرمایا: مُرِیْ ابنَكِ انْ یزوّجَكِ

''اپنے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ کو کہو، وہ تمہارا نکاح مجھ سے کرے'' اس کے بعد سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔

اس روایت کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بھی نابالغ بچے تھے، اور یہ بات حضور ﷺ کے ساتھ خاص تھی کہ آپ ﷺ نے ایک نابالغ سے یہ نکاح کروایا، غیر نبی کے لیے نابالغ سے نکاح کروانا درست نہیں ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی۔ حدیث نمبر ۱۳۷۵۴)

ایک یتیم بچے کو سیدنا محمد ﷺ نے جو عزت بخشی، شاید ہی تاریخِ مذاہب بلکہ اسلام میں بھی اس جیسی دوسری مثال ہو کہ نابالغ بچے کو یہ مقام دیا گیا کہ اس نے اپنی والدہ کا نکاح کیا۔ ایک روایت میں ہے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے خاوند کی وفات کے بعد اس ارادے اور نیت سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کثرت سے پڑھا کہ اس دعاء کی برکت سے اللہ تعالیٰ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا بہتر بدل عنایت فرمائیں گے، چنانچہ وہ فرماتی ہیں کہ واقعی اس دعا کی برکت سے مجھے میرے اللہ نے سب سے اچھے انسان سے منسوب کر دیا۔

(صحیح مسلم باب مایقال عند المصیبۃ)

اس طرح یہ دعا قبول ہوئی اور قبولیتِ دعاء کا ذریعہ سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بنے، جو یتیم تھے اور ابھی چھوٹی عمر کے تھے، عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ والدہ کے نکاح سے پہلے بھی حضور ﷺ کے نورِ نظر تھے، اس رشتہ کے بعد سید دو عالم ﷺ کی محبت ان کے ساتھ بہت بڑھ گئی، وہ حضور ﷺ کے ساتھ ہی کھانا کھاتے تھے اور آپ ﷺ ان کو تعلیم بھی دیتے تھے۔

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یتیم پروری کے اثرات:

واقعہ نمبر ۲۰۷ میں آپ نے پڑھا کہ آپ ﷺ نے حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کو یتیم بچی کی تعلیم و تربیت پر مقرر فرمایا۔ واقعہ نمبر ۲۰۵ سے واضح ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جنت کے بدلے یتیم کو باغ دیا، واقعہ نمبر ۲۰۲ میں ہے کہ آپ ﷺ نے دل کی سختی کا علاج یتیم سے محبت قرار دیا ہے، آپ ﷺ نے اپنے قول سے واضح کیا کہ یتیموں کی پرورش بڑی نیکی ہے، حدیث شریف میں آیا ہے اور بحوالہ گزر چکا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ کَھَاتَیْنِ فِی الْجَنَّۃِ "میں اور یتیموں کی پرورش کرنے والا جنت میں اس قدر قریب ہوں گے، جس قدر یہ دونوں انگلیاں قریب ہیں" آپ ﷺ کی مسلسل تربیت کیوجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے اس نیک کام کی توفیق دی تھی، اس لیے وہ اپنے بچوں کی طرح یتیموں کی پرورش کرتے تھے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت معاویہ رضی اللہ عنہ متعدد یتیموں کی پرورش کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک نام حضرت عبید اللہ الخولانی رضی اللہ عنہ ہے۔ (المعرفۃ والتاریخ لابی یوسف)

ایک بار رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے دریافت کروایا کہ وہ اپنے شوہر اور ان یتیموں پر صدقہ کریں تو جائز ہے؟۔

ایک دوسری صحابیہ رضی اللہ عنہا بھی اسی غرض سے درِ دولت پر کھڑی تھیں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کا سوال دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَخْبِرْھُمَا اَنَّ لَھُمَا اَجْرَیْنِ اَجْرُ الْقَرَابَۃِ وَاَجْرُ الصَّدَقَۃِ

(معرفۃ الصحابہ لابی نعیم۔ ذکرِ زینب بنتِ ابی معاویۃ)

"ان کو دوہرا ثواب ملے گا، ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا۔"

ایک یتیم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ شریکِ طعام ہوا کرتا تھا، ایک دن انہوں نے کھانا منگوایا تو اتفاق سے وہ موجود نہ تھا، کھانے سے فارغ ہو چکے تو وہ آیا، انہوں نے اور کھانا منگوانا چاہا، مگر گھر سے جواب آیا کہ کھانا ختم ہو چکا، ابن عمر رضی اللہ عنہ گھر گئے، ستو اور شہد

Marfat.com

لائے اور کہا: لو کچھ نقصان میں نہیں رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی لڑکیاں یتیم ہو گئی تھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی پرورش فرماتی تھیں، امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِتَّجِرُوا فِیْ اَمْوَالِ الْیَتَامٰی لَا تَاْکُلُھَا الزَّکٰوۃ

''یتیموں کے مال سے تجارت کرو کہ زکوٰۃ اسے کھا نہ جائے!'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جن یتیموں کی پرورش کرتی تھیں، ان کے مال لوگوں کو دے دیتی تھی کہ تجارت کے ذریعہ سے اس کو ترقی دیں۔ (موطائے امام مالک، کتاب الزکوٰۃ)

خُلاصۃُ الباب

قارئین کرام! سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا یتیم بچوں سے جو تعلق خاطر تھا، وہ آپ کو معلوم ہوا اور سبق حاصل ہوا کہ:

☆ آپ ﷺ نے دل کی سختی جیسی بیماری کا علاج یتیم پر شفقت قرار دیا ہے۔ (واقعہ نمبر:۲۰۲)

☆ انتہائی سخت حالات میں بھی آپ ﷺ مظلوم یتیم کے ساتھ انصاف کے لیے اس کے ساتھ چل دیے۔ (واقعہ نمبر:۲۰۳،۲۰۴،۲۰۵)

☆ آپ یتیم بچیوں کی کفالت اور ان کی شادیوں کے انتظامات بھی کرتے تھے۔ (واقعہ نمبر:۲۰۶)

☆ کبھی ان کی پرورش کا ذمہ دار کسی اور کو بناتے تو خبر گیری بھی کرتے رہتے تھے۔ (واقعہ نمبر:۲۰۷)

☆ بعض یتیموں کو ایسی تعلیم دی کہ وہ زمانے کے امام بن گئے۔ (واقعہ نمبر:۲۰۸)

☆ یتیموں کی تربیت کا ایسا انتظام فرمایا کہ اللہ کے خزانوں سے مستفید ہونے لگے۔

☆ اور باپ کی شہادت پر حضور ﷺ فوراً یتیموں کے گھر پہنچ گئے۔ (واقعہ نمبر:۲۱۰)

Marfat.com

الغرض: جب بھی کوئی بچہ باپ سے محروم ہوتا تو وہ آپ ﷺ کے سہارے کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا تھا۔آپ ﷺ نے اپنا یہ اسوۂ حسنہ جماعتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی پیدا فرمایا اور وہ بھی اس طرح یتیموں کو پالنے لگے جس طرح اپنی اولاد کو محبت دیتے تھے۔یہ آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق اور مخلوقِ خدا میں سے کمزوروں پر نظرِ رحمت کا فیض ہے کہ آج اس گئے گذرے دور میں بھی ایسے نیک دل لوگ موجود ہیں، جو یتیموں اور بے کسوں کا سہارا بننے میں اپنی عزت سمجھتے ہیں،،دراصل انسانی زندگی میں جو کمال بھی ہے،وہ نبی مکرم ﷺ کی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔

داستانِ حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۵ اللہ کے محبوب ﷺ اور بچوں کے حقوق

زریں فیصلے اور قانون ساز واقعات۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

البقرة : ۲۳۳

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے۔ اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہوگا''

Marfat.com

Marfat.com

سورۃ البقرہ کی آیت ۲۳۳ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی تعلیمات میں بچوں کی ابتدائی خوراک کے حق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔

اَلنَّبِیُّ الْمُعَلِّمُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے بچوں سے الفت کے جو مختلف انداز سکھائے ہیں، وہ ہر انسان کے لیے باعثِ تقلید ہیں، آپ ﷺ نے سکھایا ہے کہ بچوں کے بنیادی حقوق کی ادائیگی ان کی معصوم محبت کا تقاضا ہے، اسی لیے دینِ اسلام میں (چھوٹے بچوں کے حقوق کو خاص طور پر متعین فرمایا ہے۔

۲۱۳۔ پیدائش سے پہلے کے حقوق:

اولاد کا صالح ہونا، والدین اور بچے کے لیے دنیا و آخرت میں مفید ہے، اس لیے تعلیم کے لیے قرآن کریم میں سیدنا زکریا علیہ السلام کی دعا نقل کی ہے:

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ

(آل عمران: ۳۸)

"پروردگار! مجھے اپنے پاس سے نیک اولاد عطا فرما، بے شک تو دعاء سننے والا ہے"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یوں سوال کیا:

"رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَوٰةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ"

(ابراہیم: ۴۰)

Marfat.com

''اے میرے پروردگار! مجھے (ایسی توفیق عطا فرما) کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے ہمارے پروردگار! میری دعا قبول فرما'' سیدنا زکریا علیہ السلام نے دعا کی،

''رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ'' (الانبیاء ۸۹)

''اے میرے پروردگار! مجھے دنیا میں اکیلا نہ چھوڑ اور تو ہی سب سے بہتر وارث ہے'' یہ وہ دعائیں ہیں۔ جو اولاد کے دنیا میں آنے سے پہلے مانگی جاتی ہیں، گویا یہ بچے کا وہ حق ہے۔ جو سب سے پہلے والدین کو ادا کرنا ضروری ہے، سیدنا حضرت نبی مکرم جناب محمد کریم علیہ السلام نے بھی سیدنا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ محترمہ رضی اللہ عنہا کو بچے کی ولادت کے موقع پر یوں دعا دی:

بَارَكَ اللهُ فِي لَيْلَتِكُمَا (المسند الجامع، حدیث نمبر ۵۷۳، البنن بن مالک)

''اللہ تمہیں اس رات میں برکت دے''۔ یہ مانا کہ جب ماں باپ نیک ہوں تو اللہ تعالیٰ رزقِ حلال اور والدین کی نیکی کے بدلے اچھی اولاد دیتے ہیں، اس کے باوجود نیک اولاد کے لیے دعا بہت ضروری ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ (الفرقان: ۷۴)

''اے ہمارے پروردگار! ہم کو بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما (یعنی نیک اولاد عطا فرما!)''۔

۲۱۴۔ خوبصورت سا نام رکھنا:

☆ بعض بچے جن کے لئے نام محمد تجویز ہوا۔ (باب نمبر: ۳)

☆ آپ ﷺ نے ایک نومولود کا عبداللہ نام رکھا اور کھجور چبا کر منہ میں رکھ دی جسے وہ کھا گئے۔ (واقعہ نمبر: ۹۳)

Marfat.com

☆ اچھے اچھے نام تجویز فرمائے اور ناپسند نام بدل دیے۔ (واقعہ نمبر: ۱۵۴ تا ۱۵۷)

☆ اپنی اولاد کے لیے حضور ﷺ نے بہت پیارے نام پسند فرمائے۔ (باب نمبر: ۱۶)

معلوم ہوا کہ بچے کو ولادت کے بعد گھٹی دینا سنت ہے، جو متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ گھٹی میٹھی چیز کی دینی چاہیے۔ جیسے کھجور اور شہد وغیرہ۔ گھٹی کے بعد بچہ اپنے منہ کو حرکت دیتا ہے جبڑے ہلاتا ہے جس سے وہ ماں کا دودھ پینے کے قابل ہوتا ہے گھٹی دینے اور ناموں کے متعلق کئی احادیث آتی ہیں۔

۲۱۵۔ گھٹی، اذان اور عقیقہ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کی نعمت سے نوازا تو میں بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا: فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِيْمَ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ

(مسلم باب استحباب تحنیک المولود)

"آپ ﷺ نے بچے کا نام (اپنے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور اپنے مرحوم بیٹے کے نام پر) ابراہیم تجویز فرمایا۔ بچے کو کھجور کی گھٹی دی" سیدنا محمد کریم ﷺ کے پاس نومولود لائے جاتے، آپ ﷺ نام رکھتے، گھٹی دیتے، بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور دعاؤں کا تحفہ دیتے تھے، آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے پاس بچے لائے جاتے تھے، اسی طرح یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کی خدمت میں بچوں کو لایا جاتا ہے۔

☆ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضور ﷺ (اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، بچے کو گود لیا اور) اس کے کان میں نماز والی اذان پڑھی۔ (مسند احمد: حدیث نمبر ۲۳۹۲۰)

☆ صدقہ سے بلائیں ٹلتی ہیں اس لیے عقیقہ مسنون ہے احادیث میں عقیقہ کے لیے جن جانوروں کی قربانی کا ذکر ملتا ہے وہ بکری (نر اور مادہ) اور دنبہ (نر اور مادہ) ہیں۔ حضرت اُم کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ

Marfat.com

''لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (قربان کی جائے)''(سنن ابی داؤد: باب فی العقیقۃ)

۲۱۶۔دودھ پلائی، نماز اور سونے کے آداب:

قرآن کریم کی سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۳۳ میں "وَالِدَات" کو حکم ہوا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائیں، ایک خاتون نے اپنے اس فریضہ کی ادائیگی کا انکار کیا، سید دو عالم ﷺ نے بچے کے لیے دعا فرمائی اور غیب سے بچے کے لیے دودھ پلانے کا انتظام کیا گیا۔(الاصابۃ، محمد بن ثابت رضی اللہ عنہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے بچوں کو نماز کے بارے میں حکم دیا کرو، پھرانہیں خیر کی عادت ڈالو، اس لیے کہ خیر عادت کے ذریعے آتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مُرُوْا اَوْلَادُکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ ''جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو تم اس کو نماز کا حکم دو۔''(ابوداؤد باب متیٰ یؤمر الغلام بالصلوۃ)

سات سال کے بعد بچوں میں شعور آنا شروع ہو جاتا ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد باب متی یؤمَرُ الغُلَامُ بِالصَّلٰوۃِ)

''اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز (چھوڑنے) پر مارو اور ان کے بستر الگ کر دو۔''

۲۱۷۔بچے کی تربیت، روزی میں برکت کا ذریعہ:

ایک دن ایک کم سن صحابی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں (تعلیم کے حصول کے لیے) بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی ''اے اللہ کے رسول ﷺ! میری کمائی میں برکت نہیں ہے'' تو آپ ﷺ نے (اس مسئلہ کا حل تجویز کرتے

Marfat.com

ہوئے) فرمایا: "رَبِّ صَغِیْرًا" "یعنی کسی چھوٹے بچے کی تربیت کرو! پھر اس نے سوال کیا: چھوٹے سے مراد کیا ہے؟ تو فرمایا: "مَهْرًا" "یعنی کوئی گھوڑی کا بچہ پال لو!" "اوجاریۃً" یالڑکی کو پال لو" "اَوْ غُلَامًا" "یا کوئی لڑکا پال لو! تو تمہیں روزی میں برکت ملے گی اور بے روزگاری سے نجات مل جائے گی۔" (مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الایتام والأرامل، ج ۸ ص ۸۴)

راوی حدیث بھی حضور ﷺ کے نوعمر طالب علم عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں، باب نمبر ۱۱ میں ان کا ذکرِ خیر ہے۔ بچوں کی ابتدائی تعلیم کے متعلق سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: "مَنْ رَبّٰی صَغِیْرًا حَتّٰی یَقُوْلَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. لم یُحَاسِبْهُ اللّٰهُ" جو شخص چھوٹے بچے کی کلمہ اسلام کا مفہوم سمجھنے تک تربیت کرلے، تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے حساب نہ لے گا۔ (مجمع الزوائد، ماجاء فی الایتام والأرامل)

۲۱۸۔ بچوں کے جذبات کی رعایت:

رسول اکرم رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن ﷺ تھے، آپ ﷺ کا دریائے رحمت ہر وقت ٹھاٹھیں مارتا تھا، اس سے ہر شخص کو بقدرِ ظرف سیراب ہونے کا اِذن عام تھا، لیکن معصوم بچوں پر حضور ﷺ کے رحم و کرم اور شفقت کی کوئی حدونہایت نہیں تھی، اس لیے بچے بھی آپ ﷺ سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے۔

مکہ سے ہجرت کے بعد حضور ﷺ نے چند دن قبا میں قیام فرمایا، اس کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے دیدہ و دل آپ ﷺ کے سامنے فرشِ راہ کردیے، دنیائے شوق اور تاریخِ عشق میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ سارا شہر فرطِ مسرت اور جوشِ عقیدت سے گہوارہ بہار بنا ہوا تھا۔ بڑوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، بچیاں فرطِ مسرت سے اشعار پڑھ رہی تھیں۔ رسولِ اکرم ﷺ ان لڑکیوں کے پاس سے گزرے تو متبسم ہوکر ان سے فرمایا: "اَتُحِبْنَنِیْ۔؟" "بچیو! کیا تم مجھ سے محبت رکھتی ہو؟" انہوں نے بیک زبان جواب دیا "نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ" "ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ" نبی اکرم ﷺ

Marfat.com

نے تین بار فرمایا: ''وَاَنَا وَاللہِ اُحِبُّکُنَّ۔''

(سبل الھدیٰ والرشاد۔ باب فی قدومہ باطن المدینۃ۔ ج ۳ ص ۲۷۴)

''اللہ کی قسم! میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں'' اتنی اہم ترین مصروفیات میں بھی آپ ﷺ بچیوں اور بچوں کے لیے وقت نکال لیتے تھے، یہی وجہ تھی کہ رسولِ رحمت ﷺ کہیں جارہے ہوتے اور راستے میں بچے مل جاتے، تو آپ ﷺ متبسم ہو کر نہایت محبت سے انہیں سلام کرتے، پھر ان سے پیار بھری باتیں کرتے، گود میں اٹھاتے، منہ سر چومتے، اگر کھانے کی کوئی چیز پاس ہوتی تو وہ عنایت فرماتے، اگر کبھی کوئی شخص آپ ﷺ کی خدمت میں فصل کا نیا میوہ یا پھل پیش کرتا، تو آپ ﷺ سب سے پہلے اسے ننھے بچوں میں بانٹتے تھے۔ (مسند احمد: ۲۲۸۷۵)

سیدنا محمد ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے، ان میں سے کسی کو بڑی محبت سے اپنی سواری پر پیچھے بٹھاتے اور کسی کو اپنے آگے، بچے بھی آپ ﷺ سے اس قدر مانوس ہو گئے تھے کہ جہاں آپ ﷺ کو دیکھا، لپک کر آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ (مسند احمد: ۷۵۹۷)

۲۱۹۔ بچے آپ ﷺ سے بے تکلف ہو جاتے تھے:

آنحضور ﷺ کی مہر نبوت پشت مبارک پر ابھری ہوئی تھی۔ بعض دفعہ کوئی معصوم بچہ اس کو ہاتھ لگا کر اس سے کھیلنے لگتا، تو آپ ﷺ اس کو روکتے نہیں تھے، اگر اس کے ماں باپ یا کوئی دوسرا شخص اس کو روکتا تو آپ ﷺ فرماتے: اسے نہ روکو، کھیلنے دو! یہ حق محبت تھا جسے ادا کرنا ضروری خیال فرماتے تھے۔ بچوں سے بے تکلفی اور ان کے دلوں میں بڑوں کا احترام بظاہر دو متضاد باتیں ہیں، لیکن سید دو عالم ﷺ کا اسوہ حسنہ تعلیم دیتا تھا کہ آپ ﷺ کے زیرِ تربیت بچوں کو بے تکلفی اور احترام دونوں ملتے ہیں۔

(تہذیب الکمال، ج ۵ ص: ۲۰۹، سبل الھدیٰ ۷ / ۱۲)

Marfat.com

۲۲۰۔ ماں کے پیار سے محروم نہ کرو!

عہدِ رسالت کا ذکر ہے کہ ایک خاتون کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی اور ساتھ ہی وہ ان سے (کم سن) بچہ بھی چھین لینا چاہتا تھا۔ وہ خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گزارش کی: "یارسول اللہ ﷺ! یہ بچہ میرے پیٹ میں رہا، اس نے میری چھاتیوں سے دودھ پیا اور میری گود اس کے لیے گہوارہ راحت بنی رہی، اور اب یہ شخص (میرے لختِ جگر کو) مجھ سے چھیننا چاہتا ہے" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَنتِ اَحَقُّ بِہٖ مَالَمْ تَنْکِحِیْ "جب تک تو دوسری شادی نہ کرلے، تو ہی اس بچے کی زیادہ حقدار ہے (حضور ﷺ نے بچہ کو ماں کے پاس رہنے کا حکم دیا)"۔

(نیل الاوطار حدیث نمبر ۲۹۸۳، مسند احمد: حدیث نمبر ۶۷۰۷)

۲۲۱۔ فیصلہ بچے کے ہاتھ میں:

ایک اور مقدمے میں ایک لڑکے کے ماں باپ اس کو ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ باپ نے لڑکے کی ماں کو طلاق دے دی تھی، ماں اور باپ دونوں میں ہر ایک لڑکے کو اپنی تحویل میں لینے کا حق جتلا رہے تھے، ماں کہتی تھی کہ شوہر مجھے طلاق دے کر میرا لڑکا بھی مجھ سے چھیننا چاہتا ہے حالانکہ وہ کنوئیں میں سے میرے لیے پانی بھی لاتا ہے اور میرے دوسرے کام بھی کرتا ہے۔ باپ کہتا تھا کہ یہ میرا بیٹا اور وارث ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے دونوں کے بیان سن کر لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا: ھٰذا اَبُوكَ وَھٰذِہٖ اُمُّكَ اِخْتَرْ! "یہ تیری امی ہے اور یہ تیرے ابو ہیں جس کے ساتھ تو جانا چاہے، تو جا سکتا ہے۔"

(مسند احمد بن حنبل: ۷۳۴۶، السنن الکبریٰ للبیہقی باب الابوین اذا افترقا)

لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا، حضور ﷺ نے اسے ماں کے سپرد کر دیا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گئی۔

Marfat.com

۲۲۲۔بچی اور بچے کو برابر کا پیار دو!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ ایک صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ان کا لڑکا آیا، انہوں نے اسکا بوسہ لیا اور اسے اپنے زانوں پر بٹھالیا لیکن اس کی بچی آئی تو اسے سامنے بٹھالیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے دونوں کے ساتھ یکساں سلوک نہیں کیا۔ (مسند بزار: ۶۳۶۱)

ایک یہودی نے ایک بچی کا سر کچل دیا تھا، جس سے وہ مرگئی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو یہودی کے اقرارِ جرم پر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس یہودی کو بھی دو پتھروں کے درمیان مارڈالا جائے، چنانچہ ایسا کیا گیا (مرنے والی بچی کے قاتل کو معاف نہیں کیا گیا)۔ (الجمع بین الصحیحین، ج ۲، ص ۳۸۰)

حضور ﷺ اپنے سپہ سالاروں کو جو نصیحت فرماتے تھے کہ: لَا تَقْتُلُوا الذُّرِّيَّةَ فِي الْحَرْبِ ”بچوں کو لڑائی کے دوران نہ مارو!“ (نیل الاوطار، باب الکف عن قصد النساء)

الذریۃ میں بچیاں بھی شامل ہیں۔

۲۲۳۔غلام اور رشتہ دار بچوں میں مساوات:

آپ ﷺ کے غلام زادے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ مجھے اٹھا کر اپنے ایک زانوں پر بٹھا لیتے اور (اپنے نواسے حسن رضی اللہ عنہ کو) دوسرے زانوں پر بٹھا لیتے اور فرماتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا: ”اے اللہ! ان دونوں (اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما) پر مہربانی و محبت فرما، اس لیے کہ میں ان سے محبت اور مہربانی کرتا ہوں۔“

(بخاری باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہ)

۲۲۴۔میں ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا:

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے والد بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ بڑے مرتبے کے صحابی تھے، اور

Marfat.com

نعمان رضی اللہ عنہ کی والدہ بھی جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ مشہور صحابی کی ہمشیرہ تھیں، آنحضرت ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کر چکی تھیں، حضرت نعمان رضی اللہ عنہ ہجرت کے چودھویں مہینے ربیع الثانی ۲ھ میں اس مقدس گھر میں پیدا ہوئے۔

(تاریخ دمشق "النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ" ج ۶۲ ص ۱۱۳)

باپ اور ماں کو ان سے بڑی محبت تھی، باپ ان کو آنحضرت ﷺ کے پاس لاتے اور دعا کراتے تھے، ماں کو اس قدر محبت تھی کہ اپنی باقی اولاد کو محروم کر کے تمام جائداد و املاک انہی کے نام منتقل کرنا چاہتی تھی، اس پر نعمان رضی اللہ عنہ کے والد کو راضی بھی کر لیا تھا، اب وہ اس فیصلے میں حضور ﷺ کو گواہ بنانے کے لیے یوں کہہ رہی تھی: لَا اَرْضٰی حَتّٰی تَشْهَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "میں اس فیصلے پر اس وقت یقین کرونگی جب تم محمد ﷺ کو گواہ بناؤ گے" نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: فَاَخَذَ بِیَدِیْ وَاَنَا غُلَامٌ میں چھوٹی عمر میں تھا، میرا ہاتھ والد صاحب نے پکڑا" اور حضور ﷺ کی خدمت میں لا کر عرض کی: "اے اللہ کے رسول ﷺ! اس بچے کی ماں نے مجھ سے جائداد اس بچے کے لیے ہبہ کروالی ہے، اور وہ چاہتی ہے کہ میں آپ ﷺ کو اس معاملے میں گواہ بنالوں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اس کے دوسرے بھائیوں کو بھی حصہ دیا ہے؟ بولے: نہیں، ارشاد ہوا: فَاِنِّیْ لَاۤ اَشْهَدُ عَلٰی جُوْرٍ۔

(مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: حدیث نمبر ۱۸۳۸۹)

"پھر میں ظلم پر گواہ نہ بنوں گا" (یہ سن کر بشیر رضی اللہ عنہ اپنے ارادہ سے باز آ گئے) حضرت نعمان رضی اللہ عنہ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو حضور ﷺ کے پاس آیا کرتے اور آپ ﷺ کی باتیں سنا کرتے تھے۔

حُبِّ رسول ﷺ اور نماز و دُعا کا حق:

ان کے والد صاحب بھی حضور ﷺ کی خدمت میں انہیں اس وقت سے لانا شروع ہو گئے تھے جب یہ بہت چھوٹے تھے، ایک دن وہ ننھے بشیر رضی اللہ عنہ کو لائے اور عرض کی: یا

Marfat.com

رَسُولَ اللہ! اُدْعُ لِابْنِی!" "اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے بیٹے کے لیے دعا فرمائیے!"

(جامع الاحادیث: ۵۲۸۰)

☆ بچپن سے ہی نمازوں کا شوق ایسا تھا کہ وہ اپنے محبوب کریم ﷺ کی مبارک اداؤں کو غور سے دیکھتے تھے، اعتماد اتنا تھا کہ ایک دفعہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کو فرمانے لگے: "اِنِّی لَاَعْلَمُ النَّاسَ بِوَقْتِ صَلٰوۃِ رَسُولِ اللہِ۔" "میں اللہ کے رسول ﷺ کی نماز کے اوقات کو سب سے اچھا جانتا ہوں۔" (مسند احمد: ۱۸۴۲۰)

ان دونوں واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں میں حُبِ رسول ﷺ اور حُبِ صَلٰوۃ پیدا اور صالحین کی دُعاؤں میں شمولیت کرنا ان کا حق سمجھتے ہیں۔

۲۲۵۔ بچوں کو ہر ممکنہ شر اور تکلیف سے بچانے کا فکر:

بچوں پر آپ ﷺ کی شفقت ایک شفیق و مہربان ماں سے ہر گز کم نہ تھی، ایک دفعہ اس قسم کا حکم فرمایا کہ رات کی تاریکی میں بچوں کو گھر سے باہر نہ جانے دو، اس فرمان کا مقصد تھا کہ رات کو شر پسند لوگ نکلتے ہیں، اور وہ بڑوں کے ساتھ چھوٹے بچوں کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب سورج غروب ہو جائے تو رات کی سیاہی دور ہونے تک اپنے جانوروں اور بچوں کو گھروں سے نہ نکلنے دیا کرو"

فَاِنَّ الشَّیْطَا ن یُبْعَثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰی تَذْھَبَ فَحْمَۃُ العِشَاءِ

"کیونکہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو رات کی سیاہی دور ہونے تک شیاطین اترتے رہتے ہیں۔" (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: حدیث نمبر ۱۴۳۸۱)

۲۲۶۔ علاج میں بچوں کو تکلیف نہ دو!

سید دو عالم ﷺ اپنے تمام منصبی فرائض کے باوجود بچوں کی تکلیف کبھی نہ بھولے۔ ایک دفعہ فرمایا: "علاج میں ان بچوں کو تکلیف نہ دیا کرو!" اور پھر ایسے علاج کی تجویز بھی فرمائی

Marfat.com

جس سے بچے تکلیف سے بچ جائیں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے۔اس وقت ان کے پاس ایک بچہ تھا۔جس کے دونوں نتھنوں سے خون جاری تھا،نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: اس بچے کو کیا ہوا؟انہوں نے بتایا کہ اس کے گلے آئے ہوئے ہیں۔نبی ﷺ نے فرمایا:"اپنے بچوں کو عذاب میں کیوں مبتلا کرتی ہو؟"پھر فرمایا:

اِنَّمَا یَکْفِی اِحْدَا کُنَّ اَنْ تَأْخُذَ قُسْطاً هِنْدِیًا فَتَحُکُّهُ بِمَاءٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تُوْجِرَهُ اِیَّاهُ

"تمہارے لیے تو یہی کافی ہے کہ "قسطِ ہندی" لے کر اسے پانی میں سات مرتبہ گھولو اور اسکے گلے میں ٹپکا دو!"انہوں نے ایسا کر کے دیکھا تو بچہ واقعی ٹھیک ہو گیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ : حدیث نمبر ۱۴۴۲۵)

۲۲۷۔ بچوں کے حقوق کا خیال گناہوں کی معافی کا ذریعہ:

بچے اور بچیاں دنیاوی راحت،گھر کی زینت،فرحت قلب ہیں،جو مرنے کے بعد بھی کام آتے ہیں مثلاً: ان بچوں کے متعلق ہمارے نبی محترم ﷺ نے فرمایا:"ایک شخص فوت ہوتا ہے،وہ جب دیکھتا ہے کہ اس کے درجات بلند ہوتے جا رہے ہیں۔تو اللہ سے پوچھتا ہے(کہ کریم و مہربان اللہ یہ کیا معاملہ ہے؟میرے اعمال کا سلسلہ تو مرنے کے ساتھ ہی بند ہو گیا)اب یہ درجات کی بلندی کیسے؟اللہ فرماتے ہیں:

بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔ (مسند احمد: حدیث نمبر ۱۰۶۱۸)

تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے(یہ رحم ہو رہا ہے)

۲۲۸۔ بچوں کے حقِ نشوونما اور پرورش کا ثواب:

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ ان بچوں میں سے ہیں جن کا کان حضور ﷺ نے پیار سے پکڑا تھا،ان کا ذکر باب نمبر ۲۰ میں ہے۔عہد نبوی میں اگر چہ کم عمر تھے لیکن آپ ﷺ کی اتباع و...

Marfat.com

سے سنتے تھے، ایک حدیث ان سے مروی کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا اَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَوَلَدَكَ وَزَوْجَتَكَ وَخَادِمَكَ.

''تم جو خود کھالو۔ وہ صدقہ ہے، جو اپنے بچوں کو کھلا دو وہ بھی صدقہ ہے، جو اپنی بیوی کو کھلا دو، وہ بھی صدقہ ہے، اور جو اپنے خادم کو کھلا دو وہ بھی صدقہ ہے۔''

(مسند امام احمد بن حنبل: حدیث نمبر ۱۷۲۱۸)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ حاضر باش طلبہ صفہ میں سے ہیں، کہتے ہیں کہ کسی نے محمد کریم ﷺ سے پوچھا: بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں کئی گناہ گنوائے، فرمایا: ان میں سے ایک یہ ہے: اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ اَنْ يُّطْعِمَ ''خوراک کے ڈر سے بچوں کو مار دینا۔''

(مسند احمد: حدیث نمبر ۳۶۱۲)

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا: تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى وَلَدِكَ۔ ترجمہ: ''تم اپنے بچوں پر خرچ کرو، یہ بھی صدقہ ہے۔'' (مسند احمد: حدیث نمبر ۱۰۰۸۸)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن چھوٹے بچوں سے کہا جائے گا کہ تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ کہیں گے پروردگار! ہم اس وقت جائیں گے، جب ہمارے والدین بھی جنت میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مَالِیْ اَرَاهُمْ مُحْبَنْطِئِیْنَ؟ ''یہ مجھ سے جھگڑا کرتے ہوئے کیوں دکھائی دے رہے ہیں؟'' (پھر اللہ تعالیٰ شفقت سے خود ہی فرمائیں گے اے بچو!) جنت میں داخل ہو جاؤ! وہ پھر کہیں گے پروردگار! ہمارے والدین بھی؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاٰبَاءُكُمْ ''تم اور تمہارے والدین سب جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

(مسند احمد بن حنبل: حدیث نمبر ۱۷۰۱۲)

آخرت میں بچوں کے فوائد کے اس مذکورہ نظریہ سے اگر بچوں اور خصوصاً بچیوں کی تربیت کی جائے تو والدین کو ہر مشکل آسان لگتی ہے۔ یہ بچے جب شادی کے مراحل سے گذر جائیں اور بچیاں بھی اپنے گھر کی ہو جائیں تو آگے ان کی نسلوں میں جو دین اسلام کے اخلاق

Marfat.com

و اعمال پھیلتے ہیں ان اعمال میں ان والدین کا حصہ ہوتا ہے جو اپنے بچوں کی تربیت آخرت کی لامحدود زندگی کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں۔

۲۲۹۔ایک یتیم بچے کا مالی معاملہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں:

بچوں کے حقوق کی رعایت کا حکم سننے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی بھی بچے کی حق تلفی سے بچتے تھے. دربار رسالت ﷺ میں ایک بچے کا مقدمہ اور آپ ﷺ کا فیصلہ لکھا جاتا ہے. حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن رفاعہ انصاری کے چچا نبی ﷺ کے حضور حاضر ہوئے. اور ثابت رضی اللہ عنہ اس زمانے میں یتیم اور چچا کی تربیت میں تھے. انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! ثابت رضی اللہ عنہ یتیم ہے اور میری تربیت میں ہے. مجھے اس کے مال سے کس قدر نفع اٹھانا جائز ہے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم دستور کے موافق کھا سکتے ہو (یعنی جب تمہارے پاس نہ ہو تو ان کے مال میں سے کچھ عاریتاً لے لو. ورنہ نہیں)"۔ (اسد الغابہ، تذکرہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن رفاعہ)

۲۳۰۔دائیں طرف سے تقسیم اور بچے سے ابتداء:

سیدنا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: انا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی

(بخاری: باب من یرد اللہ بہ خیراً)

"میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ مجھے عنایت کرتا ہے" اس تقسیم محمدی ﷺ کی کیفیت کیا ہوتی تھی؟ اس راز سے بھی بارگاہِ نبوی ﷺ کا ایک کم عمر خادم ہی پردہ اٹھاتا نظر آتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کے ننھے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں. کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مدینے تشریف لائے. تو میں دس سال کا تھا اور جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا. میں بیس سال کا تھا۔ اور میری والدہ مجھے حضور ﷺ کی خدمت پر آمادہ کرتی رہتی تھیں. حضور ﷺ ایک دن ہمارے گھر میں تشریف لائے. ہم نے آپ ﷺ کے لیے بکری کا دودھ دوہا. گھر میں کنواں تھا

Marfat.com

اس سے آپ ﷺ کے لیے پانی لیا گیا حضور ﷺ نے پیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے بائیں جانب بیٹھے تھے .اور ایک دیہاتی دائیں جانب تھا اور عمر رضی اللہ عنہ ایک کونے میں تھے ۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: نَاوِلْ اَبَا بَکْرٍ !'' (یارسول اللہ ﷺ!) پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیجیے!'' مگر حضور ﷺ نے دیہاتی کو پہلے دیا اور فرمایا: اَلْاَیْمَنَ فَالْاَیْمَنُ '' دائیں طرف سے .دائیں طرف سے۔'' (مسند احمد: حدیث ۱۶۰۹۸)

یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے انسان کا مقام و مرتبہ اپنی جگہ ,لیکن تقسیم کا جو میرا اصول ہے کہ میں دائیں والوں کو پہلے دیتا ہوں .یہ اور اس کی افادیت اپنی جگہ جو میں کسی حال میں نہیں چھوڑ سکتا۔ دائیں اگر بچہ ہوتا تب بھی آپ ﷺ اسی اصول پر چلتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ کم سن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے دائیں جانب حاضر تھے. آپ ﷺ نے فرمایا: اجازت ہو تو بڑی عمر کے لوگوں کو پہلے دے دوں؟ کم سن بچے نے عرض کی: لَا أُوْثِرُ بِنَصِیْبِی مِنْكَ اَحَدًا ۔ (مسند احمد: ۲۲۸۷۵)

''میں آپ ﷺ کا یہ عطیہ کسی اور کو نہیں دے سکتا''. تقسیم کے اس اصول کے باوجود آپ ﷺ کو یہ پسند تھا کہ نیا پھل پہلے کسی بچے کو دیا جائے .جب نیا پھل آتا اور سید دوعالم ﷺ کی مجلسِ مبارکہ میں جب کوئی بچہ بیٹھا ہوتا تو حضور ﷺ اس بچے کو پہلے یہ پھل عنایت فرماتے ۔ (الشمائل المحمدیہ للترمذی .باب ماجاء فی صفۃ فاکہۃ رسول اللہ ﷺ)

حضرت عبداللہ بن ابی حبیبۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں کم عمر لڑکا تھا. میں نے دیکھا کہ (ہماری مسجد) قباء میں نبی اکرم ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ نے نماز پڑھی . میں آپ ﷺ کی دائیں جانب جا بیٹھا، آپ. ﷺ کے لیے پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے پیا اور مجھے بھی عنایت فرمایا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ذکر عبداللہ بن ابی حبیبۃ رضی اللہ عنہ)

۱۳۲۔ بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری رئیسِ مملکت پر:

آپ ﷺ نے بچوں کی بنیادی ضروریات زندگی کی ذمہ داری والدین کے علاوہ

Marfat.com

رئیس مملکت پر بھی ڈالی ہے کہ وہ اپنا نظام اس طرح چلائے کہ بچوں کو ان کی تعلیم، خوراک اور لباس وغیرہ میں کوئی دقت نہ رہے۔ اس سلسلے میں ہمیں دورِ نبی ﷺ کے بعد دورِ صدیقی رضی اللہ عنہ، دورِ عمر رضی اللہ عنہ میں بھی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن ہم یہاں صرف دورِ نبوی ﷺ کے ایک واقعہ پر اکتفاء کرتے ہیں۔ ایک خاتون نے ایک لڑکا قمیض کی درخواست کے ساتھ بارگاہِ نبوی ﷺ میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ اس وقت تو کچھ نہیں پھر کبھی آجانا۔ لڑکا واپس گیا، تو اس کی ماں نے دوبارہ بھیجا اور کہا کہ حضور ﷺ سے کہو، اور قمیض نہیں تو آپ ﷺ کے جسم پر تو ہے، یہی عنایت فرما دیں۔ حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے اور قمیض اتار کر لڑکے کے حوالے کر دی۔ اب مزید کوئی کپڑا نہ ہونے کیوجہ سے گھر میں ہی بیٹھے رہے، حتیٰ کہ نماز کے لیے بھی باہر تشریف نہ لاسکے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو تشویش ہوئی۔ اندر گئے تو اصل صورتِ حال معلوم ہوئی اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا* اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا

(سورۃ بنی اسرائیل: آیت نمبر ۲۹، ۳۰)

"(اے پیغمبر ﷺ!) نہ تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ گردن سے باندھ لیں (کہ کسی کو کچھ دیں ہی نہیں) اور نہ اسے بالکل ہی کھول دیں کہ (بخل کی صورت میں) ملامت زدہ اور (سب کچھ لٹا دینے کی صورت میں) حسرت زدہ ہو کر بیٹھ جائیں۔ بیشک آپ کا پروردگار جس کے لیے چاہتا ہے، رزق بڑھا دیتا ہے، اور جس کے لیے چاہتا ہے، ہاتھ تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی مصلحتوں سے خبر رکھنے والا اور ان کے حالات دیکھنے والا ہے۔ (لہٰذا آپ ﷺ کو ان کی تنگی معاش کی اتنی فکر نہیں ہونی چاہیے۔)"

(تفسیر المحیط، کشاف، روح البیان میں آیت ہذا کے تحت یہ واقعہ موجود ہے)

اور تفسیر بغوی کے اندر بھی یہ واقعہ موجود ہے، وہاں اس واقعہ کی ابتداء میں

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے. وہ فرماتے ہیں "اَنَا صَبِیٌّ" (میں اس وقت بچہ تھا) اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا ہے۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کمسنی کی مزید باتوں کے لیے دیکھئے واقعہ نمبر: ۱۲۷، ۱۲۸)

سیرتِ نبوی ﷺ کا یہ واقعہ اپنے اندر معانی اور مختلف قسم کے اسباق رکھتا ہے۔ (۱) والدہ کا اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کرتہ لینے کے لیے بھیجنا، اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے کفالتِ عامہ کی جو ذمہ داری بحیثیت رئیس دولتِ اسلامیہ قبول کر رکھی تھی، اس کا علم اس محتاج عورت کو بھی تھا۔ (۲) اس لڑکے کا آپ ﷺ کا کرتہ مبارک پکڑ کر کہنا کہ آپ ﷺ نے تو کرتہ پہن رکھا ہے، مجھے نہیں دیتے۔ اس طرف اشارہ کرتا ہے، کہ وہ لڑکا بھی جانتا تھا کہ ننگوں کو کپڑا پہنانا (بحیثیت رئیس دولت اسلامیہ) آپ ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ (۳) آپ ﷺ کا اپنا کرتہ مبارک اتار کر اس لڑکے کو دیدینا اس حقیقت کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کو اعتراف تھا کہ ایسے بے کسوں اور بیواؤں کو کپڑا پہنانا آپ ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اپنا کرتہ تک اتار کر اس برہنہ لڑکے کے سپرد کر دیا۔ (۴) قیامت تک آنے والے اسلامی ریاست کے حکمرانوں کو اپنے عمل سے یہ سبق دے دیا کہ یہ کیوں کر درست ہے کہ وہ خود تو اپنی ضروریات پوری کر رہے ہوں (مثلاً: کپڑے پہن کر رہیں) اور ان کی رعایا کے محتاج اور بے کس برہنہ تن یا برہنہ پا یا پیٹ سے بھوکے پھریں؟ حضور ﷺ کی اسی قسم قومی ضروریات اور یہی اخراجات تھے۔ جن کی وجہ سے ہمیشہ قرض اٹھانا پڑتا، حتیٰ کہ وفات کے وقت بھی آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں بطورِ رہن رکھی ہوئی تھی۔

۲۳۲۔ حدود اللہ میں بھی بچوں کی تربیت کا فکر:

چوری، زنا اور دیگر جرائم میں اسلامی قانون کا اجراء ایک سنجیدہ معاملہ ہے لیکن حضور ﷺ ایسے حالات میں بھی بچوں کو نہیں بھولتے تھے۔ ایک عورت نے آپ ﷺ کی خدمت

Marfat.com

یں زنا کا اقرار کیا. اس کی گود میں بچہ تھا. آپ ﷺ نے فرمایا: بچہ دودھ چھوڑ دے تو آنا! بچے نے دودھ چھوڑ دیا تو وہ آئی اور کہا: مجھ پر حدِ شرعی جاری فرمائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بچے کی پرورش کون کریگا؟ ایک انصاری بولے:"میں! یارسول اللہ ﷺ!" اب آپ ﷺ نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ (دارقطنی بکتاب الحدود)

خلاصۃ الباب

۱۔ آپ ﷺ نے بچوں کے ان حقوق کا تحفظ بھی فرمایا جو پیدائش سے پہلے اور بعد میں ضروری تھے۔ (واقعہ نمبر: ۲۱۳ تا ۲۱۸)

۲۔ خود آپ ﷺ کی ذات اقدس کو ان سے اتنا پیار تھا کہ بچیاں ہوں یا بچے سب کے بنیادی حقوق (جذبہ محبت اور بنیادی ضروریات) کی پوری رعایت فرماتے تھے۔

(واقعہ نمبر: ۲۱۹. ۲۲۸)

۳۔ بچوں کے بنیادی حق (ماں کے پیار) کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

(واقعہ نمبر: ۲۲۰)

۴۔ ایک بچے کو ایک دفعہ آپ ﷺ نے والدین کے جھگڑے کا فیصل بنا دیا تھا، بیٹے اور بیٹیوں میں یکساں سلوک پسند فرماتے تھے۔ (واقعہ نمبر: ۲۲۱. ۲۲۲)

۵۔ ایک غلام زادے اور شہزادے کو یکساں پیار دیا اور ایک بچے پر ظلم برداشت نہیں کیا۔ (واقعہ نمبر: ۲۲۳. ۲۲۴)

۶۔ حُبِ رسول ﷺ اور نماز بچے کے بنیادی حقوق ہیں۔ (واقعہ نمبر: ۲۲۵)

۷۔ کسی ممکنہ تکلیف سے بھی بچوں کو دور رکھنے کا اہتمام فرماتے تھے۔

(واقعہ نمبر: ۲۲۵. ۲۲۶)

۸۔ بچوں کے حقوق کی رعایت پر والدین کو بشارتیں سنا کر ایک مشکل کام کو آسان کر کے پیش فرماتے تھے۔ (واقعہ نمبر: ۲۲۷. ۲۲۸)

Marfat.com

۹۔ یتیم بچوں کے حق میں آپ ﷺ بہت احتیاط کا حکم دیتے تھے۔(واقعہ نمبر:۲۲۹)

۱۰۔ جب تقسیم فرماتے یا کوئی نیا پھل آتا تو بچوں کو نہیں بھولتے تھے۔

(واقعہ نمبر:۲۳۰)

۱۱۔ آپ ﷺ اپنے عمل کے ذریعے بچوں کی دیکھ بھال کو حکومتِ وقت کی ذمہ داری میں شامل فرمایا۔(واقعہ نمبر:۲۳۱)

۱۲۔ حدودِ الٰہی کے قیام کے وقت بھی بچوں کی تربیت نہیں بھولتے تھے۔

(واقعہ نمبر:۲۳۲)

Marfat.com

باب ۱۶ محفل نبوی ﷺ میں غیر مسلم بچوں کی آمد

اخلاقِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جذبِ اسلام کی باتیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین

الانبیاء : ۱۰۷

”اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو تمام جہان کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے“

وانک لعلیٰ خلق عظیم

القلم : ۴

”اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں“

Marfat.com

Marfat.com

سیدنا محمد ﷺ رحمۃ للعالمین تھے، آپ ﷺ کے جودو کرم، شفقت و مہربانی سے ہر بچہ حتیٰ کہ کافر و مشرک اور یہودی بچے بھی مستفید ہوتے تھے۔ یہ باب انہیں چند بچوں کے ذکر پر مشتمل ہے، جنہوں نے حالتِ کفر میں خدمتِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری دی، آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ سے متاثر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

ملاحظہ: ان بچوں میں وہ بچے شامل نہیں ہیں جن کے گھر میں ماحول ہی اسلامی ملا تھا، اور وہ طبعاً مسلمان ہی تھے اور مسلمان ہی سمجھے گئے، بلکہ اس باب میں صرف وہ بچے مذکور ہیں جو شعور کے بعد حالتِ کفر میں ہی حضور ﷺ سے ملے، پھر ایمان لے آئے۔

۲۳۴۔آنحضرت ﷺ کا خادم ایک یہودی لڑکا:

جب حضور ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو یہودِ مدینہ میں سے بہت کم ایسے خوش نصیب نکلے، جنہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کو تسلیم کیا، اصل مخالفت تو یہودی اور منافقین کرتے تھے، باقی ان کے ساتھ ہو جاتے اور اسلام کو نقصان پہنچاتے تھے، ان حالات کے باوجود ایک لڑکا جس کا خاندان یہودی تھا وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرح آتا، خدمت کرتا، باتیں سنتا اور چلا جاتا، روزانہ محمد کریم ﷺ اس کی ہدایت کے لیے دعا کرتے۔ احادیث بتلاتی ہیں کہ لڑکا چھوٹی عمر کا تھا اس کے کئی شواہد ہیں۔(۱) اس نے اسلام قبول کرنے سے پہلے والد کی طرف دیکھا یہ بھی طفلانہ ادا ہے (۲) احادیث میں اس کا ذکر غُلَامٌ یَهُودِیٌّ کے الفاظ سے آتا ہے، عام طور پر یہ لفظ قریب البلوغ یا اس سے کم یا کچھ

Marfat.com

زیادہ عمر کے لڑکوں کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے بچوں کی صف میں اس لڑکے کا نام ہے۔ (المعجم الوسیط: ج ۴، ص ۸۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ آپ ﷺ کو وضو کرواتا اور آپ ﷺ کے جوتے سنبھالتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ بیمار پڑ گیا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ عیادت کے بعد آپ ﷺ نے قبولِ اسلام کی دعوت دی اور فرمایا: ''اَسْلِمْ'' اسلام قبول کرلو.....! اس کا یہودی باپ وہاں موجود تھا۔ اس نے باپ کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا۔ باپ نے کہا! ''اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ ...'' جو کچھ نبی امی فرما رہے ہیں اس کی تعمیل کرو۔ اس نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ حضور ﷺ کے خدمت گزار حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب اس گھر سے باہر نکلے تو آپ ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَخْرَجَہٗ بِیْ مِنَ النَّارِ'' (مسند احمد: حدیث نمبر ۱۲۸۱۵)

حمد اس اللہ کی جس نے میرے ذریعے اس لڑکے کو جہنم سے بچالیا۔ اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہوگیا جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عَمِلَ قَلِیْلاً وَ اُجِرَ کَثِیْراً'' عمل تھوڑا کیا اور اجر بہت پایا۔

ایک روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان کے گھر سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اس لڑکے کو جہنم سے آزادی دی۔

(الجمع بین الصحیحین البخاری والمسلم۔ فواد البخاری: ج ۶، ص ۱۷۴)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر باب اذا اسلم الصبی فمات ھَلْ یصلّٰی قائم کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ غالباً اس مرض میں لڑکے کی وفات ہوگئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس روایت سے چار خاص باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

Marfat.com

۱۔ خادمِ رسول ﷺ کا مشرف باسلام اور صحابی ہونا۔

۲۔ اور دوسرے آنحضرت ﷺ کی وسعتِ قلب اور وسعتِ اخلاق کہ جن یہودیوں نے اسلام کی بیخ کنی اور آپ ﷺ کی دشمنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، ان ہی کے ایک فرد کے ساتھ آپ ﷺ کا یہ سلوک تھا کہ اس نے حالتِ شعور کے مستعار لمحات آپ ﷺ کے ساتھ گزار دیے۔ لیکن آپ ﷺ نے ایک روز بھی اسے اسلام لانے کے لیے مجبور نہ کیا، حالانکہ اس وقت آسانی سے اسلام کا قلادہ اطاعت اس کی گردن میں ڈالا جا سکتا تھا۔ اس کے لیے دعا تو ضرور کی، لیکن شرمندہ و مجبور کبھی نہ کیا۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا اس سے بڑھ کر ثبوت کیا ہو سکتا ہے؟ اس قسم کے لاتعداد واقعات کے باوجود دنیا میرے نبی ﷺ کے متعلق کیوں بدگمان ہے کہ انہوں نے تلوار اور سختی سے دین پھیلایا۔

۳۔ توحید و رسالت پر ایمان ہر شخص کی فطرت ہے۔ دیکھیں یہ فطرت کی کشش ہی تھی جو بچے کو مجبور کرتی تھی کہ والدین کے مذہب کے خلاف حضور ﷺ کی خدمت میں آتا تھا اور فیض حاصل کرتا تھا، اسی کے سامنے قرآن بھی اترتا تھا، پڑھا جاتا اور پڑھایا بھی جاتا تھا، اس نے پہلی آسمانی کتابیں بھی سنی تھیں اور قرآن بھی سنا تھا، پھر بالآخر قرآن ہی غالب کیوں آیا؟

۴۔ حضور ﷺ صرف کلمہ پڑھنے والے انسانوں کے لیے باعثِ رحمت نہ تھے بلکہ کافر اور ان کے بچوں تک کے لیے بھی رحمت تھے، اسی وجہ سے جہاں آپ ﷺ کے سایہ رحمت میں مسلمان بچے آتے تھے، وہاں رحمتِ دو عالم ﷺ کافر بچوں کے ساتھ بھی پیار کرتے تھے، آپ رحمۃ للعالمین ﷺ تھے، ہیں اور رہیں گے۔ اسی لیے رسولِ رحمت ﷺ کی محبت و شفقت صرف مسلمان بچوں تک محدود نہ تھی بلکہ کافروں کے بچوں پر بھی آپ ﷺ شفقت فرماتے تھے، کافروں سے جنگ ہوتی تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت فرماتے کہ دیکھنا کوئی بچہ تمہارے ہاتھ سے نہ

Marfat.com

مارا جائے، بچے بے گناہ ہوتے ہیں۔ ان کو دکھ دینے والے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: حدیث نمبر ۲۶۸۵)

ان کے متعلق فرمایا: هُمْ خُدَّامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ (کنز العمال: حدیث نمبر ۳۹۴۱۲)

یہ اہل جنت کے خادم ہوں گے

اور فرمایا: سأَلتُ رَبِّيْ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنْ اَطْفَالِ الْمُشْرِكِيْنَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُمْ وَ اَدْخَلَهُمْ الْجَنَّةَ (کنز العمال: حدیث نمبر ۳۹۴۱۱)

کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ مشرکین کے بچوں کو معاف کر دیا جائے، اللہ نے معاف فرما دیا۔ دیکھا آپ نے کیسا ابر رحمت ہے، جو سب پر یکساں برستا ہے۔

۲۳۴۔ کافر بچوں اور بچیوں کی وجہ سے دشمنِ اسلام کو معافی:

جنگ بدر میں جو غیر مسلم قید ہو کر آئے ان میں سے ایک شخص ابو عزۃ جمحی شاعر تھا، اس نے نبی اکرم ﷺ کی گستاخی میں اشعار بھی کہے تھے، یہ شخص گستاخِ رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے بھی واجب القتل تھا اور بدر میں مسلمانوں کے مقابلے کا شدید مجرم تھا۔ اس نے کہا: میرے چھوٹے بچے اور بچیاں ہیں، اس لیے کرم کیجئے، معاف کر دیجئے، میری یہ زبان کبھی آپ ﷺ کے خلاف استعمال نہ ہو گی۔ آپ ﷺ کے سامنے جب چھوٹے بچوں کا نام آیا تو آپ ﷺ نے اسے معاف فرما دیا۔ لیکن اس شخص نے وعدہ خلافی اور عہد شکنی کی اور پھر سے اپنے اشعار کے ذریعہ نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف لوگوں کے جذبات کو برانگیختہ کرنے لگا اور مسلمانوں سے لڑنے کے لیے جنگِ احد میں بھی آیا اور پھر پکڑا گیا۔ جب یہ گرفتار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو کہنے لگا: ''يَا مُحَمَّدُ! اَقِلْنِيْ وَامْنُنْ عَلَيَّ وَدَعْنِيْ لِبَنَاتِيْ'' محمد ﷺ! میری لغزش سے درگزر فرماؤ! مجھ پر احسان کر دو اور میری بچیوں کی خاطر مجھے چھوڑ دو، میں عہد کرتا ہوں کہ دوبارہ اب ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اب یہ نہیں ہوسکتا کہ تم مکے جا کر اپنے رخسار پر ہاتھ پھیرو اور کہو کہ میں نے محمد ﷺ

Marfat.com

کو دو مرتبہ دھوکا دیا۔ (حالانکہ صاحب ایمان اس قسم کے شریروں سے بہت محتاط رہتے ہیں) اسی وجہ سے ''لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیْنِ'' مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔ اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ یا حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے اس کی گردن مار دی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ج ۴، ص ۳۱۲، غزوہ حمراء)

اور مذکورہ حدیث طیبہ ''لَا یُلْدَغُ'' سمیت عربی عبارت کا حوالہ یہ ہے۔

(دیکھئے عیون الاثر: ج ۲، ص ۸۸)

قارئین! اس واقعہ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جنگِ بدر کے موقعہ پر ایک دشمن اسلام کو اگر معافی ملتی ہے تو صرف اور صرف اس کے ان چھوٹے بچوں کی وجہ سے جن کا تذکرہ ایک دشمن اسلام گستاخِ رسول ﷺ واجب القتل اور کافر کر رہا ہے۔ آنحضور ﷺ کو بچوں پر ترس آیا اور آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور دوسری بار معاف نہ کرنے کی وجہ بھی اوپر لکھ دی گئی ہے کہ اس طرح پورے مکہ میں مشہور ہو جاتا کہ مسلمان بیدار مغز نہیں انہیں دھوکا دیا جا سکتا ہے۔ یہ وجہ نہ ہوتی تو آپ ﷺ اسے پھر بھی معاف کر دیتے۔

۲۳۵۔ اے لڑکے! تم پڑھے لکھے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔!

اس واقعہ میں بھی آپ غور کریں۔ ایک لڑکا ابھی مسلمان نہیں ہوا اور حضور ﷺ اسے دودھ پلا رہے ہیں۔ ابتداء اسلام کی بات ہے۔ ایک کم عمر لڑکا حضور ﷺ سے ملا اور ابھی وہ مسلمان بھی نہ ہوا تھا کہ حضور ﷺ کا ایک معجزہ دیکھا۔ پھر ایسا ہوا کہ اس لڑکے کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا: اِنَّكَ غُلَیِّمٌ مُّعَلَّمٌ ''تم تو تعلیم یافتہ ہو'' حالانکہ بکریاں چرانے والا وہ لڑکا کہاں پڑھا لکھا تھا؟ دراصل حضور ﷺ نے لڑکے میں امانت کا جوہر دیکھ لیا تھا۔ پھر حضور ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے اس لڑکے کو بہت زیادہ علم مل گیا۔ کم سن ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے فرمایا: یَرْحَمُكَ اللّٰهُ یَا غُلَیِّمُ! اے لڑکے اللہ تجھ پر مہربان ہو۔ حضور ﷺ کا بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور یا غلیم فرمانا ان

Marfat.com

دونوں باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ لڑکا کم عمر تھا، اس لیے کہ آپ ﷺ بچوں کے سر پر اکثر ہاتھ پھیرتے تھے، اور غُلَیم کا معنیٰ ہے (چھوٹا لڑکا) یہ صاحب بعد میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہوئے۔

وہ فرماتے ہیں: جب میں سن تمیز کو پہنچ گیا اور ایک دن عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرا رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: هَلْ مِنْ لَّبَنٍ......؟ اے لڑکے! تیرے پاس کچھ دودھ ہے؟ میں نے عرض کیا: اِنِّی مُؤتَمَنٌ! مجھ کو امانت دار بنایا گیا ہے کہ بکریاں چراؤں اور ان کی حفاظت کروں (میں بکریوں کا مالک نہیں ہوں بلکہ امین ہوں، اس لیے مالک کی اجازت کے بغیر دودھ نہیں دے سکتا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: فَهَلْ مِنْ شَاةٍ لَّمْ يَنْزَ عَلَيْهَا الْفَحْلُ ''اچھا تو کوئی ایسی بکری لے آؤ جو گابھن نہ ہو (بچہ دینے کے قابل ہو اور دودھ نہ دے سکتی ہو'' (تاکہ تمہاری امانت داری میں خیانت نہ ہو) چنانچہ میں ایک جوان بکری آپ ﷺ کے پاس لایا، آپ ﷺ نے اس کے پیر باندھ دیے اور اس کے تھن پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا، ساتھ ہی دعا فرمائی۔ یہاں تک کہ اس کے دودھ اتر آیا، دودھ کو برتن میں دوہا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا۔ (ایک روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا) اس کے بعد حضور ﷺ کی دعا سے بکری کے تھن خشک ہو کر اصلی حالت پر آ گئے۔ (اسد الغابہ، تذکرہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیر اعلام النبلاء، عبد اللہ ابن مسعود، ج ۱، ص ۴۶۵)

اس کے بعد جو واقعات پیش آئے ان کی ترتیب کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ بکری کے دودھ والا معجزہ دیکھ کر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ششدر رہ گئے، مکہ میں دعوتِ حق کی بھنک ان کے کانوں میں پڑ چکی تھی، لیکن داعی حق ﷺ سے ملنے کا اتفاق آج ہی ہوا تھا، اب ان کو یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ خود کہتے ہیں میں نے لجاجت کے ساتھ عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلِّمْنِی مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ ''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے یہ کلمات سکھا دیجیے! (جن سے کمزور بکری دودھ دینے لگ گئی)

Marfat.com

حضور ﷺ نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔۔اور فرمایا: یَرْحَمُكَ اللهُ فَاِنَّكَ غُلَيِّمٌ مُعَلَّمٌ ''اللہ تم پر رحم کرے، تم تعلیم یافتہ (سیکھے سکھائے) ہو۔'' (تاریخ دمشق، عبداللہ بن مسعود: ج ۳۳ ص ۷۲)

اس واقعہ میں قابل غور امر یہ ہے کہ یہ لڑکا ابھی مسلمان بھی نہ ہوا تھا، وہ جب آپ سے ملا تو آپ ﷺ کی ملاقات، مسکراہٹ، اخلاقِ عالیہ اور معجزہ سے متاثر ہو کر اس نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ نے اسلام سے پہلے ہی اسے نظرِ الفت سے دیکھا ہے۔

۲۳۶۔ یہودی عالم کا بیٹا اسلام سے آشنا:

دیہات کے رہنے والے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے دورِ باسعادت میں ایک اونٹ مدینہ منورہ لے کر آیا۔ جب اسے بیچ کر فارغ ہو گیا تو میں نے سوچا کہ اس آدمی (محمد ﷺ) سے ملتا ہوں اور اس کی باتیں سنتا ہوں۔ (جس نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا ہے اور بعض لوگ اسے نبی تسلیم بھی کر چکے ہیں) چنانچہ نبی ﷺ مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان چلتے ہوئے ملے۔ میں بھی انکے پیچھے چلنے لگا۔ حتیٰ کہ وہ تینوں ایک یہودی کے پاس پہنچے جو ''تورات'' کھولے پڑھ رہا تھا اور اس کے ذریعے اپنے آپ کو تسلی دے رہا تھا کہ اس کا انتہائی حسین و جمیل بیٹا قریب المرگ تھا۔ نبی ﷺ نے اس (یہودی) سے فرمایا: میں تمہیں اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ جس نے تورات کو نازل کیا ہے کہ کیا تم تورات میں میری یہی صفات اور بعثت کی یہی علامات پڑھتے ہو، جو میرے اندر پائی جاتی ہیں؟ اس یہودی نے اپنے سر سے نفی میں اشارہ کر دیا۔ اس کے قریب المرگ بیٹے نے کہا:

وَالَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ اِنَّا لَنَجِدُ فِيْ كِتَابِنَا صِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ

''ہاں! اس ذات کی قسم جس نے تورات کو نازل کیا ہے، ہم اپنی کتاب میں آپ ﷺ کی یہی صفات اور بعثت کے یہی حالات پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے

Marfat.com

علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ مسلمان (ہو کر تمہارا بھائی) ہو گیا ہے۔

اَقِيْمُوا الْيَهُوْدَ عَنْ اَخِيْكُمْ

''اب تم اپنے بھائی کے پاس سے ان یہودیوں کو اٹھا دو'' پھر نبی ﷺ نے خود اس کے کفن، دفن اور نماز جنازہ کا انتظام فرمایا۔ (مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ: حدیث نمبر ۲۳۵۳۹)

۲۳۷۔ حضرت ابومغویہ عبداللات سے۔۔۔ ابوراشد عبدالرحمٰن تک:

یہ اس نوعمر لڑکے کی کہانی ہے جس سے نبی محترم ﷺ نے پیار کیا، اور آداب سکھائے اور آج ہم سب مسلمان ان کو ابوراشد عبدالرحمٰن بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ان کی آپ بیتی ان کی زبانی سنتے ہیں ''میں اپنی قوم کے سو (۱۰۰) آدمیوں کے قافلے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب ہم آپ ﷺ کے قریب گئے تو حضور ﷺ نے مجھے ایک نظر دیکھا اور فرمایا: تَقَدَّمْ اَنْتَ يَا مَغْوِيَه! ''اے مغویہ! آگے بڑھو۔۔۔!'' فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَ كُنْتُ اَصْغَرَ الْقَوْمِ ''میں حالانکہ سب سے چھوٹا اور نوعمر تھا (لیکن آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور میں) آگے بڑھا۔۔۔ فَقُلْتُ اَنْعِمْ صَبَاحًا يَا مُحَمَّدُ! ''میں نے کہا: یامحمد ﷺ! اَنْعِمْ صَبَاحًا'' (یہ لفظ جاہلیت کا سلام سمجھا جاتا تھا۔ یعنی میں نے صبح بخیر کہا یہ لڑکا ابھی مسلمان نہیں ہوا لیکن اسلامی آداب کا درس آپ ﷺ نے اسے پہلے ہی دینا شروع کر دیا تھا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَيْسَ هٰذَا اَسْلَامُ الْمُسْلِمِيْنَ ''یہ مسلمانوں کا سلام نہیں ہے'' میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! پھر مسلمانوں کا سلام کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمانوں کے پاس جاؤ تو کہو: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ میں نے کہا! وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: مَا اسْمُكَ وَمَنْ اَنْتَ۔۔؟ ''تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے؟'' میں نے عرض کی: میرا نام ابومغویہ عبداللات والعزیٰ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بَلْ اَنْتَ اَبُوْ رَاشِدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بلکہ تمہارا نام

Marfat.com

ابو راشد عبد الرحمٰن ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے میرا اکرام کیا اور مجھے اپنے پاس بٹھایا، اپنی چادر میرے اوپر ڈالی، اپنے جوتے مجھے عطا کیے اور اپنا عصا بھی مجھے دیا۔ اور پھر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ (جب لوگوں نے ایک نوعمر، نو وارد لڑکے کا دربار نبویہ ﷺ میں یہ اعزاز دیکھا تو کچھ حیرانی ہوئی اور) حاضرین میں سے بعض لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کا بہت اکرام کیا ہے۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چونکہ یہ قوم کا شریف آدمی ہے۔ جب تمہارے پاس کوئی شریف آدمی آئے اس کا اکرام کرو۔ ابو راشد عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے ساتھ میرا غلام "سرخان" بھی تھا۔ وہ بھی میرے ساتھ اسلام لے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ هٰذَا مَعَكَ يَا اَبَا رَاشِدٍ؟ "اے ابو راشد رضی اللہ عنہ! تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟" میں نے عرض کی: "یہ میرا غلام "سرخان" ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابو راشد رضی اللہ عنہ! کیا تم اسے آزاد کر سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں تمہارے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمائے گا" ابو راشد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے غلام آزاد کر دیا۔ اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ آیا اور انہوں نے بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

(کنز العمال: حدیث نمبر ۳۶۹۰۴۔ جامع الاحادیث: حدیث نمبر ۴۱۷۵۳)

ابو راشد کے کم عمر ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ وَمَسَحَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَدَعَالَهٗ بِالْبَرَكَةِ (مَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہ لِاَبِىْ نُعَيْمٍ ذِكْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ رَاشِدٍ رضی اللہ عنہ)

آپ ﷺ نے ان کے لیے دعاء فرمائی اور سر پر ہاتھ بھی پھیرا۔ آپ ﷺ کا یہ معاملہ اکثر نوعمروں کے ساتھ خاص تھا۔

۲۳۸۔ آئے تو کافر تھے، گئے تو مؤذنِ بیت اللہ تھے:

آئیے! ایک اور سولہ سالہ نوعمر سے آپ کو متعارف کرواتے ہیں۔ یہ صاحب بالغ ہوئے ہی ہیں کہ ان کی ملاقات محمد کریم ﷺ سے ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کا دریائے محبت سب

Marfat.com

کے لیے عام تھا. اس لیے آپ ﷺ نے یہ نہ دیکھا کہ میں ایک کافر بچے پر اتنی نوازشات کر رہا ہوں. بلکہ پیار کرتے رہے اور لڑکا حُسنِ محمد ﷺ کے نظارے کرتا رہا. اس نوعمر کا نام معیر بن محریز ہے۔ اور سمرہ بھی بتایا جاتا ہے لیکن وہ اپنی کنیت ابومحذورہ سے ایسے معروف ہوئے کہ نام پیچھے رہ گیا۔

(تہذیب التہذیب: ج ۳، ص ۲۰۵. الاستیعاب فی تمییز الاصحاب رضی اللہ عنہم ج ۹، ص ۱۲۸. سولہ سالہ عمر کا حوالہ السیرۃ الحلبیۃ: ج ۲، ص ۳۱۵)

سیدنا سمرہ معیر رضی اللہ عنہ کیسے مقبولِ خدا بن گئے؟ کس طرح اندھیروں سے اجالوں کی طرف لپکے؟ کیسے موذنِ بیت اللہ کے عالی منصب پہ فائز ہوئے؟ ان تمام سوالوں کا جواب معلوم کرنے کے لیے یہ واقعہ پڑھیے!

اس تاریخی و ایمانی تذکرے کا مطالعہ دل و دماغ کو منور کرتا ہے، اور دل میں یہ بات آتی ہے کہ حُبِ نبوی ﷺ فطرتِ انسان ہے. جب بھی کبھی کفر کے اندھیرے دور ہوتے ہیں تو فطرتِ انسانی اپنا رنگ لاتی ہے اور انسان مسلمان ہو جاتا ہے۔ ابومحذورہ سمرہ ۸ھ میں چند مشرک بچوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے. ٹھیک اسی وقت آنحضرت ﷺ غزوۂ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے، راستہ میں ایک مقام پر منزل ہوئی. مؤذن نبوی ﷺ نے نماز کے لیے اذان دی. سمرہ رضی اللہ عنہ کے دس ساتھی بچوں نے اذان کی آواز سنی تو بطور مضحکہ اس کی نقل اتارنے لگے. سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے بھی آواز میں آواز ملا دی. ان کی آواز نہایت دل کش تھی، اس لئے مضحکہ میں بھی دلکشی باقی رہی. آنحضرت ﷺ نے آواز سن کر اذان دینے والوں کو بلا بھیجا، یہ لوگ آئے. آپ ﷺ نے پوچھا. ابھی کس نے بلند آواز سے اذان پڑھی تھی؟ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ان کی طرف اشارہ کر دیا، آپ ﷺ نے سب کو واپس کر دیا. اور انہیں روک لیا. اور اذان کی فرمائش کی، سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرمائش بہت گراں گذری لیکن انکار کی جرأت نہ تھی. ان کو اذان سے پوری واقفیت نہ تھی. اس لئے آنحضرت ﷺ نے انہیں کلماتِ اذان سکھائے. انہوں نے آپ ﷺ کی زبان سے سن کر انہیں کلمات کو دہرا دیا، زبانِ

Marfat.com

نبوی ﷺ کا یہ اعجاز تھا کہ اس مرتبہ اذان دینے میں زبان کے ساتھ دل بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکار اٹھا، اور یہ عام سے لڑکے جو ابھی چند ساعت پہلے اذان کا مذاق اڑاتے تھے، اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے خادم خاص بن گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک تھیلی میں تھوڑی سی چاندی مرحمت فرمائی۔ راوی کہتے ہیں کہ ان کی پیشانی سے لے کر ناف تک دستِ مبارک پھیر کر برکت کی دعا دی۔ (تہذیب الکمال: ج ۳، ص ۱۲۱)

دست محمدی ﷺ کے سر اور سینہ پر پھیرنے کا اثر کیا ہوا؟ سنیے! خود سیدنا ابو محذورہ سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَامْتَلاءَ قلبی و اللّٰہِ اِیْمَانًا وَّ یقینًا فعلمتُ اِنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

(السیرة الحلبیہ: ج ۲، ص ۱۰۵، باب فتح مکہ)

بس میرا دل ایمان و یقین سے بھر گیا اور میں جان گیا کہ آپ ﷺ ہی اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے مکہ میں اذان دینے کی اجازت مرحمت ہو، آپ ﷺ نے منظور فرمایا اور سیدنا ابو محذورہ سمرہ رضی اللہ عنہ اجازت لے کر مکہ چلے گئے۔ اس وقت ان کا دل محبت نبوی ﷺ سے معمور ہو چکا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

قل لعتاب بن اُسَیْد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اُؤَذِّنَ لِاَھْلِ مَکَّۃَ

"میرے صحابی عتاب رضی اللہ عنہ سے کہو کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مکہ کا مؤذن بنا دیا ہے۔" (تہذیب الکمال من اسمہ السائب، والد عثمان)

کئی اہم باتیں ان کے ساتھ خاص ہیں: (۱) مکہ جا کر آنحضرت ﷺ کے عامل عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کے یہاں اترے، اور مستقل اذان کی خدمت انجام دینے لگے۔ (۲) فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے انہیں مکہ کا مستقل مؤذن بنا دیا۔ (۳) ان کی اذان اور خوش الحانی کی اس قدر مقبولیت ہوئی کہ شعراء ان کی قسم کھاتے تھے، ایک قریشی شاعر کہتا ہے۔۔۔

Marfat.com

اَمَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ الْمَسْتُوْرَةِ

وَمَا تَلَا مُحَمَّدٌ مِنْ سُوْرَةِ

اس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے کہ: "پردہ پوش کعبہ کے رب اور محمد ﷺ کی تلاوت کردہ سورتوں کی قسم"

اَلنُّغَمَا مِنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةِ

لَاَفْعَلَنَّ فِعْلَةً مَذْكُوْرَةِ

اور اس شعر کا ترجمہ یہ ہے: "اور ابی محذورہ کے نغموں کی قسم! میں یہ کام ضرور کروں گا۔" (تہذیب التہذیب: ج ۱۲، ص ۲۲۲، من کنیتہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ)

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ محبوب ﷺ کے اخلاقِ عظیمہ کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ بس آپ ﷺ ہی کے ہو کر رہ گئے۔ اس پہلی ملاقات سے پہلے کی حالت وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ہم بچوں کو لوگوں نے حضور ﷺ کا ایسا تعارف نہیں کروایا تھا ہم بچے آپ ﷺ کو پسند نہ کریں۔ (مسند احمد: حدیث نمبر ۱۵۴۱۳)

خُلاصَۃُ الْبَاب:

قارئین کرام! یہ سیدنا حضرت نبی مکرم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ، صدق و امانت اور اعلیٰ انسانی عادات واطوار کا نتیجہ تھا کہ:

۱۔ یہودی گھرانے کا بچہ ایک عرصہ تک آپ ﷺ کو انصاف کی نظر سے دیکھتا رہا اور مسلمان ہوگیا۔ (واقعہ نمبر: ۲۳۳)

۲۔ کافر بچوں کے لیے حضور ﷺ نے اپنے مجاہدین کو خصوصی ترغیب دیتے تھے کہ ان بے قصوروں کو نہ مارنا۔ (واقعہ نمبر: ۲۳۳)

۳۔ وہ بچے ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن آپ ﷺ نے ان پر ترس کھایا اور ان کے والد کو چھوڑ دیا۔ (واقعہ نمبر: ۲۳۴)

Marfat.com

۴۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی حالتِ کفر میں ملے تھے. آپ ﷺ کا اخلاق اور معجزات دیکھے اور ایمان لے آئے۔ (واقعہ نمبر: ۲۳۵)

۵۔ یہودی عالم کے بیٹے پر آپ ﷺ کی نظرِ کرم پڑی. ایمان لایا اور راہیٔ آخرت ہوگیا۔ (واقعہ نمبر ۲۳۶)

۶۔ عجیب واقعہ ہے کہ لڑکا مسلمان بعد میں ہوا آپ ﷺ نے اسلامی آداب پہلے ہی سکھا دیے۔ (واقعہ نمبر: ۲۳۷)

۷۔ یہ لڑکا جب آپ ﷺ کے پاس آیا تو کافر تھا. محفلِ نبوی ﷺ سے واپس گیا تو اسلام کی دولت اور مؤذنِ کعبہ بن کر گیا۔ (واقعہ نمبر: ۲۳۸)

الغرض! اس قسم کے نامعلوم کتنے واقعات ہیں کہ کم سن بچے جن کو والدین اور ماحول تو اسلام کے مخالف ملے. لیکن انہوں نے صرف اس وجہ سے اسلام قبول کرلیا کہ محمد کریم ﷺ کا اچھا نمونہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان بچوں کی روح سعید تھی اس لیے قبولِ اسلام میں دیر نہ لگائی اور محبوبِ کائنات کے خادم بن گئے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۷ رسولِ انور ﷺ کے خُدّام بچے

خدمتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر فائز خوش نصیب نونہال (رضی اللہ عنہم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ

ال عمران : ۳۲

"اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے"

Marfat.com

Marfat.com

اطاعت رسول ﷺ ہر مسلمان پر لازم ہے، آپ کی خدمت پر جو مسلمان فائز ہوتے تھے وہ اس کے منتظر ہوتے تھے کہ کب حکم ہو اور ہم اطاعت کریں؟ یوں تو عہد نبوی ﷺ کا ہر مسلمان خادم رسول ﷺ تھا اور اب بھی ایک صاحب ایمان اپنے ایمان کی تکمیل ان ذمہ داریوں پر کاربند رہ کر ہی کر سکتا ہے، جو نبی مکرم علیہ السلام نے ہر کلمہ گو کے لیے ضروری قرار دی ہیں، عہدِ نبوی ﷺ میں خدمت حبیب ﷺ کا مفہوم یہ نہیں جو آج ہے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ خادمِ رسول ﷺ وہ ہے جو اعمال کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی ذاتی خدمت بھی کرتا ہو، مسواک، پانی، بستر، تکیہ لباس اور آنے والے مہمانوں کا خیال رکھنا وغیرہ، ان مقاصد کے لیے جہاں بارہ بڑے خدامِ خاص تھے، وہاں کچھ بچے بھی تھے، جنہیں ننھے خدام نبی ﷺ کہا جاتا تھا اس باب میں ان خوش قسمت بچوں کا ذکر ہے۔

۲۳۹۔ یہ ننھا انس آپ ﷺ کی خدمت کے لیے ہے:

صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر شخص خود، اس کے بچے، بچیاں اور جملہ اہلِ خانہ خدامِ رسول ﷺ میں شامل ہو جاتے تھے، تاہم بعض خوش قسمت بچے وہ تھے، جنہیں خدمت کے مواقع زیادہ ملے انہیں "خَادِمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ" لقب سے یاد کیا جاتا تھا جیسے، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَادِمُ رَسُولِ اللهِ ﷺ۔ (بخاری: باب ہجرۃ النبی ﷺ)

مدینہ منورہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے ورودِ مسعود کے تھوڑے ہی دنوں بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کا خادمِ خاص بننے کا شرف حاصل ہو گیا۔ اس وقت ان کی عمر

Marfat.com

صرف دس برس کی تھی۔اس سلسلے میں ایک روایت تو یہ ہے کہ انہیں ان کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں اور اپنے لختِ جگر کا ہاتھ پکڑ کر یوں عرض پیرا ہوئیں: "یارسول اللہ ﷺ یہ میرا بیٹا آپ ﷺ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ایک روایت میں ہے، اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: ھٰذا ابنی وھو غلام کاتب

(مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر ۱۲۲۷۳)

یہ میرا بچہ لکھنا پڑھنا بھی جانتا ہے اس سے آپ کسی بھی طرح خدمت لے سکتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس بچہ کو حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے پیش کرتے ہوئے کہا: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم ،سب نے ہی تحفے پیش کیے ہیں اور میں تو ابھی تک آپ ﷺ کو کوئی تحفہ پیش نہ کرسکی، وَانّی لَا اَقْدِرُ عَلٰی مَا اُتحِفُکَ بِہٖ اِلَّا ابْنِی ھٰذَا فَخُذْہُ" اور میں تحفے کی استطاعت بھی نہیں رکھتی البتہ یہ میرا انس حاضر ہے، آپ ﷺ کا خادم ہو گا۔" (مسند ابی یعلی الموصلی ،شریک عن انس رضی اللہ عنہ ،ج۶ ،ص ۳۰۶)

"حضور ﷺ نے اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے اس جذبہ صادقہ کی تحسین فرمائی، بچے کے سر پر دستِ شفقت رکھا، ان کے لیے دعائے خیر و برکت کی اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی خواہش کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس رکھ لیا۔تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے اِیماء پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر حضور ﷺ کی خدمت اِقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے پاس کوئی خادم نہیں ہے؟ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ کَیِّسٌ فَلْیَخْدِمْکَ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۰۰۷)

"یہ میرے ساتھ انس رضی اللہ عنہ ہے جو بڑا زیرک اور ہوشیار لڑکا ہے، یہ آپ ﷺ کی خدمت کرے گا" آپ ﷺ اس کو اپنا خادم بنا لیجیے"!

فوز و سعادت کے دس سال:

حضور ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمالی اور اسی دن سے نوعمر حضرت انس

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی سعادت کے اس دور کا آغاز ہوا جس میں ان کو مسلسل دس برس تک خیر البشر ﷺ کی نہ صرف والہانہ خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی بلکہ حضور ﷺ کے زیر سایہ تعلیم و تربیت پا کر وہ ایک مثالی مردِ مؤمن بھی بن گئے اور عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صف میں جگہ پائی۔

رسولِ کریم ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بہت محبت فرماتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے رسول کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی مجسم شفقت و رحمت تھی اس لیے اپنے شفیق و رحیم آقا ﷺ سے ان کو اس قدر عقیدت اور محبت ہو گئی تھی کہ ہر وقت آپ ﷺ پر جان نثاری کے لیے تیار رہتے تھے، اور ہر آن آپ ﷺ کی ہر نوع کی خدمت پر کمر بستہ رہتے تھے۔ بعض اوقات رات گئے تک حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے۔

حضور ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا!

مسند احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) میں ہے کہ ایک دن سیدنا انس رضی اللہ عنہ کاشانۂ نبوی ﷺ کے کاموں سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک جگہ لڑکے کھیل رہے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور تماشا دیکھنے لگے، اتنے میں سرورِ دو عالم ﷺ ادھر تشریف لائے۔ ایک اور روایت کے مطابق وہ خود فرماتے ہیں: فَخَرَجْتُ اِلٰی صِبْیَانٍ یَلْعَبُوْنَ (حضور ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا تھا، لیکن میں بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول ہو گیا، جب کافی دیر ہو گئی تو حضور ﷺ ان کی تلاش میں باہر تشریف لائے لڑکوں نے دور سے حضور ﷺ کو دیکھا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ گھبرا کر بھاگنے کے بجائے مؤدبانہ انداز میں وہیں کھڑے رہے۔ حضور ﷺ نے قریب تشریف لا کر سب بچوں کو سلام کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے لیے جانے کا حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب تک یہ کام کر کے واپس نہ آئے حضور ﷺ ایک دیوار کے سایہ تلے بیٹھ کر ان کا انتظار فرماتے رہے۔ (مسند احمد ۱۳۰۴۵)

Marfat.com

اس خدمت کی بجا آوری میں کافی دیر ہوگئی تھی، گھر پہنچے تو والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے تاخیر کا سبب پوچھا، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ایک کام میں مصروفیت کی وجہ سے دیر ہوگئی، حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا کام تھا؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، حضور ﷺ نے کسی کو بتلانے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اِحفَظ عَلیٰ رَسُولِ اللهِ ﷺ سِرَّہٗ " بیٹے! اللہ کے رسول ﷺ کی رازدارانہ بات کبھی کسی کو نہ بتانا" چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات تمام عمر اپنے نہاں خانۂ دل میں محفوظ رکھی اور کبھی کسی کو نہ بتایا کہ حضور ﷺ نے انہیں کس کام کے لیے بھیجا تھا؟ (مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۰۷۹)

یَا ذَاالاُذُنَینِ! (اے دو کانوں والے!):

حضرت انس رضی اللہ عنہ رحمت عالم ﷺ کی بے پایاں شفقت کے مورِد بن گئے تھے، حضور ﷺ کو ان سے بے انتہا پیار تھا اور آپ ﷺ کا سحابِ لطف و کرم ان پر جھوم جھوم کر برستا رہتا تھا، حضور ﷺ کبھی ان سے مزاحًا فرماتے: یَا ذَاالاُذُنَینِ! یعنی اے دو کانوں والے! (الاذکار النوویہ باب المزاح)

۲۴۰۔ آپ ﷺ کی ناز برداریاں کرنے والے:

لڑکپن سے آپ ﷺ کا ایک خدمت گذار لڑکا تھا اس کا نام "ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہا" تھا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ماں کی طرف سے بھائی تھے، ایمن کے والد صاحب کا نام عبید بن زید ہے، ان کی والدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے خاندان میں خدمت کرتی آرہی تھیں۔ جب حضور ﷺ اپنی امی جان کے ہمراہ مدینہ تشریف لے گئے، تو اُم ایمن رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے ساتھ تھیں، اس وجہ سے عین ممکن ہے کہ ان کے بیٹے ایمن رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ کا بچپن اکٹھے گزرے ہوں، ان کی امی کو حضور ﷺ بھی امی کہا کرتے تھے۔

(تہذیب التہذیب ج ۱۲، ص ۳۴۵)

اپنے شوہر عبید کی وفات کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا مکہ واپس آئیں تو حضور

Marfat.com

ﷺ نے ان کا نکاح اپنے محبوب صحابی اور منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ سے کر دیا۔ انکی صلب سے حِبّ النبی ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بعثت نبوی ﷺ کے اوائل ہی میں مشرف بہ اسلام ہوگئی تھیں، ان کے فرزند ایمن رضی اللہ عنہ نے تو ننھے محمد ﷺ کو خوب دیکھ رکھا تھا اس نے ماں کی پیروی کی اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ، قبولِ اسلام کے بعد ہر شخص خادمِ رسول ﷺ ہوتا ہے اور ایمن رضی اللہ عنہ تو حضور ﷺ کے بچپن سے خادم تھے کہ ان کی امی خادمہ رسول ﷺ تھیں، اس لیے ایمن رضی اللہ عنہ کو لڑکپن سے خدمتِ رسول ﷺ کا شرف مل گیا تھا، مکہ آ کر تو حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا نے اپنے فرزند حضرت ایمن رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ تمام اربابِ سیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ایمن رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی مطہرہ برداری کی خدمت انجام دیا کرتے تھے یعنی وہ طہارت کے لیے پانی وغیرہ حضور ﷺ کو دیا کرتے تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، الباب الثانی ذکر خدیجہ رضی اللہ عنہا ج ۱۱ ص ۴۱۴)

معلوم ہوا کہ جیسے حضرت زید رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی خادم رسول تھے۔

(الجوھرۃ فی نسب النبی واصحابہ ﷺ ج ۱ ص ۳۹۶)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہونے کی وجہ سے محبوب وخادمِ رسول ﷺ تھے، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا لقب بھی خادم رسول ﷺ تھا۔

(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ، سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲)

اور تیسرے ان کے قریبی رشتہ دار، حضرت ایمن رضی اللہ عنہ بھی خدام حبیب ﷺ میں شامل ہیں۔ (الجوھرۃ فی نسب النبی واصحابہ، باب فی خدمہ ﷺ ج ۱ ص ۳۹۵)

انہوں نے بچپن میں رسول خدا ﷺ کی ذاتی خدمات بڑے شوق و ذوق سے انجام دیں اور "خادمِ رسول ﷺ" لقب سے سرفراز ہوئے، بچپن کے اس خادم نے حنین کے واقعہ میں اس وقت بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہنا نصیب ہوا، جبکہ اچانک حملہ کی وجہ سے بڑے بڑے بہادر صحابہ بھی آپ ﷺ کے پاس نہ رہ سکے اور سراسیمگی کے عالم میں حضور ﷺ کو

Marfat.com

تلاش کرتے پھرتے تھے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہ، ایمن بن عبید الحبشی رضی اللہ عنہ)

۲۴۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ صُفّہ رضی اللہ عنہم کے خادم بچے:

نوعمر صحابی حضرت اسماء رضی اللہ عنہ بن حارثہ بن سعید بالغ ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہو کر مدینہ آئے وہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جو فتح مکہ سے پہلے مشرف باسلام ہوئے ان کا قبیلہ مدینہ سے کچھ فاصلہ پر رہتا تھا، انہوں نے فقر و فاقہ کو سینے سے لگا کر علم دین کا حصول لازم کرلیا تھا، یہ تنگ حال اور صاحبِ احتیاج طلبہ میں سے تھے، جن کا سہارا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہ تھا، اسماء رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی کے متعلق لکھا ہے کَانَا اَھْلُ الصُّفَّۃ وہ طلبہ صُفَّہ میں سے تھے، آپ نے انہیں اصحابِ صُفَّہ کے زُمرہ میں داخل فرما کر ان کے معاش کا انتظام فرما دیا تھا، ایسے لڑکے شب و روز آستانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑے رہتے تھے کہ حصولِ علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری ان کا مشغلۂ حیات تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو کاشانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے حاضر باش طالب علم تھے، فرماتے تھے:

مَا كُنْتُ اَرٰی اَسْمَاءَ وَهِنْدًا ابْنَیْ حَارِثَةَ اِلَّا خَادِمَيْنِ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طُوْلِ مُلَازَمَتِهِمَا بَابَهٗ وَخِدْمَتِهِمَا اِيَّاهُ

(الاستیعاب۔ذکر اسماء بن حارثۃ الاسلمی)

۲۴۲۔ آٹھ خدامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صُفّہ کے طالب علم بچے:

اسماء اور ہند بن حارثہ رضی اللہ عنہما اور ان کے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، ہر وقت آپ کے آستانہ پر حاضر رہتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری میں زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے قبیلہ بنی اسلم میں، ان ہی کے ذریعہ سے مذہبی احکام بھیجے جاتے تھے، چنانچہ عاشورہ کے روزہ کا حکم بھی یہی لیکر گئے تھے اکثر روایات میں حضرت اسماء اور ہند رضی اللہ عنہما دو

Marfat.com

بھائیوں کا ذکر خدامِ رسول ﷺ میں آتا ہے ایک روایت ہے کہ یہ دو بھائی نہیں بلکہ آٹھ بھائی چھوٹے بڑے سب ہی مدرسہ الصُفہ کے طلبہ اور خدامِ محبوبِ خدا ﷺ تھے ان کے نام یہ ہیں: اسماء، ہند، خراش، ذؤیب، حمران، فضالۃ، سلمہ اور مالک رضی اللہ عنہم۔

(اسد الغابہ ذکر ہند بن حارثہ، ابن سعد ج ۴ ص ۳۲۱)

اس ادارے کا ہر کارکن طالبِ علم اور خادمِ رسول ﷺ تھا، اس دارالتعلیم میں چھوٹے بچے بھی قرآنِ کریم پڑھتے تھے۔۔۔۔۔۔ یہ مدرسہ الصُّفّہ چھوٹے بڑے ۷۰ کے قریب طلبہ پر مشتمل تھا، یہ طلبہ تعداد میں کبھی ۷۰ سے بھی زیادہ بھی ہوتے تھے، بعض اوقات ۴۰۰ تک ہو گئے تھے، ان خوش قسمت طلبہ کو ''ضَیفُ مَسجِدِالنَّبی ﷺ'' کہا جاتا تھا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۵ ص ۲۴۳)

ان مہمانانِ گرامی کے قیام و طعام کا نظم سیدنا کریم محمد رسول اللہ ﷺ کے زیرِ انتظام تھا، جن بچوں کا ہم نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے، ان میں سے ہر ایک طلب علمی کے لحاظ سے اسی درسگاہ کا طالبعلم تھا، اور بعض وہ تھے جن کی تعلیم بھی صفہ پر تھی اور قیام و طعام بھی سُفرۂ محمدی ﷺ پر تھا، مثلاً: واثلہ رضی اللہ عنہ بن الاسقع جن کا ذکر آگے آرہا ہے، وہ خود بیان کرتے ہیں:

كُنَّا أَصْحَابُ الصُّفَّةِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ (صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۳۴۲)

ہم صُفہ والے مسجد نبوی ﷺ میں رہتے تھے۔ حضرت اسماء و ہند رضی اللہ عنہما بن الحارثہ اپنے آٹھ بھائیوں کے ساتھ بیعتِ رضوان میں شریک ہوئے، احد و بدر میں ان کی شرکت کا ذکر نہیں ہے، اس لیے قوی امید ہے کہ ان بھائیوں میں کچھ بھائی ضرور کم عمر ہونگے۔

اہلِ صُفّہ (خدام حبیب ﷺ) کے لیے ایک معجزہ:

اس معجزہ نبوی ﷺ کے وقت تیس طالب علم تھے، صُفہ کے ایک کم عمر طالب علم حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بن الاسقع فرماتے ہیں: کہ جب میرے طالب علم ساتھیوں کو بھوک نے ستایا تو انہوں نے (استاد محترم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ) کے پاس کسی کو بھیجنے کے لیے میرا

Marfat.com

انتخاب کیا میں سب سے چھوٹا تھا (اس لیے پردے کے گھر میں جانے کے لیے میرا جانا ہی مناسب تھا) میں نے جا کر آپ ﷺ سے (سب طلبہ) اصحابِ صفہ علیہم السلام کا حال کہہ سنایا (رسول اللہ ﷺ اپنے طلبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے) اور پوچھا کچھ کھانے کو ملے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: روٹی کا ایک ٹکڑا اور تھوڑا سا دودھ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ایتونی بِہٖ "وہ میرے پاس لے آؤ!" (جب دودھ اور روٹی کا ٹکڑا لایا گیا تو) آپ ﷺ نے روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اوپر سے دودھ ڈال کر سب کو ثرید کی طرح ملا دیا، اور مجھے فرمایا: یا واثلة! ادْعُ لی عَشَرَۃً مِنْ اَصْحَابِكَ واخلُفْ عَشَرَۃً "اے واثلہ رضی اللہ عنہ! دس کو بلاؤ اور دس (طلبہ) کو ابھی رہنے دو بعد میں بلانا!" چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، جب دس آگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِجْلِسُوا بِسْمِ اللہ "بیٹھو! اللہ کے نام سے کھانا شروع کرو!" جب کھانا شروع کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: درمیان میں سے نہ کھاؤ، دائیں بائیں سے کھاؤ، اس لیے کہ برکت درمیان میں اترتی ہے (سب سے چھوٹے طالب علم واثلہ رضی اللہ عنہ نے بڑے غور سے دیکھا اور بیان فرمایا کہ) صحابہ رضی اللہ عنہ کھاتے جا رہے تھے، ان کی انگلیوں کے نشانات کھانے میں جہاں لگتے تھے، وہاں مزید کھانا پیدا ہو جاتا تھا، یہ دس طلبہ سیر ہو گئے، تو میں دوسرے اور پھر تیسرے دس کو لے آیا، سب نے خوب کھایا اور ابھی تک کھانا بچا ہوا تھا۔ (المستدرک علی الصحیحین حدیث نمبر ۷۱۱۹، کتاب الاطعمہ، ج ۴، ص ۱۳۰، مختصر تاریخ دمشق ج ۱ ص ۲۰۲۰)

درج ذیل چند نکات سے یہ سمجھ آئے گا کہ صُفہ کے طلبہ میں چھوٹے بچے بھی شامل تھے۔ (۱) معجزے کا یہ واقعہ اور اس کے ساتھ گذشتہ واقعہ نمبر ۲۴۲ سے صاف معلوم ہوتا ہے، بچے بھی اہلِ صُفہ میں موجود ہوتے تھے۔ واقعہ نمبر ۲۴۲ میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی ہند رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے اور شب وروز تعلیم کے ساتھ ضروری خدمات بھی سرانجام دیتے تھے ان دونوں بھائیوں کا شمار خُدامِ نبوی ﷺ وخدامِ صُفہ میں ہوتا ہے (۳) باب نمبر ۱۱ میں ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سید دو عالم ﷺ سے حصولِ علم اور اسے آگے پہنچانے کے عمل کو بطورِ فخر بیان فرماتے تھے، ظاہر ہے انہوں نے اسی درس گاہ سے فیضِ علم لیا

Marfat.com

تھا۔(۴) آپ ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے ہی بعض بچوں نے قرآنِ کریم سیکھنا شروع کر دیا، آپ ﷺ مدینہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کا امتحان لیا۔ان سے قرآنِ کریم سن کر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے، صُفّہ قائم ہونے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔(صُفہ کے اس کم عمر طالب علم حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کا ذکر واقعہ نمبر ۲۴۵ پر بھی آرہا ہے)۔

۲۴۳۔سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

کم عمری میں ان کے ایمان لانے کا قصہ نمبر ۳۲۵ پر موجود ہے، دولتِ ایمان سے بہرہ ور ہونے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مکہ میں موجود ہر دوستی اور دیگر کاموں سے قطعاً لاتعلق ہو گئے اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو ہمہ تن رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا،اسی وجہ سے وہ خَادِمُ رسُولِ اللّٰہِ ﷺ سے معروف ہوئے۔(مناہل العرفان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۱۸۔الاعلام للذرکلی۔ابن مسعود)

اور ساتھ ہی بصد ذوق وشوق قرآنِ حکیم کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔رسولِ کریم ﷺ نے خود انہیں قرآن کریم پڑھایا تھا وہ کہا کرتے تھے: قرأتُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ سبعین سورۃً وَختمتُ القُرآنَ عَلٰی خَیرِ النَّاسِ عَلِیِّ بنِ ابی طَالِبٍ

(مجمع الزوائد، باب بشارتہ بالجنۃ حدیث نمبر ۱۴۶۸۱)

"میں نے حضور ﷺ سے ستر سورتیں پڑھیں اور بہترین انسان حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے قرآن مکمل کیا" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی زندگی میں ہی تعلیم دینا شروع کر دی تھی، طلبِ علمی کی اس فضیلت کے ساتھ ساتھ رسولِ پاک ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ عزت بھی دی کہ ان کو اپنا با اعتماد خادم خاص بنا لیا۔اور آپ ﷺ کا ہر کام کرتے تھے آپ ﷺ کے لیے مسواک اور پانی وغیرہ کا انتظام کرتے۔آپ ﷺ کے لیے بستر بچھاتے۔ آپ ﷺ کو نعلین وغیرہ پہناتے۔حضور ﷺ غسل فرماتے۔تو وہ پردہ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے، آپ ﷺ کو خواب سے بیدار کرتے، آپ ﷺ کو کہیں جانا ہوتا تو وہ عصاء لے کر

Marfat.com

آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے۔ان خدمات کی بنا پر وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں مختلف القاب سے مشہور تھے مثلاً: انہیں صَاحِبُ السَّوادِ وَالسِّواكِ، صاحِبُ الوِسَادَةِ، صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ کہا جاتا تھا۔(شرح الخلاتی ج ۱ص ۲۲۵)

۲۴۴۔حضرت اسلع بن شریک تمیمی رضی اللہ عنہ:

شریک بن عوف تمیمی کے فرزند تھے،ان کو نو عمری میں ہی آپ ﷺ کی خدمت کے لیے اہل خانہ نے وقف کر دیا تھا۔تمام اہلِ سیر نے ان کو خادم رسول اللہ ﷺ لقب سے یاد کیا ہے۔(دیکھیے! الاستیعاب،اسلع بن شریک الاعوجی رضی اللہ عنہ،نھایۃ الارب فی فنون الادب،ابو ذر الغفاری رضی اللہ عنہ)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مَوَاهِبُ اللَّدُنِيَّه میں حضرت اسلع بن شریک کا یہ بیان نقل کیا ہے:"كُنْتُ أُرَحِّلُ نَاقَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ""میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر کجاوہ باندھا کرتا تھا"ایک رات مجھے نہانے کی حاجت ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا ارادہ فرمایا،اس وقت مجھے نہایت تردد ہوا کہ میں بغیر غسل کجاوہ کیسے باندھوں؟ اگر ٹھنڈے پانی کے ساتھ نہاؤں،تو سردی سے مرجانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے اور یہ بھی گوارہ نہیں،کہ ایسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی پر باندھوں،مجبوراً میں نے ایک انصاری بھائی سے کہہ دیا کہ کجاوہ باندھے۔ پھر میں نے چند پتھر رکھ کر پانی گرم کیا اور نہا کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے جاملا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:اے اسلع رضی اللہ عنہ! کیا وجہ ہے،کجاوہ باندھنے کے تمہارے انداز کو میں بدلا ہوا پارہا ہوں؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے کجاوہ نہیں باندھا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کی: اس وقت مجھے نہانے کی حاجت تھی اور ٹھنڈے پانی سے نہانے میں جان کا خوف تھا۔اس لیے کسی اور کو کجاوہ باندھنے کے لیے کہہ دیا تھا۔اسد الغابہ میں ہے:"فَكَرِهْتُ اَنْ اُرَحِّلَ وَاَنَا جُنُبٌ۔""میں نے بغیر غسل آپ ﷺ کا کجاوہ باندھنا مناسب نہ جانا"(اسد الغابہ۔الاسلع رضی اللہ عنہ بن شریک)

Marfat.com

حضور ﷺ کے جنازہ میں شامل کون تھے؟

اس وقت آخری خدمت انجام دینے والے خدام میں سے اکثر حضرات وہی تو تھے، جو آپ ﷺ کی گود میں کھیلے تھے، یا ان سے آپ ﷺ نے پیار کیا تھا، اور انہوں نے بچپن میں آپ ﷺ سے تعلیم حاصل کی تھی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ ﷺ کے غلام "شقران" کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی غسل میں شریک ہوئے، جو حضور ﷺ کی تربیت میں جوان ہوئے، حضرت فضل اور قثم رضی اللہ عنہما (رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد) حضور ﷺ کی دعاؤں اور تربیت سے استفادہ کرنے والے ہیں اور دیکھیے یہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں، ادھر دیکھیں حضرت فضل اور قثم رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی کروٹ بدل رہے تھے۔ حضرت اسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما پانی بہا رہے تھے۔ (عیون الاثر: ج ۸ ص ۱۰۳)

اس کے بعد باری باری دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حجرہ شریفہ میں داخل ہو کر دعائیں پڑھیں، کوئی امام نہ تھا، سب سے پہلے آپ ﷺ کے خانوادہ (بنو ہاشم) نے جنازہ کی دعاء پڑھی۔ پھر مہاجرین رضی اللہ عنہم نے، پھر انصار رضی اللہ عنہم نے، پھر مردوں کے بعد عورتوں نے اور ان کے بعد بچوں نے بھی نمازِ جنازہ کے طور پر صلوۃ وسلام اور دعائیں پڑھیں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۵۶۴)

۲۴۵۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بن الاسقع بن کعب:

تیرہ سال کی عمر میں نبیٔ اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، پھر درِ نبی ﷺ کے ہو رہے، اور مساکین صُفہ میں شمار کیے جاتے تھے۔ (معرفۃ الصحابہ لابی نعیم ذکر واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ)

صُفہ میں ان کی شرکت کا واقعہ نمبر ۲۴۲ کے ضمن میں آچکا ہے، اس وقت وہ صُفہ میں کم عمر شمار ہوتے تھے، حضرت واثلہ کا لقب خاص بھی خَادِمُ رَسُولِ اللہ تھا۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال، معروف بن عبداللہ الخیاط، ج ۸ ص ۳۵)

Marfat.com

۲۴۶۔ حضرت جندرۃ بن خیشنۃ الکنانی رضی اللہ عنہ:

وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میرے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں ہے کہ میں یتیم لڑکا تھا اور اپنے والد اور خالہ کے پاس رہتا تھا لیکن اکثر خالہ کے ہاں رہتا تھا، میں اپنی بکریاں چراتا تھا، خالہ مجھے اکثر کہا کرتی تھیں: اے بیٹا! اس شخص (نبی کریم ﷺ) کے پاس مت جاؤ، وہ تمہیں گمراہ کر دے گا، (ماں کے روکنے کی وجہ سے مجھے شوق ہوا کہ نبی علیہ السلام سے ملوں) میں بکریاں لے کر گھر سے نکل جاتا اور چراگاہ میں آجاتا تھا ایک دن چراگاہ میں بکریاں چھوڑ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ ﷺ کی باتیں سنتا رہا، (اب تو میری توجہ کا مرکز صرف حضور ﷺ تھے اور بکریوں سے توجہ ہٹ گئی تھی اور بکریاں بھوکی رہنے لگیں) میں جب شام کو کمزور اور دودھ سے خالی تھنوں والی بکریاں لے کر واپس لوٹ جاتا تو خالہ کہتیں: تیری بکریوں کو کیا ہوا، ان کے تھن سوکھے ہوئے ہیں؟ میں کہتا: مجھے نہیں پتہ! حسب معلوم ایک دن میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس دن میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَاجِرُوا وَتَمَسَّكُوا بِالْإِسْلَامِ فَإِنَّ الْهِجْرَةَ لَا تَنْقَطِعُ مَا دَامَ الْجِهَادُ ''اے لوگو! ہجرت کرلو اور اسلام پر ثابت قدم رہو، بلاشبہ ہجرت کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہونے پائے گا، جب تک جہاد باقی ہے''

میں تین دن تک خدمتِ حبیب ﷺ میں آتا رہا، مجھے آپ ﷺ کی باتیں بہت بھلی اور سچی لگتی تھیں، بالآخر میں مسلمان ہو گیا، اور میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت بھی کی اور (عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں روزانہ آپ ﷺ کے پاس آجاتا ہوں اور جب بھوکی بکریاں گھر جاتی ہیں تو میری خالہ ناراض ہوتی ہیں، اس لیے میری بکریوں کے لیے دعا فرمائیں!) آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی بکریاں میرے پاس لاؤ! میں لے کر حاضر ہو گیا، آپ ﷺ نے بکریوں کے تھنوں اور ان کی پشتوں پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی، بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے، اور وہ انتہائی صحت مند ہو گئیں (میں خوش خوش گھر گیا)

Marfat.com

میری خالہ بکریوں کو دیکھ کر حیران ہوگئیں، بولیں: بیٹا! بکریاں اس جگہ چرایا کرو جہاں آج چرائی ہیں، میں نے کہا: خالہ جی! بکریاں تو وہیں چرتی ہیں اصل بات کچھ اور ہے، پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کی ساری باتیں اور ان کی دعائے برکت کے اثرات سے خالہ کو آگاہ کیا (میری والدہ اور خالہ کا بھی دل چاہا کہ وہ حضور ﷺ سے ملیں) چنانچہ میں انہیں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا، آپ ﷺ کی باتیں سنیں اور مسلمان ہو گئیں۔ میری امی اور خالہ نے کہا: ہم نے آج تک ایسا خوبصورت، نرم کلام اور صاف ستھرا انسان نہیں دیکھا، ان کے منہ سے نور نکل رہا تھا، حضرت جندرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ اور امی کے ساتھ مدینہ کی ہجرت کی اور صُفّہ والوں میں شامل ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ ان کے لباس کا بھی خیال رکھتے تھے، فرماتے ہیں: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک ٹوپی دی اور فرمایا: اَلْبِسْهُ "اسے پہن لو" حضرت جندرہ رضی اللہ عنہ اپنی کنیت ابو قرصافہ سے معروف ہوئے۔

(الطبرانی الکبیر: حدیث نمبر ۲۴۵۷)

ایک دفعہ اپنے چھوٹے بھائی کو حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے وہ لڑکا بہت چھوٹا تھا، نبی اکرم ﷺ نے بچے کا نام پوچھا: عرض کی! مِیْسَم، فرمایا: بَلِ اسْمُهٗ مُسْلِمٌ "اس کا نام مسلم ہے" ابو قُرصافہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: مُسْلِمٌ مَّعَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ بچہ "مسلم ہے" یعنی آپ ﷺ کے اسلام کو قبول کرنے والا ہے۔

(الطبرانی الکبیر: حدیث نمبر ۲۴۵۲)

ان کے چھوٹے بھائی کا مکمل نام "حضرت مسلم بن الخیثنہ الکنانی ہے۔

(رواہ الطبرانی عن ابی قرصافہ، کنز العمال: حدیث نمبر ۳۷۵۸۱، تہذیب التہذیب، جندرہ)

خلاصۃُ الباب

قارئین! ہمارے نبی مکرم ﷺ کی خدمت و نصرت کے لیے اللہ کے حکم سے آسمان کے فرشتے اترتے تھے، اس کے باوجود بعض بندگانِ خاص کو خدمت کے مواقع میسر

Marfat.com

آئے ان خدمت گزارانِ نبی ﷺ میں کچھ بچے بھی شامل تھے، اس خصوصی تعلق کی وجہ سے انہیں بہت سے انعامات سے نوازا گیا۔ ان خوش قسمت بچوں میں سے۔

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے دس سال اور حضرت ایمن رضی اللہ عنہ نے ایک بڑا عرصہ خدمت کی۔ اس عرصے میں دعائیں بھی لیں اور انعامات سے نوازے گئے۔

(واقعہ نمبر: ۲۳۹، ۲۴۰)

☆ جو بچے خدام حبیب ﷺ تھے وہ تعلیم کے لیے درسگاہ نبوی ﷺ کی زینت بھی تھے۔ (واقعہ نمبر: ۲۴۱، ۲۴۲)

☆ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو بہت بڑے صاحب علم ہوئے ہیں وہ ایمان لاتے ہی خادمِ رسول اللہ ﷺ بن گئے تھے۔ (واقعہ نمبر: ۲۴۳)

☆ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسلع رضی اللہ عنہ کو ان کے والدین نے خدمتِ حبیب ﷺ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ (واقعہ نمبر: ۲۴۴، ۲۴۵)

☆ بچوں کو حضور ﷺ سے تعلق کی بناء پر یہ درجہ ملا کہ آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں اکثر وہی صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ جنہوں نے بچپن میں حضور ﷺ سے سچی محبت کی تھی۔

(واقعہ نمبر: ۲۴۴)

☆ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے سچے خادم تھے اور حضرت جندرہ رضی اللہ عنہ بکریاں چراتے تھے، جب حضور ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کے ہی ہو رہے اور اپنی زندگی کا مقصد خدمتِ رسول ﷺ بنا لیا۔ (واقعہ نمبر: ۲۴۵، ۲۴۶)

Marfat.com

باب ۱۸ مجالسِ نبویہ ﷺ اور جنت مکانی بچے

جنتِ ارضی پر آسمانی جنت کے مہمان بچّوں کا تذکرہ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ

الطور : ۲۴

"اور خدمت گار لڑکے (جو ایسے ہوں گے) جیسے چھپائے ہوئے موتی، ان کے آس پاس پھریں گے"

Marfat.com

Marfat.com

اس آیت میں جنتی بچوں کا ذکر ہے بعض اوقات ان بچوں کا ذکر محفل نبوی ﷺ میں بھی ہوتا تھا اور حضور ﷺ کی محفل کسی جنت سے کم نہ تھی، اس زمینی بہشت پر آسمانی جنت کے بچوں کے ذکر کو ایک الگ باب کی شکل دے دی گئی ہے، اسلام کی تعلیمات میں انسانیت نوازی کا عنصر غالب ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مرنے والوں کے حقوق کفن دفن، جنازہ اور استغفار کے ذریعے ان کی خدمت کرنے کی ترغیب بھی دی ہے اور مرنے والے بچوں کے متعلق ایسا تاثر دیا ہے، کہ والدین کو ان کی موت پر بھی صبر آجاتا ہے۔

۲۴۷۔ مرحوم بچے جنت میں:

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی میں ہی آپ ﷺ کے عزیز بچے رخصت ہوئے تو آپ ﷺ نے صبر و استقامت کا دامن نہیں چھوڑا، آپ ﷺ کے اعزہ میں سے ایک بچی فوت ہوئی، تو اس وقت آپ ﷺ نے تمام والدین کو سبق دیتے ہوئے آواز سے پڑھا:

"لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰہِ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی"

(مسند احمد، حدیث نمبر ۲۱۸۲۴)

"جو لے لیا وہ بھی اللہ کا اور جو دیا وہ بھی (ہمارا نہیں) اللہ ہی کا ہے، ہر چیز کے لیے اللہ کا ایک وقت مقرر ہے (اس سے زیادہ وہ بچی اس دنیا میں نہیں رہ سکتی تھی)"، نبی مکرم ﷺ کا یہ انداز کلام مرحوم بچوں کے اعزہ کے لیے تسلی کا سامان ہے، تاکہ والدین بچے کی جدائی

Marfat.com

کو بھی باعثِ رحمت سمجھیں اور امید رکھیں کہ بچہ ہمیں جنت میں لے جائے گا۔ اس طرح اس سے دلی تعلق بھی رہے، اللہ سے امید بھی رہے اور انسان خود بھی مرنے کے بعد کی تیاری کرتا رہے اور آخرت کی یاد اس طرح رکھے کہ مرنا ہے، مر کر بچے سے بھی ملنا ہے۔

معاویہ بن قرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ جب مجلس میں بیٹھتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گرد حلقہ بنا لیتے تھے۔ ان میں ایک آدمی تھا، جس کے ساتھ اس کا چھوٹا بیٹا ہوتا تھا، جو اس کے پیچھے آجاتا (اور محفلِ نبوی ﷺ میں اپنے ابو کیساتھ بیٹھ جاتا تھا) وہ بچہ فوت ہوگیا اور وہ آدمی حلقۂ رسول ﷺ سے غیر حاضر اور اپنے بیٹے کی یاد میں غمگین رہنے لگا۔ حضور ﷺ نے اسے غیر حاضر پایا تو پوچھا: کیا بات ہے وہ آج کل نظر کیوں نہیں آتا؟ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے، اسی کو یاد کرتا رہتا ہے، اسی کے غم کی وجہ سے نہیں آتا۔ حضور ﷺ اس کے گھر خود جا کر اس سے ملے، اس سے تعزیت کی اور فرمایا: ''اے فلانے! دو باتوں میں سے کون سی بات آپ کو زیادہ پسند ہے؟ (۱) تو عمر بھر اس بچہ سے فائدہ اٹھائے (وہ تیری خدمت کرے) (۲) یا یہ کہ تم جب جنت کے دروازے پر جاؤ، تو جس دروازے پر جاؤ، تم دیکھو کہ وہ تم سے پہلے وہاں موجود ہے۔ اور وہ تمہارے لیے جنت کا دروازہ کھولے (جس میں سے تمہیں داخل ہونا ہے)'' میں نے کہا کہ: ''یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ! لَا بَلْ یَسْبُقُنِی اِلٰی اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ اَحَبُّ اِلَیَّ.'' ''اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے تو یہی پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت کے دروازے پر ہو'' حضور ﷺ نے فرمایا: فَذَاكَ لَكَ: ''یہی بات ہے تیرے لیے'' چنانچہ انصار رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا یہ بات صرف اسی شخص کے لیے ہے یا سب کیلیے (کہ مسلمانوں میں سے جس کے بھی بچے فوت ہو جائیں اسے بھی اجر ملے گا؟) فرمایا: بَلْ مَنْ هَلَكَ لَهٗ طِفْلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ''(یہ اس شخص کیلیے تو ہے ہی) اور مسلمانوں میں سے ہر وہ شخص جس کے بچے ہلاک ہو جائیں، اس کے لیے بھی ہے''۔ (شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب)

Marfat.com

۲۴۸۔ جنت کے مکین بچے جہنم سے بچانے کا ذریعہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں اپنا ایک بیمار بچہ لے کر حاضر ہوئی اور کہنے لگی:

يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ لَهُ فَقَدْ دَفَنْتُ ثَلَاثَةً

''یارسول اللہ ﷺ! اس (کی زندگی) کے لیے دعاء فرمادیجئے کہ میں اس سے پہلے اپنے تین بچے دفنا چکی ہوں۔''

فَقَالَ لَقَدِ احْتَظَرْتِ بِحِظَارٍ شَدِيدٍ مِّنَ النَّارِ.....

نبی ﷺ نے فرمایا: ''پھر تو تم نے جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو خوب بچالیا''

(مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۹۴۲۷)

جنتی بچے والدین کو ساتھ لے جائیں گے:

حضور ﷺ کی محفل مبارکہ میں مرنے والے بچوں کا دلنشیں انداز میں تذکرہ ہوتا تھا، تو مرنے والے بچوں اور ان پر صبر کرنے والوں پر رشک آتا تھا، آپ ﷺ کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا، مثلاً: ایک عظیم تابعی ابواحسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہاں رکا، میرے دو بیٹے فوت ہو گئے تھے، جن کا مجھے بہت غم تھا، میں نے ان سے عرض کی: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ خَلِيلِكَ شَيْئًا نُطَيِّبُ بِأَنْفُسِنَا عَنْ مَّوْتَانَا...؟

''کیا آپ نے اپنے خلیل ﷺ سے کوئی ایسی حدیث سنی ہے، جو ہمیں اپنے (مردہ بچوں) کے حوالے سے خوش کردے؟'' انہوں نے کہا: ہاں میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: صِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ ''لوگوں کے چھوٹے بچے (جو بچپن ہی میں فوت ہو جائیں) جنت کے ستون ہوتے ہیں' جب ان میں سے کوئی بچہ اپنے والدین سے ملے گا تو ان کے کپڑے کا کنارہ پکڑے گا، جیسے میں نے تمہارے کپڑے کا کنارہ پکڑا ہوا ہے، اور اس وقت تک ان سے جدا نہ ہوگا، جب تک اللہ اسے اور اس کے

Marfat.com

ماں باپ کو جنت میں داخل نہ کر دے۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۱۰۲۶۸)

سبحان اللہ! حضرت ابو احسان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کا انداز کیا خوب اختیار کیا ہے پوچھتے ہیں: هَلْ سَمِعْتَ مِنْ خليلك ؟ ''کیا تم نے اپنے خلیل ﷺ سے سنا؟'' اس اندازِ سوال کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی حدیث بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ کو اپنا خلیل (دلی دوست) ہی کہا کرتے تھے مثلاً: حَدَّثَنِي خَلِيْلِي الصَّادِقِ ''مجھ سے میرے سچے خلیل نے بیان کیا۔'' (مسند احمد حدیث نمبر ۸۸۰۹)

اَوْصَانِي خَلِيْلِي صلى الله عليه وسلم ''مجھے میرے دلی دوست (محمد ﷺ) نے یہ وصیت فرمائی۔'' (مسند احمد حدیث نمبر ۸۵۵۵)

۲۴۹۔ جنت کے باسی بچے کے والد سے چند باتیں:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا، تو محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ تعزیت نامہ لکھوایا: ''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے نام: سَلَامٌ عَلَيْكَ! میں پہلے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں (بعد ازاں) دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس صدمہ پر اجرِ عظیم دے، اور تمہارے دل کو صبر عطا فرمائے، اور ہم کو اور تم کو نعمتوں پر شکر کی توفیق دے حقیقت یہ ہے: فَإِنَّ أَنْفُسَنَا وَأَمْوَالَنَا وَأَهْلَنَا وَأَوْلَادَنَا مِنْ مَوَاهِبِ اللهِ الْهَنِيْئَةِ ''ہماری جانیں، مال، ہمارے اہل و عیال اور ہمارے یہ بچے، یہ سب اللہ تعالیٰ کے مبارک عطیے اور اس کی سپرد کی ہوئی امانتیں ہیں (اس اصول کے مطابق تمہارا لڑکا بھی تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھا)۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا خوشی اور عیش کے ساتھ تم کو اس سے نفع اٹھانے اور جی بہلانے کا موقع دیا اور جب اس کی مشیت ہوئی اپنی اس امانت کو تم سے واپس لے لیا، وہ تم کو اس کا بڑا اجر دینے والا ہے، اللہ کی خاص نوازش اور اس کی رحمت اور اس کی طرف سے ہدایت (کی تم کو بشارت ہے) اگر تم نے ثواب اور رضاءِ الٰہی کی نیت سے صبر کیا، بس اے

Marfat.com

معاذ! صبر کرو اور ایسا نہ ہو کہ جزع، فزع تمہارے قیمتی اجر کو غارت کر دے اور پھر تمہیں ندامت ہو (کہ صدمہ بھی پہنچا اور اجر سے بھی محرومی رہی) اور یقین رکھو کہ جزع، فزع سے کوئی مرنے والا واپس نہیں آتا اور نہ اس سے رنج وغم دور ہوتا ہے، اور اللہ کی طرف سے جو حکم اترتا ہے، وہ ہو کر رہنے والا ہے، بلکہ یقینا ہو چکا ہے۔ والسّلام‘‘

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۶۷۴۰، ج ۱۵، ص ۸۰)

۲۵۰۔ایک کم سن کی تمنائے شہادت اور جنت میں جانے کا شوق:

جنگ بدر میں ساٹھ مہاجر اور باقی انصار تھے، لشکرِ اسلام میں کچھ کمسن بچے بھی شامل ہو گئے تھے، جو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا چاہتے تھے۔ حضور ﷺ نے شہر سے باہر نکل کر فوج کا جائزہ لیا تو ان بچوں کو واپس جانے کا حکم دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص بھی ان بچوں کے ساتھ آئے تھے، حضور ﷺ نے ان کو بھی واپس جانے کا حکم دیا۔ عمیر رضی اللہ عنہ کو جنگ میں حصہ لینے کا اس قدر شوق تھا کہ حضور ﷺ کا حکم سن کر بے اختیار رونے لگے۔

سرورِ کائنات ﷺ ان کے جذبہ اخلاص سے بے حد متاثر ہوئے اور ان کو نہ صرف جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دے دی بلکہ اپنی تلوار بھی انہیں عنایت فرمائی، اس عطیہ نبوی ﷺ کو دیکھ کر شوقِ شہادت کو مزید شہہ مل گئی۔

(اسد الغابہ تذکرہ عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۸۷۶)

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو اسی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے رتبہ شہادت پر فائز کیا۔ اس کمسن مجاہد کو شہید کرنے والا کوئی معمولی آدمی نہیں تھا بلکہ قریش کا نامی بہادر ’’عمرو بن عبد وُد‘‘ تھا، جو ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا۔ عمیر رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کی لڑائی سے پہلے جب لشکرِ اسلام تیاری کر رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا مالک یا اخی! عمیر رضی اللہ عنہ کیا بات ہے تم کیوں مضطربانہ چھپتے پھرتے ہو؟‘‘ کہنے لگا:

Marfat.com

اَخَافُ اَنْ یَسْتَصْغِرَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ فَیَرُدَّنِی وَاَنَا اُحِبُّ الْخُرُوْجَ:

''بھائی جان! میری عمر کم ہے اس لیے ڈرتا ہوں کہ کہیں رسول اکرم ﷺ مجھے لڑائی میں حصہ لینے سے روک دیں'' میری دلی تمنا ہے کہ اس لڑائی میں ضرور شرکت کروں:

لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یَّرْزُقَنِی الشَّھَادَۃَ!

''شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت دے ہی دیں۔'' (اسد الغابہ تذکرۂ عمیر۔ ج ا ص ۸۷۶)

جب حضور ﷺ نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو عمیر رضی اللہ عنہ کا خدشہ درست ثابت ہوا۔ حضور ﷺ نے ان کی کم عمری کی وجہ سے واپس جانے کا حکم دیا، عمیر رضی اللہ عنہ رونے لگے، حضور ﷺ کو ان کے شوق اور رونے کا حال معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو لڑائی میں شریک ہونے کی اجازت دے دی، چنانچہ وہ لڑائی میں شریک ہوئے اور اللہ نے ان کی دوسری تمنا بھی پوری کر دی'' یعنی وہ اسی لڑائی میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔''

۲۵۱۔ عمر کم پائی اور جنت بڑی پائی:

سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ننھے مجاہد عمیر رضی اللہ عنہ کے چھوٹے ہونے اور تلوار کے بڑا ہونے کی وجہ سے میں اس کے تسموں میں گرہیں لگاتا تھا تاکہ اونچی ہو جائے۔ سیدنا حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے ۱۴ سال کی عمر میں مدینہ کی ہجرت فرمائی، انہوں نے مکہ میں کم سنی میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس طرح وہ نہایت کم عمری میں اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ قرآنی لقب کے مستحق قرار پائے، اور اَلْمُھَاجِرُ آسمانی لقب سے نوازے گئے۔ اور جس طرح ان کے بھائی سعد رضی اللہ عنہ نے عشرہ مبشرہ میں بلند شان کے حامل ہیں، اسی طرح عمیر رضی اللہ عنہ نے چھوٹے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بلند درجہ پایا۔ لکھا ہے:

فَقُتِلَ وَھُوَ ابْنُ سِتَّ عَشَرَۃَ سَنَۃً

''حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے سولہ سال کی عمر میں شہادت پائی۔''

(الاصابۃ فی تمییز الصَّحَابَۃ رضی اللہ عنہ۔ ذکر من اسمہٖ عُمیر ج ۴ ص ۷۲۵)

Marfat.com

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَسْلَمَ قَدِیْمًا وَشَہِدَ بَدْرًا ''حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام اور حاضرین بدر میں شامل ہیں'' اس عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ عمیر رضی اللہ عنہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ قرآنی لقب کے مصداق بچوں میں شامل تھے۔

خلاصۃ الباب

قارئین مکرم! اسلام کیا خوب مذہب ہے، اس کے پیغمبر ﷺ نے انسانیت کے ساتھ تعلق ومحبت میں ایسے اصول اور ایسی داستانیں رقم کی ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد ایسی الفت والی زندگی کسی نے نہ پیش کی اور نہ کوئی کرے گا۔ تمام تہذیبوں میں قبر کی دہلیز کے بعد سب تعلقات ختم ہو جاتے ہیں، لیکن محمد کریم ﷺ حکم دیتے ہیں:

- ☆ عورت خاوند کا سوگ کرے۔
- ☆ سب اعزہ میت کے اہل خانہ کا خیال رکھیں۔
- ☆ یتیم اور بیوہ محروم نہ رہیں۔
- ☆ ایصالِ ثواب اور دعاؤں کا سلسلہ میت کے لیے جاری رہے اسی طرح آپ ﷺ نے مرنے والے بچوں کو جنت مکانی قرار دیا۔

(حدیث کے حوالہ کے لیے دیکھیے واقعہ نمبر: ۲۴۷، ۲۴۸)

- ☆ ان کے ماں باپ کو تسلیاں دیں۔ (واقعہ نمبر: ۲۵۱)
- ☆ بچوں کو یاد رکھنے کے لیے فرمایا: کہ بچے تمہیں جنت کے دروازوں پہ ملیں گے۔

(واقعہ نمبر: ۲۴۸)

- ☆ ایک جنتی بچے کی باتیں دربار رسالت ﷺ میں کی گئیں۔ (واقعہ نمبر: ۲۴۹)

اس طرح کونسا مسلمان ہے جو مرنے والے بچوں کو بھول جائے وہ صبر بھی اسی لیے کرتا ہے کہ اس عمل کی برکت سے بچے سے ملاقات ہوگی۔ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو بچے کی امی اُم المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد

Marfat.com

فرمایا:

"إِنَّ لَهُ مُرْضِعَةً تُتِمُّ رِضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ"

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر حضور رسول ﷺ حلم قریش ج۱، ص۱۱۵)

"(تم اتنے فکر مند کیوں ہو؟) تمہارے بچے کے لیے جنت میں دایہ ہے جو اسے جنت (کے خوبصورت مکانوں) میں دودھ پلائے گی" میت اگر بچہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے صابر و شاکر والدین کے لیے فرشتوں سے فرماتے ہیں:

ابْنُوا لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔ (مسند احمد: حدیث نمبر ۱۹۷۴۰)

"اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس گھر کا نام "بیتُ الحمد" رکھ دو!"

دیکھیے! محبوب خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ بچوں کی موت بھی تمہارے لیے صدقۂ جاریہ ہے، اسے بھی بے فائدہ نہ کہو، وہ مرکر اس سے کہیں زیادہ فائدہ دیتے ہیں، جتنا کہ دنیا میں تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور ثابت ہوتے ہیں۔

Marfat.com

باب ۱۹ جہاد اور ہجرت میں بچوں کا کردار

عہدِ نبوی ﷺ کے کم عمر جانثاروں رضی اللہ عنہم کے واقعات۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

البقرۃ : ۲۱۸

"جو لوگ ایمان لائے اور خدا کے لئے وطن چھوڑ گئے اور

(کفار سے) جنگ کرتے رہے وہی خدا کی رحمت کے امیدوار

ہیں۔ اور خدا بخشنے والا (اور) رحمت کرنے والا ہے"

Marfat.com

Marfat.com

سورۃ البقرہ: آیت نمبر ۲۱۸ کی روشنی میں ایمان، ہجرت اور جہاد رحمتِ الٰہی کی امید کی بنیادی ضروریات ہیں، عہد نبوی کے بچے ان تینوں کے حصول میں کوشاں نظر آتے ہیں اور یہ اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ کے بعض بچے جنہیں نہ جنت کی لذتوں کا علم ہے اور نہ دوزخ کی آگ کا ڈر، پھر بھی وہ نماز، قتال اور ہر کارِ خیر میں نمایاں نظر آتے ہیں، اس باب میں چند مجاہد بچوں کا ذکر ہے۔

۲۵۱۔ بچے دارُالامتحان میں (قربانیوں کا پہلا مرحلہ) حبسِ بے جا:

اسلام کی ابتداء میں مسلمانوں پر جو ابتلاء و آزمائشیں اور امتحانات آئے، ان میں بچے بھی شریک رہتے تھے، ہجرت، جہاد، بھوک، سردی، گرمی، جلاوطنی اور مار پیٹ، غرض کونسا وہ منظر ہے جس میں اللہ کی یہ معصوم مخلوق نظر نہ آئی ہو؟ کفارِ مکہ نے جب مسلمانوں کو شعب ابی طالب (گھاٹی) میں بند کر دیا تھا، اور ایک دن تو ظلم کی انتہاء کر دی کہ مشرکین مکہ نے یکم محرم ۷ھ بعثت کو شعب ابی طالب کا محاصرہ کر لیا اور اس میں اتنی سختی برتی کہ کھانے پینے کی کوئی چیز محصورین تک نہ پہنچ سکی۔ باہر سے اگر کوئی سوداگر غلہ فروخت کرنے کے لیے لاتا، تو اس سے ایک ایک دانہ خرید کر قابو میں کر لیتے، تاکہ اسے محصورین نہ خرید سکیں، اس مشکل دور میں بھی بچے آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔

بنو ہاشم اور بنو مطلب کے یہ بچے جب بھوک سے بے تاب ہو کر روتے تو سنگ دل مشرکین ان کی آوازیں سُن سُن کر خوش ہوتے تھے۔ عورتوں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو گیا

Marfat.com

تھا، ان کے منہ میں کئی کئی دن تک ایک کھیل بھی اڑ کر نہ جاتی تھی، اگر کبھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا دوسرے غیر ہاشمی جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم چوری چھپے جان جوکھوں میں ڈال کر کوئی چیز شعب ابی طالب میں پہنچاتے تو اس کی مقدار اتنی قلیل ہوتی کہ چند دن بھی ساتھ نہ دیتی۔ چنانچہ بے کس محصورین بزرگ، عورتیں اور بچے درختوں اور جھاڑیوں کی پتیاں اُبال اُبال کر اپنا پیٹ بھرتے تھے۔

غرض بنو ہاشم اور بنو مُطلب مسلسل تین برس تک شعب ابی طالب میں زہرہ گداز اور حوصلہ فرسا مصائب و آلام کا شکار رہے، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی کم عمری میں مصیبت کا یہ زمانہ اپنے عظیم المرتبت والدین اور دوسرے اعزہ و اقارب کے ساتھ محصوری میں گزارا، اور تمام سختیاں صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو اسی گھاٹی میں پیدا ہوئے اور حضور ﷺ نے ان کے منہ میں اپنا لعابِ مبارک گھٹی کے طور پہ ڈالا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب نبی کریم ﷺ شعب ابی طالب میں نظر بند تھے، تو آپ ﷺ کے پاس میرے والدِ محترم آئے اور عرض کی: ”اے محمد ﷺ! میں اُم فضل (اپنی بیوی) کو حاملہ دیکھ رہا ہوں“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَعَلَّ اللهَ اَنْ یَقَرَّ اَعْیُنُکُمْ ”ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ (نیک اولاد کے ذریعے) تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے“ (مزید فرماتے ہیں کہ جب میں پیدا ہوا تو) میرے والد مجھے ایک کپڑے میں لپیٹ کر نبی ﷺ کی خدمت میں لائے، آپ ﷺ نے اپنے لعاب مبارک سے مجھے گھٹی دی۔

(کنز العمال، حدیث نمبر ۳۷۱۹۶، بحوالہ ابن عساکر)

قارئین کرام! یہ حبر الاُمت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو اپنی ولادت کا وہ واقعہ خود بیان فرما رہے ہیں، جو انہوں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اس لعاب مبارک کا اثر ہمیشہ غالب رہا اور وہ اس امت کے علمی و عالمی راہنما ثابت ہوئے۔

۲۵۲۔ حبشہ اور مدینہ طیبہ کی ہجرت (قربانیوں کا دوسرا مرحلہ):

اسلام کی سربلندی کے لیے قربانیوں کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں ملتا جس میں بچوں کا

Marfat.com

حصہ نہ ہو، ہجرت حبشہ اولیٰ ہو، یا ہجرتِ مدینہ، صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کے بچے بھی نظر آتے ہیں، وہ بھوک، پیاس، سفری تکالیف اور کفار کے ظلم وستم کا نشانہ بھی بنتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ ہم اپنے بزرگوں کے ساتھ غزوۂ احزاب کے سال قریش کے ساتھ نکلے تھے، میں اپنے بھائی حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور ہمارے ساتھ ہمارے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بھی تھے، جب ہم "عروج" پہنچے تو راستہ بھول گئے۔ اور "رکوبہ گھاٹی" کے بجائے "جنجاثہ" چلے گئے، یہاں تک کہ ہم قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے ہاں آنکلے اور پھر (وہاں سے راستہ پوچھتے پوچھتے) مدینہ پہنچ گئے، اور ہم حضور ﷺ کو ایسے وقت میں ملے کہ غزوۂ خندق کی تیاریاں جاری تھیں، اس وقت میری عمر آٹھ سال تھی اور میرے بھائی کی عمر تیرہ سال تھی۔ (حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، ج ا، ص ۲۹۵)

۲۵۳۔ ایک ننھا مہاجر راہِ خدا میں جس کا ہاتھ ٹوٹ گیا:

اسلام اپنی روشنی دے رہا تھا، لوگ آہستہ آہستہ پرچم اسلام کے سایہ تلے جگہ پا رہے تھے، جوں جوں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جاتی تھی، کفار بھی اپنی ایذاء رسانیوں میں اضافہ کرتے جاتے تھے، جب ان کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اجازت دے دی کہ جو شخص اپنے دین اور جان کے بچاؤ کے لیے ہجرت کرنا چاہے، وہ اپنے بچوں سمیت حبش چلا جائے، جہاں ایک نیک دل بادشاہ کی حکومت تھی۔ پھر مدینہ جانے کی اجازت مل گئی، جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا قصد کیا۔ ان کی گود میں ایک ننھا سا خوبصورت بچہ تھا، اسی بچے کی نسبت سے ماں باپ کے نام ابو سلمہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما تھے، بچے سمیت دونوں نے ہجرت کا ارادہ کرلیا، ابھی چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان "بنو مُغیرہ" کو پتہ چلا تو انہوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تم جاسکتے ہو لیکن ہماری لڑکی تمہارے ساتھ نہیں جاسکتی، یہ کہہ کر انہوں نے اونٹ کی نکیل ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے چھین لی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی اپنے ساتھ لے چلے، اتنے میں ابو

Marfat.com

سلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے لوگ "بنو عَبدُ الاَسَد" آپہنچے اور انہوں نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بچے سلمہ رضی اللہ عنہ پر قبضہ کرلیا اور بنو مغیرہ سے کہا۔

وَاللهِ لَا نَتْرُكُ اِبْنَنَا عِنْدَهَا اِذْنَزَعْتُمُوْهَا مِنْ صَاحِبِنَا

(باب ھجرۃ ابی سلمہ وزوجہ)

"کہ اگر تم اپنی لڑکی کو ابوسلمہ کے ساتھ نہیں جانے دیتے ،تو ہم اپنے قبیلے کے بچے کو تمہارے پاس نہیں چھوڑیں گے۔ یہ کہہ کر انہوں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کو چھین لیا، ماں بچے کو سینے سے چمٹاتی تھی ،بچہ رو رہا تھا اور اہل قبیلہ اسے چھین رہے تھے، اسی کش مکش میں ننھے سلمہ رضی اللہ عنہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد کا بازو ٹوٹ گیا۔ (اسد الغابۃ ذکر ام سلمۃ رضی اللہ عنہا بنت ابی امیۃ)

اس طرح کے بے شمار واقعات تاریخ کے اوراق میں موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہجرتِ حبشہ اولیٰ ،ثانیہ اور ہجرت ِمدینہ میں بچوں نے قربانیاں دیں، اور بعض بچے تو ان ہی سفری صعوبتوں کے دوران پیدا ہوئے۔

۲۵۴۔صحابی بچے جہاد کے میدانوں میں (قربانی کا تیسرا مرحلہ):

جہادِ اسلام میں جاں فروشی کے لیے مسلمان بچوں نے ہر غزوہ میں شرکت کی خواہش کی، حضور ﷺ نے بدر میں چھوٹے بچوں کو واپس فرمادیا۔ (دیکھیے واقعہ نمبر:۲۵۰)

اُحد میں جب آنحضرت ﷺ کی روانگی ہوئی اور فوج کا معائنہ ہوا تو اس دن بھی بہت سے بچوں کو واپس کیا گیا، ۱۱ شوال یوم جمعہ بعد نماز عصر آپ ﷺ ایک ہزار جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے، آپ ﷺ گھوڑے پر سوار تھے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ زرہ پہنے ہوئے آپ ﷺ کے آگے آگے تھے، اور سب مسلمان آپ ﷺ کے دائیں بائیں چلتے تھے۔ (یہ تمام تفصیل طبقات ابنِ سعد اور زرقانی میں مذکور ہے)

مدینہ سے باہر نکل کر جب "مقامِ شیخین" پر پہنچے تو فوج کا معائنہ کیا (عربی میں شیخ بوڑھے کو بھی کہتے ہیں "شیخین" دو ٹیلوں کا نام ہے، جو مدینہ اور اُحد کے مابین واقع ہیں وہاں

Marfat.com

ایک اندھا بوڑھا یہودی اور ایک اندھی بڑھیا یہودن رہا کرتے تھے۔اس لیے وہ ٹیلے شیخین کے نام سے مشہور ہیں)۔(تاریخ الطبری ج ۲،ص ۱۹۱)

جب یہاں آپ ﷺ نے فوج کا جائزہ لیا، تو ان میں جو نوعمر اور کم سن بچے تھے ان کو واپس فرمایا، جن میں سے بعض کے نام یہاں لکھے جا رہے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کم عمری کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ لختِ جگر ناموسِ اسلام کے لیے سر کٹانے کو تیار رہتے تھے۔

(۱) سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما۔(۲) سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ۔(۳) سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔(۴) سیدنا زید بن جاریۃ رضی اللہ عنہ الانصاری الاوسی ۔(۵) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔(۶) سیدنا اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ۔(۷) سیدنا عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ۔(۸) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ۔(۹) سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ۔(۱۰) سیدنا عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! کہ آپ ﷺ کی خدمت میں سترہ نوعمر پیش کیے گئے جن کی عمر چودہ چودہ سال تھی۔نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نابالغ قرار دیکر واپس فرمادیا۔جب پندرہ سال کے سن میں پیش کیے گئے تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔

(زرقانی، جلد ۲،ص ۲۵)

آج تاریخ و سیر اور حدیث کی کتابوں میں یہ دس نام کتنے اہم ہیں، جو عہدِ نبوی ﷺ کے ایک بڑے حصہ میں کم عمر تھے،اسی عمر میں انہوں نے حضور ﷺ سے علم و عمل کے وہ گر سیکھے جو وہ پوری دنیا کو سکھاتے رہے۔

۲۵۵۔مجاہد بچوں کے شوقِ شہادت سے شرعی مسئلہ کا حل:

جہاد میں شرکت کے لیے آپ ﷺ نے ۱۵ سال عمر کی قید لگائی تھی۔آنحضور ﷺ کے اس عمل کی وجہ سے تاقیامت مسلمان فقہاء اور قضاۃ کیساتھ ساتھ اسلامی حکومتوں کے لیے یہ آسانی ہوگئی کہ کس انسان پر بلوغت کے احکام لگیں گے اور کسے بچہ سمجھا جائے گا اور کس پر چھوٹے بچوں کے احکامات واجب العمل ہوں گے۔چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن

Marfat.com

عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کو سامنے رکھا اس لیے کہ وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ابتدائے اسلام سے ہی (بچپن میں) مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کن غزوات میں شریک ہوئے؟ نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ مجھ سے خود ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ "جب غزوۂ بدر ہوا تو اس وقت میں ۱۳ سال کا تھا، اور جب غزوۂ اُحد ہوا تو اس وقت میں ۱۴ سال کا تھا، میں نے غزوۂ احد میں شریک ہونے کی استدعاء کی لیکن آپ ﷺ نے کمسنی کی وجہ سے قبول نہیں فرمایا، جب غزوۂ خندق پیش آیا تو اس وقت میں پندرہ سال کا تھا، اس وقت آپ ﷺ نے مجھے اجازت عنایت فرمادی اور میں آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سن کر فوراً کاتب کو حکم دیا کہ بہت جلد اس حدیث کو لکھ لیں۔ اس لیے کہ لوگ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے لیے بیتُ المال سے وظیفہ کی درخواست کرتے ہیں۔ لہٰذا خوب تحقیق کر لی جائے جو فی الواقع پندرہ سال کا ہو مجاہدین اور مقاتلین کی فہرست میں اس کا نام درج کر کے بیتُ المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے، اور جو پندرہ سال سے کم ہو اس کا نام الذُّرِّيَّة (بچوں) کی فہرست میں لکھا جائے۔

(عیون الاثر ص ۳۳۳)

۲۵۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما:

ان کا کچھ ذکر ابھی گزرا، وہ بھی ان نصیبہ ور بچوں میں سے ہیں جو اُحد میں جانبازی کے لیے حاضر ہوئے، کم عمری کی وجہ سے حفاظتِ مدینہ کی تشکیل ہوئی اور وہ سیسہ پلائی دیوار کی طرح مدینہ کے بچوں، خواتین اور اموال و بیوت کی حفاظت کا فریضہ انجام دے کر مجاہدین اُحد کے ثواب میں شامل ہو گئے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب غزوۃ الخندق)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بچپن کی ان حسین یادوں کو یوں دہراتے ہیں "میں احد کے دن

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، کم سن ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا گیا'' خندق والے غزوے میں پھر حاضر ہوا۔ اس وقت کی عمر کے متعلق وہ خود کہتے ہیں :

وَاَنَا ابنُ خَمسَ عَشَرَةَ سَنَةً فَاَجَازَنِی

''میں (غزوہ خندق کے) وقت پندرہ سال کا ہو گیا تھا، تو حضور ﷺ نے مجھے لڑنے کی اجازت عنایت فرما دی'' (شرح معانی الآثار بابُ بُلوغِ الصَّبِیِ بِدُوْنِ الاِحْتِلَام)

۲۵۷۔ میدانِ اُحد سے بچوں کی واپسی اور مدینہ کی حفاظت کا شرف:

۳ھ احد میں اسلام اور کفر کے درمیان دوسرا معرکہ تھا، مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے ہر ایک کا جذبہ تھا کہ وہ اس جنگ میں شریک ہو، بچوں کو آپ ﷺ نے واپس فرما دیا جن بچوں کو میدانِ جنگ میں نہیں رہنے دیا، سیر کی کتابوں میں ان کے متعلق تین باتیں ملتی ہیں۔

۱۔ ان بچوں نے جنگِ خندق میں حصہ لیا،

وَاَجَازَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بعضَ الغِلمَانِ یَومَئِذٍ وَاَرْجَا اٰخَرِیْنَ حَتّٰی اَمْضَاهُمْ یَومَ الخَندَقِ بَعْدَ هٰذَا الیَوْمِ بِقَرِیْبٍ مِّنْ سَنَتَیْنِ

''بعض بچوں کو آپ ﷺ نے اجازت دی اور بعض کو واپس بھیجا تقریباً دو سال بعد غزوہ خندق میں ان بچوں نے شرکت کی۔'' (تفسیر ابن کثیر، انعام: ۱۲۳)

۲۔ ان بچوں کو محبوبِ خدا کے محبوب شہر مدینہ میں مجاہدین غزوۂ اُحد کے بچوں اور خواتین کی حفاظت کے لیے مقرر کر دیا، گویا آپ ﷺ نے شوقِ جہاد رکھنے والے بچوں کی حوصلہ افزائی کی، انہیں جہاد کے ثواب سے محروم نہیں ہونے دیا اس لیے کہ مجاہدین کے بچوں کا محافظ و معاون بھی مجاہد ہوتا ہے، احادیث میں ان سعیدُ الفطرت ننھے مجاہدین کے متعلق لکھا ہے:

فَجَعَلُوا اَحرَسًا لِلذَّرَارِی وَالنِّسَاءِ بِالْمَدِیْنَةِ

Marfat.com

''ان بچوں کو مدینہ کے بچوں اور خواتین کی حفاظت کے لیے مقرر فرما دیا۔

(کنزالعمال، حدیث نمبر ۳۰۰۶۳)

۳۔ ان میں سے بعض بچے اس وقت میدان جنگ میں واپس آ گئے تھے، جب گھمسان کی لڑائی میں مسلمانوں کو عارضی شکست ہوئی تو جوش جہاد میں آ کر بچوں نے بھی حصہ لیا۔ (فضائل الصحابہ من مستدرک ج ۱، ص ۱۷۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۷۰۰۹)

۲۵۸۔ حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید رضی اللہ عنہ:

بڑے باپ کے بڑے بیٹے ہیں محبوبِ رسولِ خدا ﷺ ہیں، یہ بھی شوقِ جہاد میں میدانِ اُحد پہنچے ان کو بھی کم عمری کی وجہ سے واپس بھیجتے ہوئے مدینہ کی حفاظت کا کام سپرد کر دیا گیا، ان کے متعلق لکھا ہے۔

رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ نَفَرًا یَوْمَ اُحُدٍ اِسْتَصْغَرَهُمْ وَجَعَلَهُمْ حَرَسًا لِلذَّرِّیَّةِ

''حضرت نبی کریم ﷺ نے احد کے دن (اسامہ رضی اللہ عنہ سمیت) بعض بچوں کو چھوٹا ہونے کی وجہ سے واپس بھیجا اور ان کی ذمہ داری لگائی کہ وہ مدینہ کے بچوں کی حفاظت کریں۔'' (سیر اعلام النبلاء، ج ۳، ص ۱۶۶ ذکر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بن زید)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور ﷺ کی محبتوں، چاہتوں اور ایمان افروز باتوں کا ذکر باب ۱۳ اور باب ۱۲ میں مذکور ہے۔

۲۵۹۔ حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے:

اِسْتَصْغَرَ عَنْ اُحُدٍ فَكَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْمَنْ يَّحْفَظُ الذَّرَارِي

(معرفۃ الصحابہ لابی نعیم۔ ذکر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

''جب انہیں احد کی لڑائی کے لیے کم سن قرار دے دیا گیا، تو وہ حضور ﷺ کے حکم

Marfat.com

سے ان حضرات میں شامل ہو گئے، جو مدینہ میں بچوں (بوڑھوں اور خواتین) کی حفاظت کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔“

اس طرح انہیں حفاظت شہرِ محبوب ﷺ کا شرفِ عظیم مل گیا تھا،لیکن جہاد کے لیے ان کا دل مچلتا تھا،تقریباً دو سال بعد جب مدینہ کی پرامن فضاء کو مکدر کرنے کے لیے سارے عرب کی کافر،مشرک ،یہودی جماعتوں نے شہرِ نبی ﷺ پر چڑھائی کر دی ،تو دوسرے اہلِ ایمان کے ساتھ اپنے ساتھیوں سمیت زید رضی اللہ عنہ بھی لڑنے کے لیے تیار ہو گئے، اور اب حضور ﷺ نے بھی اجازت دے دی۔ یہ غزوۂ احزاب تھا۔

اس جنگ میں انکے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہ سیدنا براء رضی اللہ عنہ ،سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، رضی اللہ عنہ ج ا ص ۴۸)

انہیں جنگِ اُحد کے دن مدینہ کے حفاظتی دستہ میں شامل کر کے نبی اکرم ﷺ نے اُحد کے مجاہدین میں شامل کرلیا اور انہوں نے اپنی ذمہ داری پورے ذوق وشوق سے پوری کی تھی۔ ملاحظہ :سیدنا زید رضی اللہ عنہ کے ذوقِ جہاد اور عشقِ مصطفےٰ ﷺ کا ایمان افروز واقعہ نمبر ۲۷۳ پر آرہا ہے۔

۲۶۰۔حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما:

بدر کی لڑائی میں بڑے جوش کے ساتھ تیار ہوئے،لیکن عمر کی کمی آڑے آگئی ،اس سال کے بعد عمر کا عذر ختم ہوا،تقریباً پندرہ غزوات میں سید دوعالم ﷺ کے ساتھ رہے۔(تہذیب التہذیب ،ج۸،ص ۴۷)

عہدِ نبوی ﷺ کی ابتداء میں بچے تھے تو کیا ہوا؟ ان کا نصیب تو جوان تھا، وہ مسلسل طلبِ علم کے لیے مَدْرَسَۃُ الصُّفَّہ مسجدِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے اور نبی اکرم ﷺ سے کسبِ فیض کرتے رہے، بے شمار باتیں انہوں نے مجالسِ نبوی ﷺ کی بیان کیں ،ان میں سے ایک یہ ہے :جَلَسْنَا حَوْلَهٗ كَاَنَّ عَلٰى رُءُوْسِنَا الطَّيْرُ ”ہم جب آپ ﷺ کی خدمت میں (حصولِ علم کے لیے) بیٹھتے تو ایسے پرسکون ہو کر بیٹھتے تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے

Marfat.com

بیٹھے ہیں۔ (شعب الایمان، حدیث نمبر ۳۹۰)

۲۶۱۔ حضرت سیدنا زید بن جاریۃ الانصاری الاوسی رضی اللہ عنہ:

حضرت زید رضی اللہ عنہ جنگِ اُحد میں حاضر ہوئے اور چھوٹی عمر کی وجہ سے انہیں واپس کر دیا گیا۔ (معرفۃ الصحابۃ، ج ۳، ص ۵۶) سیدنا زید رضی اللہ عنہ بہت نیک طبیعت انسان تھے، ان کے والد منافقین میں شامل "مسجد الضرار" کے بانیوں اور نبیٔ اکرم ﷺ کے خلاف انتہائی گھناؤنی سازشوں میں شریک تھے، لیکن نیک بختی کا ستارہ زید کی پیشانی پر چمک رہا تھا، انہوں نے اپنے ابو کی عادتِ بد سے کوئی اثر نہ لیا اور سچے اہلِ ایمان میں شامل رہے، ان کا جہاد میں شرکت کے لیے جانا، پھر مدینہ کی پہرہ داری اور والد کی مخالفت کے باوجود ایمان پر ثابت قدمی ان کے مخلص ہونے کی کھلی علامات ہیں، مرتے دم تک ایمان پر قائم رہے۔

(الاستیعاب، ج ۵ ص ۸۲، اسد الغابہ تذکرہ زید بن جاریہ)

سیدنا زید رضی اللہ عنہ بھی عہدِ نبوی ﷺ کے خوب صورت ستارے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی میں یہ احساس دیا تھا، کہ یہ جان ہم نے جنت کے بدلے اللہ کو دے دی ہے لہٰذا میدانِ اُحد کے معرکۂ کارزار میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے سیدِ دوعالم ﷺ کے سامنے آئے تھے۔ (معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم، زید رضی اللہ عنہ بن جاریۃ الانصاری الاوسی)

سیدنا زید رضی اللہ عنہ عنہ اپنا یہ یادگار واقعہ اپنے بیٹے عمرو رضی اللہ عنہ کو بتایا کرتے تھے کہ ہم کئی لڑکے جنگِ احد میں شرکت کے لیے گئے لیکن ہمیں واپس کر دیا گیا، پھر انہوں نے اپنے ساتھ سات بچوں رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا کہ یہ بھی تھے جو میرے ساتھ مدینہ شہر کی حفاظت کے لیے واپس بھیج دیے گئے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، باب من لا یجب علیہ الجہاد)

سیدنا زید بن جاریہ عہدِ نبوی ﷺ میں اگرچہ بچے تھے، لیکن حضور ﷺ کے اعمال و اخلاق سے غافل نہ تھے انہیں شاہِ حبشہ نجاشی رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کا منظر خوب یاد تھا۔

(اسد الغابہ، ذکر زید رضی اللہ عنہ بن جاریۃ)

Marfat.com

۲۶۲۔ حضرت سیدنا سعد بن ربیع (ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ):

سیدنا سہل بن ربیع رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ہیں، جب میدانِ اُحد میں فرزندان اِسلام کو آواز دی گئی تو یہ بہت شوق و ذوق سے شریک ہوئے، جب ان پر محمد کریم ﷺ کی نظر پڑی تو پیار سے مدینہ واپس بھیج دیا گیا۔ انہیں سعد بن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب علیہم السلام، ج ا،ص ۱۷۵)

۲۶۳۔ حضرت سیدنا سہل بن عقیب رضی اللہ عنہما:

یہ اپنے ابو حضرت عقیب رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدانِ اُحد میں پہنچ گئے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کے اور بہت سے کام لینے تھے، فی الحال تو کم عمری آڑے آئی اور مدینۃُ النّبی ﷺ میں واپس بھیج دیے گئے، لیکن بقیہ عمر ایمان و اعمال کے ساتھ بھرپور گزاری۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہم العین بعدھا القاف، ج ۴،ص ۵۳۱)

۲۶۴۔ حضرت ابو سعید سعد بن مالک الخذری رضی اللہ عنہ:

یتیم تھے، اپنی جان اپنے رب کو دینے اُحد پہنچے، لیکن کم سنی کی وجہ سے واپس ہوئے، ان کے ذوق میں ذرا بھی کمی نہ آئی اور وہ مطلوبہ عمر پوری ہونے پر ۱۲ غزوات میں النّبی الاُمی ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور بہت بڑے فقیہہ اُمت ثابت ہوئے، گویا وہ قلم و قرطاس کے دھنی بھی تھے اور تیر و تلوار کے خوگر بھی تھے۔ (تہذیب التہذیب، ج ۴،ص ۴۰۰)

ان کے علوم و معارف اور شوقِ تعلیم کا تذکرہ باب نمبر ۱۴ میں ہے۔

۲۶۵۔ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما:

جنگ اُحد میں والدِ گرامی قدر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ انہوں نے بھی حاضری دی لیکن جیسا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ بن جاریۃ فرماتے ہیں کہ اِسْتَصْغَرَ نَاسًا یومَ اُحدٍ...

Marfat.com

وَجَابِرِ بن عبدالله "احد والے دن جو بہت سے بچے واپس بھیج دیے گئے، ان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ (تاریخ دمشق، سعد بن مالک، ج ۲۰، ص ۳۵۵)

لیکن اسی جنگ میں ان کے والد شہید ہو گئے تو ان کا جنونِ شہادت مزید بڑھا، ان کا بچہ ہونا علمی راہ میں رکاوٹ نہیں تھا، انہیں آپ ﷺ کی شاگردی پر ناز تھا چنانچہ درس گاہِ نبوت ﷺ سے حاصل کردہ ایک ایک سبق کی باتیں وہ لوگوں کو بتایا کرتے تھے:

انَّ النَّبِی ﷺ کَانَ یُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَۃَ کَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْآنِ (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۱۴۷۴۸)

نبی مکرم ﷺ ہم بچوں کو استخارے کی دعا اسی طرح پڑھاتے تھے جس طرح ہمیں آپ ﷺ قرآنِ کریم کہلواتے تھے۔ نبوی تعلیم ﷺ کے انداز کو وہ کبھی دل سے نہ بھلا سکے اور لوگوں کو بتاتے رہے۔

ملاحظہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور ان کی چھوٹی بہنوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے حسنِ سلوک کی باتیں پڑھنے کے لیے دیکھیے واقعہ نمبر ۲۰۶۔

۲۶۶۔ حضرت سیدنا سعد بن الحبتۃ البجلی رضی اللہ عنہما:

حبتہ ان کی امی کا نام ہے، کم سنی میں فطرتِ سعید رنگ لائی اور اسلام قبول کر لیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ احد کے دن کم سن قرار دیے گئے تھے، اس وجہ سے احد میں شریک نہ ہو سکے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی باب احکام العیدین)

احد میں ان کے جذبہ فدویت کو دیکھ کر آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا، دعائیں دیں اور واپس کر دیا۔ غزوۂ احزاب میں جب انہوں نے بڑے شوق سے حصہ لیا دشمنانِ اسلام پر شدید حملے کیے تو حضور ﷺ نے ان کو فرمایا: اقْتَرِبْ مِنِّی (سعد رضی اللہ عنہ) میرے قریب آؤ! جب وہ قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا، ان کے لیے خاص طور پر دعا فرمائی، کہ اللہ ان کی اولاد اور نسل میں برکت دے، چنانچہ اللہ نے کثرتِ

Marfat.com

اولاد کی نعمت سے نوازا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نسب میں وہ تیسرے نمبر پر دادا ہیں۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہ ذکر سعد بن حبتۃ، الروض الانف باب غزوۃ احد، الجواہر المضیئۃ، ج ۱، ص ۳۹۹)

۲۶۷۔ حضرت عرابۃ رضی اللہ عنہ بن اوس:

مدینہ کے سادات کے چشم و چراغ تھے، سیدنا محمد کریم ﷺ کے دورِ حیات میں بہت چھوٹی عمر میں ایمان کی دولت سے مستفید ہوئے، والد اسلام کے متعلق مخلص نہ تھے، اس کے باوجود روحِ سعید پائی تھی، اس لیے شرفِ صحابیت سے سرفراز ہوئے، ان کا معاملہ بھی واقعہ نمبر ۲۶۱ میں مذکور ننھے صحابی، حضرت زید رضی اللہ عنہ کا سا ہے کہ والد صرف حُبِّ رسول ﷺ کے دعوے دار تھے، منافقین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے، لیکن بیٹا اسی گھر میں عشقِ رسالت ﷺ کی شمع دل میں جلائے قلب و جگر کو منور کیے ہوئے تھا۔

سیدنا عرابہ رضی اللہ عنہ اسلام کے خزانۂ عامرانہ سے مالامال ہو گئے تھے۔

(الاعلام للزرکشی، ج ۴، ص ۲۲۲)

اور اب وہ میدانِ احد میں اپنے والد کے ساتھ آئے تھے، فرق یہ تھا کہ والد جان بچانے آئے تھے اور یہ جان لڑانے آئے تھے، لیکن کم سنی آڑے آ گئی۔ روایت میں ہے

اِسْتَصْغَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُرَابَةَ یَوْمَ اُحُدٍ

(تہذیب الاسماء، ج ۱، ص ۴۵۳، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ذکر عرابۃ بن اوس)

اتفاق ہے کہ ان کی سخاوت کو حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے مثل قرار دیا جاتا ہے۔ (تہذیب الاسماء، ج ۱، ص ۴۵۳)

اور یہ تینوں سخاءِ مدینہ عہدِ نبوی ﷺ کے ان بچوں میں شمار ہوتے ہیں جن پر محمد کریم ﷺ کی خصوصی نظر تھی، اسی طرح حضرت عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بھی صغارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، ان کی سخاوت کی بڑی دھوم ہے۔ اس لحاظ سے سخاءِ مدینہ میں سے پانچ وہ خوش قسمت ہیں جو عہدِ نبوی ﷺ میں بچے تھے، حضور ﷺ کی نظرِ کرم

Marfat.com

ان کے چہروں پہ بار بار پڑی تھی، اور ان کو دعائیں بھی ملتی تھیں۔

۲۶۸۔ حضرت سیدنا اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بن رافع بن عدی:

جوان ہو کر تو اپنے وقت کے بہترین عالم اور صاحبِ عمل ثابت ہوئے، بچپن ہی میں حضور ﷺ کو دل و جان دے دیے تھے، وہ معرکۂ احد میں آ گئے تھے لیکن: اُسْتُصْغِرَ يَوْمَ أُحُدٍ وَ شَهِدَ الْخَنْدَقَ (اسد الغابہ، ذکر اسید بن ظہیر)

یوم اُحد جنگ میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے نہ شامل ہو سکے اور خندق کی مہم میں شریک تھے، چھوٹے ہونے کے باوجود فطرتِ سلیمہ کے مالک تھے، سید دوعالم ﷺ کی باتیں بہت غور سے سنتے تھے، انہوں نے آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی نقل کیا ہے، جو زبان زدِ خلائق ہے الصَّلٰوةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ (ترمذی، ج ۲، ص ۱۴۵)

''مسجد قباء میں نماز پڑھنا، عمرہ کا ثواب و درجہ رکھتا ہے'' ان کا جہاں ذکر آتا ہے وہاں خاص طور پر یہ کہا جاتا ہے: كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۴۱۱)

''یہ وہ اُسید رضی اللہ عنہ ہیں جو حضور ﷺ کے صحابی تھے'' یعنی ان کے بچپن کی وجہ سے انہیں محفلِ نبوی ﷺ سے محروم القسمت لوگوں میں شمار نہ کیا جائے، بلکہ وہ صحابیٔ رسول ﷺ ہیں، اگرچہ انتہائی کم عمری میں انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تھا۔

ملاحظہ: بعض بچے وہ ہیں جو جنگ اُحد کے آخری لمحات کے دوران میدان میں پہنچ گئے۔ اس بات کے ثبوت کے لیے اگلے دو عنوانات کا مطالعہ مفید ہے۔

۲۶۹۔ مجاہد بچوں کے نگران دو بزرگ صحابی رضی اللہ عنہما:

سیدنا حسیل رضی اللہ عنہ الیمان یعنی ابو حذیفہ ابن الیمان اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن وقش

Marfat.com

بوڑھے تھے اس لیے آپ ﷺ نے انہیں اُحد کے دن عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے منتخب فرمایا کہ وہ ان بچوں کی سرپرستی کریں جو اُحد کے معرکہ میں واپس کر دیے تھے دُفِعَ فِي الْآطَامِ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ (کنز العمال، حدیث نمبر ۳۷۰۰۹)

''یہ وہاں اونچی جگہ مقرر ہوئے جہاں سے خواتین، بچوں اور اہلِ مدینہ کی حفاظت کا خیال بھی رکھ سکتے تھے اور ان کی نظریں میدانِ جنگ میں موجود نبیٔ مکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی اس پریشان حالی پر بھی پڑ رہی تھیں جو اُحد میں پیش آئی، جب انہوں نے اُحد میں شکست کا منظر دیکھا تو، یہ دونوں بزرگ تو جنگ کا یہ منظر دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور گھمسان کی جنگ میں گھسے اور شہید ہو گئے، اب صرف وہ نوعمر بچے اس کام کے لیے رہ گئے جنہیں اُحد سے واپس کیا گیا تھا۔ ان میں سے بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا میدانِ جنگ میں واپس آنا ثابت ہے۔ جیسا کہ اگلے واقعہ میں مذکور ہے۔

۷۰۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ:

اُحد میں شرکت کے لیے میدانِ کارزار میں تیار ہو کر آ گئے، لیکن عمر کے چھوٹے ثابت ہوئے، ان کے متعلق لکھا ہے: كَانَ مِمَّنْ اُسْتُصْغِرَ يَوْمَ اُحُدٍ

(الاستیعاب فی تمیز الاصحاب رضی اللہ عنہم، ج ۵، ص ۸۱)

چھوٹے تھے اس کے باوجود سیدنا زید رضی اللہ عنہ اُحد میں جان دینے کے لیے حاضر ہوئے، وہ علمِ دین کے حصول میں قاریٔ المقری اور متبحر عالم ثابت ہوئے، تو میدانِ جنگ میں تلوار کے خوگر نکلے۔ اس لیے کہ جب گھمسان کی جنگ ہوئی اور مسلمانوں پر کڑا وقت آ گیا، ادھر سیدنا محمد کریم فداہ ابی و اُمی ﷺ کی شہادت کی جھوٹی خبر معروف ہوئی تو جس طرح حضرت حسیل اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہما نے بوڑھے ہونے کے باوجود میدانِ جنگ میں کود کر جان دے دی، اور حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کے زخموں کو دھویا، گویا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی یہ روح فرسا خبر سُن کر میدان میں پہنچیں، تو عین ممکن ہے کہ زید رضی اللہ عنہ بھی میدان میں پہنچ گئے

Marfat.com

ہوں، اس لیے ان کا یہ واقعہ کئی کتابوں میں ہے، وہ خود فرماتے ہیں: ”مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے بھیجا کہ میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع کو لاشوں میں تلاش کروں، میں نے ان کو میدان میں پالیا، ان سے ملا، حضور ﷺ کا انہیں سلام کہا، اور ان کے متعلق آپ ﷺ کی فکر کا ذکر کیا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بہتے ہوئے آنسوؤں اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا: میں مر رہا ہوں اور اے نبی ﷺ (مرتے مرتے) آپ ﷺ کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْ جَمِيعِ الْأُمَّةِ خَيْرًا ”اور یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ ﷺ کو ہماری اور پوری اُمت کی طرف سے اچھا بدلا نصیب فرمائے۔“ (فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم، کتاب معرفۃ الصحابۃ من مستدرک الحاکم، ج ۱۱ص ۱۷۵)

اس لیے کہ آپ ﷺ نے ہمیں جو راستہ دیا ہے یہ دونوں جہانوں میں کامیابی کا راستہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کا کہا ماننے کی وجہ سے ”أَجِدُرِيحَ الْجَنَّةِ“ ”میں اس وقت جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔“ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم ج ۴ص ۳۲۰)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ موت کے منہ میں بیٹھے، جنت کے کنارے اپنے نبی ﷺ کو زندگی کا آخری سلام اور قوم کے نام ایک پیغام دے رہے تھے ان کا یہ پیغام حضور ﷺ تک لے جانے کے لیے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہما قاری قرآن بچے سن رہے تھے۔ پیغام مکمل ہوا اور سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی روح پرواز کر گئی اور تھوڑی دیر بعد یہ خوش قسمت لڑکا حضور ﷺ کی خدمت میں پیغام سنا رہا تھا اور حضور ﷺ بڑے اِشتیاق سے سُن رہے تھے۔

۷۱۔ جنگِ اُحد کے کم سن سپاہی:

جیسا کہ معلوم ہوا معرکہ اُحد بپا ہونے سے پہلے جنگ سے قبل مدینہ منورہ سے باہر نکل کر سرورِ کائنات ﷺ نے لشکرِ اسلام کا معائنہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ کئی صغیر السن بچے بھی شوقِ شہادت میں لشکرِ اسلام میں شامل ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں مدینہ واپس جانے کا حکم دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے چچا اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول ﷺ! رجل رامٍ ”یارسول اللہ ﷺ! اس لڑکے رافع رضی اللہ عنہ کو تیر اندازی میں بہت مہارت ہے“ اسے لڑائی

Marfat.com

میں شامل ہونے کی اجازت عطا کریں۔

رافع رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ سال سے کچھ کم تھی اس لیے وہ:

فَقَامَ عَلٰی خُفَّین لَهٗ فِیهِمَا رِقَاعٌ وَتَطَاوَلَ عَلٰی اَطْرَافِ اَصَابِعِهٖ

"یہ پھٹے موزے پہنے ہوئے تھے، اور وہ اپنے پیروں کی انگلیوں پر کھڑے ہو ہو کر اپنے قد کو لمبا ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے تھے" حضور ﷺ نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور لڑائی میں شرکت کی اجازت دے دی۔ رافع رضی اللہ عنہ خوشی سے پھولے نہ سمائے، لڑکوں کی جماعت میں رافع رضی اللہ عنہ کے ہم عمر ایک لڑکے سَمُرہ رضی اللہ عنہ بن جُندُب بھی تھے، انہیں رافع رضی اللہ عنہ پر بہت رشک آیا، اپنے سوتیلے باپ مری رضی اللہ عنہ بن سنان کی وساطت سے رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی:

یَا اَبَتِ اَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَافِعَ بْنَ خُدَیْجٍ وَرَدَّنِیْ وَاَنَا اَصْرَعُ

"اے اباجی! رسول اللہ ﷺ نے رافع رضی اللہ عنہ کو تو اجازت تو دے دی اور مجھے چھوڑ دیا، حالانکہ میں رافع رضی اللہ عنہ سے طاقتور ہوں" آپ ﷺ بے شک رافع رضی اللہ عنہ سے میری کشتی کرا کے دیکھ لیں! اگر میں ہار گیا تو میدانِ جنگ میں جانے پر اصرار نہ کروں گا۔" رسول کریم ﷺ کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو سمرہ رضی اللہ عنہ کے شوقِ جہاد سے بے حد متاثر ہوئے اور کشتی کا حکم دیا۔

رافع رضی اللہ عنہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ خم ٹھونک کر مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے اور ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد سمرہ رضی اللہ عنہ نے رافع رضی اللہ عنہ کو پچھاڑ دیا۔ وہ دیکھنے میں چھوٹے اور کمزور تھے لیکن مقابلہ جیت کر اپنے آپ کو طاقتور ثابت کر دیا۔ حضور ﷺ نے اب انہیں بھی جنگ میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔ رافع رضی اللہ عنہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ دونوں اس بہادری اور ثابت قدمی سے لڑے کہ اپنے آپ کو بڑوں کا ہمسر ثابت کر دیا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے سینے میں کسی مشرک کا تیر پیوست ہو گیا، لوگوں نے اسے باہر کھینچا تو ٹوٹ گیا اور اس کی نوک حضرت

Marfat.com

رافع رضی اللہ عنہ کے سینے میں رہ گئی تاہم جان بچ گئی۔اس واقعہ کے بعد وہ تقریباً ۲۷ سال زندہ رہے۔(تاریخ الطبری ،تاریخ الرسل،باب غزوۃ اُحد)

۲۷۲۔ایک اور بچے کی جنت جانے کی تڑپ:

قریش جب جنگِ اُحد سے واپس ہوئے اور مدینہ سے چل کر ''مقام روحاء'' ٹھہرے تو یہ خیال آیا کہ کام ناتمام رہا۔جب ہم محمد ﷺ کے بہت سے اصحاب رضی اللہ عنہ کو قتل کر چکے اور بہت سوں کو زخمی ،تو بہتر یہ ہے کہ پلٹ کر دفعتہً مدینہ پر حملہ کر دینا چاہیے، مسلمان اس وقت بالکل تھکے ہوئے اور زخمی ہیں ،مقابلے کی تاب نہ لاسکیں گے۔سفیان بن امیہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مکہ واپس چلو، محمد ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم جوش میں بھرے ہوئے ہیں ،ممکن ہے کہ دوسرے حملہ میں تم کو کامیابی حاصل نہ ہو اور پھر شرمندگی کے ساتھ مکہ واپس جاؤ۔اُدھر یہ شرارت سوچی جارہی تھی اور دوسری طرف محمد کریم ﷺ کے مخبر نے ان سب سرگرمیوں کی حضور ﷺ کو اطلاع دے دی۔

رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بھیج کر تمام مدینہ میں منادی کرا دی کہ خروج کے لیے تیار ہو جائیں۔اور رفقط وہی لوگ ہمراہ چلیں کہ جو معرکہ اُحد میں شریک تھے، زخمی صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب سنا تو سب نے سَمْعًا وَطَاعَۃً کہا ،ایک یتیم لڑکے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی حاضر ہو کر عرض کی:

اِنَّمَا خَلَّفَنِیْ اَبِیْ عَلٰی بَنَاتٍ یَوْمَ اُحُدٍ فَاْذَنْ لِیْ اَسِیْرُ مَعَكَ

(تفسیر ظلال القرآن ج ا،ص ۲۰۲،سیرتِ مصطفیٰ ﷺ ج ۲،ص ۲۲۵)

''یارَسُولَ اللہ ﷺ! میرے باپ تو غزوۂ اُحد میں شریک ہو کر شہید ہو گئے ،(کم عمری اور) بہنوں کی خبر گیری کی وجہ سے میں احد میں شریک نہ ہو سکا،اب میں ساتھ چلنے کی اجازت چاہتا ہوں'' حضرت محمد ﷺ نے ساتھ چلنے کی اجازت دے دی۔

(زاد المعاد،خروج فی آثار المشرکین)

قارئین مکرم!ایک دن پہلے ان کے والد کا سایہ سر سے اُٹھا اور اس یتیم نے

Marfat.com

دوسرے دن اپنے آپ کو جہاد میں شرکت کے لیے پیش کر دیا، دنیا کا کوئی مذہب اس قسم کی مثالیں نہیں پیش کر سکتا، کہ ایک دن پہلے روتے ہوئے اپنے والد کی لاش سے کپڑا اٹھا کر دیکھتے اور باپ کی میت پر چادر کا کونا ڈال رہے تھے اور اس کے نبی ﷺ تسلی دے رہے تھے کہ: "تیرے والد پر فرشتوں نے سایہ کر رکھا ہے۔" (مسلم باب فضائل عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

اور دوسرے دن بیٹا بھی جنت کے لیے تڑپ تڑپ کر جان دینے کے لیے تیار تھا۔

آنکس کہ ترا شناخت جہاں راچہ کند
فرزند و عیال و خانماں راچہ کند

۳۷۲۔ عہدِ نبوی ﷺ کا نونہال مجاہد اور آسمانی تصدیق:

سرورِ عالم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی وساطت سے ۶ ہجری میں قبیلہ "بنو مصطلق" کو دعوتِ اسلام دی اور شرانگیزی سے باز رہنے کی تلقین فرمائی لیکن ان بدبختوں نے حضور ﷺ کے پیغام کو قبول نہ کیا اور مسلمانوں سے لڑائی چھیڑ دی۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان پر دفعتاً ایک ساتھ اس زور کا حملہ کیا کہ وہ حواس باختہ ہو گئے، اور اپنے دس آدمی کٹوا کر میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کامیابی کے بعد واپسی پر دو مسلمانوں کے درمیان بحث ہوئی تو عبداللہ بن اُبی (منافق) نے ان کے سامنے اپنے دل کے جلے پھپھولے یوں پھوڑے: "یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا دھرا ہے اگر تم مہاجرین کی امداد بند کر دو، تو وہ تنگ آ کر خود ہی مدینہ چھوڑ دیں گے، خدا کی قسم! مدینے واپس جا کر ہم میں سے جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو شہر بدر کر دے گا" اتفاق سے اس مجمع میں مدینہ کے ایک نوعمر لڑکے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ جو ۳ ہجری میں غزوۂ احد میں شرکت کے لیے آئے تھے لیکن "وَاسْتُصْغِرَ یَوْمَ اُحُدٍ" "انہیں کم عمر ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا گیا۔" (تفسیر البغوی ج ۸ ص ۱۳۱، اسد الغابہ، تذکرہ زید بن ارقم)

اور یہ یتیم تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کے گھر رہتے تھے۔ (اسد الغابہ، تذکرہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہما)

Marfat.com

یہ وہ بچے ہیں جن کو دینِ حق اور داعیٔ حق ﷺ سے والہانہ محبت تھی، عبداللہ بن اُبی کی باتیں سن کر ان کا خون کھول اٹھا کہ یہ شخص حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم کو ذلیل اور اپنے آپ کو عزت والا کہہ رہا ہے؟، فوراً اپنے چچا عبداللہ رضی اللہ عنہ بن رواحہ کے پاس دوڑے گئے اور سارا واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا۔ ان کی کھیل کود کی عمر تھی۔(فَاِنَّمَا کُنْتُ اَلْعَبُ)''وہ خود کہتے ہیں کہ میں اس وقت کھیل رہا تھا۔''(تفسیر البغوی، ج ۸، ص ۱۳۱)

شاید اس منافق نے انہیں عام بچہ سمجھا اور کوئی پرواہ نہ کی، لیکن ان کو بہت غصہ آیا اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر ابن اُبی کی خرافات کا ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر دریافت کیا، تو انہوں نے وہی باتیں دہرائیں جو اپنے چچا سے کہہ چکے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:''شاید تم عبداللہ بن اُبی سے ناراض ہو، ہو سکتا ہے تم سے سننے میں کوئی غلطی ہو گئی ہو'' اور پھر سرورِ دو عالم ﷺ نے ابن اُبی کو بلا کر پوچھا: کہ کیا تم نے یہ باتیں کہی ہیں؟ وہ صاف مکر گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ: میں نے ایسی باتیں ہرگز نہیں کہیں، یہ لڑکا جھوٹ بولتا ہے۔ انصار کو ابن اُبی کی قسموں پر یقین آ گیا، اور وہ لڑکے کو ملامت کرنے لگے۔(تفسیر زاد المسیر، ج ۹۲، ص ۱)

ان کے چچا نے بھی ناراض ہو کر کہا: تم نے خواہ مخواہ حضور ﷺ کو ایسی شکایت کر کے ناراض کر دیا۔ صاحبزادے سخت رنجیدہ ہوئے اور اپنی قیام گاہ پر جا کر بیٹھ رہے، اس دل گرفتگی کے عالم میں نیند نے غلبہ کیا اور سو گئے ابھی بیدار نہیں ہوئے تھے کہ رحمتِ الٰہی کو جوش آ گیا اور سرورِ عالم ﷺ پر سورۂ منافقون نازل ہوئی، جس میں اس صالح طبیعت لڑکے کی تصدیق کی گئی تھی، اور منافقین کا کچا چٹھا کھول کر بیان کر دیا گیا تھا۔ اللہ۔۔۔ یہ ننھے منے بچے جو ابھی کھیل کود میں زندگی کی شاہی بہاریں گزار رہے ہوتے تھے، کس قدر اخلاص پر مبنی مذہب رکھتے تھے کہ کتابِ الٰہی نے ان کے حق میں گواہی دی سُبْحَانَ اللّٰہ حضور ﷺ نے اسی وقت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، جب وہ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۂ منافقون کی آیتیں پڑھیں اور پھر ہنستے ہوئے ان کا کان پکڑ کر فرمایا:

''هٰذَا الَّذِیْ اَوْفَی اللّٰهُ بِاُذُنِهٖ''

Marfat.com

"لڑکے کا کان سچا تھا، اللہ نے خود اس کی تصدیق فرمادی۔"

(تفسیر الطبری ج ۲۳ ص ۴۰۷ سورۃ المنافقون)

عشقِ نبوی ﷺ سے لذت آشنائی بھی بہت بڑی دولت ہے، وہ اگر کسی چھوٹے بچے کو بھی مل جائے، تو اسے فرشی سے عرشی بنا دیتی ہے، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بچے ہیں لیکن حمایتِ اسلام کی جو چنگاری ان کے قلبِ سلیم میں تھی، اس کی روشنی عرشِ اعظم سے منسلک تھی، اسی لیے جب اس سرزمین پر انہیں جھٹلایا گیا، اوپر سے ہی ان کی تائید نازل ہوگئی۔ سچ اور حق کا بول بالا ہوگیا، اور کفر و نفاق کا منہ کالا، اور وہ بھی عہدِ نبوی ﷺ کے ایک نوعمر کے ایمان کی بدولت۔

۲۷۴۔صحابی بچوں میں اللہ کے لیے سر کٹانے کا جذبہ:

پندرہ سال سے کم عمر بچوں کو کسی بھی لڑائی میں شرکت کی اجازت نہ ہوتی تھی تاہم حصولِ شہادت ہر مسلمان کے دل کی تمنا ہوتی ہے اس لیے تقریباً ہر غزوہ میں بچے تیار ہو کر آئے، بہت سے کم سنی کی وجہ سے واپس کر دیے گئے اور بعض کو خاص حالات کی وجہ سے یا وحیٔ الٰہی کے حکم کو بجالانے کے لیے قبول کر لیا گیا، ایک عورت نے جنگِ اُحد کے دن اپنے بیٹے کو ایک تلوار دی، جسے وہ اٹھا نہیں سکتا تھا، تو اس عورت نے چمڑے کے تسمے سے وہ تلوار اس کے بازو کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دی، پھر اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! ھٰذَا ابْنِیْ یُقَاتِلُ عَنْكَ "یارسول اللہ ﷺ! میرا یہ بیٹا آپ ﷺ کی طرف سے لڑائی کرے گا" پھر آپ ﷺ نے اس بچے سے کہا: اَیْ بُنَیَّ! اِحْمِلْ ھٰھُنَا ...اَیْ بُنَیَّ! اِحْمِلْ ھٰھُنَا "اے میرے بیٹے! یہاں حملہ کرو۔ اے میرے بیٹے یہاں حملہ کرو" فَاَصَابَتْہُ جِرَاحَۃٌ فَصُرِعَ "بالآخر وہ زخمی ہو کر گر گیا، پھر اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ بچے کو دیکھ مسکرائے اور پوچھا شاید تم گھبرا گئے؟ بچے نے عرض کی: لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ!'

Marfat.com

''اے اللہ کے رسول ﷺ ایسی تو کوئی بات نہیں۔

(کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۰۶۲، حیاۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہ، باب خروج الصبیان وقتالھم)

۲۷۵۔ عہدِ نبوی ﷺ کا ایک اور جاں نثار نوعمر لڑکا:

عہدِ نبوی ﷺ کے بچوں میں وہ عظیم مقام رکھتے تھے وہ پانچویں یا چوتھے مسلمان ہیں۔ اَسْلَمَ الزُّبَیْرُ وَھُوَ ابْنُ ثَمَانِی سِنِیْن (صفۃ الصفوۃ، ج ا ص ۱۳۵، اسد الغابہ تذکرہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ)

''حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام رضی اللہ عنہ آٹھ سال کی عمر میں مشرف باسلام ہو گئے تھے''

روایات اگرچہ مختلف ہیں تاہم سب اس پر متفق ہیں کہ وہ اوائل عمری میں ''السَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'' قرآنی لقب حاصل کرنے والوں میں یاد کیے جاتے ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اگرچہ کم سن تھے، لیکن استقامت اور جاں نثاری میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔

قبولِ اسلام کے بعد ایک دفعہ کسی نے مشہور کر دیا کہ مشرکین نے آپ ﷺ کو گرفتار کر لیا ہے، یہ سن کر جذبہ جاں نثاری سے اس قدر بے خود ہوئے کہ اسی وقت ننگی تلوار کھینچ کر مجمع کو چیرتے ہوئے آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو پوچھا: زبیر رضی اللہ عنہ! یہ کیا ہے؟ عرض کی:

لَقَدْ اُخْبِرْتُ اَنَّكَ اُخِذْتَ

''مجھے معلوم ہوا تھا کہ (خدانخواستہ) حضور ﷺ گرفتار کر لیے گئے ہیں''

سرورِ کائنات ﷺ نہایت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔ اہلِ سیر کا بیان ہے:

وَکَانَ اَوَّلُ مَنْ سَلَّ سَیْفًا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ

(سبل السلام باب فی بعض فضائل الزّبیر)

''یہ پہلی تلوار تھی جو اسلام کی جاں نثاری میں (ایک نوعمر کے ہاتھ سے) برہنہ ہوئی۔''

(اسد الغابہ تذکرہ زبیر بن رضی اللہ عنہ، سبل الھدیٰ، سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم، جلد دوم، ص ۸۳، مہاجرین حصہ اول)

Marfat.com

الغرض! اس جذبہ فدویت نے انہیں سید الانبیاء علیہ السلام کے بہت قریب کر دیا تھا، اسی کم عمری میں چچا کی ایذائیں برداشت کیں، اسلام کو نہ چھوڑا اور صاف کہہ دیا: "لَا اَکْفُرُ اَبَدًا" (صفۃ الصفوۃ، ج ا ص ۱۳۶) میں کفر اختیار نہیں کروں گا۔

☆ غزوۂ احزاب میں انہوں نے آنحضور ﷺ پر جان قربان کرنے کا حق ادا کر دیا اس لیے انہیں "حواریُ الرّسول ﷺ" ہونے کا عظیم لقب مل گیا، یعنی وہ حضور ﷺ کے انتہائی خاص لوگوں میں سے ہیں۔ (بخاری باب غزوۃ الخندق)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں "اَشْجَعُ الْعَرَبِ" یعنی عرب کے سب سے بڑے بہادر ہونے کا لقب دیا۔ (سبل الہدیٰ فضائل الزبیر رضی اللہ عنہ)

☆ سورۂ نسآء آیت نمبر ۶۵ ان کے لیے نازل ہوئی اس لیے کہ ایک مقدمہ میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ مان لیا تھا اور مدمقابل نے نہیں مانا تھا۔

(الدر المنثور: ج ۲، ص ۵۸۴)

☆ سب مؤرخین و محدثین انہیں عشرہ مبشرہ جنتی صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل سمجھتے ہیں۔

۲۷۶۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما:

یہ نوعمر صحابی رضی اللہ عنہ بھی بڑے خوش نصیب ہیں، ان کے والد سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں خدمتِ حبیب ﷺ کے لیے وقف کر دیا تھا، ان کی کم سنی کا واقعہ ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ ہی میں ایک قافلہ میں تھے اور اہلِ قافلہ کو بھوک لگی تو انہوں نے دیارِ غیر میں ادھار کھجوریں قافلہ والوں کے لیے لے لیں تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یَا عَجَبًا ھٰذَا الغُلَامُ یُدَیِّنُ

(سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۱۰۵)

"اس لڑکے پر بڑا تعجب ہے کہ مقروض ہو رہا ہے" ان کی کم سنی کا واقعہ یہ ہے کہ جب سرورِ عالم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال فرمایا، تو حضرت سعد بن

Marfat.com

عبادہ رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ اور حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا فرزند قیس ہے، میں اسے آپ ﷺ کے حوالے کرتا ہوں آپ ﷺ اس سے کام لیا کریں!''

(مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۱۵۵۱۸)

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے بھی دل و جان سے اپنے آپ کو سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا اور اس طرح حضور ﷺ کی عنایات و الطاف کے مورد بن گئے۔

۷۷۲۔ اللہ کے رسول ﷺ کے سپاہی:

اہلِ سیر نے لکھا ہے کہ ان کو دربارِ نبوت ﷺ میں درجہ تقرب و امتیاز حاصل تھا اس کا اندازہ صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ ''قیس رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت ﷺ میں وہ مقام رکھتے تھے جو کسی فرماں روا کے یہاں پولیس کے آفیسرِ اعلیٰ کا ہوتا ہے'' عربی کے الفاظ ہیں:

انَّ قیسَ ابن سَعدٍ (رضی اللہ عنہما) کَانَ یکُونُ بَیْنَ یَدیِ
النَّبیّ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَۃِ صَاحِبِ الشُّرطِ مِنَ الاَمِیْرِ
(صحیح بخاری، باب الحاکم یحکم علی من وجب)

یہ الفاظ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہیں جو خود ''خادمِ رسول اللہ ﷺ'' کے لقب سے مشہور تھے، اس سے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کی حاضر باشی اور خدمتِ نبوی ﷺ کے مستند ہونے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرح خادم النبی ﷺ اور ''شُرطُ النبی ﷺ'' تھے، اسی بناء پر فتحِ مکہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بعد جھنڈا ان ہی کے ہاتھ میں تھا، اور علمِ نبوی ﷺ اٹھائے اپنے منصب 'شُرط' کے فرائض ادا کر رہے تھے۔

(الوافی بالوفیات: ج۲۱، ص۱۴۰)

شمائل کبریٰ میں بھی ''السیرۃ الشامیہ'' کے حوالہ سے یہ لکھا ہے کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے 'حرسی' یعنی پہرے دار تھے۔ لمبا قد تھا، گھوڑے پر سوار ہوتے تو

Marfat.com

پاؤں زمین تک آتے تھے۔ (خلاصۃ تہذیب الکمال: ج ا،ص ۳۸) دورانِ خدمت آنحضرت ﷺ ان کو تعلیم سے بھی نوازتے رہتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ یہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے اور نبیٔ اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے انہیں اپنا پاؤں مبارک لگایا اور پوچھا: اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ؟۔

"کیا میں تمہیں جنت کا ایک دروازہ نہ بتادوں؟" انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ پڑھا کرو (یہ جنت کا ایک دروازہ ہے)۔

(مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۱۵۵۱۸)

۲۷۸۔ تبوک کے دو کم سن شرکاء:

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ ابن الاسقع کی عمر قبولِ اسلام کے وقت تیرہ سال تھی، تبوک میں کم سنی کے باوجود خصوصی طور پر اجازت ملی، جیسا کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو احد میں ملی، جب یہ مسلمان ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبْ فَاحْلِقْ عَنْكَ شِعْرَ الْكُفْرِ وَاغْسِلْ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَمَسَحَ عَلٰی رَأْسِهٖ

"جاؤ پانی، اور بیر کی پتیوں سے نہاؤ اور زمانہ کفر کے بالوں کو صاف کراؤ، یہ کہہ کر ان کے اوپر دستِ شفقت پھیرا" (مختصر تاریخ دمشق: ج ۶۲،ص ۳۵۵، ۳۵۶)

آپ ﷺ عام طور پر بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے، شفقتِ حبیب ﷺ کے اس انداز سے بھی معلوم ہوتا ہے واثلہ رضی اللہ عنہ کم عمری میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے تیرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کرلیا۔ (سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم، تذکرۂ واثلہ رضی اللہ عنہ)

ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد ہی غزوۂ تبوک کی تیاریاں شروع ہوئیں تمام مجاہدین اپنا اپنا سامان درست کررہے تھے، واثلہ رضی اللہ عنہ بھی تیاری کرنے کے لیے گھر گئے، گھر میں سواری اور سامان کچھ نہ تھا اس لیے واپس آئے، ان کی واپسی تک مجاہدین کا قافلہ روانہ ہو

Marfat.com

چکا تھا، اور ان کی شرکت کی بظاہر کوئی صورت باقی نہ تھی لیکن ذوقِ جہاد بے تاب کیے ہوئے تھا، چنانچہ انہوں نے مدینہ کی گلیوں میں پھر کر صدا لگانا شروع کی! مَن یَّحمِلُنِی وَلَهُ سَهمِی ''کون مجھے میرے مالِ غنیمت کے بدلہ میں تبوک لے چلتا ہے؟'' اتفاق سے ایک انصاری بزرگ بھی باقی رہ گئے تھے، انہوں نے کہا ''میں لے چلوں گا، کھانا بھی میں دونگا، اور اپنی سواری پر بھی بٹھاؤں گا، تم خدا کی برکت پر بھروسہ کر کے تیار ہو جاؤ'' واثلہ رضی اللہ عنہ فوراً تیار ہو گئے، انصاری بزرگ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے نہایت حسن سلوک اور شریفانہ طریقہ سے انہیں رکھا، اور دونوں غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے، لڑائی ختم ہونے کے بعد مالِ غنیمت میں چھ اونٹنیاں واثلہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں، شرط کے مطابق ان اونٹنیوں کو انصاری بزرگ رضی اللہ عنہ کے پاس لائے، انہوں نے اونٹنیوں کی چال ڈھال دیکھنے کے بعد کہا: کہ تمہاری یہ سب اونٹنیاں اچھی ہیں۔ واثلہ رضی اللہ عنہ نے کہا: شرط کے مطابق سب حاضر ہیں آپ لے لیں، انصاری بزرگ نے تبسم فرمایا اور کہا:

بَارَكَ اللهُ لَكَ فِيهَا مَا حَمَلتُكَ

''بھتیجے تمہاری اونٹنیاں تمہیں مبارک ہوں'' (میرا مقصد صرف ثوابِ آخرت تھا)

(صفة الصفوة، ذکر واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ)

''سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ'' تذکرہ واثلہ رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے کہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق ۸۵ھ میں انتقال کیا، اور ۹۸ سال کی عمر تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ۱۳ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور جہاد کے لیے روانہ ہوئے، ان کے ساتھ دوسرے کم سن شریک تبوک عبداللہ رضی اللہ عنہما بن مغفل تھے، اب ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۲۷۹۔ نوعمر مجاہد جس کے رونے کا ذکر قرآنِ کریم مین آیا:

اسی طرح جہادِ اسلام کے جذبہ سے معمور ایک نوعمر حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما تھے، جو تبوک میں آنسو بہا کر روئے اور ان کے حق میں قرآن اترا، عبداللہ رضی اللہ عنہ ۶ھ میں مشرف

Marfat.com

بااسلام ہوئے، قبولِ اسلام کے بعد سب سے اوّل غزوہ حدیبیہ میں شریک ہوئے، اور بیعت الرّضوان کا شرف حاصل کیا۔کم عمر صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ان کے چچا ہیں، حضرت مغفل رضی اللہ عنہ ان کے والد گرامی بھی بڑے مرتبہ والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں۔ ۹ھ میں غزوۂ تبوک کا واقعہ پیش آیا اس سال شدید قحط تھا، اس لیے مسلمانوں کو بڑی دشواری پیش آئی، صاحبِ مقدور لوگوں کے علاوہ معمولی حیثیت کے مسلمانوں کے لیے اس غزوہ میں شرکت کی کوئی صورت نہ تھی، عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہما نادار صحابی تھے، ان کے پاس کوئی سامان نہ تھا، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سامانِ سفر کی درخواست کی، آپ ﷺ کے پاس بھی کوئی سواری نہ تھی کہ انہیں سوار کر دیں، صاف جواب ملا، لیکن جوشِ جہاد گھر میں بیٹھنے نہ دیتا تھا، جب سامانِ سفر کی کوئی صورت نہ نکل سکی، تو اپنی محرومی پر مایوس ہو کر رونے لگے، ان بہتے ہوئے آنسوؤں کی لاج اللہ تعالیٰ نے رکھ لی، یہ روتے جارہے تھے کہ سامنے آنے والے ایک بزرگ ابن یامین رضی اللہ عنہ نے روتا دیکھ کر سبب پوچھا، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''غزوۂ تبوک کے لیے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی تھی، آپ ﷺ کے پاس زائد سواری نہیں ہے، اور مجھ میں اتنی مقدرت نہیں کہ اپنے پاس سے سامانِ جہاد، سواری وغیرہ کا انتظام کروں'' یہ سن کر ابن یامین رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹھہرو، میں آتا ہوں اور تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے سواری کے لیے ایک اونٹ اور زادِراہ کے لیے تھوڑی سی کھجوریں کم سن مجاہد کے سامنے پیش کیں۔

اس مختصر سامان کے ساتھ عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے دوسرے ساتھی عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہما غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے ان ہی ناداروں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی:

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (سورة التوبة:۹۲)

ترجمہ: اور نہ ان لوگوں پر کہ جب تیرے پاس آئے تا کہ تو ان کو سواری دے۔ تو

Marfat.com

نے کہا: میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تم کو اس پر سوار کردوں، تو الٹے پھرے اور اُن کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو بہہ رہے تھے کہ نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں۔"

(تفسیر ابن کثیر، سورہ توبہ، آیت نمبر ۹۲)

ان حضرات کا رونا اللہ کو ایسا پسند آیا کہ ایک تو قرآن میں ان کا ذکر کیا دوسرا لوگوں کی زبانوں پر ان کا ایک خاص لقب "اَلْبَكَّائِیْنَ" جاری فرمایا۔ (تفسیر القرطبی: ج ۸، ص ۲۲۸)

جس سے مدینہ میں معروف ہوگیا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کے رونے کو سات آسمانوں پر سنا گیا اور ان کے مسئلہ کو اللہ نے غیب سے حل کر دیا۔

۲۸۰۔ بچے کی بہادری اور آپ ﷺ کی خوشی:

عہد نبوی ﷺ میں کم عمر بچے اُحد میں شرکت کے لیے حاضر ہوئے، بدر کے لیے بھی اپنی جان کو پیش کیا اور جنگِ احزاب میں تو تقریباً سب ہی نوعمروں کو اجازت مل گئی، ان نو عمروں میں ایک نام تیرہ سالہ سلمہ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے، جن کی بہادری نے اہلِ عرب کو حیرت میں ڈال دیا، جب حضور ﷺ عمرہ کے لیے ۶ ہجری میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو بعض بچے اپنے بزرگوں کے ساتھ چل دیے، ان میں ایک ۱۲، ۱۳ سالہ لڑکا بھی تھا، جس نے بیعتِ رضوان میں بھی حصہ لیا۔ اسی سال کا واقعہ ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ بن الاکوع تیر کمان لیے اس طرف جنگل میں جا رہے تھے، جہاں حضور ﷺ کی اونٹنیاں چرتی تھیں، سلمہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ لٹیرے ان جانوروں کو لوٹ کر لے جا رہے ہیں، اُحد و بدر میں تو کم عمری کی وجہ سے نہ جا سکے، لیکن آج تو میدان ان کے ہاتھ میں تھا، اس لیے ٹھان لی کہ اونٹنیاں لے کر رہوں گا، بچپن سے ہی معروف تیر انداز اور شہ سوار تھے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے پہلے تو ایک قریبی ٹیلے پر چڑھ کر مدینہ کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ "یا صَبَاحَاہُ" کا نعرہ لگایا۔ (یہ نعرہ امداد طلب کرنے کے موقع پر لگایا جاتا تھا اور اس کا مطلب ہے "اے صبح کی مصیبت") اور پھر اکیلے ہی دوڑ پڑے، درختوں کی آڑ لے کر چھاپہ ماروں پر تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ بڑے شجاع اور

Marfat.com

غضب کے تیر انداز تھے۔ جب تیر چلاتے تو للکار کر یہ رجز پڑھتے۔ اَنَا ابنُ الاَکوع وَالیومُ یَومُ الرُّضَّعُ ''میں ہوں اکوع کا بیٹا اور یہ چھٹی کا دودھ یاد کرانے کا دن ہے'' اگر دشمن کا کوئی سوار ان کا قصد کرتا تو وہ تاک کر اس کو اپنے تیر کا نشانہ بناتے اور یہ شعر پڑھتے:

خُذْھَا وَاَنَا ابْنُ الاَکوعُ

والیَومُ یُومُ الرُّضَّعُ

''اسے لے میں اکوع کا بیٹا ہوں اور یہ دن چھٹی کا دودھ یاد کرنے کا دن ہے''۔

اس اکیلے اور کم سن مردِ مجاہد نے غارت گروں کو ایسا زچ کیا کہ وہ ساری اونٹنیاں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے اونٹنیوں کو مدینہ ہانک دیا اور خود ڈاکوؤں کا تعاقب جاری رکھا جو اپنی چادریں اور نیزے پھینکتے جاتے تھے اور اس اکیلے مردِ مجاہد کے سامنے بھاگتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دیے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۶۵۸۷)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ہر چادر اور نیزے پر بطورِ علامت ایک پتھر رکھ دیتے تھے اور پھر ان کا تعاقب شروع کر دیتے تھے، جب چاشت سے کچھ زیادہ وقت ہوا تو ''عُیینہ فزاری'' کچھ اور مسلح سواروں کے ساتھ بھاگنے والے لٹیروں کی مدد کے لیے آپہنچا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ایک قریبی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ عیینہ نے غطفانی ڈاکوؤں سے پوچھا: ''یہ کون شخص ہے؟'' انہوں نے کہا! اس شخص نے ہمیں سخت تنگ کیا ہے، اس نے صبح سے اس وقت تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑا، اور ہم سے سب کچھ چھین لیا ہے۔ عُیینہ بولا: ''اس کے پیچھے یقیناً کوئی جماعت ہے، ورنہ وہ تن تنہا تمہارا تعاقب کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ اب تم اس کو گرفتار کرنے کی کوشش کرو! چنانچہ ان میں سے چار آدمی حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی طرف چلے جب وہ چوٹی پر حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے اتنے قریب پہنچے کہ ان کی آواز سن سکیں۔ تو انہوں نے پکار کر کہا اَتَعرِفُونِی۔۔؟ ''کیا تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں؟'' غطفانیوں نے کہا: وَمَن اَنتَ؟ ''تو کون ہے؟''

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

اَنَا ابْنُ الاَکْوَعِ وَالَّذِیْ کَرَّمَ وَجْهُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَطْلُبُنِیْ مِنْکُمْ رَجُلٌ فَیُدْرِکُنِیْ وَلَا اَطْلُبُہٗ فَیَفُوْتُنِیْ

(مسند احمد، حدیث نمبر ۱۶۵۸۷)

''میں اکوع کا بیٹا ہوں، اس ذات پاک کی قسم، جس نے محمد کریم ﷺ کے روئے انور کو بزرگ بنایا، تم میں سے کسی کی مجال نہیں کہ مجھے پکڑ سکے، اور تم میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ اگر میں اسے ہلاک کرنا چاہوں تو وہ بچ جائے۔''

مؤمن کا رُعب:

کچھ دیر میں حضور ﷺ کے بھیجے ہوئے کچھ سوار بھی پہنچ گئے۔ بدطینت لٹیروں نے اب بھاگنے ہی میں اپنی عافیت دیکھی تاہم مجاہدین نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ سورج غروب ہونے سے کچھ پہلے فزاری غارت گر ایک چشمے پر جمع ہو کر پانی پینے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ للکارتے ہوئے ان کے سر پر جا پہنچے۔ اس وقت حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی پیچھے رہ گئے تھے، لیکن یہ ان کا مؤمنانہ رعب تھا اور اُس کی ہیبت کہ بیسیوں مسلح جنگجو پانی پیے بغیر ان کے سامنے بھاگ کھڑے ہوئے اور بہت دور ''ثنیہ ذی بئر'' میں جا کر پناہ لی۔ اب سورج بالکل غروب ہوگیا لیکن حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے ہی آگے بڑھتے گئے اتنے میں ایک فزاری غارت گر پر ان کی نظر پڑی۔ انہوں نے اس کو تیر مارا اور یہ رجز پڑھا:

خُذْھَا وَاَنَا ابْنُ الاَکْوَعِ ..... وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّعِ

''وہ لٹیرا مبہوت ہو کر بولا: یَاثُکْلَ اُمِّ اَکْوَعِ بُکْرَۃً

''ابن اکوع کی ماں صبح سے پہلے ہی مر جائے''

سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نَعَمْ! اَیْ عَدُوُّ نَفْسِہٖ؟

''ہاں اے اپنے نفس کے دشمن'' یہ کہا اور دوسرا تیر بھی اس پر جڑ دیا، وہ شخص سخت گھائل ہو کر وہاں سے غائب ہوگیا اور دو گھوڑے اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ دونوں

Marfat.com

گھوڑوں کو ہنکا کر واپس ''ذوقرد'' کے چشمہ پر پہنچے، جہاں رسولِ اکرم ﷺ پانچ سو مسلح جاں نثاروں کے ساتھ رونق افروز تھے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن رباح ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا جگر اور کوہان حضور ﷺ کے لیے آگ پر بھون رہے تھے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں یہ گھوڑے پیش کرتے ہوئے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ مجھے سو آدمی دے دیں تو میں فزاری غارت گروں کا نام و نشان مٹا ڈالوں گا، یہاں تک کہ ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہیں بچے گا'' حضور ﷺ نے متبسم ہو کر فرمایا: اَکُنۡتُ فَاعِلاً ذَالِكَ يَا سَلَمَة؟ ''اے سلمہ رضی اللہ عنہ! کیا تم واقعی ایسا کر گزرو گے؟'' حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ کہا: ''یارسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم، جس نے آپ ﷺ کو معزز بنایا ہے، میں ایسا ہی کروں گا'' ان کا جوش و جذبہ دیکھ کر رحمتِ عالم ﷺ بشاش ہو گئے اور اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کے پچھلے داندانِ مبارک سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن اکوع جانے دو اور قابو پانے کے بعد درگزر کرو'' حضور ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُو قَتَادَة رضی اللہ عنہ وَخَيْرُ رَجَالِنَا سَلَمَة رضی اللہ عنہ

(مسند احمد، باب حدیث ابن الاکوع)

''ہمارے سواروں میں سب سے بہترین سوار تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہترین سلمہ رضی اللہ عنہ ہیں'' اس میں شک نہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے کم عمر سلمہ رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ آپ ﷺ ہی کی توجہات اور دعاؤں کا نتیجہ تھا، ان ہی کا ایک مزید اور واقعہ لکھا جاتا ہے جو اسی سفر میں پیش آیا۔

۲۸۱۔ دوستوں کے ساتھ دوڑ اور حضور ﷺ کا شوق:

رحمتِ عالم ﷺ نے کمالِ شفقت سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری (ایک روایت کے مطابق 'عضباء' نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور دوسرے سب صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی

Marfat.com

اپنی سواریوں پر آپ ﷺ کے جلو میں تھے، یہ مقدس قافلہ ابھی مدینہ منورہ سے کئی میل دور تھا کہ ایک انصاری صحابی، جن کو اپنی تیز رفتاری پر بڑا ناز تھا، بار بار آواز لگانے لگے:

هَلْ مِنْ مُّسَابِقٍ؟ اَلَا رَجُلٌ يُّسَابِقُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ؟

''کیا کوئی مدینہ تک دوڑ میں مجھ سے بازی لے جاسکتا ہے؟ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن اکوع حضور ﷺ کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، ان کے کان میں یہ آواز پہنچی تو انہوں نے پکار کر ان صاحب سے فرمایا:

اَمَا تُكْرِمُ كَرِيْمًا وَلَا تَهَابُ شَرِيْفًا؟

''کیا تم کسی معزز شخص کی عزت نہیں کرتے؟ کیا تم کسی شریف آدمی سے نہیں ڈرتے؟'' انہوں نے کہا: لَا اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی سے نہیں''۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان مجھے اجازت دیں کہ میں اس کے ساتھ دوڑ لگاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جیسے تمہاری مرضی۔ اب انہوں نے انصاری صحابی سے مخاطب ہو کر کہا: اِذْهَبْ اِلَيْكَ! ''تیار ہو جاؤ (میں تمہارے ساتھ دوڑ لگاؤں گا)'' چنانچہ دونوں اپنی اپنی سواریوں سے کود پڑے اور مدینہ کی جانب دوڑنے لگے۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''میں نے اسے تھوڑی دور تک مہلت دی اور اپنے آپ کو اس سے پیچھے رکھا، پھر میں دوڑ کر اس سے مل گیا اور اس کے بازوؤں پر اپنا ہاتھ مار کر کہا: ''خدا کی قسم! اب میں تجھ سے آگے بڑھا وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا: ''میرا بھی یہی خیال ہے'' فرماتے ہیں کہ مدینہ پہنچ کر میں اس سے آگے بڑھ گیا۔ (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۱۶۵۸۷)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نہایت تیز رفتار تھے اور فی الواقع حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق بہترین دوڑنے والے تھے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں لکھا ہے کہ وہ گھوڑے سے بھی زیادہ تیز دوڑتے تھے اور کسی اسپ سوار سے مقابلہ پیش

Marfat.com

آجاتا، تو وہ اس سے آگے بڑھ جاتے تھے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ واقعہ مسند احمد کی مختلف عبارتوں سے لکھا گیا ہے، اس وقت وہ کم عمر تھے، ان کی عمر کے متعلق مَعْرِفَۃُ الصَّحابہ رضی اللہ عنہم لابی نعیم، الاستیعاب فِی مَعْرِفَۃِ الاَصْحَاب رضی اللہ عنہ، اسدُ الغابہ فی معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم سیر کی تمام کتابوں سے مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے اس تبصرہ کی تائید ہوتی ہے جو انہوں نے حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہ کے صفحہ نمبر ۱۶۷) پر حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''اکثر تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت بارہ یا تیرہ برس کی تھی۔''

خُلاصۃُ الباب:

قارئین مکرم! اسلام کے لیے بچوں کی قربانیاں حد سے بڑھی ہوئی ہیں، خدمتِ اسلام میں وہ بڑوں سے پیچھے نہیں تھے، یہ ان کی اس فطری محبت کی دلیل ہے جو ایک نبی ﷺ کے ساتھ ہر بچے کی طبیعت میں ہوتی ہے۔ یہاں صرف وہ منتخب واقعات لکھے گئے ہیں جو مصنف کو ملے ہیں، جیسا کہ آپ نے اس باب میں پڑھا ہے کہ:

☆ کم سنی میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے دیگر بھائیوں نے شعبِ ابی طالب میں قید کی صعوبتیں برداشت کیں۔

(واقعہ نمبر: ۲۵۱)

☆ مدینہ اور حبشہ کی ہجرت میں بچے آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور والدین کی معیت میں ہجرت کی۔ (واقعہ نمبر: ۲۵۲، ۲۵۳)

☆ جنگِ اُحد میں بچوں کا ذوق وشوق ایک ایمان افروز کہانی ہے۔

(واقعہ نمبر: ۲۵۴، ۲۵۵)

☆ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھی جنت میں جانے کے لیے جنگِ اُحد کی

Marfat.com

اجازت مانگتے ہیں اور حضور ﷺ ان کو مدینہ کا محافظ بناتے ہیں۔

(واقعہ نمبر: ۲۷۲)

☆ اسامہ رضی اللہ عنہ، زید رضی اللہ عنہ، براء رضی اللہ عنہ اور دس بچوں نے بچپن میں ایک غزوہ میں شرکت کی اجازت مانگی۔ (واقعہ نمبر: ۲۵ تا ۲۷۰)

☆ ایک انتہائی کم عمر بچے کو اس کی والدہ احد میں شرکت کے لیے لے کر آئی۔

(واقعہ نمبر: ۲۷۱)

☆ ہر صحابی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی حفاظت کو جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا تھا۔

(واقعہ نمبر: ۲۷۵)

☆ حضرت قیس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی حفاظت کے ذمہ دار تھے۔ (واقعہ نمبر: ۲۷۶)

☆ عہد نبوی ﷺ کے نو عمر بچوں کے جذبات کی قدر آسمانوں پر بھی کی جاتی تھی۔

(واقعہ نمبر: ۲۷۸، ۲۷۹)

☆ یہ آپ ﷺ کی دعاؤں کا ثمر تھا کہ بعض نو عمر بھی بلییوں کفار پہ بھاری ہوتے اور غیر معمولی کام سرانجام دیتے تھے۔ (واقعہ نمبر: ۲۸۰)

Marfat.com

باب ۲۰ متفرقات

★ آپ ﷺ کے عہدِ مبارک میں آنکھیں کھولنے والے ★ اعزازی اہل بیت ؓ بچے

★ جن کا کان حضور ﷺ نے پکڑا ★ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کرنے والے ؓ بچے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

الانفال : ۳۳

"اور خدا ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں سے تھے انہیں عذاب دیتا۔ اور ایسا نہ تھا کہ وہ بخششیں مانگیں اور انہیں عذاب دے"

Marfat.com

Marfat.com

پچھلے انیس ابواب میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے بچوں کے حالات کو مختلف ابواب میں موضوع کی مناسبت سے جمع کیا گیا ہے، زیرِ نظر باب میں ان احادیث اور تاریخی واقعات کا تذکرہ ہے، جو گذشتہ ابواب کے موضوع پر پورے نہیں اتر سکے، اس لیے متفرق مضامین کو جمع کر کے بیسواں باب ترتیب دیا گیا ہے۔

عہدِ نبوی ﷺ میں پیدا ہونے والے بچے:

ابتدائے آفرینش سے قیامت تک ادوار میں سے آنے والے وہ زمانہ بہت مبارک ہے، جب حضورِ اکرم ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا تھا، اس دور میں پیدا ہونے والے بچے بھی نصیب والے تھے، جن پر حضور ﷺ کی نظر پڑ گئی تھی، اور انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھ لیا، چند بچوں کا ذکر گذشتہ ابواب میں ہو چکا ہے۔

۲۸۲۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہما:

نبی اکرم ﷺ کو مدینہ میں جلوہ افروز ہوئے سات سال ہو چکے تھے، جب معروف صحابی عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا، اور حضورِ اکرم ﷺ کا پسندیدہ نام "عبداللہ" پایا، جب آپ ﷺ نے دنیا سے منہ چھپا لیا، تو اس وقت یہ عبداللہ اگرچہ تین یا چار سال کے تھے، لیکن ان کے دل و دماغ میں آپ ﷺ کی صورتِ زیبا کا نقش موجود تھا۔

(الاستیعاب، ذکر عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما کو بھی آپ ﷺ کی گود نصیب ہوئی، آپ ﷺ نے ان کے لیے دعائیں دیں اور نام بھی رکھا۔ (الاستعیاب ذکر اسعد رضی اللہ عنہ)

۲۸۳۔ حضرت بشیر بن ابی مسعود رضی اللہ عنہما:

ان کے والد گرامی قدر کو بھی حضور ﷺ کی محبت و صحبت حاصل ہے، عہدِ نبوی ﷺ میں ہی ولادت ہوئی، بلوغت سے پہلے ہی وہ سیدنا محمد کریم ﷺ کی مجلسِ مبارک میں علمِ دین کے حصول کے لیے آتے رہے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ذکر ابن ابی مسعود رضی اللہ عنہ)

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

"حضرت بشیر رضی اللہ عنہ صحابیِ رسول ﷺ ہیں، وہ رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان اکثر سنایا کرتے تھے:

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لِيَجْمَعَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلٰى ضَلَالَةٍ

"اللہ سے ڈرو! جماعت کو لازم پکڑو، امتِ محمد ﷺ کی ساری جماعت غلط کام پر اتفاق نہ کرے گی۔" (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ذکر بشیر رضی اللہ عنہ)

حضرت تمیم رضی اللہ عنہ بن غیلان بن سلمۃ الثقفی:

رسولِ خدا ﷺ کے مبارک زمانہ میں پیدا ہوئے۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہ، ذکر تمیم رضی اللہ عنہ بن غیلان)

کم عمری کے باوجود غفلت نام کو نہ تھی، پورے ہوش و حواس کے ساتھ انہوں نے کبارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضورِ اکرم ﷺ کی باتیں سنیں اور بڑے ہو کر ان احادیث کو آگے منتقل کیا، مثلاً: وہ کہتے ہیں کہ محمد کریم ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے ساتھ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یا کسی انصاری کو بھیجا تاکہ قبیلہ بنی ثقیف کے بُت کو توڑ دیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے عرض کی:

یَا رَسُوْلَ اللہِ ﷺ! اَیْنَ نَجْعَلُ مَسْجِدَھُمْ؛

''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ہم ان کے لیے مسجد کس جگہ تعمیر کریں۔۔۔۔۔؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

حَیْثُ طَاغِیَتُھُمْ کَیْ یُعْبَدَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ حَیْثُ کَانَ لَا یُعْبَدُ

(معرفۃ الصّحابۃ لابن مندہ، ذکر تمیم رضی اللہ عنہ بن غیلان)

''جہاں سے بت گراؤ وہیں مسجد بھی بنا دو! تاکہ ایسی جگہ اللہ کی عبادت ہو، جہاں پہلے سے عبادت نہیں ہو رہی تھی''۔

۲۸۴۔ حضرت السّائب بن ابی لبابۃ رضی اللہ عنہما:

حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے متعلق قرآنِ کریم کا نزول ہوا۔ (التوبۃ: ۱۰۲، التفسیر الجلالین) ان کا نکاح نبی اکرم ﷺ کے حکم سے خنساء نامی صحابیہ رضی اللہ عنہا سے کیا گیا، اللہ نے جب ان کے گھر کو ایک خوبصورت بچے سے نوازا، تو یہ اپنے بیٹے کو سیدنا محمد کریم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ بیٹے کا نام السائب بن ابی لبابہ بن مندہ رکھا گیا، انہیں اپنے والد صاحب رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ خوب یاد تھا، لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ میرے ابو رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت کا اعلان جب قرآنِ کریم میں آیا تو انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی: میں اس گھر کو چھوڑ دوں، جہاں میں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور اس سارے مال کو صدقہ کر دوں، جس کی وجہ سے یہ نوبت آئی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو۔'' (حیاۃ الصحابۃ، قصہ: ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، اسد الغابہ، ذکر السائب بن ابی لبابۃ رضی اللہ عنہما)

۲۸۵۔ حضرت سعد بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ:

بنی عمرو بن عوف کے یہ چشم و چراغ عہد رسالت ﷺ میں ہی اپنے والدین کے

Marfat.com

گھر ضوفگن ہوئے، انہیں اپنے بچپن میں بارہا حضور ﷺ کو دیکھنے کا اتفاق ہوا، انصار رضی اللہ عنہم کے بچے تو آپ ﷺ کے ساتھ بہت جلد بے تکلف ہو جاتے تھے، یہ بھی انصاری رضی اللہ عنہ بچوں میں سے ہیں، اگرچہ کم عمر تھے لیکن حضور ﷺ کے اعمال و اخلاق کو بہت غور سے دیکھتے تھے، لوگوں کو یہ واقعہ بھی سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ننھے حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا ہوا تھا اور حضور ﷺ دعا کر رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ

"اے اللہ! میں اس (بچے) سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اسے اپنا محبوب بنا لیجیے!"

یاد رہے کہ بڑی عمر کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ایک نام سعد بن زید رضی اللہ عنہ ملتا ہے۔

(اسد الغابہ، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہ، ذکر سعد بن زید رضی اللہ عنہ)

۲۸۶۔ حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہما بن عمر القرشی:

اگرچہ محبوبِ خدا ﷺ کی مجالس میں زیادہ حاضریاں تو نہ دے سکے، تاہم انہیں یہ شرف ضرور ملا کہ پیدائش کے بعد آپ ﷺ نے انہیں پہلی خوراک کھلائی۔

(اسد الغابہ، ذکر عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ)

۲۸۷۔ حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہما بن حنیف:

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا بہت نیک اور سعید الفطرت خاتون تھیں، یہ ان محترم عورتوں میں سے ہیں، جنہوں نے نبیٔ اکرم ﷺ سے بیعت کی اور ان کو قرآنِ کریم (الممتحنۃ، آیت نمبر ۸) میں "اَلْمُؤمنات" لقب سے نوازا گیا۔ (المظہری، الممتحنۃ، آیت نمبر ۸)

اللہ تعالیٰ نے جب انہیں اولادِ نرینہ سے نوازا، تو انہوں نے وہ نام رکھا جو محبوبِ کریم ﷺ کو پسند تھا، حضور ﷺ کی مرضی پر اپنی مرضیات کو قربان کرنے کی وجہ سے ہی انہیں یہ درجہ ملا کہ قرآنِ کریم میں ان کا ذکر آیا، ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ ہی کے عہد میں

Marfat.com

پیدا ہوئے۔ (معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، باب السین من باب العین، ذکر عبداللہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ)

۲۸۸۔ حضرت سنان بن سلمۃ رضی اللہ عنہما:

ابن الاثیر رضی اللہ عنہ نے ان کے نام کی تین دلچسپ وجوہات لکھی ہیں۔(۱) وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں رسولِ خدا ﷺ کے زمانہ جہاد میں پیدا ہوا، اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے میرا نام سنان (جنگی نیزہ) رکھ دیا۔(۲) جب یہ پیدا ہوئے تو ان کے والد حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن المحبق الہذلی نے (جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھ اپنے قلبی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا:

لَسَنَانٌ أُقَاتِلُ بِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ

''اس بچے سے مجھے وہ سنان (نیزہ) پیارا ہے جس سے میں راہِ خدا میں جہاد کروں'' اللہ کے رسول ﷺ نے جب سنا، تو ان کے اس بچے کا نام سنان رکھ دیا۔

(اسد الغابہ، ذکر سنان بن سلمۃ رضی اللہ عنہما)

۲۸۹۔ حضرت مریم بنتِ ابی مریم الغسانی رضی اللہ عنہا:

حضرت ابو مریم رضی اللہ عنہ نبیِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِنِّيْ وَلَدَتِ اللَّيْلَةَ جَارِيَةً

''اے اللہ کے رسول ﷺ! گذشتہ رات میرے گھر ایک بچی پیدا ہوئی ہے'' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وَاللَّيْلَةَ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ سُوْرَةُ مَرْيَمَ فَسَمِّهَا مَرْيَمَ

''(گذشتہ) رات ہی سورہ مریم اتری ہے، لہٰذا اس بچی کا نام مریم رکھ دو!''

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہ، ذکر مریم بنت ابی مریم الغسانی رضی اللہ عنہ)

ان کے والد ابو مریم مالک رضی اللہ عنہ بن ربیعہ کو حضور ﷺ نے اولاد میں برکت کی دعا

Marfat.com

دی تھی، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں (۸۰) بچوں سے نوازا۔ (کنز العمال، ۳۷۵۸۲)

۲۹۰۔ حضرت سہلہ بنتِ عاصم رضی اللہ عنہا:

وہ خود فرماتی ہیں کہ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر میں پیدا ہوئی۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں مجھے پیش کیا گیا، تو آپ ﷺ نے میرا نام سہلہ رکھا اور فرمایا:

سَهَّلَ اللهُ أَمْرَكُمْ!

"اللہ تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرے!" (پہلے آپ ﷺ نے میرا نام رکھا، پھر زندگی کی مشکلات میں آسانیوں کے لیے دعا فرمائی) اور میرے لیے مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی عطا فرمایا، اور چوتھا انعام یہ فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کے ساتھ میرا نکاح بھی پڑھایا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہم، ذکر سہلہ بنت عاصم رضی اللہ عنہا)

۲۹۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما:

ان کی والدہ عمرہ (بنتِ رواحہ رضی اللہ عنہ الانصاری) رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید فی سبیل اللہ کی بہن تھیں، ان کی گود میں جب نعمان رضی اللہ عنہ آئے تو برکت کے لیے نبیٔ مکرم ﷺ کی خدمت میں لائیں، اللہ کے رسول ﷺ نے کھجور چبائی، بچے کے منہ میں دے کر "تحنیک" فرمائی اور (انہیں زندگی کی پہلی خوراک دی) ان کی والدہ عمرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! بچے کے لیے دعا فرما دیجیے کہ اس کی اولاد اور اس کے مال میں برکت ہو، آپ ﷺ نے انہیں فرمایا:

أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ يَعِيشَ كَمَا عَاشَ خَالُهُ حَمِيدًا وَتُقْتَلُ شَهِيدًا وَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ

"تو اس پر راضی نہیں، کہ اس کی زندگی اس کے ماموں (عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ) کی طرح خوبصورت ہو، یہ شہید مرے اور جنت چلا جائے۔"

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب رضی اللہ عنہم ذکر عمرۃ بنت حزم الانصاری رضی اللہ عنہا)

Marfat.com

۲۹۲۔ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہما:

عہدِ نبوی ﷺ میں جنم لیا، اگر چہ بہت کم عمر تھے، اس کے باوجود میدانِ اُحد میں اصحابِ پیغمبر (ﷺ) کی جانثاری اور حضرت حسیل بن جابر و ثابت بن وقش رضی اللہ عنہم کے متعلق یاد تھا کہ احد کی لڑائی کے دن ان حضرات نے مدینہ کے بچوں اور خواتین کی حفاظت کس ذمہ داری کے ساتھ کی تھی؟ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو علم سیکھا تھا وہ آج تمام کتب حدیث میں اُمت کی راہنمائی کے لیے محفوظ ہے۔ (اسد الغابہ، ذکر حسیل بن جابر رضی اللہ عنہ و ذکر محمود بن لبید رضی اللہ عنہما)

۲۹۳۔ حضرت ابو امامہ سعد رضی اللہ عنہ بن حنیف:

جب پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے۔ نام سعد رضی اللہ عنہ بن حنیف انصاری ہے، یہ نام آپ ﷺ نے ہی رکھا تھا، سید الانبیاء علیہ السلام کی وفات کے وقت دو سال کے تھے، اسی کم سنی میں اپنی والدہ اور والد کے ساتھ مسجدِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے رہے، حضور ﷺ کی ان پر نظر پڑ چکی تھی، اس لیے وہ اثر کیے بغیر نہ رہی، یہ مدینہ کے جلیل القدر علماء و کبار تابعین رحمۃ اللہ علیہ میں اعلیٰ مقام پر نظر آتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، باب سُنن الوضوء)

۲۹۴۔ حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہما:

ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کا نام ''اَلْعَاصْ'' (نافرمان) تھا، آپ ﷺ نے نام بدلا اور ''اَلْمُطِیْعُ'' (فرمانبردار) رکھ دیا۔

(اسد الغابہ، ذکر عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہما، مرقاۃ باب مناقب قریش)

بچپن سے ہی ان کی کوشش یہ رہی کہ زندگی میں پیش آنے والے تمام مسائل و ضروریات کو حضور ﷺ سے پوچھ لیا کریں، انہوں نے ایک رات خواب دیکھا، کہ کسی نے انہیں کھجور کا توشہ دان دیا ہے، خواب جا کر نبیِ مکرم ﷺ سے عرض کر دیا، تو آپ ﷺ نے

Marfat.com

تعبیر سے پہلے پوچھا:

هَلْ بِأَحَدٍ مِنْ نِسَائِكَ مِنْ حَمْلٍ؟

''کیا تمہاری خواتین میں سے کوئی حاملہ ہے؟'' انہوں نے عرض کی: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّهَا سَتَلِدُ لَكَ غُلَامًا

''عنقریب اس سے تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا'' بچے کی پیدائش ہوئی، یہ اسے لے کر حاضرِ خدمت ہوگئے، آپ ﷺ نے اس بچے کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ رکھا اور اس کو پہلی خوراک بھی دی اور دعاؤں سے نوازا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ)

۲۹۵۔ حضرت محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما:

خانوادۂ صدیقی رضی اللہ عنہ بڑے نصیبوں والا ہے، اسے جہاں اور بہت سے فضائل و خصوصیات سے نوازا گیا ہے، وہاں ایک فضیلت یہ بھی ملی کہ ان کے علاوہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو یہ مقام نہ مل سکا، کہ اس کے سلسلۂ نسب میں چار افراد صحابیٔ رسول ﷺ ہوں، ان کو یہ درجہ خصوصیت حضرت محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نامی بچے کی ولادت پر ملا، یہ بچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پوتا اور ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کا پڑوتا تھا، محمد رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ کتنا زریں ہے؟ محمد رضی اللہ عنہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ۔ محمد رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر پیدا ہوئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں لائے گئے۔ (اسد الغابہ، ذکر ابوعتیق محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما)

ان کا یہ نام حضورِ اکرم ﷺ کی اجازت سے رکھا گیا۔

۲۹۶۔ حضرت طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہما:

حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں معروف قاریٔ قرآن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تولد ہوئے، کم عمری کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات بیان کی ہیں، اور اپنے والد

Marfat.com

گرامی رضی اللہ عنہ سے ملنے والے علمِ قرأت کو پوری عمر دنیا میں پھیلاتے رہے۔

(جامع الاصول، الطفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ عنہما)

۲۹۷۔حضرت ضُمّیہ اللّیثیۃُ الدّاریۃ رضی اللہ عنہا:

ان کی خاص پہچان ہی یہ بتلائی گئی ہے، کہ وہ ایک یتیم لڑکی، حضورِ اکرم ﷺ کی زیرِ پرورش تھی، ان کی روایت یوں شروع ہوتی ہے:

وَکَانَتْ یتیمۃ فی حجر رَسُولِ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم وَسَمِعَتْہَا
تُحَدِّثُ صَفیۃ بنت ابی عبید انہا سمعت رسول اللہ (ﷺ)
یقول من استطاع منکم اَنْ یَّمُوْتَ بالمدینۃ فَیَمُتْ بِہَا فانّہ
مَنْ یموت بہا اَشفع لَہٗ واَشہَدُلَہٗ

(الآحاد والمثانی لاحمد الشیبانی، حدیث نمبر ۳۳۸۲، ج۶، ص۱۵۴)

ان کا نام ضُمیہ لیثیہ داریہ رضی اللہ عنہا ہے، وہ حضور ﷺ کی پرورش میں تھیں، انہوں نے نبیِ اکرم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے، جس سے ہوسکے وہ مدینہ میں موت کی کوشش کرے (تو اسے چاہیے کہ وہ یہ کام ضرور کرے تاکہ) اسے مدینہ میں مرنا نصیب ہو، جو شخص مدینہ میں مرے گا، میں اسکی شفاعت کروں گا اور (روزِ قیامت اس کے ایمان کی) گواہی بھی دوں گا" حضرت ضُمَیہ رضی اللہ عنہا کو تربیت کے لیے آنحضور ﷺ کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شفقت بھی ملی۔ وہ ان یتیموں میں شامل تھیں جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئے تھے، یہ یتیم حضور ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد بھی تھے۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، باب الضمیۃ، ج۸، ص۲۱۷)

۲۹۸۔حضرت علی بن زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول ﷺ

زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ کے ایک بچے کا نام علی رضی اللہ عنہ تھا، جو فتح مکہ میں آپ

Marfat.com

ﷺ کے ردیف تھے۔ (اسد الغابہ، ذکر زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ)

ان کے متعلق لکھا ہے: فتوفی وقد ناھز الاحتلام "وہ ابھی قریب البلوغ تھے کہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے" آج بھی ان کہ اس سعادت پر اہلِ ایمان کو رشک آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے عظیم دن میں انہیں بھی اپنی سواری پر بٹھانے کی عزت بخشی تھی۔ بعض دیگر بچوں کا ردیف ہونا بھی منقول ہے۔

۲۹۹۔ حضرت کثیر ابن الصَّلت رضی اللہ عنہما بن معدی کرب الکندی:

نبیِ مکرم علیہ السلام کی خدمت میں لائے گئے تھے، بہت چھوٹے تھے، والدین نے ان کا نام رکھا، سید دوعالم ﷺ نے ان کا پوچھا، بتایا گیا "قَلِیْلٌ" نام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں! اس کا نام آج کے بعد "کثیر" ہے" چنانچہ اسی نام سے معروف ہو گئے۔

(جامع الاصول، ذکر کثیر ابن الصَّلت رضی اللہ عنہ)

نام کی تبدیلی کا یہ اثر ہوا کہ اللہ نے انہیں علم و عمل، رزق و شہرت اور عزت کی کثرت سے خوب نوازا۔

۳۰۰۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما:

شہیدِ اُحد غَسِیْلُ المَلٰئِکَۃ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے گھر عہدِ نبوی ﷺ ہی میں جنم لیا، جس وقت حضور ﷺ کا جنازہ پڑھا جا رہا تھا، یہ سات سال کے تھے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبتیں اور علمی مجالس نے ان کی صالح طبیعت میں وہ اثر چھوڑا کہ مؤرخ کو لکھنا پڑا:

وَکَانَ خَیْرًا فَاضِلاً مُقَدَّمًا فِی الْاَنْصَارِ

(جامع الاصول، ذکر عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ)

عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک بہت اچھے فاضل اور انصار رضی اللہ عنہم میں مقتداء کی حیثیت حاصل کر

Marfat.com

گئے تھے، ان کے والد صاحب رضی اللہ عنہ جب اُحد میں شہید ہو گئے، تو یہ حضورِ اکرم ﷺ کے زیرِ سایہ بچوں میں شامل ہو گئے۔ (اسد الغابہ، ذکر عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما)

۳۰۱۔ حضرت عبیداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما:

محبوبِ مکرم علیہ السلام اسی دنیا میں جلوہ افروز تھے کہ ان کی ولادت ہوئی، صحبتِ نبوی ﷺ سے فیض یاب تو ہوئے، لیکن اپنے والدِ گرامی قدر اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے علمِ دین حاصل کر سکے، لکھا ہے:

كَانَ من شُجْعَانِ قُرَيْشٍ وَّفُرْسَانِهِمْ

"(عبداللہ رضی اللہ عنہ) بہادرانِ قریش اور شہسوارانِ قریش میں شمار ہوتے تھے۔"

(اسد الغابہ، عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی زید رضی اللہ عنہ کے گھر میں عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، انتہائی لاغر تھے، حضور ﷺ نے دعا کی تو اپنے وقت کے دراز قد جوانوں میں شمار ہوتے تھے۔

(اسد الغابہ، ذکر عبدالرحمن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہما)

۳۰۲۔ حضرت عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہما:

حضرت ابو رافع اسلم رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، حضرت محمد ﷺ کو ضرورت پڑی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ غلام آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا، حضور ﷺ نے ان کی شادی اپنی باندی سلمٰی رضی اللہ عنہا سے کروا دی اور اللہ نے انہیں بچے سے نوازا، عبیداللہ نام رکھا گیا، جو بچپن میں آپ ﷺ کی نظروں کے سامنے کھیلتے اور کبھی والد کے ساتھ نماز کے لیے آتے تھے، ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو خلافتِ علی رضی اللہ عنہ میں خزانچی اور امین کا درجہ حاصل تھا۔ (اسد الغابہ، اسلم ابو رافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ)

Marfat.com

۳۰۳۔ حضرت مدلوک ابو سفیان رضی اللہ عنہ:

وہ خود بیان کرتے ہیں کہ محبوبِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اللہ کے رسول ﷺ نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مدلوک رضی اللہ عنہ کے سر کا وہ حصہ جہاں بچپن میں حضور ﷺ کا ہاتھ لگا تھا، وہ سیاہ تھا اور سر کے باقی بال سفید ہو گئے تھے۔ (اسد الغابہ، الاصابہ۔ الاستیعاب، ذکر مدلوک رضی اللہ عنہ)

۳۰۴۔ حضرت وھب بن عبداللہ بن مسلم رضی اللہ عنہما:

بلوغت سے کچھ عرصہ پہلے حضور ﷺ کی زیارت کی، وہ کہتے ہیں کہ میں ابھی بالغ نہ ہوا تھا، میں نے اور میرے والد نے حضور ﷺ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے حضور ﷺ سے حدیثیں روایت کی ہیں، ان کی نظریں اس وقت آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پہ مرکوز تھیں جب حضور ﷺ نے فرمایا:

یَرْحَمُ اللهُ الْمُحَلِّقِیْنَ

"اللہ حلق کروانے والوں پر رحم فرمائے!" ایک شخص نے یہ سنا تو پوچھا: وَالْمُقَصِّرِیْنَ "اور قصر کرنے والوں کے متعلق کیا ارشاد ہے؟" تو آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وَالْمُقَصِّرِیْنَ "اور قصر کرنے والوں پر بھی (اللہ رحم فرمائے)!"

(معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم لابی نعیم، قارب الثقفی، روی عن النبی ﷺ)

۳۰۵۔ حضرت اسماء الشامی، الازدی رضی اللہ عنہ:

عہدِ رسالت ﷺ میں پیدا ہوئے، بہت کم ملاقاتیں حضور ﷺ سے کر سکے اور حضور ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے، انہیں یہ خوب یاد تھا کہ ایک دن سید دو عالم ﷺ کی خدمت میں آئے، آپ ﷺ نے ان سے مصافحہ کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے عمر بھر کسی سے مصافحہ نہ کیا۔ (کنز العمال، اسد الغابہ، ذکر ابو اسماء رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

۳۰۶۔ حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہما:

حضور ﷺ کے مبارک عہد میں پیدا ہوئے ان کے والد صحابی رضی اللہ عنہ تھے. اس لیے جب آنکھیں کھولیں تو گھر میں اسلام کی محبت، توحید کی بات اور نبیٔ اکرم ﷺ کے تذکروں سے دل معمور ہوا، چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو والد کے ساتھ مسجدِ نبوی ﷺ میں آئے اور حضور ﷺ کو دیکھا۔ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ مسجدِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا (لوگ مسجد میں جمع ہیں اور ایک حسین و جمیل شخص انہیں خطبہ دے رہے ہیں)، میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا: مَنْ هٰذا؟ ''یہ کون ہیں'' ابو نے کہا: هٰذا نبیُّ اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ''یہ اللہ کے نبی ﷺ ہیں'' حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس زیارتِ نبوی ﷺ کے وقت میری عمر سات سال تھی، حضرت قیس رضی اللہ عنہ دوسری مرتبہ جب اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئے تو آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی جگہ مسلمانوں کو خطبہ دے رہے تھے۔

(یہ مضمون کنز العمال کی حدیث نمبر ۳۷۴۸۶ اور حدیث نمبر ۳۷۴۸۷ سے ماخوذ ہے)

۳۰۷۔ حضرت موسیٰ بن طلحۃ رضی اللہ عنہما:

حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابہ رضی اللہ عنہ. ذکر موسیٰ بن طلحۃ رضی اللہ عنہ)

ہوش سنبھالا تو آپ ﷺ کے جلوۂ جہاں آراء کو دیکھا، ایک دفعہ یہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے ان کو دیکھ لیا، دستر خوان پر صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ کھجوریں نوش کر رہے تھے، آپ ﷺ نے ان بچوں کو بھی کھجوریں عنایت فرمائیں۔ (سُبل الهدیٰ والرشاد، باب فی سیرتہ فی الاطفال)

ابراہیم بن ابی موسیٰ الاشعری علیہ السلام عہد رسالت میں تولد ہوئے، خدمتِ حبیب ﷺ میں لائے گئے، رسولِ رحمت ﷺ کے ہاتھوں سے گھٹی کی دولت ملی، دعائیں ملیں اور ''ابراہیم'' نام بھی ملا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ رضی اللہ عنہ، ذکر ابراہیم بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما)

Marfat.com

حارث رضی اللہ عنہ بن حاطب رضی اللہ عنہ ارضِ حبشہ میں پیدا ہوئے (اسد الغابہ حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ) عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، موسیٰ بن الحارث بن خالد رضی اللہ عنہ، عائشہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا، زینب بنت الحارث رضی اللہ عنہا یہ بچے بھی حبشہ میں پیدا ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہجرت حبشہ کے دوران فوت ہوگئیں۔ (الاستیعاب ج ۵، صفحہ ۱۲۵) المنذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہما حیات رسول ﷺ میں پیدا ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے یہ نام آپ ﷺ کا ہی رکھا ہوا ہے۔ (الاستیعاب المنذر رضی اللہ عنہ)

تین خوش نصیب (اعزازی اہل بیت) بچے:

جنہیں حضور ﷺ نے فرمایا: کہ تم راضی نہیں ہو کہ محمد ﷺ تمہارے والد اور عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری اماں؟ یہ فرما کر آپ ﷺ نے ان یتیموں پر وہ شفقت فرمائی، جو ایک والد اپنے بچوں سے رکھتا ہے، اس طرح آپ ﷺ نے انہیں گھر کا فرد قرار دیا اور یہ بچے اعزازی طور پر ''اہل بیت رسول ﷺ'' ہو گئے۔

باب نمبر ۱۳ میں ہم نے آپ ﷺ کے زیرِ کفالت چند اعزہ کا ذکر کیا ہے اور باب نمبر ۱۴ میں یتیم بچوں اور بچیوں رضی اللہ عنہم کی پرورش کا ذکر ہے، ان بچوں کے علاوہ ایسے بچوں کی کفالت کو بھی آپ ﷺ اپنے لیے ضروری سمجھتے تھے جن کے والد راہِ خدا میں شہید ہو جاتے تھے، وہ بچے بھی آپ ﷺ کو دنیا میں اپنا بے لوث سہارا سمجھتے تھے، وہ بچے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن خود رکھتی تھیں۔ (معرفۃ الصحابہ، زینب رضی اللہ عنہا بنت معاویہ)

ان کے علاوہ بعض ازواجِ مطہرات حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) کے سابقہ شوہروں سے بچوں (کم سن بیٹوں اور بیٹیوں) کی جس طرح سرپرستی فرمائی اور جس محبت سے ان کی پرورش فرمائی، وہ بھی سیرت طیبہ کا ایک روشن باب ہے۔ آپ ﷺ نے بعض بالغ یتیموں کی جس طرح سرپرستی اور مدد فرمائی ان کی مثالیں بھی بے شمار ہیں، اب ذکر کیا جاتا ہے شہید ان باوفاء کے بچوں کا، جن کو آپ ﷺ نے پوری ذمہ داری سے پالا اور

Marfat.com

انہیں اپنا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا قرار دیا اور ان کے غم کو ہلکا کرنے کے لیے فرمایا:

اَمَا تَرضیٰ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا اَبُوْكَ وتَکُوْنُ عَائشۃُ رضی اللہ عنہا اُمُّكَ

"ارے! تم اس پر خوش نہیں کہ (آج کے بعد) محمد ﷺ تیرا باپ اور عائشہ تیری ماں ہو......!"

شہید مرحوم کا بچہ یہ سن کر اپنا سب غم بھول جاتا اور اعزازی اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں شمار ہو کر اپنی قسمت پر ناز کرنے لگتا تھا۔ یہاں صرف تین کے نام ہیں۔

۳۰۸۔ حضرت بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہما:

وہ خود کہتے ہیں کہ میں غزوۂ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں رو رہا تھا، آپ ﷺ نے میرا نام پوچھا، عرض کی: "عَقْرَبۃ" تو فرمایا: آج کے بعد تم بشیر ہو۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: مَا فَعَلَ اَبِی؟ یارسول اللہ ﷺ! میرے والد (جو لڑائی میں شریک تھے) ان کا کیا حال ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شہید ہو گئے، ان پر اللہ کی رحمت ہو۔ یہ سن کر میں رونے لگا، حضور ﷺ نے مجھے گود لیا، سر پہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

اَمَا تَرضیٰ ان اَکُوْنَ اَنَا اَبُوْكَ وتَکُوْنُ عَائشۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اُمُّكَ

"کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا باپ ہو جاؤں اور عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں ہو جائے۔"

(مجمع الزوائد، حدیث نمبر ۱۳۵۱۷ الاستیعاب، ذکر بشیر بن عقربہ رضی اللہ عنہ، اسد الغابہ ذکر عقربۃ الجہنی)

اس خوش قسمت بچے کا نام بشیر رضی اللہ عنہ بن عقرب بھی لکھا گیا ہے، انہیں فلسطینی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ آخر عمر میں فلسطین گئے اور وہیں وفات پائی۔ (من لہ روایۃ فی مسند احمد ج ۱ ص ۴۸)

فلسطین اس لیے گئے تھے کہ مدینہ میں جب ان کے سرپرست اعلیٰ سیدنا محمد کریم علیہ السلام نہ رہے، تو یہاں رہنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے جب انہیں گود لیا تو اس وقت ان کے سر پر ہاتھ بھی پھیرا تھا، جہاں تک حضور ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا، وہاں تک ان کا سر سیاہ رہا تھا، اگرچہ دیگر بال سفید ہو گئے تھے۔ (الوافی بالوفیات، حرف الباء، ج ۲۲ ص ۶۴)

Marfat.com

سیدنا بشیر رضی اللہ عنہ نے جہاں شفقتِ نبوی ﷺ سے وافر حصہ لیا، وہاں وہ اس خوش نصیبی سے معمور ہوئے کہ ان کے سفید سر پر حضور ﷺ کی وہ نشانی باقی رہی جو امام الانبیاء ﷺ کا معجزہ شمار ہوتی تھی اور لوگ ان کے سفید سر پر سیاہ بالوں کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے معجزات کا ذکرِ خیر شروع کر دیتے تھے، آخر عمر میں اہلِ فلسطین ان سے حضور ﷺ کے گھریلو حالات پوچھا کرتے تھے اور یہ ان یادوں کو جب زبان پر لاتے، تو محفل میں موجود ہر شخص کا ایمان تازہ ہوتا تھا۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کا درست نام بشر ہے بشیر نہیں۔

(الثقات لابن حبان، باب الباء ج ۳ ص ۳۱)

۳۰۹۔ حضرت ابن بشر بن غزیہ رضی اللہ عنہما:

وہ خود کہتے ہیں کہ میرے والد محمد کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شہید ہوئے مجھے حضور ﷺ نے روتے دیکھا تو فرمایا:

اَمَا تَرْضٰی اَن اَکُونَ اَنَا اَبُوكَ وَعَائِشَةُ اُمُّكَ؟

"تم راضی نہیں کہ تمہارے ابا محمد (ﷺ) ہوں اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) تمہاری ماں ہو"؟ میں نے عرض کی:

بَلٰی بِاَبِی اَنْتَ وَاُمِّی یَارَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(شعب الایمان، ۱۰۵۲۳، بابٌ فی رحم الصّغیر)

"کیوں نہ خوش ہوں، اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر نثار یارسول اللہ ﷺ!" حضرت ابن بشر رضی اللہ عنہ سے داغِ یتیمی دھل گیا، اس لیے کہ انہیں اس درِ حبیب ﷺ تک رسائی مل گئی تھی، جہاں سے پوری امت کو علم و عمل، کامرانی و سرخروئی میراث میں ملتی ہے۔

۳۱۰۔ حضرت بشیر بن عفراء رضی اللہ عنہما:

تیسرے خوش نصیب یتیم حضرت بشیر بن عفراء رضی اللہ عنہما ہیں، ان کے والدِ گرامی احد

Marfat.com

میں شہید ہو گئے، یہ خبر سن کر ننھے بشیر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے کہ محمد کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے، انہیں روتے دیکھا، پیار کیا اور یہی جملہ فرمایا جو اوپر گزرا ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ، ج ۵ص ۱۶۸)

یہ تین خوش قسمت بچے تو وہ ہیں جن کا تذکرہ راقم الحروف کو ملا ہے، ان کے علاوہ بھی ممکن ہے آپ ﷺ نے یہ جملہ کسی یتیم کے لیے فرمایا ہو یا یہ جملہ تو نہیں فرمایا، لیکن ان کے کفیل حضور ﷺ بن گئے تھے۔

سات خوش قسمت بچّے (جن کا کان حضور ﷺ نے پکڑا)

۳۱۱۔ حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہما:

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ (حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا بنت رواحہ) دونوں کو شرفِ صحابیت حاصل تھا اس لیے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ پیدائشی مسلمان تھے۔ وہ ۲ھ میں پیدا ہوئے ماں باپ کی سرپرستی میں رسول پاک ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہونے لگے۔ آپ ﷺ ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے ایک دفعہ حضور ﷺ کے پاس طائف سے انگور آئے، اس وقت ننھے نعمان رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں موجود تھے، آپ ﷺ نے ان کو انگوروں کے دو خوشے عطاء کیے اور فرمایا:

خُذْ هٰذَا الْعُنْقُودَ فَأَبْلِغْهُ أُمَّكَ...

"(ایک خوشہ تمہارا ہے) اور ایک گھر جا کر اپنی والدہ کو دے دینا" یہ بچے تھے راستے میں دونوں خوشے چٹ کر گئے اور اپنی والدہ کو بتایا تک نہیں، چند دن بعد حسبِ معمول بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا،

مَاذَا فَعَلَ الْعُنْقُودُ، هَلْ بَلَّغْتَ؟

وہ انگوروں کے خوشے کیا ہوئے (کیا تم نے اپنی ماں کو انگور دیے تھے؟) انہوں

Marfat.com

نے عرض کی: نہیں، (وہ سارے میں نے کھا لیے تھے) اس سے آگے وہ حضور ﷺ کا انداز محبت یوں بیان کرتے ہیں:

فَاَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنِي، وَقَالَ يَا غُدُر!

اللہ کے رسول ﷺ نے میرا کان پکڑا اور فرمایا: کیوں او مکار!

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ذکر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ج ۱ص ۴۷۲)

مذکورہ واقعہ میں دو چیزیں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خاصیت اور محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی کی دلچسپی شمار کروائی ہے۔

ایک یہ کہ ان کا کان پکڑ کر حضور ﷺ نے پیار سے گفتگو فرمائی۔ دوسرا فرمایا: یَا غُدُر! یعنی او مکار! حالانکہ مکار بظاہر تعریف نہیں مذمت ہے، لیکن عاشق کو محبوب کے الفاظ کے عرض ہے، اور اسے وہ فخر چاہیے جو اسے محبوب کے خصوصی خطاب سے ملا اور بس! یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ نہ کرنے کی وجہ سے اللہ کی طرف سے نبی اکرم ﷺ پر عتاب نازل ہوا تو حضور ﷺ کو اس عتاب سے اور جسکی وجہ سے معتوب ہوئے دونوں سے محبت ہو گئی۔

تیرا کرم کہ چُنا مجھے امتحاں کے لیے

۳۱۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ:

باب نمبر اُنیس میں سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ جب انہوں نے ابن اُبی منافق کی ریشہ دوانیوں سے حضور ﷺ کو مطلع فرمایا، ابن اُبی نے انکار کرتے ہوئے کم عمر زید رضی اللہ عنہ کو جھٹلا دیا ادھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آیات کا نزول فرما کر اپنے کم سن مؤحد مسلمان کی تصدیق فرمادی۔ تو پھر کیا تھا؟ محبوب کریم ﷺ کو بچے پر پیار آیا اور پیار سے بچے کا کان پکڑا اور فرمایا اس لڑکے کا کان سچا تھا۔ (تفسیر الطبری سورہ المنافقون)

Marfat.com

۱۳-۳۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

جس طرح حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا کان پکڑا، اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کا کان پکڑ کر حضور ﷺ نے اپنے بائیں سے دائیں جانب نماز میں کھڑا کر لیا وہ بھی اس ادائے نبوی ﷺ کی لذت لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِيْ فَاَخَذَنِي بِاُذُنِي فَا دَارَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ (مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۳۱۹۴)

''میں نماز میں آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہوا، حضور ﷺ نے میرا کان پکڑا اور گھما کر دائیں جانب کر دیا'' بچپن کا یہ واقعہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قلبی گہرائیوں میں اپنی تمام جزئیات کے ساتھ محفوظ رہا، جسے وہ بیان کیا کرتے تھے، آج محدثینِ اُمت کے لیے یہ واقعہ بہت سے مسائل کا حل پیش کرتا ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ پر (بَابُ السَّمَرِ فِی الْعِلْمِ) باندھ کر رات کو علمی گفتگو کا جواز ثابت کرتے اور کہیں ''اِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَّسَارِ الْاِمَامِ'' قائم کر کے مقتدی اور امام کے کھڑے ہونے کے مسائل حل کرتے ہیں، آٹھ ابواب تو صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بنائے۔ ہر بچے کے صرف ان واقعات کو لیا جائے، جن کا تعلق صحبتِ نبوی ﷺ سے ہے، تو فقہی مسائل کا ایک بڑا ذخیرہ تیار ہو جائے۔

۱۴-۳۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما:

ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بھی اپنے بچپن کا واقعہ اور اس میں محبوبِ خدا ﷺ کی اس مبارک ادا کا تذکرہ یوں بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھا، حضور ﷺ نے نماز کی تیاری کی، اس دن محبوبِ خدا کو ایک ہی کپڑا بطور لباس میسر تھا، میں نماز میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا۔ فَاَخَذَ بِاُذُنِي... فَجَعَلَنِي عَنْ يَّمِيْنِهٖ ''حضور ﷺ نے میرا کان پکڑا اور اپنے دائیں جانب کھڑا کر لیا۔''

(مسند احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حدیث نمبر ۱۴۸۳۱)

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کم سنی کے واقعات باب نمبر ۱۴ میں بھی ہیں کہ جب ان کے والد گرامیٔ قدر رضی اللہ عنہ اُحد میں شہید ہو گئے اور جابر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی شفقتوں کے محور بن گئے تھے تو بعض اوقات سفر میں حضور ﷺ انہیں ساتھ لے جاتے تھے۔ یہ واقعہ بھی ان کی ہمسفری کا ہی ہے۔ (مسلم حدیث نمبر ۱۲۸۵، باب الدعا فی اللیل)

اسی طرح شَرحُ السُّنَّة میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما رات کو حضور ﷺ کے گھر (اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا) کے ہاں رہے شب کو حضور ﷺ اٹھے آپ ﷺ نے تہجد اور وتر پڑھے، یہ ساتھ کھڑے ہو گئے حضور ﷺ نے ان کا کان پکڑا ہلکا سا مسلا اور ان کے سر پر ہاتھ بھی رکھا۔

(شرح السنۃ، حدیث نمبر ۹۰۴، باب صلاۃ اللیل)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے بہت سے لمحاتِ حیات ایسے ہیں جن میں انہوں نے آپ ﷺ کی تعلیمات وخصائل کو محفوظ کیا اور امت تک من وعن پہنچا دیا۔

۳۱۵۔ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہما:

لوگوں نے ان سے ایک دفعہ پوچھا: ''لوگ کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا، دیکھا ہے، کیوں نہیں دیکھا، میں بہت چھوٹا تھا اپنے چچا کے ساتھ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا، حضور ﷺ نے میرا کان پکڑا اور میرے چچا سے پوچھا: اَتَرٰی هٰذَا اَیْنَ کُرُ اُمَّهٗ وَاَبَاهٗ۔ ''کیا یہ بچہ اپنی ماں اور اپنے ابو کو یاد کرتا ہے۔؟

(المَطَالِبُ العَالِیَۃ، حدیث نمبر ۴۶۲۶)

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ اگرچہ عہد نبوی ﷺ کے بچوں میں شمار ہوتے ہیں لیکن آپ ﷺ کی محافل میں جاتے تو باہوش ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کے ارشادات غور سے سماعت کرتے تھے، ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا:

مَا اَکَلَ اَحَدٌ مِنْ بَنِی اٰدَمَ طَعَامًا خَیْرًا لَهٗ مِنْ اَنْ یَّاکُلَ مِنْ عَمَلِ

Marfat.com

يَدِهٖ اِنَّ نَبِیَّ اللهِ دَاوٗدَ یَاکُلُ مِنْ کَسْبِ یَدِهٖ

(السنن الکبریٰ حدیث نمبر ۱۱۶۹۱، باب کسب الرّجل وعمله بیده)

''آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے جو شخص بھی کھائے، وہ ہاتھ کی کمائی سے بہتر روزی نہیں کھا سکتا، اس لیے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے روزی کا انتظام کرتے تھے'' اس فرمانِ عالی شان کے وقت ان کے کان حضور ﷺ کی طرف لگے ہوئے تھے اور آنکھیں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ سے منور ہو رہی تھیں اور یہ نور آنکھوں کے ذریعے ان کے دل میں اتر رہا تھا۔

۳۱۶۔ حضرت عبدالمطلب اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم:

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما دونوں حضور ﷺ سے ملنے گئے، جب ہم پہنچے تو نمازِ ظہر کی اقامت ہوئی، ہم لوگوں نے حضرتِ رسولِ کریم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کی، میں اور فضل عجلت میں حضور ﷺ کے گھر آ گئے، آپ ﷺ اس دن حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے پاس تھے۔ ہم لوگ ابھی حجرۂ مبارکہ کے پاس منتظر کھڑے تھے کہ، حضور ﷺ تشریف لے آئے۔

فَأَخَذَ بِأُذُنِي وَأُذُنِ الْفَضْلِ

''آپ ﷺ نے (شفقت اور محبت سے) میرا اور فضل کا کان پکڑا۔'' اس کے بعد فرمایا ''تمہارے دل میں جو بات ہے وہ کہو'' آپ ﷺ اس کے بعد تشریف لے گئے اور ہم دونوں کو گھر کے اندر داخل ہونے کی اجازت عطا فرمائی، ہم آپ ﷺ کے گھر میں چلے گئے۔

(ابوداؤد، باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذی القربیٰ صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر ۲۳۴۲، جز ۲، ص ۵۵)

حضرت عبدالمطلب بن حارث رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الغابہ میں ایک روایت یہ بھی ہے:

کَانَ غُلَامًا، وَلَمْ یُغَیِّرْ رَسُولُ اللهِ ﷺ اِسْمَهٗ

Marfat.com

"یہ جب حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اس وقت بچے تھے (ان کا نام آپ ﷺ کے داداجی کے نام پر تھا) آپ ﷺ نے تبدیل نہیں فرمایا۔"

(اسد الغابہ، عبد المطلب بن ربیعہ)

حضرت فضل رضی اللہ عنہ تو حضرت عباس عم رسول ﷺ کے بیٹے تھے، انہیں ہمرکابِ رسول ﷺ بننے کا شرف حاصل ہے وہ جوان ہوئے تو حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کے ہمرکاب ہو کر حج کیا تھا۔

چھ ننھے بچے رضی اللہ عنہم (جن کی وجہ سے حضور ﷺ نے لباس دھلوایا):

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ننھے بچے اس غرض سے بھی لائے جاتے تھے کہ آپ ﷺ ان بچوں کے لیے برکت کی دعا فرمائیں، زندگی کی پہلی خوراک اپنے دستِ مبارک سے ان کے منہ میں ڈالیں (بعض اوقات وہ بچے آپ ﷺ پر پیشاب بھی کر دیتے تھے۔ (الْاَنْوَارُ فِیْ شَمَائِلِ النَّبِیِّ الْمُخْتَار، ج۱، ص۱۲۴)

ایسے بچے پانچ ہیں، جن سے حضور ﷺ پیار کر رہے تھے اور انہوں نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا، آپ ﷺ نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا، اور ایسا نہ ہوا کہ ان واقعات کے بعد آپ ﷺ نے بچوں رضی اللہ عنہ کو گود میں لینا چھوڑ دیا ہو، بلکہ آپ کا ابرِ رحمت بچوں پر اسی طرح برستا رہا، وہ بچے یہ ہیں: سلیمان بن ہشام رضی اللہ عنہما، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما، حضرت ابن قیس رضی اللہ عنہما، حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، بعض حضرات نے ان ناموں کو مندرجہ ذیل اشعار میں جمع کیا ہے۔ قَدْ بَالَ فِیْ حُجْرِ النَّبِیِّ اَطْفَالٌ ○ حَسَنٌ رضی اللہ عنہ وحُسَیْنٌ رضی اللہ عنہ وابن الزبیر رضی اللہ عنہ بالوا ○ وکذا سُلیمان بن ہشام وابن رضی اللہ عنہ اُمِّ قیسٍ جاء فی الختام (حاشیہ البجیرمی علی الخطب باب حکم النجاسۃ المخففۃ، ج۱، ص۳۲۰)

اور ایک بچی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر بھی ملتا ہے۔ سیرتِ محبوبِ کائنات ﷺ کا یہ پہلو بہت ہی خوب صورت اور سبق آموز ہے کہ آپ طاہر، مطہر اور روحانی و جسمانی پاکیزگی

Marfat.com

کے بلند مقام پر ہیں، قرآنِ کریم میں آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو "مُتَطَهِّرِيْنَ" (انتہائی پاکیزہ) کے لقب سے نوازا گیا ہے، تو آپ ﷺ کی طہارت کا عالم کیا ہوگا؟ اس لحاظ سے آپ ﷺ نے بچوں کی یہ کیفیت برداشت کر کے رہتی دنیا تک کے انسانوں کو بندگی کا وہ راستہ سکھایا ہے، جس میں انسان رہبانیت سے بچتا ہے اور حُبِّ الٰہی کے مزے لے کر زندگی گزارتا ہے، اسے اپنے بچوں میں رہ کر بھی رضائے الٰہی کا موقعہ اتنا ہی میسر رہتا ہے، جتنا کہ ایک راہب کو اپنی کٹیا کی تنہائیوں میں ملتا ہے، آپ ﷺ کے امتی پر صرف یہ پابندی ہے کہ اپنے خاندان یا دیگر انسانوں کے ساتھ زندگی گزارے، تو سیرتُ النّبی ﷺ کے اس پہلو کو نہ بھولے جس میں محمد کریم ﷺ ایک کامیاب باپ، بھائی، چچا، سسر اور شوہر نظر آتے ہیں اور کبھی بھانجا، بھتیجا اور داماد کی حیثیت میں ایک بہترین عزیز دار کا نمونہ پیش کرتے ہیں کہیں بڑوں کا ادب کر رہے ہیں تو کہیں چھوٹوں پر شفقت اور ان سے پیار کر رہے ہوتے ہیں اور کہیں بچوں کی ناگوار اور معصومانہ عادات کو اپنی مسکراہٹوں سے مزین کر رہے ہیں۔

قارئین مکرم! اب ہم ان بچوں سے متعلقہ وہ حدیثیں لکھتے ہیں، جن میں ذکر ہے کہ ان بچوں نے آپ ﷺ کے لباس پر پیشاب کیا، اس سلسلے میں عموماً مورخین نے پانچ بچوں کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ اوپر تحقیق کے ساتھ لکھا گیا، یہاں ایک بچی کا اضافہ بھی اسلامی کتابوں کے حوالے سے کیا جا رہا ہے۔

۱۳۷۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اپنے نانا جی ﷺ کی گود میں:

سیدہ لبابہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا بڑے رتبہ و مقام رکھنے والی صحابیہ ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا ہے، میں نے عرض کیا: اَعْطِنِي ثَوْبَكَ وَالْبَسْ ثَوْبًا غَيْرَهُ "یارسول اللہ ﷺ! اپنے یہ کپڑے مجھے دیجیے (تاکہ میں انہیں دھو دوں) اور لباس تبدیل فرمالیجیے!"

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۲۰۵۶۳)

Marfat.com

۳۱۸۔ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی گود میں:

حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں خدمتِ حبیب ﷺ میں حاضر تھا، سیدنا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما میں سے کوئی بچہ نبی اکرم ﷺ کی گود میں تھا، میں نے دیکھا کہ بچے نے آپ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ کسی نے بچہ اٹھایا تو فرمایا: دَعُوا ابْنِیْ حَتّٰی یَقْضِیَ بَوْلَہٗ ''میرے بچے کو نہ اٹھاؤ پیشاب کرنے دو!'' (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۶۳۰۹)

۳۱۹۔ حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوتی ہیں:

خلیفۂ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو سید دو عالم ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے تھے، بعد میں ان کی بیٹی بھی مدینہ پہنچیں، ابھی مدینہ کی قریبی بستی (قبا) پہنچی تھیں کہ اللہ نے انہیں چاند سا خوبصورت بیٹا عنایت کیا، حضور ﷺ ابھی قبا میں ہی تھے بیٹے کو نہلا دھلا کر فخرُ الرّسل ﷺ کی گود میں لا کر رکھا۔ آپ ﷺ نے کھجور اور اپنے لعابِ مبارک کی گھٹی دی، پھر حسبِ معمول بچے اور والدین کو دعاؤں سے نوازا۔

(الانوار فی شمائل النبی المختار، ا، ص ۱۲۴)

حضرت ابنُ الزبیر رضی اللہ عنہما:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق بھی لکھا ہے کہ انہوں نے بھی سید دو عالم ﷺ کی گود مبارک میں پیشاب کر دیا تھا۔ (حاشیۃ البجیرمی ج ا، ص ۲۳۰)

۳۲۰۔ حضرت سیدہ اُمِ قیس رضی اللہ عنہا اپنے بچے کو لے کر حاضر ہوتی ہیں:

سیدہ اُمِ قیس رضی اللہ عنہا بڑی جلیل القدر صحابیہ ہیں اسلام کے لیے ان کی بڑی قربانیاں ہیں، وہ اپنے بیٹے کو سید دو عالم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتی ہیں، سید دو عالم ﷺ اس بچے کو اپنی گود میں لیتے ہیں اور وہ بچہ محبوبِ کریم ﷺ پر پیشاب کر دیتا ہے، تو اسے دھویا جاتا ہے۔ (بخاری: بابُ بَوْلِ الصِّبیان)

Marfat.com

۳۲۱۔ حضرت ام حبیبہ بنت عباس رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کے ساتھ:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اُمِ فضل بنتِ حارث رضی اللہ عنہا ام حبیبہ بنت العباس رضی اللہ عنہا (بنت عم النبی ﷺ) کو آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں، اس بچی کو آنحضور ﷺ کی گود میں رکھ دیا اور اس بچی نے آپ ﷺ پر پیشاب کر دیا (اس کے بعد مکمل واقعہ لکھا گیا ہے کہ اس پیشاب کو دھویا گیا)۔ (مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ فِی بَوْلِ الصَّبِیِ وَالْجَارِیَۃِ)

اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ بہت محبت کرتے تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ بچی ایک دفعہ آپ ﷺ کے سامنے رینگ رہی تھی، آپ ﷺ کی نظر پڑی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَئِنْ بَلَغَتْ هٰذِهٖ وَاَنَا حَیٌّ لَاَتَزَوَّجَنَّهَا ''اگر میری زندگی نے اس بچی کی بلوغت تک وفا کی، تو میں ضرور اس کی شادی کروں گا'' ابن عباس رضی اللہ عنہما جو اس واقعے کے گواہ ہیں ،وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اس بچی کی بلوغت سے پہلے ہی دنیا کو الوداع کہہ گئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۲۰۷۴۸، ج ۱۸، ص ۲۶۸)

قارئین مکرم! یہ تھے وہ چند اوراق جو سیرت نبویہ ﷺ کی لائبریریوں سے ''حاصل مطالعہ'' کے طور پر اس امت کے اردو خواں حضرات وخواتین کی ترقی ایمان کے لیے ایک طالب علم کی طرف سے پیش کر دیے گئے، اس اعتراف کے ساتھ کہ عہدِ نبوی ﷺ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیتے ہوئے بچوں کے لمحات کو اردو کا لباس پہنا کر قدر دانوں کے سامنے پیش تو کر دیا، لیکن حضور اکرم ﷺ اور ان بچوں کے درمیان مسکراہٹوں کے تبادلے اور کبھی بچوں کی بے چینی پر آپ ﷺ کا غمگین ہونا اور انہیں گود لیتے وقت آنکھوں میں آنکھیں ملانا، فیض کا منتقل ہونا، اس موقعہ پر فرشتوں کے نزول اور سکینہ کی خوشبو اپنی تحریر میں نہ شامل کر سکا، نہ یہ ممکن ہے اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں طالب علم کا یہ ہدیہ حاضر ہے کہ (اس کتاب کو لکھنے، پڑھنے اور چھاپنے والے) روزِ قیامت حوضِ کوثر پر دیکھیں کہ حضور ﷺ کیسے پلاتے ہیں اور ہم بھی جامِ کوثر حاصل کرنے کے لیے روئے اقدس پر نظریں جمائے دیکھ رہے ہیں کہ

Marfat.com

ہماری باری کب آتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

صَلَّى اللهُ وَعَلٰى رَسُوْلِهٖ وَسَلَّمَ

بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

Marfat.com

کتابیات (مراجع) آغوش نبوت

القسم : التفاسير

_القرآن الكريم (كلام رب العالمين)

_روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني: المؤلف: شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (المتوفى: 1270هـ): المحقق: علي عبد الباري عطية: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

_تفسير الطبري = جامع البيان عن تأويل آي القرآن: المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ): تحقيق: الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي: بالتعاون مع مركز البحوث والدراسات الإسلامية بدار هجر الدكتور عبد السند

_معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي: المؤلف: محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي (المتوفى: 510هـ): المحقق: حققه وخرج أحاديثه محمد عبد الله النمر - عثمان جمعة ضميرية - سليمان مسلم الحرش

_مناهل العرفان في علوم القرآن: المؤلف: محمد عبد العظيم الزُّرْقاني (المتوفى: 1367هـ): الناشر: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه: الطبعة: الطبعة الثالثة: عدد الأجزاء: 2

_بحر العلوم: المؤلف: أبو الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السمرقندي (المتوفى: 373هـ): [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع، وهو ضمن خدمة مقارنة التفاسير]

_تفسير القرآن العظيم (ابن كثير): المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ): المحقق: محمد حسين شمس الدين: الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون - بيروت

_البحر المحيط في التفسير: المؤلف: أبو حيان محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان أثير الدين الأندلسي (المتوفى: 745هـ): المحقق: صدقي محمد جميل: الناشر: دار الفكر - بيروت

_زاد المسير في علم التفسير: المؤلف: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ): المحقق: عبد الرزاق المهدي: الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت

_غرائب القرآن ورغائب الفرقان: المؤلف: نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين القمي النيسابوري (المتوفى: 850هـ): المحقق: الشيخ زكريا عميرات: الناشر: دار الكتب العلميه - بيروت

_في ظلال القرآن: المؤلف: سيد قطب إبراهيم حسين الشاربي (المتوفى: 1385هـ): الناشر: دار الشروق - بيروت- القاهرة: الطبعة: السابعة عشر - 1412 هـ

_تنوير المقباس من تفسير ابن عباس: ينسب: لعبد الله بن عباس - رضي الله عنهما - (المتوفى: 68هـ): جمعه: مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى (المتوفى: 817هـ): الناشر: دار الكتب العلمية – لبنان: عدد الأجزاء: 1

القسم : من الاحاديث

_صحيح البخاري : (الجامع الصحيح المختصر): المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي: الناشر: دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت: الطبعة الثالثة ، 1407 - 1987

Marfat.com

_المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم: المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ): المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي

_الجامع الكبير - سنن الترمذي: المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ): المحقق: بشار عواد معروف: الناشر: دار الغرب الإسلامي - بيروت

_سنن أبي داود: المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ): المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد: الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت

_سنن ابن ماجه: المؤلف: ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ): تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي: الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي

_سنن الدارقطني: المؤلف: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (المتوفى: 385هـ): حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم

_المصنف في الأحاديث والآثار: المؤلف: أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (المتوفى: 235هـ): المحقق: كمال يوسف الحوت: الناشر: مكتبة الرشد - الرياض

_مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه: المؤلف: أبو العباس شهاب الدين أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل بن سليم بن قايماز بن عثمان البوصيري الكناني الشافعي (المتوفى: 840هـ): المحقق: محمد المنتقى الكشناوي: الناشر: دار العربية - بيروت

_مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي): المؤلف: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي (المتوفى: 255هـ): تحقيق: حسين سليم أسد الداراني: الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية

_شرح معاني الآثار: المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: 321هـ) : حققه وقدم له: (محمد زهري النجار - محمد سيد جاد الحق) من علماء الأزهر الشريف

_السنن الكبرى: المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ): المحقق: محمد عبد القادر عطا: الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنات

_الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم: المؤلف: محمد بن فتوح بن عبد الله بن فتوح بن حميد الأزدي الميورقي الحَميدي أبو عبد الله بن أبي نصر (المتوفى: 488هـ): المحقق: د. علي حسين البواب: الناشر: دار ابن حزم - لبنان/ بيروت

_تهذيب الآثار وتفصيل الثابت عن رسول الله من الأخبار: المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ): المحقق: محمود محمد شاكر: الناشر: مطبعة المدني - القاهرة

_الآحاد والمثاني: المؤلف: أبو بكر بن أبي عاصم وهو أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني (المتوفى: 287هـ): المحقق: د. باسم فيصل أحمد الجوابرة: الناشر: دار الراية - الرياض

Marfat.com

_جامع الأصول في أحاديث الرسول: المؤلف: مجد الدين أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الكريم الشيباني الجزري ابن الأثير (المتوفى : 606هـ): تحقيق: عبد القادر الأرنؤوط - التتمة تحقيق بشير عيون: الناشر: مكتبة الحلواني - مطبعة الملاح - مكتبة دار البيان

_المُعْجَمُ الكَبِير للطبراني المُجَلَّدان الثَّالِثَ عَشَرَ والرابع عشر: المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ)

_المُعْجَمُ الصَّغِيرُ لِلطَّبَرَانِيِّ: المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم الطبراني: الناشر: المكتب الإسلامي , دار عمار - بيروت , عمان: الطبعة الأولى ، 1405هـ=1985م: تحقيق: محمد شكور محمود الحاج أمرير: عدد الأجزاء : 2

_تهذيب الآثار للطبري: مصدر الكتاب : موقع جامع الحديث: **http://www.alsunnah.com**

_المعتصر من المختصر من مشكل الآثار: المؤلف: يوسف بن موسى بن محمد، أبو المحاسن جمال الدين المَلَطي الحنفي (المتوفى: 803هـ): الناشر: عالم الكتب – بيروت: عدد الأجزاء: 2

_شرح مشكل الآثار: المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: 321هـ) : تحقيق: شعيب الأرنؤوط: الناشر: مؤسسة الرسالة

_الأدب المفرد: المؤلف: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله (المتوفى: 256هـ): المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي: الناشر: دار البشائر الإسلامية - بيروت

_شعب الإيمان: المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ

_مسند أبي يعلى: المؤلف: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثُنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (المتوفى: 307هـ): المحقق: حسين سليم أسد: الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق

_صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان: المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى: 354هـ): المحقق: شعيب الأرنؤوط: الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت

_كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: المؤلف: علاء الدين علي بن حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي البرهانفوري ثم المدني فالمكي الشهير بالمتقي الهندي (المتوفى: 975هـ): المحقق: بكري حياني - صفوة السقا

_مسند الدارمي المعروف بـ (سنن الدارمي): المؤلف: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي (المتوفى: 255هـ): تحقيق: حسين سليم أسد الداراني: الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعود

_سنن سعيد بن منصور: المؤلف: أبو عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني الجوزجاني (المتوفى: 227هـ): المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي: الناشر: الدار السلفية - الهند

_مسند الإمام أحمد بن حنبل: المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ): المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون

_مَجْمَعُ الزَّوَائِدِ وَمَنْبَعُ الفَوَائِدِ: المؤلف: أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (المتوفى:

Marfat.com

_المعجم الكبير: المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ): المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي: دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة

_مشكاة المصابيح: المؤلف: محمد بن عبد الله الخطيب العمري، أبو عبد الله، ولي الدين، التبريزي (المتوفى: 741هـ): الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت

القسم : شروح الحديث

_فتح الباري: المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى : 852هـ): المحقق : عبد العزيز بن عبد الله بن باز ومحب الدين الخطيب: رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه وذكر أطرافها : محمد فؤاد عبد الباقي

_شرح صحيح البخارى لابن بطال: المؤلف: ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف بن عبد الملك (المتوفى: 449هـ): تحقيق: أبو تميم ياسر بن إبراهيم: دار النشر: مكتبة الرشد - السعودية، الرياض: الطبعة: الثانية، 1423هـ - 2003م

_مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: المؤلف: علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ): الناشر: دار الفكر، بيروت - لبنان: الطبعة: الأولى، 1422هـ - 2002م

_نيل الأوطار: المؤلف: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفى: 1250هـ): تحقيق: عصام الدين الصبابطي: الناشر: دار الحديث، مصر

_شرح الزرقاني على موطأ الإمام مالك: المؤلف: محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني المصري الأزهري: تحقيق: طه عبد الرءوف سعد: الناشر: مكتبة الثقافة الدينية - القاهرة: الطبعة: الأولى، 1424هـ - 2003م

_المسند الجامع: حققه ورتبه وضبط نصه: محمود محمد خليل: الناشر: دار الجيل للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، الشركة المتحدة لتوزيع الصحف والمطبوعات، الكويت: الطبعة: الأولى، 1413 هـ - 1993 م

_جامع الأحاديث (ويشتمل على جمع الجوامع للسيوطى والجامع الأزهر وكنوز الحقائق للمناوى، والفتح الكبير للنبهانى): المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ): ضبط نصوصه وخرج أحاديثه: فريق من الباحثين بإشراف د على جمعة (مفتي الديار المصرية)

القسم : السيرة والشمائل المحمدية

_السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون: المؤلف: علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج، نور الدين ابن برهان الدين (المتوفى: 1044هـ): الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت: الطبعة: الثانية - 1427هـ

_السيرة النبوية (من البداية والنهاية لابن كثير): المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى: 774هـ): تحقيق: مصطفى عبد الواحد: الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت - لبنان

_السيرة النبوية لابن هشام: المؤلف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى: 213هـ): تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي: الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

Marfat.com

_ذخائر العقبى في مناقب ذوى القربى: المؤلف: محب الدين أحمد بن عبد الله الطبري (المتوفى: 694هـ): عنيت بنشره: مكتبة القدسي لصاحبها حسام الدين القدسي بباب الخلق بحارة الجداوي بدرب سعادة بالقاهرة :عن نسخة: دار الكتب المصرية، ونسخة الخزانة التيمورية

_الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية: المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ): المحقق: سيد بن عباس الجليمي: الناشر: المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز- مكة المكرمة

_الروض الأنف في شرح السيرة النبوية: المؤلف: أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: 581هـ): الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت: الطبعة: الأولى، 1412

_وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: المؤلف: علي بن عبد الله بن أحمد الحسني الشافعي، نور الدين أبو الحسن السمهودي (المتوفى: 911هـ): الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت: الطبعة: الأولى - 1419

_زاد المعاد في هدي خير العباد: المؤلف: محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751هـ): الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - مكتبة المنار الإسلامية، الكويت: الطبعة: السابعة والعشرون , 1415هـ /1994م

_الخصائص الكبرى: المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ): الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت: سنة النشر: : عدد الأجزاء: 2

_سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد: المؤلف: محمد بن يوسف الصالحي الشامي (المتوفى: 942هـ): تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض: الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان: الطبعة: الأولى، 1414 هـ - 1993 م

_الوفا بتعريف فضائل المصطفى لابن الجوزى: المصدر: موقع شبكة مشكاة الإسلامية: http://www.almeshkat.net/: [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]

_عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير: المؤلف: محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سيد الناس، اليعمري الربعي، أبو الفتح، فتح الدين (المتوفى: 734هـ): تعليق: إبراهيم محمد رمضان: الناشر: دار القلم - بيروت

_حدائق الأنوار ومطالع الأسرار في سيرة النبي المختار: المؤلف: محمد بن عمر بن مبارك الحميري الحضرمي الشافعي، الشهير بـ «بَحْرَق» (المتوفى: 930هـ): الناشر: دار المنهاج - جدة: تحقيق: محمد غسان نصوح عزقول

_دلائل النبوة: المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ): المحقق: د. عبد المعطي قلعجي: الناشر: دار الكتب العلمية، دار الريان للتراث

_سُبُل السَّلام مِن صَحيح سيرة خَير الأنَام عَليه الصَّلاة وَالسَّلام: المؤلف: صالح بن طه عبد الواحد: راجعهُ وقدَّم لهُ: فضيلة الشيخ سليم بن عيد الهلالي، فضيلة الشيخ مشهور بن حسن آل سلمان: الناشر: مكتبة الغرباء، الدار الأثرية

Marfat.com

_سيرة المصطفى (صلى الله عليه وسلم): المؤلف: الشيخ محمد ادريس الكاندهلوي: الناشر: المكتبة العثمانية،لاهور،باكستان

_إتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب والفضائل: المؤلف: زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى: 1031هـ): دراسة وتحقيق وتعليق: عبد اللطيف عاشور: الناشر: مكتبة القرآن للطبع والنشر والتوزيع، القاهرة

من التراجم

_تهذيب التهذيب: المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ): الناشر: مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند: الطبعة: الطبعة الأولى، 1326هـ

_أسد الغابة في معرفة الصحابة: المؤلف: أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم بن عبد الواحد الشيباني الجزري، عز الدين ابن الأثير (المتوفى: 630هـ): المحقق: علي محمد معوض - عادل أحمد عبد الموجود: الناشر: دار الكتب العلمية

_سير أعلام النبلاء: المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى : 748هـ): المحقق : مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط: الناشر: مؤسسة الرسالة

_الأعلام: المؤلف: خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396هـ): الناشر: دار العلم للملايين: الطبعة: الخامسة عشر - أيار / مايو 2002 م

_الكامل في ضعفاء الرجال: المؤلف: أبو أحمد بن عدي الجرجاني (المتوفى: 365هـ): تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود-علي محمد معوض: شارك في تحقيقه: عبد الفتاح أبو سنة: الناشر: الكتب العلمية - بيروت-لبنان

_طبقات الفقهاء: هذبهُ: محمد بن جلال الدين المكرم (ابن منظور): المؤلف: أبو إسحاق الشيرازي: المحقق : إحسان عباس: الطبعة : 1

_الطبقات الكبرى: المؤلف: أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى: 230هـ): تحقيق: محمد عبد القادر عطا: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

_تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري: المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ): (صلة تاريخ الطبري لعريب بن سعد القرطبي، المتوفى: 369هـ): الناشر: دار التراث - بيروت: الطبعة: الثانية - 1387 هـ: عدد الأجزاء: 11: [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]

_معرفة الصحابة: المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ): تحقيق: عادل بن يوسف العزازي: الناشر: دار الوطن للنشر، الرياض

_الاستيعاب في معرفة الأصحاب: المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى: 463هـ): المحقق: علي محمد البجاوي: الناشر: دار الجيل، بيروت

_معجم الصحابة: المؤلف: أبو القاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزيز بن المَرْزُبان بن سابور بن شاهنشاه البغوي (المتوفى: 317هـ): المحقق: محمد الأمين بن محمد الجكني: الناشر: مكتبة دار البيان - الكويت

Marfat.com

_الوافي بالوفيات: المؤلف: صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: 764هـ): المحقق: أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى: الناشر: دار إحياء التراث – بيروت: عام النشر:1420هـ- 2000م: عدد الأجزاء: 29

_المنتخب من ذيل المذيل: مصدر الكتاب : موقع يعسوب: [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]

_حياة الصحابة: المؤلف: محمد يوسف بن محمد إلياس بن محمد إسماعيل الكاندهلوي (المتوفى: 1384هـ): حققه، وضبط نصه، وعلق عليه: الدكتور بشار عوّاد معروف: الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان

_سير الصحابة : مؤلفون: شاه معين الدين احمد ندوي ، اكبر شاه خان ندوي،مولوي سعيد انصاري حافظ مجيب الله ندوي: الناشر: اداره اسلاميات لاهور باكستان۔

_الإصابة في تمييز الصحابة: المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ): تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود وعلى محمد معوض: الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت

_الجرح والتعديل - المنذري]: الكتاب : رسالة في الجرح والتعديل: المؤلف: عبد العظيم بن عبد القوي المنذري أبو محمد: الناشر: مكتبة دار الأقصى – الكويت: الطبعة الأولى ، 1406

القسم : التاريخ

_المحبر: المؤلف: محمد بن حبيب بن أمية بن عمرو الهاشمي، بالولاء، أبو جعفر البغدادي (المتوفى: 245هـ): تحقيق: إيلزة ليختن شتيتر: الناشر: دار الآفاق الجديدة، بيروت

_شذرات الذهب في أخبار من ذهب: المؤلف: عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (المتوفى: 1089هـ):حققه: محمود الأرناؤوط: خرج أحاديثه: عبد القادر الأرناؤوط

_سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي: المؤلف: عبد الملك بن حسين بن عبد الملك العصامي المكي (المتوفى: 1111هـ): المحقق: عادل أحمد عبد الموجود- علي محمد معوض: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

_تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري: المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ): (صلة تاريخ الطبري لعريب بن سعد القرطبي، المتوفى: 369هـ): الناشر: دار التراث - بيروت: الطبعة: الثانية - 1387 هـ عدد الأجزاء: 11: [ترقيم الكتاب موافق للمطبوع]

_البدء والتاريخ: المؤلف: المطهر بن طاهر المقدسي : المصدر: موقع شبكة مشكاة الإسلامية: http://www.almeshkat.net/

_البداية والنهاية: المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ): تحقيق: عبد الله بن عبد المحسن التركي: الناشر: دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

_المفصل فى تاريخ العرب قبل الإسلام: المؤلف: الدكتور جواد علي (المتوفى: 1408هـ): الناشر: دار الساقي: الطبعة: الرابعة 1422هـ/ 2001م: عدد الأجزاء: 20

Marfat.com

_تلقيح فهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير: المؤلف: جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن ابن الجوزي [508هـ - 597هـ]: الناشر: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم - بيروت: الطبعة: الأولى، 1997: عدد الأجزاء: 1

_معجم البلدان: المؤلف: شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي الحموي (المتوفى: 626هـ): الناشر: دار صادر، بيروت: الطبعة: الثانية، 1995 م

_تاريخ دمشق: المؤلف: أبو القاسم علي بن الحسن بن هبة الله المعروف بابن عساكر (المتوفى: 571هـ): المحقق: عمرو بن غرامة العمروي: الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع

القسم :الادب، الأداب والبلاغة

_ثمار القلوب في المضاف والمنسوب: المؤلف: عبد الملك بن محمد بن إسماعيل أبو منصور الثعالبي (المتوفى: 429هـ): الناشر: دار المعارف – القاهرة: عدد الأجزاء: 1

_الأذكار للنووي: المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ): الناشر: الجفان والجابي - دار ابن حزم للطباعة والنشر: الطبعة: الطبعة الأولى 1425هـ- 2004م

_الجوهرة في نسب النبي وأصحابه العشرة: المؤلف: محمد بن أبي بكر بن عبد الله بن موسى الأنصاري التِلمساني المعروف بالبُرِّي (المتوفى: بعد 645هـ): نقحها وعلق عليها: د محمد التونجي، الأستاذ بجامعة حلب: الناشر: دار الرفاعي للنشر والطباعة والتوزيع - الرياض

_صفة الصفوة: المؤلف: جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597هـ): المحقق: أحمد بن علي: الناشر: دار الحديث، القاهرة، مصر

_حياة الحيوان الكبرى: المؤلف: محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري، أبو البقاء، كمال الدين الشافعي (المتوفى: 808هـ): الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت: الطبعة: الثانية، 1424 هـ

_الدراري في ذكر الزراري : المؤلف: كمال الدين ابن العديم : الناشر: دار السلام بيروت

_ربيع الأبرار ونصوص الأخيار: المؤلف: جار الله الزمخشري توفي 583 هـ: الناشر: مؤسسة الأعلمي، بيروت: الطبعة: الأولى، 1412 هـ: عدد الأجزاء: 5

_ثمار القلوب في المضاف والمنسوب: المؤلف: أبي منصور عبدالملك بن محمد بن إسماعيل الثعالبي: الناشر: دار المعارف – القاهرة: الطبعة الأولى ، 1:

المتفرقات

_حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح: المؤلف: أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي - توفي 1231 هـ: المحقق: محمد عبد العزيز الخالدي: الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان: الطبعة: الطبعة الأولى 1418هـ - 1997م

_البجيرمي علي الخطيب: المؤلف: الشيخ سليمان بن محمد بن عمر: الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت

_فضائل الصحابة الأمام أحمد بن حنبل: المؤلف: الإمام أحمد بن حنبل القب والنسب : الشيباني: ت. الميلاد : 164 ت. الوفاة : 241

Marfat.com

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

الانبیاء: ۱۰۷

"اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو تمام جہان کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے"

آغوشِ پیغمبر ﷺ

اللہ کے رسول ﷺ بچوں کے درمیان

تحقیق وترتیب

مولانا محمد اسلم زاہد

الهادي
للنشر والتوزيع

Marfat.com